بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ چہاردہ صد سالہ یادگار شہادت امیر المومنینؑ (۴۰ھ - ۱۴۴۰ھ)، اشاعت نو

نفسِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلد (۳)

ثقل اکبر

مولفہ

مجاہد ملت مولانا سید محمد باقر نقوی طاب ثراہ

(سابق مدیر مجلہ اصلاح)

زیر رہنمائی: علامہ سید علی حیدر نقوی اعلی اللہ مقامہ

ناشرین

ادارۂ اصلاح

مسجد دیوان ناصر علی، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳

E-mail: islah_lucknow@yahoo.co.in

www.islah.in

Ph. : 0091 522 4077872

ولایت پبلیکیشنز

نئی دہلی (انڈیا)

E-mail:welayatpublications@gmail.com

www.welayat.in

Contact: 09958225575

مشخصات

کتاب کا نام	:	نفسِ رسولؐ جلد (۳) ثقل اکبر
مؤلفہ	:	مجاہد ملت مولانا سید محمد باقر نقوی طاب ثراہ
کمپوزنگ	:	------------------
طبع	:	عنبر پریس، لکھنؤ
تاریخ طبع	:	رجب المرجب ۱۴۴۰ھ۔ مارچ ۲۰۱۹ء
صفحات	:	۳۶۰
قیمت	:	250 روپے
ناشر	:	ادارۂ اصلاح، لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۳ (انڈیا)

ISBN-13 : 978-93-87479-
ISBN-10 : 93-87479-

ادارۂ اصلاح

مسجد دیوان ناصر علی مرتضیٰ حسین روڈ لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۳ (انڈیا)

فون و فیکس نمبر: 0091 522 4077872

E-mail:islah_lucknow@yahoo.co.in

www.islah.in

فہرست کتب

بسمہ تعالیٰ

عرض ناشر

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علیٰ اھلھا

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سابق سربراہ علامہ سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے سیرت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام پر "المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ" نامی کتاب لکھی تھی جس کے متعدد ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے دیباچہ کی ابتدا میں انہوں نے عمومی الفاظ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

"یہ ایک تلخ تاریخی حقیقت ہے کہ بہت سی تاریخ ساز، عہد آفریں، اور نادرہ روزگار شخصیات ایسی بھی ہیں جن کی مکمل سیرت (جو ان کی روشن ترین خصوصیات پر حاوی اور ان کے مرکزی اور اہم کمالات و محاسن پر روشنی ڈالتی ہو) عرصۂ دراز تک مرتب نہیں ہوئی اور یہ بات ان کے ماننے والوں اور عقیدت مندوں پر ایک اخلاقی دینی و علمی قرض کی نوعیت رکھتی ہے۔ جس کی ادائیگی بعض اوقات انہوں نے بھی نہیں کی جو ان کی تعظیم میں غلو اور مبالغہ سے کام لیتے اور ان سے محبت و وابستگی کو سرمایہ ایمان وآگہی سمجھتے ہیں۔ (سخن ہائے گفتنی)

آخری سطور میں اشارہ کس گروہ کی طرف ہے ان کے علم میں بہتر رہا ہوگا اسی تحریر میں آگے انہوں نے اپنے برادر بزرگ مولوی حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی کے ایک حکم کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے ایک روز بڑے دادا کے ساتھ گلو گیر لہجہ میں کہا علی تم کو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی سیرت پر کتاب لکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ صلاحیت بخشی ہے کہ تم یہ کام کر سکو" (سخنہائے گفتنی)

اس حکم پر عمل کرنے کی نوبت جب تین دہائیوں کے بعد آئی تو اس سلسلہ میں مزید اقدام سے پہلے ان کا یہ تجزیہ تھا:

"مجھے اسلامیات کے کتابی ذخیروں میں اک شدید کمی کا احساس پیدا ہوا اور یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی مکمل سوانح حیات (جو بقدر امکان) ان کے اہم اور مرکزی خصائص و کمالات پر روشنی ڈالتی ہو موجود نہیں ہے" (سخنہائے گفتنی)

المرتضیٰ کی پہلی ہی اشاعت کے بعد منقولہ جملے جب میری نظر سے گزرے تھے تو مجھے مشہور اہل علم کی غفلت پر سخت تعجب ہوا تھا۔ اس لئے کہ خود ادارۂ اصلاح سے دس ضخیم جلدوں میں "نفس رسولؐ" کے نام سے سیرت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام

سائز 20x26/8 شائع ہو چکی تھی جو ایک کارنامہ ہے لیکن چونکہ یہ شیعی حلقہ کا کام ہے لہٰذا اسے نظرانداز کیا گیا۔ ادعا کے باوجود المرتضیٰ پر 500 صفحات تک بھی نہیں پہنچ سکی جبکہ "نفس رسولؐ" ہزاروں صفحات پر مشتمل ہونے کے باوجود نامکمل رہی اور جو منصوبہ تھا اس کی حد آخر کو حاصل نہیں کر سکی ہے۔ جو اس حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی صداقت کا اعلان ہے کہ:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لو ان الریاض اقلام، البحر مداد والجن حسّابٌ والانس کتّاب ما احصوا فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام (بحارالانوار جلد ۴۰ صفحہ ۴۰)

"اگر باغات قلم بن جائیں اور سمندر، روشنائی بن جائیں اور تمام جن شمار کرنے والے بن جائیں اور تمام انسان لکھنے والے بن جائیں پھر بھی فضائل علیؑ کا احصا نہیں کر سکتے"۔

اوصاف علی، بہ گفتگو ممکن نیست

گنجایش بحر در سبو، ممکن نیست

من ذات علی بہ واجبی نشناسم

امادانم کہ مثل او ممکن نیست

جب مجلہ اصلاح کے مدیر اول اور بانیٔ اصلاح فخر الحکماء علامہ سید علی اظہر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ کے قابل فخر فرزند حجۃ الاسلام علامہ سید علی حیدر طاب ثراہ نے دس جلدوں پر مشتمل سیرت امیر المومنینؑ "نفس رسولؐ" کو قلم بند کرنے کا ارادہ کیا تو دل میں شدید بے چینی تھی۔ اس سلسلہ میں ان کا جو منصوبہ تھا وہ نفس رسولؐ کی پہلی جلد "اعجاز اولیٰ" میں موجود ہے۔ اپنے منصوبہ کا اعلان انہوں نے بذریعہ مجلہ اصلاح کرنا شروع کر دیا تھا جیسا کہ اپنے وصیت نامہ میں انہوں نے ذکر بھی کیا ہے کہ:

"میں ماہ مئی ۱۹۵۰ء سے رسالہ اصلاح میں ایک عظیم الشان تاریخی اور تحقیقی کتاب لکھنے اور شائع کرنے کا ڈھنڈھورا پیٹ رہا ہوں اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی سب سے بڑی سب سے زیادہ جامع سوانح عمری گویا حضرت علی علیہ السلام کے حالات کی انسائیکلو پیڈیا ہو گی جو سات آٹھ جلدوں غالباً چار ہزار صفحوں میں پوری اور سات آٹھ سال میں ختم کی جائے گی۔ اس طرح میں نے ابھی سات آٹھ برس اور اس دنیا میں اپنے کو زندہ سمجھنے کا سامان کر لیا ہے کیا بغیر اس سوانح عمری کے مکمل شائع ہوئے جناب ملک الموت کو میرے پاس آجانے میں افسوس نہیں ہو گا لیکن اگر نہ مانے تو میں کیا کر لوں گا۔

"کار دنیا کسے تمام نہ کرد" اس حالت میں آپ میرے کل خطوط کی تعمیل کرتے رہئے گا۔"

والسلام احقر علی حیدر عفی عنہ (ایک عزیز کے نام مکتوب اصلاح نومبر دسمبر ۱۹۵۰ء)

''چونکہ ہم کو علمی خدمتیں کرتے بفضل تعالیٰ ۴۵ سال گزر گئے اور اب اس عظیم الشان سوانح مبارکہ نفس رسولؐ دس جلدوں پر مشتمل سوانح امیر المومنینؑ کے مکمل شائع ہو جانے کے لئے بہت بے چین ہیں۔ مگر معلوم نہیں ہماری عمر یا قوت وفا کر سکے یا نہیں۔ اس وجہ سے بندہ زادوں مولوی سید محمد باقر صاحب ادیب فاضل (الہ آباد) فاضل ادب لکھنؤ یونیورسٹی مولوی فاضل (پنجاب یونیورسٹی) اور صدر الافاضل سے جن کی بہت مفید مقبول کتاب ''مذہبی تعلیم'' کے پانچ حصوں کی خدا کے فضل سے ہر طرف دھوم ہوگئی ہے۔ اور مولوی سید آغا جعفر سلمہ متعلم مدرسہ سلطان المدارس لکھنؤ سے وصیت بھی کر رکھی ہے کہ اس سوانح مبارکہ کو صرف خدائے کریم وقدیر کی تائید پر بھروسہ کر کے ہم نے شروع تو کر دیا ہے لیکن جب ہم زندہ نہ رہیں تو ''اگر پدر نتواند پسر تمام کند'' اور ''الولد سرٌ لابیہ'' کے مطابق اس کو ضرور مکمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ دونوں فرزند قادر مطلق پر توکل کر کے اس کے مکمل کرنے میں جناب مولانا علی نقی صاحب قبلہ، جناب مولانا سید محمد سعید صاحب قبلہ لکھنؤ، مولانا سید رضی صاحب زنگی پوری، جناب مولانا سید عدیل اختر صاحب، جناب مولوی سید سبط الحسن صاحب ہنسوی، جناب ڈاکٹر مولوی سید مجتبیٰ حسن صاحب کامون پوری، جناب الحاج پرنس سید محمد عباس صاحب صفوی تعلقدار شمس آباد، جناب سید فقیر حسین صاحب بخاری ایم اے پروفیسر علی گڑھ، جناب ڈاکٹر مولوی سید اعجاز حسین صاحب منیجر وقف ہوگلی، جناب خواجہ غلام السیدین صاحب پانی پتی، جناب آغا سلطان مرزا صاحب جج پنشنر کراچی، جناب ڈاکٹر محمد علی الحاج سالمین صاحب بمبئی، جناب مولانا حافظ کفایت حسین صاحب لاہور، اور جناب مولانا محمد بشیر صاحب ٹیکسلا سے پوری مدد لیتے رہیں۔''

(احقر علی حیدر عفی عنہ، ۷ رصفر ۷۰ ۱۳ ھ ہجری مطابق ۱۸ رنومبر ۱۹۵۰ء)

وصیت میں مزید تحریر فرمایا ہے:

''سوانح مبارکہ کے لئے وصیت کا مضمون بھی ہم اصلاح میں شائع کر چکے ہیں۔ چند ناموں کا اضافہ اس میں بھی ضروری ہے جن سے مدد اور مشورہ لیتے رہنا بہت مفید اور اہم ہے۔:

۱) جناب سید امتیاز حسین صاحب ترمذی وکیل پٹنہ۔ ۲) جناب سید حسن عسکری صاحب پروفیسر پٹنہ۔ ۳) جناب مولوی سید ابن حسن صاحب جارچوی، لکھنؤ۔ ۴) جناب مولوی سید اختر علی صاحب تلہری۔ ۵) جناب مولوی مرزا احمد علی صاحب امرتسری۔ اور ۶) جناب مولوی محمد مصطفیٰ صاحب جوہر کراچی۔

مذکورہ بالا حضرات نیز ان حضرات سے جن کے اسمائے گرامی دسمبر کے اصلاح میں شائع ہو چکے ہیں التماس ہے کہ ہماری عمر ۶۵ سال کی ہو چکی ہے اور علمی خدمات کرتے ہوئے تقریباً ۵۰ سال گزر چکے ہم کو بہت افسوس ہے کہ سوانح مبارکہ کے

مرتب کرنے کی توفیق بہت دیر کر کے ہوئی جب آفتاب لب بام پہنچ گیا ہے اس وجہ سے ہم بے چین ہیں کہ سوانح مبارکہ کیونکر اچھی سے اچھی ہوگی۔ آپ کل حضرت اس اہم دینی خدمت میں ہماری علمی اور قلمی مدد کر کے شکر گزار کریں اس طرح کہ کل حضرات سوانح مبارکہ کی دسوں جلدوں کے لئے جن قیمتی مضامین نادر تحقیقات، مفید مباحث اور ضروری افادات کا اندراج پسند کریں۔ ان سب کو جلد از جلد ہمارے پاس ارسال فرمانا شروع کر دیں۔ تاکہ ہم سب کو مرتب کرتے جائیں۔ اور دسوں جلدوں کے مسودات کو آپ حضرات کی اعانت سے اپنی زندگی ہی میں مکمل کر ڈالیں۔ اس کے بعد اگر اجل نے مہلت دی تو انشاء اللہ خود چھپوا کر شائع کریں گے۔ ورنہ خود آپ حضرات دفتر اصلاح سے شائع کراتے رہیں گے۔'' (اصلاح مئی جون ۱۹۵۱ء)

علامہ علی حیدر صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے پہلے ۶۔۷ جلدوں میں پھر دس جلدوں میں سوانح عمری امیر المومنینؑ کا ارادہ اس وقت کیا جب عمر ڈھل رہی تھی۔ جب اندازہ ہوا کہ عین حیات میں یہ کام پورا نہیں کر سکوں گا تو یہ کام اپنی اولاد کے سپرد کیا۔ مدیر دوم اصلاح مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقوی طاب ثراہ نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ ۴ جلدیں خود لکھیں مگر اپنے والد مرحوم کے نام سے باقی دیگر مصنفین و مبلغین کی کتابوں کو شامل کر کے دس جلدیں پوری کر دیں۔ والد مرحوم مولانا سید محمد باقر جوراسیؒ ان کے ہم نام بھی تھے اور چالیس سال تک گہرے رفیق رہے تھے ان کی وفات کے بعد اپنے ایک مضمون ''امام عصرؑ کا ایک خادم'' کے عنوان سے مضمون میں تحریر فرمایا ہے:

''ان کے تالیفات وتصنیفات اور مضامین وتراجم کی تعداد تو بہت ہے جن کی فہرست پیش کرنا میرے لئے بھی دشوار ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان سب سے زیادہ نمایاں اور امتیازی حیثیت دس جلدوں میں مکمل ہونے والی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی عظیم وضخیم سوانح عمری کو حاصل ہے یہ بات میرے علم میں ہے کہ مرحوم کے پدر بزرگوار مولانا سید علی حیدر صاحب اعلی اللہ مقامہ نے اس کی صرف ابتدائی دو جلدیں ہی اپنے قلم سے تحریر فرمائی تھیں۔ اس کے بعد یہ اہم کام اپنے ہونہار فرزند کے سپرد کر دیا تھا۔ جسے مرحوم نے ان کے اعتماد اور توقعات کے مطابق پوری مہارت اور کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔

(اصلاح صدی نمبر جنوری تا مارچ ۱۹۹۹ء صفحہ ۲۰۷)

۳ سے ۷ جلدوں تک کی محنت مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقوی اعلی اللہ مقامہ کی کاوش ہے۔ ایک لائق فرزند ہونے کی حیثیت سے اور اپنے والد مرحوم کے جذبہ اخلاص کی قدردانی میں انہوں نے اس محنت کو بھی اپنے والد علام سے منسوب رکھا لیکن اب جبکہ اس کا انکشاف ہو چکا ہے کہ بعد کی جلدیں ان کا کارنامہ ہیں لہٰذا مناسب یہی ہے کہ ان جلدوں کو انہیں سے منسوب کیا جائے۔ ۷ جلدوں کے بعد دس جلدیں مکمل کرنے کے لئے مقبول و معروف جن تین کتابوں کا سہارا لیا گیا ان کے ترجمہ کی

زحمت بھی مرحوم ہی نے فرمائی تھی۔

چونکہ شہادت امیر المومنین کی چودہ سو سال مکمل ہونے کی یادگار منائی جارہی ہے لہذا اس مناسبت سے ترتیب میں معمولی تبدیلی اور دیگر تالیفات و تراجم کو شامل کر کے نفس رسولؐ کی ۱۴ جلدیں پیش ہیں۔ اس کا افسوس ہے کہ مرحوم نے جو خاکہ مرتب فرمایا تھا کام کا تکملہ اس نہج کے عین مطابق تو نہیں ہوسکا لیکن پھر بھی اس نفس رسولؐ کی ۱۴ جلدوں کی اشاعت کے ذریعہ ایک غیر معمولی کام انجام پا گیا ہے۔

اب تمام ۱۴ جلدوں کی ترتیب اس طرح ہے:

جلد (۱): اعجاز الولی (حجۃ الاسلام علامہ علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۲): قرآن ناطق (حجۃ الاسلام علامہ علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۳): ثقل اکبر (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۴): حضرت امیر المومنینؑ، حصہ اولیٰ (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۵): حضرت امیر المومنینؑ، حصہ ثانیہ (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۶): حضرت امیر المومنینؑ، حصہ ثالثہ (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۷): حضرت امیر المومنینؑ، حصہ رابعہ (مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ زیر رہنمائی علامہ سید علی حیدر نقویؒ)۔

جلد (۸): ندائے عدالت انسانی ترجمہ: صوۃ العدالۃ الانسانیہ، جارج جرداق (مترجم مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ)۔

جلد ۹): تہذیب المتین فی سیرت امیر المومنینؑ (مولانا مظہر حسن سہارنپوریؒ)۔

جلد (۱۰): "ضیاء الغدیر، مصنفہ: ضیاء الواعظین مولانا وصی محمد صاحب قبلہ طاب ثراہ۔ مع اضافہ خلاصہ الغدیر علامہ امینی اعلی اللہ مقامہ۔

جلد (۱۱): امیر المومنینؑ کے فیصلے، مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ۔

جلد (۱۲): علیؑ و فرزندان علیؑ ترجمہ: علیؑ و بنوہ، ڈاکٹر طہٰ حسین (مترجم مجاہد اسلام مولانا سید محمد باقر نقویؒ)۔

جلد (۱۳): اصحاب امیر المومنینؑ، (آیۃ اللہ ناظم زادہ) (مترجم حجۃ الاسلام سلیم علوی)۔

جلد (۱۴): صفات شیعیان امیر المومنینؑ، ترجمہ صفات الشیعہ شیخ صدوقؒ۔ (مترجم حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ)

نفس رسول کی جلد (۲) ''قرآن ناطق'' جس میں یہ دکھا گیا ہے کہ قرآن مجید میں خدا اور حضرت رسولؐ کے بعد جس قدر فضا ئل و مناقب شرف عزت، جلالت اور کمالات و احسانات حضرت امیر المومنین اور اہل بیتؑ طاہرین علیھم السلام کے بھرے ہوئے ان کا دسواں حصہ بھی کسی اور صحابی یا کسی زوجہ رسولؐ کا نہیں ہوسکتا۔''

میں نے جب المرتضیٰ کے پہلے ایڈیشن کا مطالعہ کیا تھا اور شروع میں منقولہ جملے نظر سے گزرے تھے تو یہ جذبہ پیدا ہوا تھا کہ کیوں نہ نفس رسولؐ کی تمام جلدیں سامنے آجائیں تا کہ ان لا علم لوگوں کو معلوم ہوسکے جو نہیں جانتے کہ سیرت امیر المومنینؑ پر متعدد ضخیم جلدوں میں ایک قابل قدر کتاب موجود ہے۔ لیکن مالی وسائل کی دقت کی وجہ سے اس سلسلے میں اقدام کی ہمت نہیں پڑی۔ مگر جب امیر المومنینؑ کی شہادت کے چودہ سوسالہ یادگار کے منصوبے بننا شروع ہوئے تو مجلہ اصلاح کے مدیر اعزازی مولانا محمد حسنین باقری نے یہ عزم کیا کہ اس موقع کے اوپر نفس رسولؐ کی جلدوں کی اشاعت نو ہوجانا چاہئے اور اس سلسلے میں انہوں نے محنت بھی بہت کی۔ جس کا ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔ ناظرین سے التماس ہے کہ اوقات دعا میں ادارۂ اصلاح کو شامل کرنے کو فراموش نہ فرمایا کریں۔

فقط

سید محمد جابر جوراسی

مسئول ادارۂ اصلاح لکھنؤ

۱۳ر رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

پنجشنبہ ۲۱ مارچ ۲۰۱۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الاولین والاٰخرین خاتم الانبیاء و المرسلین ابی القاسم محمد و الہ الطیبین الطاہرین۔

خادم دین مبین احقر علی حیدر عفی عنہ اللہ الاکبر عرض کرتا ہے کہ منعم حقیقی کا شکریہ ادا کرنے کے الفاظ نہیں ملتے کیونکہ اس کے احسانوں کی کوئی حد نہیں معلوم ہوتی اور اس کے فضل و کرم کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی جو اس حقیر کی آخر عمر میں اس درجہ تائید فرماتا جارہا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان سوانح عمری کی پہلی جلد از اعجاز الولی کو صرف اپنی توفیق وتقویت سے مکمل کرادی وہ کتاب حضرت کا پورا آئینہ بننے کے لئے پوری ہو چکی تھی لیکن خدائے قادر وتوانا نے اس پر اکتفا نہ کی بلکہ دوسری جلد قرآن ناطق کے لکھنے کی ہمت بھی پیدا کردی جو بہت دشوار اور بہت ہی محنت طلب تھی اس کا لاکھ لاکھ شکر یہ کہ یہ جلد بھی مکمل ہوگئی اور سال بھر کی محنت شاقہ کے بعد ۳۴۶ آیات قرآن مجید کے انتخاب تحقیق تفسیر اور توضیح سے فراغت بھی ہوگئی اور اس نے اپنی غیبی طاقتوں سے اس کی اشاعت کے بیحد و انتہا مصارف کا سامان بھی کردیا۔ اسی قادر مطلق نے مومنین ہندوستان و پاکستان و برما و افریقہ وغیرہ کو آمادہ بھی کیا کہ اس کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے درد دین سے ان قیمتی موتیوں کے منظر عام پر لادینے کے اسباب مہیا کرتے جائیں۔ اگر خدا کی تائید نہ ہوتی اور ان حضرات کا مذہبی جوش ساتھ نہ دیتا تو دوسری جلد کا مکمل ہونا مدت دراز تک معطل رہتا۔ اب اسی منعم حقیقی کے فضل و کرم پر بھروسہ اور اس کی تائید وتقویت پر اعتماد کر کے حضرت کی عظیم الشان سوانح عمری کا تیسرا حصہ بھی شروع کیا جارہا ہے۔ اگرچہ اس کے پہلے والی دونوں جلدوں کا رعب بھی ہم پر بہت تھا کہ کیونکر لکھی جائیں گی مگر اس تیسری جلد کی ہیبت سابق دونوں جلدوں سے بھی زیادہ ہورہی ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیتیں تو خداوند عالم کی نازل کی ہوئی تھیں جو یقیناً حضرت امیر المومنینؑ کا نہایت درجہ قدردان رہا اور ہے لیکن اس تیسری جلد

میں تو ان حضرات کی کتابوں سے کام لینا ہے جو حضرات اہل بیتؑ پر اس درجہ مہربان رہے جس کے بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے اس حقیر خادم دین نے اپنے خیال میں اس جلد کے لئے صرف خدا کی تائید سے وہ ریاضت شاقہ کی بلکہ یوں کہا جائے کہ خدائے قدیر نے اس حقیر کو گویا اپنے الہام سے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ سواد اعظم کی سب سے زیادہ صحیح کتابوں (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ماجہ، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، مسند احمد بن حنبل، مستدرک امام حاکم، جامع صغیر سیوطی، کنوز الحقائق، مشکوۃ وغیرہ) کو حرف بہ حرف پڑھا اور ضروری حدیثوں پر نشان کرتا گیا اور پھر ان نشان دی ہوئی روایتوں کو حرف تہجی کے مطابق علیحدہ علیحدہ جمع کیا۔ اگر خدا کی قدرت بیحد و انتہا نہ ہوتی تو تنہا یہ حقیر چند مہینوں میں اتنی کتابوں کے دیکھ جانے، نشان بناڈالنے اور سب کو نوٹ کر لینے پر کسی طرح کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی ہادی مطلق سے دعا ہے کہ خدائے حی و قیوم اس عظیم الشان سوانح عمری کی ان باقی آٹھوں جلدوں کو بھی زیادہ تحقیق جامعیت ہدایت و معرفت کا خزانہ بنا کر دنیا بھر میں پھیلا دے اور عام مسلمانوں کی ہدایت وارشاد کا ذریعہ قرار دے۔

وھو حسبی و نعم الوکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

پہلا باب

احادیث اہلسنت اور فضائل اہلبیت طاہرین علیہم السلام

اعجاز الولی میں بہت شرح و بسط سے اس بات کو دکھایا گیا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل کا اس وقت تک کتابوں میں موجود رہنا خداوند عالم کی بہت بڑی قدرت ہے کیونکہ حدیث و تاریخ کی کل کتابیں بنی امیہ و بنی عباس کے زمانے میں مرتب کی گئیں اور ان دونوں خاندانوں کے خلفاء نے اس امر میں پوری کوشش کی کہ کسی طرح حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل و کمالات سے دنیا باخبر نہ ہونے پائے جو حضرات اس کی تفصیل دیکھنا چاہیں وہ اعجاز الولی کو پھر ملاحظہ فرمائیں لیکن ممکن ہے بہت سے حضرات اعجاز الولی نہ دیکھ سکیں اس لئے مختصر طور پر اس دعوے کے ثبوت میں کچھ عبارتیں یہاں بھی نقل کر دی جاتی ہیں ۔ زمانہ حال کے نامور مصنف و عالم اہلسنت شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی نے لکھا ہے :۔

عرب میں تاریخ کی ابتداء :۔

اسلام کے عہد میں زبانی روایتوں کا ذخیرہ ابتدا ہی میں پیدا ہو گیا تھا لیکن چونکہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ عموماً ایک مدت کے بعد قائم ہوا۔ سب سے پہلی کتاب جو لکھی گئی تاریخ کے فن میں تھی ۔ امیر معاویہ المتوفی ۶۰ ھ کے زمانے میں عبید بن شریہ ایک شخص تھا امیر معاویہ نے اس کو صنعاء سے بلایا اور کاتب و محرر متعین کئے کہ جو کچھ وہ بیان کرتا جائے قلمبند کرتے جائیں عبید کے بعد غوانہ بن الحکم المتوفی ۱۴۷ھ نے جو اخبار و انساب کا بڑا ماہر تھا عام تاریخ کے علاوہ خاص بنوامیہ و امیر معاویہ کے حالات میں ایک کتاب لکھی ۔ ۱۱۷ھ میں ہشام بن عبد الملک کے حکم سے عجم کی نہایت مفصل تاریخ کا ترجمہ پہلوی سے عربی میں کیا گیا۔۔۔ ۱۴۳ھ میں جب تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کی تدوین شروع ہوئی تو اور علوم کے ساتھ تاریخ و رجال میں بھی مستقل کتابیں لکھی گئیں ۔ ابن اسحاق المتوفی ۱۵۱ھ نے منصور عباسی کے لئے خاص سیرۃ نبوی پر ایک کتاب لکھی جس سے پہلے موسیٰ بن عقبہ المتوفی ۱۴۱ھ نے آنحضرتؐ کے مغازی قلمبند کیے تھے ۔۔۔ اس کے بعد فن تاریخ نے نہایت ترقی کی اور بڑے بڑے نامور مورخ پیدا ہوئے ۔۔۔ یہاں تک کہ چوتھی صدی تک ایک دفتر بے پایاں تیار ہو گیا۔ (الفاروق ۱۰)

موصوف نے ایک دوسری کتاب میں بھی لکھا ہے ۔

تصنیف و تالیف کی ابتدا سلطنت کی وجہ سے ہوئی :

''صحابہ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں اگرچہ فقہ و حدیث کی نہایت کثرت سے اشاعت ہوئی بہت سے درس کے حلقے قائم ہوئے لیکن جو کچھ تھا زیادہ تر زبانی تھا لیکن بنی اُمیہ نے حکماً علماء سے تصنیفیں لکھوائیں ۔ قاضی عبد البر نے جامع بیان العلم میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے کنا نکرہ کتاب العلم حتی اکرھنا علیہ ھولاء الامراء یعنی ہم لوگ

علم کا قلمبند کرنا پسند نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ امراء (یعنی بنی اُمیہ کے حاکموں) نے ہم کو مجبور کیا (مطبوعہ مصر ۳۶) سب سے پہلے امیر معاویہ نے عبید بن شریہ کو یمن سے بلا کر قدما کی تاریخ مرتب کرائی جس کا نام اخبار الماضین ہے (فہرست ابن الندیم ۲۴۴) امیر معاویہ کے بعد عبد الملک بن مروان نے جو ۶۵ھ میں تخت نشین ہوا ہر فن میں علماء سے تصنیفیں لکھوائیں، سعید بن جبیر جو اعلم العلماء تھے ان کو حکم بھیجا کہ قرآن مجید کی تفسیر لکھیں۔ چنانچہ موصوف نے تفسیر لکھ کر بھیجی جو کتب خانہ شاہی میں رکھی گئی۔۔۔حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ آیا تو انھوں نے تصنیف و تالیف کو بہت زیادہ ترقی دی تمام ممالک میں حکم بھیج دیا کہ احادیث نبوی مدون اور قلمبند کئے جائیں۔ سعد بن ابراہیم جو بہت بڑے محدث اور قاضی تھے ان سے دفتر کے دفتر حدیثوں کے قلمبند کرالئے اور تمام ممالک مقبوضہ میں بھیجے۔ سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ عمر بن العزیز نے ہم کو احادیث جمع کرنے کا حکم دیا ہم نے دفتر کے دفتر لکھے۔ عمر نے جہاں جہاں ان کی حکومت تھی ایک ایک دفتر بھیج دیا و جامع بیان العلم مطبوعہ مصر ۳۶) ابو بکر بن محمد بن عمرو بن خرم انصاری جو اس زمانے کے بہت بڑے محدث اور امام زہری کے استاد اور مدینہ کے قاضی تھے ان کو بھی خاص طور پر احادیث کے جمع کرنے کا حکم بھیجا۔۔۔حدیث میں حضرت عائشہ کی مرویات کی ایک خاص حیثیت ہے اس لئے عمر بن عبد العزیز نے ان کی روایتوں کے ساتھ زیادہ اعتنا کیا۔۔۔

مغازی پر خاص توجہ:

حضرت عمر بن عبد العزیز نے حکم دیا کہ غزوات نبوی کا خاص حلقہ درس قائم کیا جائے۔ عاصم بن عمر بن قتادیٰ انصاری المتوفی ۱۳۱ھ اس فن میں خاص کمال رکھتے تھے ان کو حکم دیا کہ جامع مسجد دمشق میں بیٹھ کر لوگوں کو مغازی اور مناقب کا درس دیں۔۔اسی زمانے میں امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی۔۔۔۔یہ اس فن کی پہلی تصنیف تھی۔ امام زہری ۔۔۔امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں۔۔۔۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔۔۔۔۸۵ھ میں عبد الملک بن مروان کے دربار میں گئے اس نے بہت قدر و منزلت کی۔۔۔۔امام موصوف سلاطین کے دربار سے تعلق رکھتے تھے اور مقربین خاص میں داخل تھے ہشام بن عبد الملک نے اپنے بچوں کی تعلیم ان کے سپرد کی تھی ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔۔۔ان کے حلقۂ درس سے اکثر ایسے لوگ نکلے جو خاص اس فن میں کمال رکھتے تھے زہری کے تلامذہ میں سے دو شخصوں نے اس فن میں نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہیں جن پر اس فن کا سلسلہ ختم ہوتا ہے موسیٰ بن عقبہ بن اسحاق موسیٰ نے ۱۴۱ھ میں وفات پائی۔۔۔۔محمد بن اسحاق نے فن مغازی میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی وہ امام فن مغازی کے نام سے مشہور ہیں۔۔۔محمد بن اسحاق تابعی ہیں متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث میں کمال تھا۔۔۔فن مغازی کو انہوں نے اس قدر ترقی دی اور اس قدر دلچسپ بنا دیا کہ خلفا

ءعباسیہ جو زیادہ تر او رقسم کی تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے اُن میں مغازی کا مذاق پیدا ہوگیا۔۔۔محمد ابن اسحاق نے ۱۵۱ھ میں وفات پائی۔محمد ابن اسحاق کی کتاب المغازی کو ابن ہشام نے زیادہ منقح اور اضافہ کر کے مرتب کیا جو سیرۃ ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے انہوں نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔'' (سیرۃ النبی جلد اول ۲۸)

نتائج:

شمس العلماء مولوی شبلی صاحب کی مذکورہ بالا عبارتوں سے حسب ذیل نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) بنو امیہ نے لوگوں کو مجبور کر کے ان سے تصنیفیں لکھوائیں بنی امیہ کا بزرگ معاویہ تھا جس نے جناب امیرؑ کو جس درجہ پریشان کیا اس سے تاریخ داں حضرات اچھی طرح واقف ہیں حد ہوگئی کہ حضرت کی شہادت کے بعد اس نے حکم دیا کہ حضرت امیر المومنینؑ کو ہر منبر پر گالیاں دی جائیں۔اسی معاویہ نے سب سے پہلے اسلامی تاریخ کی کتاب مرتب کرائی پس جو کتابیں معاویہ کے حکم اور بنی امیہ کے زور حکومت سے لکھی گئی ہوں گی ان میں حضرت امیر المومنینؑ کی مذمت کس درجہ بھر دی گئی ہوگی۔حضرات اہل بیتؑ طاہرین کی برائیاں کس حد تک داخل کر دی گئی ہوں گی اور ان حضرات کے فضائل و مناقب کس طرح چھانٹ چھانٹ کر نکال دیئے گئے ہوں گے یہ باتیں محتاج توضیح نہیں اس لئے کہ معاویہ کی خلافت موقوف تھی،حضرت عثمان کی خلافت پر اور حضرت عثمان کی خلافت موقوف تھی حضرت عمر کی خلافت پر اور وہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر پس جو کتابیں معاویہ نے لکھوائیں اُن میں مصنفین نے یقیناً خوشامد یا مال و دولت کی طمع یا جائداد و حکومت کے لالچ میں ان لوگوں کے بے حد و حساب فضائل بھر دیئے ہوں گے لیکن یہ محال تھا کہ ان مصنفین نے حضرت امیر المومنینؑ و اہلبیت طاہرینؑ کی کوئی فضیلت لکھنے کی ہمت کی ہو۔اگر وہ بیچارے اس قسم کا ارادہ کرتے بھی تو اُن کی زبان گدی سے کھینچ لی جاتی یا وہ قتل کر دیئے جاتے یا ان کو کوئی اور سخت سزا دی جاتی جیسا کہ خاندان بنی عباس کے مشہور خلیفہ متوکل نے ابن سکیت شاعر کے ساتھ کیا۔مورخین نے یہ تصریح لکھا ہے کہ ۲۴۴ھ میں خلیفہ متوکل نے ابن سکیت شاعر کو قتل کر ڈالا جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک روز متوکل نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو میرے دونوں بیٹے معتز اور موید زیادہ محبوب ہیں یا حسنؑ و حسینؑ فرزندان علیؑ؟ ابن سکیت نے کہا خدا کی قسم میرے نزدیک حضرت علیؑ کے خادم قنبر بھی حضور کے دونوں شاہزادوں سے بہتر تھے۔یہ سن کر متوکل نے اپنے درباریوں کو حکم دیا ابن سکیت کی زبان گدی سے کھینچ لو چنانچہ فوراً زبان گدی سے کھینچ لی گئی اور وہ اُسی وقت ہلاک ہوگئے (تاریخ ابوالفدا جلد ۲ ص ۴۱ مطبوعہ مصر) یا جیسے خلیفہ معتصم باللہ نے مجتہد زمانہ امام احمد بن حنبل کی سزا کی اور ان کو اتنے کوڑے لگوائے کہ ان کی جلد بدن کٹ گئی اور عقل زائل ہوگئی (ابوالفدا جلد ۲ ص ۳۳) یہ خلفائے بنی عباس کا برتاؤ تھا جو مزاج،اخلاق،تدین اور شرافت میں بنو امیہ

سے بہتر سمجھے جاتے ہیں پھر بنوامیہ کے زمانے میں کس کی مجال تھی کہ ان لوگوں کی خواہش کے خلاف کوئی بات زبان سے نکالتایا ان کے خلاف مرضی کوئی مضمون یاروایت اپنی کتاب میں لکھتایا حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ طاہرین کی کسی فضیلت کی طرف اشارہ بھی کرسکتا جس کی وجہ سے صرف اپنے ہی کو نہیں بلکہ اپنے خاندان بھر کو ہلاکت میں ڈال دیتا؟ مولوی شبلی صاحب عہد بنی امیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''نہایت پر آشوب زمانہ تھا حجاج بن یوسف خلیفہ عبد الملک کی طرف سے عراق کا گورنر تھا اور ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ چونکہ مذہبی گروہ کی مخالفت کی وجہ سے عرب وعراق میں اب تک مروانی حکومت کے پاؤں نہیں جمے تھے حجاج کی سفاکیاں زیادہ تر انہیں لوگوں پر مبذول تھیں جو ائمہ مذہب اور علم وفضل کی حیثیت سے مقتدائے عالم تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نہایت سچ کہا کہ اگر اور پیغمبروں کی امتیں سب مل کر اپنے اپنے زمانے کے بدکاروں کو پیش کریں اور ہم صرف حجاج کو مقابلہ میں لائیں تو واللہ ہمارا پلہ بھاری رہے گا۔ عبد الملک نے ۸۶ھ میں وفات کی اور اس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا۔ ولید کے زمانے میں اگرچہ فتوحات نے نہایت ترقی کی۔۔۔ لیکن اسلام کی روحانی برکتوں کا نشان نہ تھا ملکی عہدیداروں میں سے جو لوگ زیادہ معزز اور بااختیار تھے اسی قدر ظالم اور سفاک تھے۔ اسی زمانے کی نسبت حضرت عمر بن العزیز فرمایا کرتے تھے کہ ولید شام میں حجاج عراق میں عثمان حجاز میں۔ قرہ مصر میں واللہ تمام دنیا ظلم سے بھر گئی۔'' (سیرۃ النعمان ص ۲۵) ان تمام حالات کا مقتضی یہ تھا کہ خلفائے ثلثہ اور خلفائے بنی امیہ کی شان میں اچھی طرح قصیدے لکھے جاتے ان کے فضائل میں حدیثیں وضع کی جاتیں ان کی شان خوب بلند کی جاتی اور ان کے متعلق وہ چیزیں کتابوں میں بھر دی جاتیں جن سے عوام کے ذہنوں میں ان کی عظمت و جلالت کے سکے بیٹھ جاتے اور حضرت رسول خداؐ کی اصلی حدیثیں غائب کردی جاتیں۔ حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل کی حدیثیں مٹادی جاتیں۔ اور حضرات اہل بیتؑ طاہرین کے مناقب کی روایتیں محو کردی جاتیں ان کی طرف اتنا اشارہ بھی نہ کیا جاتا جن سے کوئی شخص شبہ بھی کرسکتا کہ ان حضرات کا درجہ بھی اسلام میں کچھ تھا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ غلط اور موضوع روایتوں سے دنیائے اسلام پر ہوگئی اور صحیح روایتوں کا پتہ لگانا گویا عنقا کا سراغ لگانا ہوگیا۔ مولوی شبلی صاحب نے لکھا ہے اور مجبور ہو کر لکھا ہے۔ حضرت علیؑ کی خلافت شروع ہی سے پر آشوب رہی۔ ان اختلاف وفتن کے ساتھ وضع احادیث کی ابتدا ہوئی اور اگرچہ کثرت و انتشار زیادہ تر زمانہ مابعد میں ہوا لیکن خود صحابہ کے عہد میں اہل بدعت نے سینکڑوں ہزاروں حدیثیں ایجاد کرلی تھیں۔۔۔ زبانی روایت سے گزر کر تحریروں میں بھی جعل شروع ہوگیا تھا۔۔۔ لوگوں کو وضع حدیث کی زیادہ جرأت ہوتی تھی۔۔۔ جو شخص چاہتا تھا قال رسولؐ اللہ کہہ دیتا تھا۔۔۔

بنی امیہ:

کا دور شروع ہوا اور بڑے زور و شور سے حدیث نے ترویج پائی۔۔۔تمام ممالک اسلامیہ میں گھر گھر حدیث و روایت کے چرچے پھیل گئے اور سینکڑوں ہزاروں درس گاہیں قائم ہو گئیں لیکن جس قدر اشاعت کو وسعت حاصل ہوتی تھی اعتماد و صحت کا معیار کم ہوتا جاتا تھا۔۔۔اہل بدعت جا بجا پھیل گئے تھے۔اور اپنے مسائل کی ترویج میں مصروف تھے سب سے زیادہ یہ کہ پوری ایک صدی گزر جانے پر بھی کتابت کا طریقہ مروج نہیں ہوا تھا ان اسباب سے روایتوں میں اس قدر بے احتیاطیاں ہوئیں کہ موضوعات اور اغالیط کا ایک دفتر بے پایاں تیار ہو گیا یہاں تک کہ امام بخاری نے اپنے زمانے میں صحیح حدیثوں کو جدا کرنا چاہا تو کئی لاکھ میں سے انتخاب کر کے جامع صحیح لکھی جس میں کل ۷۳۹۷ حدیثیں ہیں اس میں بھی اگر مکررات نکال ڈالی جائیں تو صرف ۲۷۶۱ حدیثیں باقی رہتی ہیں۔سینکڑوں ہزاروں لاکھوں حدیثیں دانستہ لوگوں نے وضع کر لیں۔حماد بن زید کا بیان ہے کہ چودہ ہزار حدیثیں صرف ایک فرقہ زنادقہ نے وضع کر لیں (فتح المغیث ص ۱۰۸) عبد الکریم وضاع نے خود تسلیم کیا تھا کہ ۴۰۰۰ حدیثیں اس کی موضوعات سے ہیں۔(فتح المغیث ص ۱۰۸) بہت سے ثقات اور پارسا تھے جو نیک نیتی سے فضائل و ترغیب میں حدیثیں وضع کرتے تھے حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں کہ ان حدیثوں نے بہت ضرر پہونچایا کیونکہ ان واضعین کی ثقہ اور تورع و زہد کی وجہ سے یہ حدیث اکثر مقبول ہو گئیں اور رواج پا گئیں۔ہزاروں اقوال رسولؐ اللہ کی طرف بے مقصد منسوب ہو گئے۔۔۔کتب رجال اور اصول حدیث میں اس قسم کی اور بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔بڑی آفت تدلیس کی تھی جس کا ارتکاب بڑے بڑے ائمہ فن کرتے تھے اس تدلیس نے اسناد کے اتصال کو مشتبہ کر دیا تھا۔ان کے سوا اور بہت سی بے احتیاطیاں تھیں جن کی تفصیل اصول حدیث کی کتابوں میں مل سکتی ہے۔غرض امام ابو حنیفہ کے زمانے [1] میں احادیث کا جو دفتر تیار ہو چکا تھا ہزاروں موضوعات، اغالیط مدرجات سے بھرا ہوا تھا۔۔۔حدیث کے متعلق پہلا اجمالی خیال جو امام ابو حنیفہ صاحب کے دل میں پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ بہت کم حدیثیں ملیں جو صحیح ہیں۔۔۔یہ صدا۔۔۔نامانوس تھی اور اسی وجہ سے بعض ارباب حدیث نے نہایت سخت مخالفت کی لیکن امام صاحب اس خیال پر مجبور بلکہ معذور تھے۔۔۔محدثین نے لکھا ہے کہ امام مالک نے اول جب موطا لکھی تو اس میں دس ہزار حدیثیں تھیں پھر امام مالک زیادہ تحقیق کرتے گئے تو یہ تعداد کم ہوتی گئی یہاں تک کہ سات سو ۷۰۰ رہ گئی۔۔۔ایک دن ہرم قرشی نے امام شافعی سے کہا کہ آپ وہ حدیثیں لکھوائیے جو رسولؐ اللہ سے ثابت ہیں انھوں نے جواب

---

(۱) امام موصوف کا زمانہ ۸۰ھ سے ۱۵۰ھ تک رہا ہے جو خلفائے بنی امیہ کی حکومت کا آخری اور خلفائے بنی عباس کا ابتدائی دور تھا جس میں کوئی شخص حضرت علیؑ یا اہل بیتؑ طاہرین کا نام تک نہیں لے سکتا تھا ۱۲ مصنف

دیا کہ ارباب معرفت کے نزدیک صحیح حدیثیں کم ہیں''۔(سیرۃ النعمان ص ۱۶۰)

مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہوا کہ احادیث کی ایجاد اور وضع میں کس قدر وسعت سے کام لیا گیا خاص کر صحابہ کے فضائل میں زیادہ کوشش کی گئی جس کے حسب ذیل موارد پیش خدمت ہیں:۔

(۱) مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں''علامہ ابن تمیمیہ حاکم کا یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں حاکم کا اس قسم کی حدیثوں کو صحیح کہنا ائمہ حدیث نے ان پر انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حاکم بہت سی جھوٹی اور موضوع حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں۔۔۔علامہ موصوف ابو الشیخ اصفہانی کی کتاب کا تذکرہ کر کے لکھتے ہیں اور اس میں بہت سی حدیثیں ضعیف اور موضوع و مہمل ہیں اور اسی طرح وہ حدیثیں جو ابو خثیمہ ابن سلیمان صحابہ کے فضائل میں روایت کرتے ہیں اور وہ حدیثیں جو ابونعیم اصفہانی نے ایک مستقل کتاب میں خلفاء کے فضائل میں روایت کی ہیں۔۔۔غور کرو ابونعیم، خطیب بغدادی، ابن عساکر، حافظ عبدالغنی وغیرہ حدیث و روایت کے امام تھے باوجود اس کے یہ لوگ خلفاء و صحابہ کے فضائل میں ضعیف حدیثیں بے تکلف روایت کرتے تھے۔(سیرۃ النبی جلد ا ص ۳۹)

معلوم ہوا کہ خلفاء و صحابہ چونکہ علمائے اہلسنت کے پیشوایان دین اور مقتدایان مذہب تھے اور خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کو ضد تھی کہ حضرات اہلبیت طاہرؑین کے مذہب کے خلاف مذہب اہلسنت کو ترقی دیتے رہیں اس وجہ سے اس زمانے کے راویوں کی پوری کوشش رہتی تھی اُن خلفاء و صحابہ کے فضائل میں حدیثیں وضع کی جائیں اور ائمہ احادیث کا معمول تھا کہ ان حدیثوں کو بے تکلف روایت کرتے اور علمائے کرام آنکھ بند کر کے ان روایات کو اپنی کتابوں میں جمع کرتے گئے اور حضرت امیر المومنینؑ واہلبیتؑ طاہرین کے فضائل کی صحیح و معتبر اور یقینی حدیثوں کو کسی نے پوچھا بھی نہیں نہ کوئی پوچھ سکتا تھا کیونکہ خدا و رسولؐ کی فرمودہ باتوں کے لئے خلفاء کی تلوار کھنچی رہتی تھی کوئی شخص دم نہیں مار سکتا تھا پھر کوئی شخص ان کو لکھتا کیونکر؟ باوجود اس درجہ آہنی پردوں اور خونیں ہتھیاروں کے ان حضرات کی فضیلت میں جو حدیثیں انہیں کتابوں میں آگئیں یہ بالکل خدا کے اس قول کی مصداق ہیں یخرج الحی من المیت۔ پھر مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں۔''اس موقع پر ایک خاص نکتہ لحاظ کے قابل ہے یہ مسلم ہے کہ حدیث و روایت میں امام بخاری و مسلم سے بڑھکر کوئی شخص کامل فن نہیں پیدا ہوا باوجود اس کے فضائل و مناقب کے متعلق جس قسم کی مبالغہ آمیز روایتیں بیہقی۔ ابونعیم۔ بزار۔ طبرانی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں بخاری و مسلم میں اُن کا پتہ نہیں لگتا بلکہ۔۔۔اس قسم کی حدیثیں جو نسائی ابن ماجہ ترمذی وغیرہ میں پائی جاتی ہیں صحیحین میں وہ بھی مذکور نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس قدر تحقیق و تنقید کا درجہ بڑھتا جاتا ہے مبالغہ آمیز روایتیں گھٹتی جاتی ہیں''۔(سیرۃ النبی جلد ا ص ۴۰) موصوف نے کس مصلحت سے اصلی راز کو نہیں کھولا کہ کیوں خلفاء و صحابہ کے فضائل میں کثرت سے حدیثیں وضع کی گئیں۔ ہر فعل کی کسی علت کا

ہونا ضروری ہے اس وجہ سے فضائل خلفائے ثلثہ میں احادیث موضوعہ کی بھرمار ہونے کا بھی کوئی نہ کوئی سبب ہونا چاہیے اس کا پتہ لگانا بہت مفید ہوگا ہم کو دور جانے کی ضرورت نہیں ۔حضرات اہل سنت کے عالم جلیل جناب علامہ محمد بن عقیل ابن عبداللہ کی عبارت کا ترجمہ کر دینا کافی ہے ۔جس سال (۴۱ھ میں) معاویہ نے حضرت امام حسنؑ سے صلح کر لی اس کے بعد ہی اس نے دنیائے اسلام کے ہر گورنر، والی اور حاکم کو یہ پر ہیبت فرمان لکھ کر روانہ کیا کہ جو شخص بھی ابو تراب ؑ (حضرت علیؑ) اور ان کے اہل بیتؑ کی فضیلت میں کوئی حدیث روایت یا کوئی خوبی بیان کرے گا اس سے حکومت بری الذمہ رہے گی ۔اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر شہر و دیہات میں بلکہ ہر منبر پر خطبہ دینے اور وعظ کہنے والے کھڑے ہو کر حضرت علیؑ پر لعنت اور حضرت سے تبرا کرنے لگے اور حضرت کو اور حضرت کے اہل بیتؑ کو برا کہنے اور ان حضرات کی مذمت کرنے میں مشغول ہو گئے ۔اس مصیبت میں اس وقت سب سے زیادہ بیچارے کوفہ والے مبتلا ہوئے کیونکہ اس زمانہ میں وہاں حضرت علیؑ کے شیعہ بہت تھے ۔اسی سبب سے معاویہ نے ان لوگوں پر زیاد بن سمیہ کو مسلط کر دیا اور اس کو کوفہ و بصرہ دونوں مقام کی گورنری دے دی ۔زیاد شیعوں کو خوب پہچانتا تھا کیونکہ حضرت علیؑ کی ظاہری خلافت کے زمانہ میں وہ خود بھی شیعہ ہی تھا۔اس نے ایک ایک شیعہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار کیا ۔اور کسی مکان یا کسی خیمہ تک میں جو شیعہ ملا اس کو قتل کر ڈالا اور جنہیں زندہ رکھا انہیں دھمکیاں دیں ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے، ان کے آنکھوں میں سلائیاں پھروادیں، ان کو درختوں کی شاخوں پر سولی دے دی، ان کو عراق سے نکال کر آوارہ وطن کر دیا یہاں تک کہ شیعوں کا کوئی معروف شخص عراق میں نہیں بچا۔اور معاویہ نے دنیائے اسلام کے کل والیوں کے نام یہ فرمان بھی جاری کیا کہ حضرت علیؑ کے کسی شیعہ کی گواہی نہ قبول کرے اور اپنے ماتحت لوگوں کے نام یہ فرمان بھی لکھ بھیجا کہ دیکھو تم لوگوں کی طرف حضرت عثمان کو خلیفہ ماننے والے ان کو دوست رکھنے والے اور ان کی ولایت کا اقرار کرنے والے جو لوگ ایسے ہوں جو ان کے فضائل و مناقب لوگوں سے بیان کرتے رہتے ہیں ان کی بڑی عزت کرو۔ان کو اپنے دربار میں خاص جگہ دو۔ان کو مقرب بارگاہ بناؤ۔ان کے اکرام واحترام میں خاص اہتمام کرو۔اور جو شخص حضرت عثمان کے فضائل میں کوئی بات بھی بیان کرے اس کی وہ بات اور اس کا اور اس کے باپ کا اور اس کی قوم و قبیلہ کا نام میرے یہاں لکھ بھیجو۔ چنانچہ جس جس کے پاس یہ فرمان پہونچا سب نے اس حکم کی تعمیل کی یہاں تک کہ حضرت عثمان کے فضائل و مناقب کا انبار لگ گیا۔کیونکہ جو لوگ ان کی فضیلت میں کوئی روایت یا حدیث بھی لکھ کر بھیج دیتے تھے ان کو معاویہ کی طرف سے بڑے بڑے جائزے خلعتیں، بخششیں اور جاگیروں کے پروانے انعام میں پہنچ جاتے تھے اور عرب وغیر عرب سبھی ان چیزوں سے فیضیاب ہوتے تھے۔نتیجہ یہ ہوا کہ ہر گھر میں اس کی کثرت ہوگئی اور لوگوں نے اس ذریعہ وضع احادیث سے دنیا حاصل کرنے اور اپنی منزلت بڑھانے میں بڑی جد

وجہد کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ جو شخص بھی معاویہ کے کسی عامل کو پاتا اور ان کی فضیلت یا منقبت میں کوئی بات بیان کر دیتا تو فوراً وہ عامل اس کا نام لکھ لیتا اس کو مقرب بارگاہ بنا لیتا اور معاویہ کے پاس اس کی سفارش لکھ بھیجتا اسی طرح ایک مدت دراز تک ہوتا رہا۔ ان سب کے بعد معاویہ نے اپنے عاملوں کو لکھ بھیجا کہ حضرت عثمان کے فضائل میں حدیثیں بہت زیادہ ہو گئیں اور ہر شہر و دیہات میں پھیل گئیں اب ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خط پانے کے بعد تم سب لوگوں کو بلا کر کہو کہ اب صحابہ اور خلیفہ اول و دوم کے فضائل میں حدیثیں بیان کریں اور ابوتراب (حضرت علیؑ) کی فضیلت میں کوئی شخص بھی جو حدیث بیان کرتا ہے اس کے مقابل کی حدیث صحابہ کے لئے بھی یہ لوگ پیش کریں۔ خبردار کوئی ایسی حدیث نہ چھوٹنے پائے جو حضرت علیؑ کے بارے میں وارد ہوئی ہو اور ویسی ہی صحابہ کے لئے بھی نہ بنائی جائے۔ کیونکہ یہ تدبیر مجھے بہت پسند اور میرے لئے نہایت درجہ موجب اطمینان و باعث مسرت ہے اور ابوتراب اور ان کے شیعوں کی محبت باطل کرنے کے لئے بہترین صورت ہے اور خلیفہ اول و دوم کی فضیلت میں حدیثوں کا انبار لگانا شیعوں کے لئے حضرت عثمان کے فضائل کی حدیثوں سے بھی زیادہ ناگوار اور گراں ہوگا۔ غرض معاویہ کے یہ سب فرمان لوگوں کے سامنے پڑھے گئے جس پر بہ کثرت ایسی جعلی حدیثیں صحابہ کے فضائل میں گڑھ دی گئیں جن کی کوئی اصلیت تھی ہی نہیں اور لوگوں نے ان موضوع حدیثوں اور ان کے مثل دوسری چیزوں کے بیان کرنے اور ہر شخص سے روایت کرنے میں بڑی ہی جد و جہد کی یہاں تک کہ لوگوں نے ان بنائی ہوئی جھوٹی اور بالکل بے اصل حدیثوں کو منبروں پر بیٹھ کر پڑھنا اور ان لوگوں کو سنانا شروع کیا اور مدرسوں کے معلموں کو بھی بناوٹی حدیثیں دے دی گئیں۔ انہوں نے ان حدیثوں کی تعلیم بچوں کو بھی دے دی اور ان کے دماغوں میں بھی ان مہملات کا زیادہ حصہ بھر دیا گیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے ان حدیثوں کو بھی اسی طرح لوگوں سے بیان کرنا اور خود پڑھنا شروع کیا جس طرح قرآن مجید کو پڑھتے اور پڑھاتے تھے ان جعلی حدیثوں کی تعلیم لوگوں نے اپنے ہی تک محدود نہیں رکھی بلکہ اپنی لڑکیوں بی بیوں، خدمتگاروں اور مصاحبوں کو بھی دی۔ جب اس حالت کو بھی ایک مدت گزر گئی تب معاویہ نے ہر شہر میں یہ فرمان بھیجا کہ اب پتہ لگاؤ جس شخص کے متعلق کوئی شخص سچی یا جھوٹی گواہی دے کہ وہ علیؑ اور اُن کے اہلبیتؑ کو دوست رکھتا ہے اس کا نام دفتر سے مٹا دو اور اس کو بطور بخشش یا بغرض مدد معاش جو کچھ ملتا ہے اسے بند کر دو۔ اس کے ساتھ دوسرا فرمان اس مضمون کا بھی تھا کہ جس شخص پر اس بات کی تہمت بھی قائم ہو جائے کہ ان شخصوں (علیؑ اور ان کے اہلبیتؑ) سے محبت رکھتا ہے اس کو پوری سزا دو اس کا گھر تک ڈھا دو۔ ان فرمانوں کی تعمیل میں سب سے زیادہ آفت عراق والوں اور خصوصاً کوفہ کے لوگوں پر نازل ہوئی ان شیعوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر کسی شیعہ کے پاس اس کا نہایت سچا اور معتبر دوست بھی ملنے جاتا تو وہ دوسروں کے ڈر سے اس سے باہر ملاقات نہیں کر سکتا تھا بلکہ اس کو کسی

کمرے یا بند کوٹھری میں لے جاتا اور وہاں تخلیہ میں اس سے اپنی مصیبت وغیرہ کا حال بیان کرتا اس خوف سے کہ کہیں اس کا نوکر یا غلام ان باتوں کو نہ سن لے اور جا کر معاویہ والوں کو خبر نہ کر دے اور وہ اپنے اس سچے معتبر اور مخلص دوست سے بھی اپنا اصلی حال اس وقت تک بیان نہ کر سکتا جب تک اس سے بڑی سخت قسمیں نہ کھلوا لیتا کہ وہ ان باتوں کو اپنے ہی تک محدود رکھے گا اور کسی پر بھی ظاہر نہ ہونے دے گا۔ غرض ان سختیوں اور ظلم و تشدد سے بہ کثرت موضوع حدیثیں ظاہر ہو گئی اور جعل و فریب بلکہ افترا و بہتان تک کی روایتیں ہر طرف پھیل گئیں اس وباء میں بڑے بڑے فقہاء قضاۃ اور ولاۃ تک مبتلا ہو گئے مگر اس مصیبت میں سب سے زیادہ وہ لوگ پھنس گئے جو لوگوں کے دکھانے اور اپنے تقدس کا سکہ جمانے کے لئے قرآن مجید کے قاری اور مذہبی علوم کے عالم بنے ہوئے تھے اور ایمان کے وہ کچے لوگ بھی تھے جو عوام پر اپنے خشوع و خضوع و زہد و ورع اور تقدس و پارسائی کا رنگ جمانا چاہتے تھے کہ وہ نئی نئی حدیثیں بنا کر اور اپنے دل سے نرالی روایتیں گڑھ کر اور بے بنیاد باتیں ایجاد کر کے اپنے حاکموں کے یہاں سرخ روئی حاصل کرتے اور ان کے دربار میں اپنی عزت و وقار بڑھاتے اور اس فن حدیث سازی و روایت بازی کے ذریعہ سے بہ کثرت مال و متاع اور جاگیریں و جائدادیں پیدا کرتے۔ یہاں تک کہ انہی دنیا پرست عالموں ، زاہدوں اور بندۂ زر و مال مذہبی پیشواؤں کے ذریعہ سے ان کی من گھڑت حدیثیں اور بے بنیاد روایتیں انہی ایماندار اور واقعی پابند دین و مذہب حضرات تک بھی پہنچ گئیں جو جھوٹ اور بہتان کو جائز نہیں سمجھتے تھے پس ان لوگوں نے اپنی سادہ لوحی سے ان مکار و دھوکہ باز حدیث سازوں کے فریب میں مبتلا ہو کر ان جعلی و وضعی حدیثوں کو قبول کر لیا اور گمان کیا کہ یہ سب سچی حدیثیں ہیں حالانکہ اگر ان کو پتہ چل جاتا کہ ان حدیثوں کو روپیہ پیسہ کے لالچ اور دنیوی عزت و جاہ کی طمع اور جاگیر و جائداد کی تمنا میں ابن الوقت لوگوں نے اپنے دل سے ڈھالا ہے تو کبھی ان حدیثوں کی نہ روایت کرتے نہ ان پر عمل کرتے غرض دنیائے اسلام کی یہی حالت برابر رہی یہاں تک کہ ۴۹ھ میں حضرت امام حسنؑ ابن حضرت علیؑ کا انتقال ہو گیا پھر کیا تھا فتنہ و فساد کا بازار اور زیادہ گرم ہونے لگا اور مذہبی مصیبت پہلے سے بھی بڑھ گئی اب تو سچے مذہب کے پابند لوگوں سے کوئی بھی نہ بچا جو اپنی جان کو ہتھیلی پر نہ رکھے ہو کہ یا ہر وقت اس کو اپنی ہلاکت کا خوف رہنے لگا یا وہ اپنی زندگی بچانے کے لئے آوارہ وطن ہو کر ہر طرف مارا مارا پھرتا رہا پھر ۶۱ھ میں جب حضرت امام حسینؑ شہید کر دیے گئے اس کے بعد تو اور بھی لوگوں کی مذہبی حالت سقیم ہو گئی خصوصاً جب عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا تو شیعوں کے مصائب پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئے عبدالملک نے لوگوں پر حجاج بن یوسف ایسے شخص کو حاکم بنا کر مسلط کر دیا۔ اس کے دربار میں عابد زاہد، مقدس اور پارسا حضرات حضرت علیؑ کے دشمن ہونے اور حضرت کے دشمنوں کو دوست رکھنے کا دعویٰ کر کے تقرب حاصل کرتے تھے بلکہ جو لوگ دعویٰ کرتے تھے کہ حضرت علیؑ کے دشمن ہیں ان کی

دوستی کا اقرار کر کے یہی لوگ حاکم وقت کے پاس اپنا مرتبہ بڑھا لیتے تھے۔غرض جس نے خوب ترقی کرنی چاہی اس نے یہی پیشہ اختیار کرلیا کہ حضرت علیؑ واہل بیتؑ کی خوب دشمنی کرو اور خلفاء کی شان میں اچھی طرح جھوٹی حدیثیں بناؤ اس طرح لوگوں نے صحابہ اور خلفائے ثلثہ کی مدح ان کے فضائل ومناقب اور سوابق میں بہت کثرت سے روایتوں کا ڈھیر لگا دیا اور حضرت علیؑ کا مرتبہ کم کرنے،حضرت کی شان گھٹانے بلکہ حضرت کی مذمت،عیب،اعتراض،طعن،بدنامی،برائی،اہانت اور تحقیر کے متعلق بھی اسی کثرت سے جھوٹی روایتیں بنالی گئیں یہاں تک تماشہ ہوا کہ ایک شخص حجاج کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا اے امیر!میرے بزرگوں نے مجھ پر بڑا ظلم کیا کہ میرا نام علی رکھ دیا تھا اور میں ایک پریشان حال بھوکا فقیر شخص اور سرکار کی بخشش وعطا کا محتاج ہوں۔یہ سن کر حجاج ہنس پڑا اور کہا تو نے اچھا بہانا تراشا۔جا میں نے تجھ کو فلاں مقام کا تحصیلدار مقرر کر دیا۔اور ابن عرفہ معروف بہ نفطویہ نے بھی جو اکابر محدثین اور ان کے اعلام سے ہیں اپنی تاریخ میں اسی کے قریب مضمون لکھا ہے اور کہا ہے کہ صحابہ کے فضائل میں اکثر حدیثیں بنی امیہ ہی کے زمانے میں وضع کی گئیں اور گڑھی گئی ہیں۔اس زمانے کے لوگ ایسی حدیثیں اس امید میں ایجاد کرتے کہ حکومت ان کی بڑی قدر کرے گی اور وہاں ان کا اوج بڑھ جائے گا کیونکہ وہ سمجھتے تھے اس طرح خاندان بنی ہاشم کے لوگ خوب چڑیں گے ان کی شکست ہوگی اور وہ ذلیل ہوں گے میں کہتا ہوں معاویہ اور بنی امیہ یہ سب کوششیں اسی خیال سے کرتے تھے کہ وہ سمجھتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلفاء ثلثہ کے مخالف اور دشمن تھے۔۔۔یہ ضرور تھا کہ حضرت علیؑ اپنے کو خلفائے ثلثہ سے افضل سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت کو الگ کر کے خود خلافت پر قبضہ کرلیا"(فصائح کافیہ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۷۰ تا ۷۲)اور کتاب نہج البلاغہ کے مشہور شارح حضرات اہل سنت کے بہت بڑے علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہے جس کا صرف ترجمہ درج کیا جاتا ہے"عراق وشام وغیرہ ملکوں کے لوگوں کو معاویہ نے حکم دیا کہ حضرت علیؑ کو گالیاں دیا کریں اور ان سے تبرا کیا کریں اور اسلامی منبروں پر اس بات کا خطبہ بھی بیان کیا جو بنی امیہ کی سلطنت میں واجب العمل دستور ہوگیا۔۔۔یہ بھی روایت کی ہے کہ ایک قوم نے معاویہ سے کہا اے امیر اب آپ اس شخص (علیؑ) کو گالیاں دینے میں اپنی مراد کو پہنچ گئے اور بہت کچھ گالیاں دلوا دیں اب جانے دیجئے اور اس شخص پر لعنت کرنے سے باز رہیے کہ حد ہوگئی کوئی ضرورت باقی ہی نہ رہی تو معاویہ نے جواب دیا نہیں خدا کی قسم میں اس کو کبھی موقوف نہ کروں گا یہاں تک کہ اس کو دیکھتے اور سنتے ہوئے بچے تک بوڑھے ہو جائیں اور بڑے لوگ اپنے بڑھاپے کی آخری حد تک پہنچ جائیں اور دنیا میں ایسا کوئی شخص باقی نہ رہے جو علیؑ کی ایک فضیلت بھی بیان کر سکے۔۔۔یہ بھی بیان کرتے تھے کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان ایسا غافل شخص نہیں تھا کہ حضرت علیؑ کے فضائل سے ناواقف ہوتا لیکن حضرت علیؑ پر لعنت اور گالیوں کا سلسلہ جاری رکھ کر اس نے چاہا کہ

اپنی سلطنت کو خوب مستحکم کردے اور اس کے بزرگ حضرت کی عداوت میں جو کچھ کرتے رہے ہیں اس کی بنیادوں کو اچھی طرح مضبوط کردے اور لوگوں کے دلوں میں یہ بات راسخ کردے کہ خاندان بنی ہاشم کو خلافت و حکومت میں کوئی حق ہی نہیں ہے اور ان کے سردار جس پر وہ فخر کرتے اور جس کی وجہ سے وہ خلافت کا دعویٰ کرتے ہیں اس کی حالت و منزلت اتنی ہی تھی کہ ہم لوگ آج اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں پس جو شخص ان کی طرف منسوب اور ان سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اس کا دعوے دار ہے وہ تو اور بھی اس کے استحقاق سے دور تر اور اس تک پہنچنے سے بہت زیادہ محروم رہے گا۔۔۔معاویہ نے ایک بڑا انتظام یہ بھی کیا کہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کو اس بات پر مقرر کردیا کہ وہ حضرت علیؑ کے بارے میں بری باتیں، مذمت کی خبریں، توہین و تذلیل کی حدیثیں اور رسوائی اور فضیحتی کی چیزیں بیان کیا کریں جن کی وجہ سے حضرت علیؑ اچھی طرح رسوا اور بدنام ہوتے رہیں اور لوگ حضرت سے تبرا کیا کریں۔ان باتوں کے لئے معاویہ نے بڑی بڑی رشوتیں اور انعام دینے کا انتظام کرلیا تھا جس کی وجہ سے لوگ ایسی حدیثوں کے وضع کرنے میں ٹوٹے پڑتے اور معاویہ کی خوشامد میں سب کچھ سیاہ و سپید کرنے پر آمادہ رہتے۔۔۔ایک دفعہ معاویہ نے سمرہ بن جندب سے کہا کہ میں تم کو ایک لاکھ درہم انعام دیتا ہوں تم صرف اتنا کرو کہ لوگوں سے بیان کرتے رہو قرآن مجید کی یہ آیت:

ومن الناس من يعجبك قوله فى الحيوة الدنيا و يشهد الله على ما فى قلبه و هو الد الخصام واذا تولى سعى فى الارض ليفسد فيها و يهلك الحرث و النسل والله لا يحب الفساد (پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت ۲۰۴ رکوع ۲۵/۹)

''اے رسولؐ منافقین سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی چکنی چپڑی باتوں سے اس دنیوی زندگی میں تم بہت خوش ہوجاتے ہو اور وہ اپنی دلی محبت پر خدا کو بھی گواہ مقرر کرتے ہیں حالانکہ وہ تمہارے دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑالو ہیں اور جب وہ حاکم ہوں گے تو زمین میں کوشش کریں گے کہ اس میں خوب فساد پھیلائیں اور زراعت اور مویشی کو تباہ کریں اور خدا تو فساد کو اچھا نہیں سمجھتا۔''

حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔اور یہ دوسری آیت:

ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد

(سورہ بقرہ، آیت ۲۰۱۷)

''اور لوگوں میں سے خدا کے بندے کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جان تک بیچ

ڈالتے ہیں اور خدا ایسے بندوں پر بڑی ہی شفقت والا ہے۔"

حضرت علی علیہ السلام کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ مگر سمرہ بن جندب نے اس کو منظور نہیں کیا تب معاویہ نے کہا اچھا دولاکھ دیتا ہوں۔ اس پر بھی سمرہ بن جندب نے انکار کیا تب معاویہ نے کہا چار لاکھ درہم لے لو مگر اس مضمون کی روایت ضرور کرادو۔ آخر سمرہ بن جندب نے قبول کرلیا اور اس بات کی حدیث گھڑ کر روایت کردی۔ یہ بھی صحیح واقعہ ہے کہ بنی امیہ نے لوگوں کو حضرت علیؑ کے فضائل زبان تک پر لانے سے بشدت روک دیا تھا اور جو شخص ایسا کرتا اس کی سخت سزا کرتے تھے، یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ اگر کوئی شخص حضرت علی علیہ السلام سے کوئی ایسی حدیث روایت کرتا جو حضرت علی علیہ السلام کے فضائل سے نہیں بلکہ دوسرے ارکانِ دین سے متعلق ہوتی جب بھی اس کی مجال نہیں تھی کہ حضرت علی علیہ السلام کا نام تک لے سکے بلکہ یوں کہتا زینبؑ کے والد نے اس طرح بیان کیا تھا اور عطار نے عبداللہ بن شداد بن الہاد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ارادہ کیا میں چھوڑ دیا جاؤں اور حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کو ایک دن رات بیان ہی کرتا رہوں اگرچہ اس کی وجہ سے میری گردن پر تلوار ماردی جائے۔ مختصر یہ کہ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کی حدیثیں اگر مشہور ہونے، ہر شخص کے کانوں میں پڑ جانے اور بکثرت منقول ہونے کی حیثیت سے غیر معمولی حالت پر نہ پہنچ گئی ہوتیں تو آج ان کا پتہ بھی نہ ملتا اور کہیں ذکر بھی دکھائی نہ دیتا کیونکہ مدت دراز تک بنی امیہ کی حکومت اور حضرت علی علیہ السلام واہل بیتؑ کے ساتھ ان کی شدید عداوت کی وجہ سے لوگ ایسی حدیثوں کا کوئی لفظ تک زبان پر نہ لاسکتے اور اس کا ایک حرف تک سننے کی جرأت نہیں پاتے تھے اور اگر اس بزرگ (حضرت علی علیہ السلام کی شان اعلیٰ وارفع رکھنے میں خدا کا کوئی خاص بھید نہ ہوتا جس کی حقیقت سے صرف وہی واقف ہے۔ جس کو اس کا شرف حاصل ہوا تو حضرت کے فضائل وشرف میں ایک حدیث بھی کہیں روایت نہ کی جاتی اور نہ آپ کی کسی مدح یا خوبی کا کہیں نام ونشان ملتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کسی بستی کا حاکم یا چودھری وہاں کے کسی شخص پر خفا ہو جاتا ہے اور لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ کوئی شخص اس کا ساتھ نہ دے نہ اس کو خیر وخوبی سے یاد کرے تو اس کا ذکر غائب اور وہ گمنام ہو جاتا ہے اور وہ موجود رہتا ہے مگر معدوم کے حکم میں اور زندہ رہتا ہے مگر گویا مردہ۔ (پھر جس بزرگ کے خلاف اتنی زبردست سلطنت اتنے دنوں تک کوشش کرتی رہی اس کے فضائل کیسے باقی رہتے لیکن خدا کی قدرت کا کون مقابلہ کرسکتا ہے کہ باوجود اتنی مخالفت کے آج بھی حضرت کے فضائل سے کتابیں بھری ہیں اور ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ وتابعین ومحدثین سے بہ کثرت لوگ صرف دنیا حاصل کرنے اور اس زندگی کا مزا اٹھانے کے لئے حضرت علی علیہ السلام کے خلاف رہتے تھے کہ حضرت کی برائیاں کرتے اور حضرت کے دشمنوں کی تائید وحمایت میں مشغول رہتے۔ (شرح نہج البلاغہ از علامہ ابن ابی الحدید مطبوعہ مصر جلد اول

جزدرابع ص ۳۵۸ وغیرہ) اس عبارت سے احادیث موضوعہ کی علت غائیہ پر جو پردے پڑے تھے ان میں سے اکثر ہٹ گئے اور حضرت علی علیہ السلام اور حضرات اہل بیتؑ طاہرین کے فضائل کی کمی کے جو راز تھے وہ سب واضح ہو گئے اور معلوم ہوا کہ جس طرح حضرت امیر المومنینؑ کی زندگی میں اور حضرت کے بعد آپ کی تنقیص وتوہین کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا اسی طرح خلفائے ثلثہ وصحابہ کے فضائل ومناقب میں جھوٹی حدیثیں بنانے، غلط باتوں کے روایت کرنے اور کتابوں میں نقل کر کے تمام جگہ پھیلانے میں بھی کوئی کوشش چھوڑی نہیں گئی۔ پس ایسی زبردست سلطنت نے جو ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک قائم رہی اور یورپ، افریقہ، ایشیا تک میں پھیلی ہوئی تھی اپنی سزا و عقوبت کے اسلحے کے ساتھ اپنے خزانوں کا منہ بھی کھول دیا تھا تو غلط اور جعلی حدیثوں کی اشاعت کیونکر رک سکتی تھی اور جب حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیتؑ طاہرین کا نام تک لینے سے لوگ قتل کر دیے جاتے تھے، ان کے گھر لوٹ لیے جاتے تھے، ان کی جائدادیں چھین لی جاتی تھیں ان کی اولاد، عزت تباہ و برباد کر دیے جاتے تھے، تو ان حضرات کی کوئی فضیلت بھی کیونکر زندہ رہتی۔

ضروری نوٹ:

یہاں اس امر کا بیان کر دینا نہایت مفید واہم ہے کہ ان سب چیزوں کو ہم "اعجاز الولی" میں لکھ چکے ہیں اور یہاں انہیں باتوں کا مختصر طور پر اعادہ کر دیا ہے۔ اس سے ناظرین متوحش نہ ہوں "اعجاز الولی" میں ہم نے جو دعویٰ کیا تھا اس کا ثبوت اس کتاب ثقل اکبر" میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس وجہ سے ثبوت سے دعوے کو ربط دینے کے لئے یہ خلاصہ ضروری نظر آیا۔ اب قدرت خدا کا تماشہ قابل دید ہوگا کہ جن بزرگوں کے فضائل چھپانے مٹانے یا غائب کرنے دنیا سے نیست و نابود کر ڈالنے کے لئے خاندان بنی امیہ کے ۱۴ زبردست خونخوار اور پر ہیبت خلفاء ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے رہ گئے کہ خبردار کوئی شخص ان فضیلتوں کو نہ جانے نہ سنے نہ کسی تحریر میں دیکھے نہ یہ باتیں کسی کے کان میں پہنچ سکیں انہیں حضرات کے فضائل وکمالات مٹائے جانے کے بعد بھی آج کس کثرت سے موجود ہیں کہ دنیا میں اسلام سے متعلق شاید ہی کوئی کتاب ایسی ملے جو ایسے بیش بہا گوہروں سے خالی ہوا نہیں خلفاء بنی امیہ کے درباریں علماء ومحدثین کی روایتوں سے حضرات اہل سنت کی بڑی مشہور کتابیں صحیح مسلم صحیح بخاری وغیرہ بھری ہوئی پڑی ہیں ان میں تو حضرت کا نام تک کسی طرح نہیں آسکتا تھا لیکن دنیا وجد کرے اور قادر مطلق کی بے پناہ طاقت کو تسلیم کرے کہ اس نے کس طرح ان چیزوں کو زندہ رکھا۔ کیونکر ایسے لوگ باقی رہ سکے جنھوں نے اپنی زبان سے ان مطالب کو ظاہر کیا یا اپنی کتابوں میں لکھ سکے کیونکر ایسے ناقلین دنیا میں ٹھہر سکے جو حکومت کی ایسی زہریلی ہواؤں میں سانس لے لے کر بھی اس قابل ہو سکے کہ جس طرح ہو ان حضرات کے فضائل کو دوسروں سے بیان ہی کر دیا جائے ہم سچ

کہتے ہیں اور غالباً ہر صاحب بصیرت آدمی اس کا اعتراف کرے کہ حضرت ابراہیمؑ کا آگ میں ڈالا جانا اور آگ کا حضرت کے لئے گلزار ہو جانا اس درجہ حیرت خیز نہیں ہے جتنا حضرت امیر المومنینؑ اور حضرات اہل بیتؑ کے فضائل کا انہیں لوگوں کی چوٹی کی کتابوں میں باقی رہ جانا۔ حضرت موسیٰؑ کے عصا کا اژدہا بن جانا اتنا عقل کو متحیر کرنے والا نہیں ہو سکتا جتنا بنی امیہ کے خوانہائے نعمت سے پلے ہوئے محدثین و مورخین و مفسرین و علمائے کرام و پیشوایان دین کی کتابوں میں حضرت امیر المومنینؑ و حضرات اہل بیتؑ طاہرین کے مناقب کا درج ہونا۔ قرآن مجید کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اس کا جواب نہیں پیش کر سکتا اور آج تک دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے اسی طرح قدرت یہ بھی زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کا باقی رہنا بھی اسی خدا کی طاقت کا نمونہ ہے جس نے قرآن مجید کو آج تک لاجواب رکھا کہ اسی قہار و جبار نے آفتاب پر کروڑوں من خاک ڈالے جانے کے بعد بھی اس آفتاب کی روشنی آج تک اسی طرح باقی رکھی کہ انہیں خاک ڈالنے والوں کے عمر بھر کے ذخیروں میں کرنوں کی طرح چمک رہے ہیں غرض جس طرح قرآن مجید اسلام کا بہت بڑا زندہ معجزہ ہے اسی طرح حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل و مناقب کا آج تک باقی رہنا بلکہ روز بروز پھیلتے جانا بھی خدائے قدیر و توانا کی قدرت کاملہ کا بے مثل و نظیر کرشمہ ہے ہماری سمجھ میں تو نہیں آتا کیونکر یہ چیزیں باقی رہیں کیونکر کوئی شخص ان چیزوں کو زبان پر لا سکا اور کس طرح یہ حدیثیں باقی رہ گئیں کون بچانے والا تھا کون حفاظت کرنے والا تھا۔ کون لوگوں تک ان چیزوں کا پہنچانے والا تھا۔ بس سچ فرمایا ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

ایک اور نکتہ:

اسلام میں پہلی صدی ہی سے تصنیف و تالیف کا رواج ہو گیا تھا۔ اس وقت سے جو کتابیں مرتب ہوتی گئیں وہ تحریر کے ذریعہ سے باقی رہ سکیں۔ ان کی سیکڑوں ہزاروں نقلیں ہوئیں اور تمام اسلامی ممالک میں پھیلتی جاتی تھیں۔ وہ سب ممالک بھی زیادہ تر انہیں بادشاہوں کے زیر حکومت تھے جو خلفاء۔ بنی امیہ و بنی عباس کے قائم مقام ہوتے رہے۔ ان ممالک میں بھی اسی مذہب کا زور تھا جس پر خلفاء۔ بنی امیہ و بنو عباس کا عمل تھا۔ ان میں بھی حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیتؑ طاہرین سے وہی تعصب اور عناد کار فرما تھا جو خلفاء۔ بنی امیہ و بنی عباس کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اور حدیث و تفسیر و تاریخ وغیرہ کی کتابوں کے نقل کرنے والے بھی وہی علماء و فضلاء اہل سنت تھے جو اپنے بزرگوں کے خلف الصدق تھے۔ ان لوگوں نے ان کتابوں کے نقل کرنے میں بھی اپنے تعصب کو کس درجہ استعمال کیا ہوگا؟ پہلی صدی میں جو کتابیں لکھی گئیں جب ان کی نقل دوسری صدی میں کی گئی تو نقل کرنے والوں کو پوری آزادی تھی کہ جس روایت کو چاہتے نقل کرتے اور جس کو چاہتے چھوڑتے جاتے۔ کوئی داروغہ نہیں تھا کوئی

انسپکٹر نہیں مقرر تھا کوئی سپرنٹنڈنٹ نہیں معین تھا کہ نگرانی کر سکے کون کاتب کس کتاب کو کس طرح نقل کر رہا ہے۔کون عالم کس تصنیف میں کس قدر تصرف کرتا جاتا ہے۔اس وجہ سے ہر شخص نے اپنی خواہش کے مطابق اور اپنی جگہ کے حاکموں کے خوش کرنے کے لئے جن احادیث کو چاہا ہوگا نقل کرنے میں ضرور چھوڑ دیا ہوگا۔قرآن مجید کی طرح ان کتابوں کے حافظ تو نہیں مرتے تھے جن کے خوف سے لوگ اپنی ناپسند چیزوں کے نکال دینے سے ڈرتے ہوں۔اس وجہ سے سابق علماء نے حضرات اہل بیتؑ کے فضائل کی جو حدیثیں اپنی کتابوں میں اپنے ہاتھ سے لکھی ہوں گی بعد کے ناقلین نے ان میں سے بہت کثرت سے نکال دی ہوں گی۔پھر دوسری صدی میں بھی یہی ہوتا رہا ہوگا۔تیسری صدی میں بھی۔یہاں تک کہ بارہویں صدی ہجری تک یہی سلسلہ رہا ہوگا اور ہر صدی میں وہ حدیثیں گھٹتی ہی گئی ہوں گی۔پھر کتابوں کی نقل کا سلسلہ صرف ایک ملک میں نہیں تھا حجاز،شام،عراق۔مصر۔اندلس۔ترکستان۔افغانستان۔ہندوستان غرض ہر ملک میں وہ کتابیں نقل ہوتی رہی ہوں گی۔اور ناقلین سب کی حجامت بناتے گئے ہوں گے اس طرح اس وقت ہم لوگوں کے ہاتھوں میں جو کتابیں پہنچیں وہ بارہ تیرہ سو برس کے تصرفات کے بعد پہنچی ہیں۔مثلاً امام بخاری نے جو ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں شہر سمرقند میں وفات پائی۔ان کی صحیح بخاری کو دیکھئے اور اس پر دوسری کتابوں کو قیاس کر لیجئے۔انھوں نے اپنی مشہور کتاب صحیح بخاری ۲۱۰ھ کے بعد لکھی۔اب ہم لوگوں کے ہاتھ میں ان کی لکھی ہوئی کتاب تو موجود نہیں ہے یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی ہی میں ستر ہزار آدمی نے بلاواسطہ ان سے اس کتاب کی سند حاصل کی۔اور ۲۱۰ھ سے ۲۱۸ھ تک بنی عباس کے مشہور خلیفہ مامون کی حکومت کا زمانہ تھا جو امام علیؑ رضا کا قاتل کہا جاتا ہے۔پھر ۲۱۸ھ سے ۲۲۷ھ تک اس کے بھائی خلیفہ معتصم کی حکومت تھی۔یہ اس قدر سخت اور متعصب تھا کہ امام احمد بن حنبل کو خود طمانچہ مارا اور اس قدر پٹوایا کہ بے ہوش ہو گئے اور تازیانوں سے ان کی کھال جابجا سے اڑ گئی۔پھر ان کو قید کرا دیا۔پھر ۲۳۲ھ سے ۲۴۷ھ تک بنی عباس ہی کے مشہور خلیفہ متوکل کی بادشاہت تھی جس کے تعصب کی یہ حالت تھی کہ صاحب گلزار شاہی نے لکھا ہے کہ اس کے وقت میں بیچارے سادات مصیبت کے مارے جلاوطن ہو گئے کربلائے معلیٰ کے روضے اور ان کے گرد کے مکانات اس نے مسمار کرا دیے اور لوگوں کو زیارت سے منع کر دیا۔صاحب حبیب السیر نے لکھا ہے کہ ۲۳۶ھ میں متوکل نے حکم دیا کہ کوئی شخص مزار حیدر کرار اور ان کی اولاد بزرگوار کی زیارت کو نہ جایا کرے اور حکم دیا کہ امام حسینؑ اور شہدائے کربلا کے روضے ہموار کر کے ان پر زراعت کے لئے پانی چھوڑ دیں اور تاریخ گزیدہ میں ہے کہ ہر چند فرماں رواؤں نے کوشش کی مگر پانی امام انام اور تمام شہدائے عترت طاہرہ کی قبروں پر جاری نہ ہوا۔اس نے بنی فاطمہؑ سے باغ فدک بھی چھین لیا تھا۔غرض ۱۹۴ھ سے ۲۵۶ھ تک انہیں خلفائے بنی عباس کی حکومت کا زمانہ تھا جن کی مہربانیوں

کے کچھ نمونے اوپر لکھے گئے ۔اسی زمانہ میں امام بخاری پیدا بھی ہوئے ۔اپنی کتاب صحیح بخاری لکھی بھی اور ستر ہزار علماء اہل سنت نے بلاواسطہ ان سے اس کتاب کی سند بھی حاصل کی اور ۲۵۶ھ میں وہ وفات بھی پا گئے ۔اہل انصاف بتائیں اگر امام بخاری اپنی کتاب میں حضرت امیر المومنینؑ یا اہل بیتؑ طاہرین کے فضائل کی کوئی حدیث لکھنی چاہتے بھی تو کیا وہ ستر ہزار علماء کے دشمن نہ ہو جاتے اور جس طرح علماء اہل سنت نے قاضی نور اللہ شوشتری علیہ الرحمہ کو (جن کا مزار آگرہ میں ہے) بادشاہ وقت کے حکم سے قتل کرا دیا۔امام بخاری کو بھی خلیفہ متوکل کی تلوار سے ذبح نہ کرا دیتے؟ باوجود اس کے کچھ نہ کچھ فضائل صحیح بخاری میں بھی مل جاتے ہیں۔

چھاپہ خانے:

اوپر کی عبارت تو قلمی کتابوں کے بارے میں ہے۔اب کچھ زمانے سے دنیا میں مطبع کی ایجاد ہوگئی ہے اور مصر۔شام،عراق۔ہندوستان ہر جگہ بے حد وحساب پریس قائم ہو گئے ہیں جن میں حضرات اہل سنت کی ہزاروں کتابیں چھپ چکیں اور چھپتی رہتی ہیں۔اور ان پریسوں کے کام کرنے والے سب کے سب اہل سنت حضرات ہی ہیں۔علماء اہل سنت ہی کی رائے مشورہ۔اصلاح اور ترمیم سے ان کی سب مذہبی کتابیں چھپتی رہتی ہیں۔اور وہ لوگ جس کتاب کو جس طرح چھاپیں۔کوئی روکنے والا اور کوئی غیر ان کے تصرفات کا دیکھنے والا نہیں ہے۔سینکڑوں مطبوعہ کتابوں سے عبارتیں ساقط ہوتے جانے کی خبریں برابر اہل علم حضرات کو ملتی جاتی ہیں۔مثال کے لئے صرف ایک کتاب سنن ابی داؤد کو دیکھئے کہ اسی ہندوستان کے دہلی میں بھی چھپی اور منشی نول کشور کے پریس میں بھی طبع ہوئی اور دونوں نسخوں میں اس وقت بھی اختلاف موجود ہے باوجود ان تحریفات وتصرفات وتغیرات کے اس وقت جو کتابیں حضرات اہل سنت کی چھپ چکی ہیں ان میں بھی حضرت امیر المومنینؑ اور حضرات اہل بیت طاہرینؑ کے فضائل کی حدیثیں اس کثرت سے بھری ہوئی ہیں جو صراط مستقیم تک پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔

واضح رہے کہ اس کتاب ثقل اکبر میں حضرت امیر المومنینؑ کی فضیلت میں جو حدیث نقل کی جائے گی اس کے بارے میں پوری کوشش کی گئی ہے کہ کسی قلمی نسخہ سے درج نہ کی جائے تاکہ مطبوعہ نسخوں میں اس کے نہ ملنے سے لوگوں کو شبہ ہو سکے کہ ہم نے غلط روایت درج کی بلکہ وہی حدیثیں نقل کی جائیں گی جو دہلی۔لکھنؤ۔بریلی۔حیدر آباد دکن مصر وغیرہ کے مطابع میں علماء اہل سنت ہی کی زیر نگرانی چھپی ہیں اور عام طور پر بازاروں میں ملتی ہیں۔ان کتابوں کی حدیثیں لفظ بہ لفظ نقل کر کے ان کا اردو ترجمہ کر دیا جائے گا۔غرض شک وشبہ کے تمام احتمالات دور کر کے اس کتاب کی تدوین کی جائے گی تاکہ ہر شخص کو حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کا سامان آسان ہو جائے۔اور دنیا سمجھ سکے کہ جن بزرگوں کے فضائل وکمالات واحسانات کے

مٹانے اور چھپانے میں پہلے سینکڑوں برس تک قہار سلطنتوں نے زور لگایا۔اس کے بعد علماء و مدرسین و مصنفین اپنی کوشش کرتے رہے اور اب سو برس سے زیادہ کی مدت سے پریس والے اپنی طاقت صرف کر رہے ہیں ان کا کیا درجہ تھا کہ اب بھی جو فضیلتیں مل جاتی ہیں ان سب کا جمع کرنا شاید ہی کسی کے اختیار میں ہو۔اور جن حضرات کا درجہ اسلام میں اونچا ثابت کرنے کے لئے چودہ سو برس کی بادشاہتوں اور جمہوری طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا وہ اب بھی ان حضرات کے مقابلہ میں ویسے ہی نظر آتے ہیں جیسے ماہتاب کے مقابلہ میں ستارے۔سچ ہے یریدون لیطفئو انور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

دوسراباب

صحاح ستہ میں امیر المومنین علیہ السلام و اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے فضائل کی حدیثیں

پہلی فصل

صحیح بخاری کی حدیثیں

(۱)عن ابن عباس قال لما اشتد بالنبی ﷺ وجعہ[۱] قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لاتضلوا بعدی قال عمر ان النبی ﷺ علیہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا و کثر اللغط قال قوموا عنی ولاینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان لارزیۃ کل الرزیۃ ماحال بین رسول اللہ و بین کتابہ۔(صحیح بخاری پ ۱ ص ۱۱۶)

"جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ جب پیغمبرؐ کی بیماری نے بڑی شدت اختیار کرلی تو آپ نے فرمایا میرے پاس نامہ لاؤ تاکہ میں ایسا نوشتہ لکھ جاؤں جس کے بعد تم پھر کبھی گمراہ نہ ہو اس پر حضرت عمر نے کہا پیغمبرؐ پر مرض کا غلبہ ہے۔ہمارے پاس خدا کی کتاب موجود ہے (نوشتہ کی حاجت ہی کیا ہے) کتاب خدا کافی ہے۔اس پر لوگوں میں اختلاف ہوگیا اور تکرار بڑھ گئی۔پیغمبرؐ نے فرمایا تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ میرے حضور جھگڑا اچھا نہیں۔ابن عباس یہ کہتے ہوئے نکلے مصیبت سب سے بڑی مصیبت کہ پیغمبرؐ کو نوشتہ لکھنے نہیں دیا گیا"۔

---

[۱] :اس حدیث کے سلسلہ میں چند امور قابل ذکر ہیں:۔پہلا امر یہ کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کئی جگہ ذکر کیا ہے مثلاً پارہ ۱۲ ص ۱۲۶ پارہ ۱۸ ص ۱۰۰ پارہ ۲۳ ص ۸۴ ۳ پارہ ۳۰ ص ۱۰۷ لیکن عبارت میں ذرا سا تغیر کے ساتھ ایک جگہ تو مخالفت کرنے اور پیغمبرؐ کو نوشتہ لکھنے سے روک دینے والے کا نام صاف صاف ذکر کردیا ہے مگر پیغمبرؐ کے کاغذ مانگنے پر جو جواب دیا گیا اس کی اصلی لفظیں نہیں ذکر کی گئیں بلکہ عبارت بدل دی گئی اور دوسری جگہ روکنے والے کا نام نہیں لیا گیا البتہ جواب کی اصلی لفظیں بیان کردی گئیں۔یہاں مذکورہ بالا حدیث میں غلبہ الوجع پیغمبرؐ پر مرض کا غلبہ ہے کہ لفظ ہے اور کہنے والے حضرت عمر کے نام کی صراحت ہے اور دوسری جگہ اسی صحیح بخاری کے باب جوائز الوفود میں یہ حدیث ان الفاظ میں مذکور ہے:

عن ابن عباس انہ قال یوم الخمیس و ما یوم الخمیس ثم بکی حتی خضب و معہ الحصیاء فقال اشتد برسول اللہ وجعہ یوم الخمیس فقال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہٗ ابداً فتنازعوا و لاینبغی عند نبی تنازع

فقالوا هجر رسول الله فقال دعوني فالذي انا فيه خير مما تدعوني اليه۔

ابن عباس کہتے تھے کہ پنجشنبہ کا دن ہائے وہ کیسا پنجشنبہ کا دن تھا پھر رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزے تر ہو گئے پھر انھوں نے کہا کہ پیغمبرؐ کی تکلیف پنجشنبہ کے دن بہت بڑھ گئی تو آپ نے فرمایا میرے پاس نامہ لاؤ تاکہ میں ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم پھر کبھی گمراہ نہ ہو گے اس پر لوگ آپس میں جھگڑنے لگے حالاں کہ نبی کے پاس جھگڑنا مناسب نہیں لوگوں نے کہا پیغمبرؐ ہذیان بک رہے ہیں۔ پیغمبرؐ نے کہا مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں جس حال میں ہوں وہ کہیں بہتر ہے اس سے جس کی طرف تم مجھے دعوت دے رہے ہو۔

اس حدیث میں غلبہ الوجع کی لفظ نہیں بلکہ ھجر کی لفظ ہے پیغمبرؐ ہذیان بک رہے ہیں مگر یہاں کہنے والے کا نام مذکور نہیں۔ دونوں حدیثوں کو سامنے رکھ کر دیکھنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ جس حدیث میں پیغمبر کو نوشتہ لکھنے سے روک دینے والے کا نام مذکور ہے اس کی اصلی لفظیں محدثین نے نہیں ذکر کیں بلکہ اس کا مطلب ومفہوم بیان کر دیا عبارت ہلکی کر دی گئی صرف غلبہ الوجع پر اکتفا کی گئی تاکہ حضرت عمر کے دامن پر دھبہ نہ آئے دوسری حدیث میں چونکہ حضرت عمر کا نام نہیں لیا گیا اس لئے کوئی مضائقہ نہ معلوم ہوا جو اصلی لفظیں تھیں وہ بیان کر دی گئیں دونوں حدیثوں میں کتر بیونت اس غرض سے کی گئی کہ حضرت عمر کی شخصیت کو ٹھیس نہ پہنچے۔ امام بخاری نے اصلی واقعہ پر پردہ تو ڈالا مگر دوسرے علماء محدثین نے اس واقعہ کی اصلی تصویر کھول کر رکھ دی۔ چنانچہ دیگر حدیث کی کتابوں میں حضرت عمر کا نام بھی صراحت کے ساتھ مذکور ہے اور انھوں نے جو لفظیں کہی تھیں ھجر پیغمبرؐ ہذیان بک رہے ہیں وہ بھی وضاحت سے ملتی ہیں خود مولوی شبلی صاحب اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "طرہ یہ ہے کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرتؐ کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا نعوذ باللہ

(الفاروق ص ۶۱)

دوسرا امر یہ کہ اس حدیث کا امیر المومنینؑ کی ذات سے تعلق کیا ہے؟ ارباب بصیرت بخوبی جانتے ہیں کہ یہ حدیث امیر المومنینؑ کے داستان مصائب کا سرنامہ ہے۔ پیغمبرؐ کیا لکھنا چاہتے تھے یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں زبان سے نہ کہیں۔ اقرار نہ کریں لیکن حقیقت میں سمجھتے سبھی تھے کہ پیغمبرؐ کیا لکھنا چاہتے تھے اور اگر سمجھتے نہیں تھے تو ہذیان کی تہمت لگا کر لکھنے سے روک کیوں دیتے۔ زمانہ حال کے نامور مصنف شمس العلماء ڈپٹی مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا بیان پڑھئیے اور سر دھینے لکھتے ہیں سب سے پہلا واقعہ قرطاس نے بھانڈا پھوڑا کہ اول دن سے رکاوٹوں کی کھچڑی خلافت کے لئے پک رہی تھی۔۔۔ بات پھر بھی گول مول ہی رہی۔۔۔ پیغمبرؐ صاحب نے بھی وصیت کی جس کے لئے کاغذ منگواتے تھے کچھ صراحت نہ فرمائی کہ کیا لکھوانا چاہتے تھے مگر جن کے دل میں تمنائے خلافت چٹکیاں لے رہی تھی انھوں نے دھینگا مشتہ سے منصوبہ ہی کو چٹکیوں میں اڑا دیا اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ ہماری ہدایت کے لئے قرآن بس کرتا ہے اور چونکہ پیغمبرؐ صاحب کے حواس بجا نہیں کاغذ قلم دوات کا لانا کچھ ضرور نہیں خدا جانے کیا کیا لکھوا دیں گے۔ (امہات الائمہ ص ۵۲)

واقعہ یہ ہے کہ صحابہ اور خود حضرت عمر اچھی طرح جانتے تھے کہ رسولؐ اپنے بعد خلافت کے معاملہ کو صاف کر دینا چاہتے ہیں آپ نے اب تک حضرت علیؑ کے خلیفہ وجانشین ہونے کے متعلق جتنے اعلانات کئے انھیں قطعی حیثیت دے دینا چاہتے ہیں جب کہ خود حضرت عمر نے اپنی زبان سے اس کا اقرار و اعتراف کیا ہے۔ ابن عباس سے ایک طولانی گفتگو کے درمیان حضرت عمر نے یہ فقرہ کہا "اے ابن عباس تمہیں پتہ ہے؟ رسولؐ کے بعد خلافت سے تم لوگوں کو کس چیز نے محروم رکھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ جواب دوں۔ میں نے کہا اے حضور! اگر میں نہیں جانتا تو آپ تو جانتے ہی ہیں۔ حضرت عمر نے کہا لوگوں کو یہ بات اچھی معلوم نہ ہوئی کہ نبوت وخلافت تم لوگوں ہی میں جمع ہو کر رہ جائے اور تم خوش ہو ہو کر اپنی قوم والوں کو یہ روندتے پھرو لہٰذا قریش نے خلافت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس خیال میں وہ درستی پر تھے اور وہ موفق بھی ہوئے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضور اگر مجھے بھی بولنے کی اجازت دیں اور خفا نہ ہوں تو کچھ عرض کروں حضرت عمر نے کہا ہاں کہو ابن عباس کہتے ہیں تب میں نے کہا آپ کا یہ کہنا کہ قریش نے خلافت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس خیال میں وہ درستی پر تھے اور وہ اس کے لئے موفق بھی ہوئے تو اگر قریش خدا کی مرضی سے اپنے لئے مخصوص کئے گئے ہوتے۔ (یعنی خدا بھی انہیں خلافت

کے لئے پسند کئے ہوتا) تو یقیناً وہ حق پر تھے نہ ان کو ٹالا جا سکتا تھا نہ ان پر حسد کیا جاتا۔ آپ نے یہ جو کہا کہ قریش والوں نے پسند نہ کیا کہ خلافت و نبوت تم لوگوں ہی کے اندر رہے تو خداوند عالم نے ایک قوم کی اسی پسند نہ کرنے پر ان الفاظ میں توصیف کی ہے:۔

ذالك بانهم كرهوا ما انزل الله فاحبط اعمالهم

انھوں نے ناپسند کیا ان آیات کو جو خداوند عالم نے نازل کیں تو خدا نے بھی ان کے سارے اعمال خاک میں ملا دئے۔ اس پر حضرت عمر بولے وائے ہو اے ابن عباس تمہارے بارے میں مجھے کچھ خبریں ملتی رہی ہیں مجھے تو پسند نہیں کہ واقعاً وہ صحیح ہوں جس کی وجہ سے تمہاری منزلت میرے نزدیک گھٹ جائے۔ ابن عباس بولے حضور وہ کون سی باتیں ہیں اگر وہ باتیں حق ہیں تب تو کوئی وجہ نہیں کہ میری منزلت آپ کے دل سے جاتی رہے اور اگر غلط ہیں تو میں اس سے کنارہ کشی کرنے پر آمادہ ہوں۔ حضرت عمر نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کہتے پھرتے ہو کہ خلافت کو لوگوں نے ہم سے حسد کر کے باغی ہو کے اور از راہِ ظلم چھین لیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔ سرکار! یہ آپ کا جملہ کہ ''از راہ ظلم چھین لیا تو یہ ہر دانا و نادان پر روشن ہے رہ گیا یہ فقرہ کہ ''حسد کی وجہ سے'' تو اس کے متعلق عرض ہے کہ جناب آدمؑ سے بھی حسد کیا گیا تھا اور ہم تو انہیں کی وہ اولاد ہیں جن سے ناحق لوگ جلتے ہیں۔ حضرت عمر بولے ہائے خدا کی قسم اے بنی ہاشم تمہارے دلوں سے تو حسد کبھی بھی نا جائے گا۔ ابن عباس نے کہا ٹھہریئے ٹھہریئے آپ ایسے لوگوں کو عیب نہ لگائیں جن سے خدا نے ہر گندگی کو دور کیا اور انہیں ایسا پاک بنایا جیسا کہ پاک بنانے کا حق ہے''۔ (تاریخ کامل اور علامہ ابن الحدید معتزلی کی شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۲۴)

ایک دوسرے موقع پر حضرت عمر نے ابن عباس سے پوچھا ''اپنے چچا کے بیٹے کو کس حال میں چھوڑا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں سمجھا عبداللہ بن جعفر کے متعلق پوچھ رہے ہیں میں نے کہا میں ان کو دوست احباب کے مجمع میں چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ حضرت عمر بولے میں انہیں نہیں پوچھتا۔ میری مراد تو اہل بیتؑ کے راس و رئیس بزرگ (حضرت علیؑ) سے ہے ابن عباس نے جواب دیا میں نے انہیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ ڈول کھینچتے جاتے تھے اور قرآن کی تلاوت جاری تھی حضرت عمر نے کہا ابن عباس سچ سچ بتاؤ کیا اب بھی وہ یہی کہتے ہیں کہ رسولؐ نے ان کو خاص کر خلیفہ مقرر کیا۔ ابن عباس نے کہا حضور میں اس سے زیادہ آپ کو بتاؤں! میں نے اپنے والد ماجد (جناب عباس) سے حضرت علیؑ کے اس دعوے کے متعلق (کہ رسولؐ نے انہیں خود خلیفہ مقرر کیا) دریافت کیا انھوں نے فرمایا ہاں علیؑ سچ کہتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا رسول علی علیہ السلام کے متعلق ایسی ہی مبالغہ کی باتیں کیا کرتے تھے جن کا حجت ہونا ثابت نہیں اور نہ وہ ثبوت میں پیش کئے جانے کے قابل ہیں۔ رسولؐ اللہ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق وقتاً فوقتاً ایسی مبالغہ کی باتیں کہہ کر امت والوں کو جانچتے تھے کہ علیؑ کو خلیفہ بنانا پسند کریں گے کہ نہیں۔ رسولؐ نے بستر مرگ پر چاہا بھی کہ علی علیہ السلام کا نام لے کر اپنے جانشین کی تصریح کر دیں مگر میں رکاوٹ بن گیا اور میں نے رسولؐ کو ایسا کرنے نہ دیا۔ (تاریخ بغداد امام ابوالفضل احمد بن ابی طاہر شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۱۹۷)

ایک اور موقع پر حضرت عمر اور عبداللہ بن عباس میں گفتگو ہوئی۔ حضرت عمر بولے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ علیؑ واقعاً مظلوم ہیں اور خلافت ان سے چھین کر واقعاً ان پر ظلم کیا گیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا تو حضور خلافت انہیں واپس کر دیجئے نا! اس پر حضرت عمر نے میرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور غراتے ہوئے آگے بڑھ گئے پھر ٹھہرے، میں قدم بڑھا کر پاس پہنچا۔ حضرت عمر بولے ''اے ابن عباس میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ علیؑ کو لوگوں نے صغیر السن سمجھ کر خلیفہ نہ ہونے دیا اس پر ابن عباس بولے مگر خدا کی قسم خدا اور رسولؐ نے تو انہیں اس وقت صغیر السن نہ سمجھا جب علیؑ کو خدا نے اور رسولؐ نے حکم دیا تھا کہ جا کر آپ کے دوست ابوبکر سے سورہ برأت لے لیں اور خود جا کر تبلیغ کریں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس پر حضرت عمر نے منہ پھیر لیا اور جلدی سے آگے بڑھ گئے۔

(شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۱۰۵)

ان تمام حقائق و واقعات کے ساتھ اگر پیغمبرؐ کی اس حدیث ائتونی بکتاب اکتب لکم کتاباً لا تضلوا بعدی میرے پاس کاغذ لاؤ تاکہ میں ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو اور پیغمبرؐ کی مشہور حدیث ثقلین انی تارك فيكم الثقلين كتاب الله و عترتي اهلبيتي

ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا ابعدی میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت واہل بیتؑ جب تک تم ان سے متمسک رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے'' کو ملا کر دیکھا جائے تو کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ دونوں حدیثوں میں رسولؐ کا مقصد ایک ہی ہے ایک ہی مفہوم کو دونوں حدیثوں میں آپ نے بیان کیا اور وقت وفات قلم و دوات مانگنے کی غرض یہی تھی کہ حدیث ثقلین میں آپ نے جو چیز امت کے لئے واجب بتائی تھی یعنی اتباع قرآن واہل بیتؑ اسی کو تفصیلی طور پر تحریر فرما دیں۔ ۱۲

(۲) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ ان عائشہ قالت لما ثقل النبی و اشتدبہ و جعہ استأذن ازواجہ فی ان یمرمن فی بیتی فاذن لہ فخرج النبی بین رجلین تخط رجلاہ فی الارض بین عباس و رجل[1] اخر قال عبید اللہ فاخبرت عبد اللہ بن عباس فقال اتدری من الرجل الاخر قلت لا قال ھو علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام۔ (صحیح بخاری پ ا ص ۱۵۱)

''زہری کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ حضرت عائشہ بیان کرتی تھیں جب حضرت رسولؐ خدا بیمار ہوئے اور حضرت کا درد تیز ہو گیا تو اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ بیماری کے دن میرے (عائشہ ہی کے گھر گزاریں اور یہیں حضور کی تیمارداری کیجائے سب بیویوں نے حضرت کو اجازت دی۔ اسی زمانہ میں ایک روز حضرت دو شخصوں پر تکیہ کیے ہوئے گھر سے باہر نکلے۔ اس وقت آپ کو اس قدر ضعف تھا کہ) آپ کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور وہ دونوں آدمی جن پر ٹیکتے ہوئے حضرت باہر نکلے جناب عباس تھے اور ایک شخص اور تھا اس کے بعد عبید اللہ بیان کرتے تھے کہ اس بات کو میں نے جناب ابن عباس سے ذکر کیا تو انھوں نے مجھ سے پوچھا تم یہ بھی جانتے ہو کہ دوسرا شخص جس کا نام عائشہ نے نہیں لیا، کون تھا؟ میں (عبید اللہ) نے کہا نہیں، تو انھوں نے بتایا کہ وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ تھے''۔

[1]:۔ اس حدیث کو بھی امام بخاری نے کئی مقامات پر ذکر کیا ہے اس کی شرح میں علامہ قسطلانی نے لکھا ہے ولکن عائشہ لا تطیب نفسا لہ بخیر و عن الزھری و لکنھا لا تقدر ان تذکرہ بخیر لیکن حضرت عائشہ کا نفس حضرت علیؑ کی کسی بھلائی سے خوش ہوتا ہی نہیں تھا اور زہری سے روایت ہے کہ لیکن حضرت عائشہ سے ممکن ہی نہیں تھا کہ حضرت علیؑ کا کوئی ذکر خیر کر سکیں (ارشاد الساری جلد ۶ ص ۳۲ اور علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ۔قولہ ھو علی ابن ابی طالب زاد الاسماعیلی من روایۃ عبد الرزاق عن معمر و لکن عائشہ لا تطیب لہ بخیر۔ لابن اسحاق فی المغازی عن الزھری و لکنھا لا تقدر علی ان تذکرہ بخیر۔ و لم یقف اکبر مانی علی ھذہ الزیادۃ فعبر عنھا بعبارۃ شلتیعۃ۔ جناب عباس نے جو کہا کہ جن بزرگ کا نام حضرت عائشہ نے نہیں بتایا وہ حضرت علیؑ تھے اس کے متعلق اسماعیلی نے عبد الرزاق کی روایت سے یہ جملہ بھی زیادہ کیا ہے کہ مگر عائشہ حضرت علیؑ کی کوئی بھلائی برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ اور علامہ ابن اسحاق نے مغازی میں زہری سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا لیکن عائشہ سے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ حضرت علیؑ کو کسی طرح بھی بھلائی کے ساتھ یاد کر سکیں مگر علامہ کرمانی اس زیادتی پر مطلع نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے انھوں نے اس کو بری عبارت سے تعبیر کیا ہے۔ (فتح الباری پ ۳ ص ۲۷۲) مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۳۴۶ وغیرہ میں بھی یہ روایت موجود ہے افسوس علامہ ابن حجر نے علامہ کرمانی کی اس عبارت شنیعہ کو ذکر نہیں کیا البتہ علامہ عینی نے تصریح کر دی ہے لکھتے ہیں قال الکرمانی لم سمتہ ثم قال ما سمتہ تحقیراً او عداوۃ علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ نے حضرت علیؑ کا نام کیوں نہیں لیا پھر خود ہی جواب دیا ہے کہ حضرت علیؑ کو ذلیل کرنے کی

غرض اوران کی عداوت کے سبب سے ان کا نام نہیں لیا۔(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۲ ص ۷۲۰)

مورخ جلیل علامہ طبری نے بھی لکھا ہے کہ کانت لاتقدر علی ان تذکرہ بخیر۔حضرت عائشہ کے لئے ممکن ہی نہ تھا کہ حضرت علیؑ کا ذکر خیر کر سکیں(تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۹۲) دبے ہوئے لفظوں میں خود حضرت عائشہ نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے جیسا کہ علامہ حلبی وغیرہ نے لکھا ہے۔ قال ابن عباس الرجل الذی لم تسمه علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه ای فانه کان بینها وبین علی مایقع بین الاحماء وقدصرحت بذالك لما ارادت ان تتوجه من البصرة بعد انقضاء وقعة الجمل وخرج الناس ومن جملتها علی کرم الله وجهه لتودیعها حیث قالت والله ماکان بینی وبین علی فی القدیم الامایکون بین المراۃ واحماءها حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے تھے کہ دوسرا شخص جس کا نام حضرت عائشہ نے نہیں لیا حضرت علیؑ تھے کیونکہ ان کے اور حضرت عائشہ کے درمیان وہ(عداوت) تھی جو عورتوں کو شوہر کے رشتہ داروں سے ہوتی ہے اور حضرت عائشہ نے خود بھی اس کی تصریح کر دی ہے چنانچہ جب وہ جنگ جمل کے بعد بصرہ سے پلٹنے لگیں اور لوگ ان کی رخصت کو گئے اور حضرت علیؑ بھی ان کو رخصت کرنے کے لئے بصرہ کے باہر تک تشریف لے گئے تھے تو اُس وقت حضرت عائشہ نے کہا تھا خدا کی قسم میرے اور علیؑ کے درمیان قدیم زمانے سے اور کوئی(عداوت) اس کے سوا نہیں جو عورت اور اس کے شوہر کے رشتہ داروں(بیٹی، داماد، نواسوں وغیرہ) کے درمیان ہوتی ہے۔(سیرۃ حلبیہ جلد ۳ ص ۳۴۴ مطبوعہ مصر)۔

---

(۳)ان النبی ﷺ کان یصلی عند البیت وابوجهل واصحاب جلوس اذ قال بعضهم لبعض ایکم یجیئی بسلاجزور بنی فلان فیضعه علی ظهر محمد اذا سجد فانبعث اشقی القوم فجاء به فنظر حتی اذا سجد النبی ﷺ وضعه علی ظهره بین کتفیه و انا انظر لااغنی شیئاً لوکانت لی معنه قال فجعلوا یضحکون و یحیل بعضهم علی بعض و رسول الله ساجد لایرفع راسه حتی جاته فاطمه فطرحنه عن ظهره فرفع راسه ثم قال اللهم علیك بقریش ثلاث مرات۔(صحیح بخاری پ ا ص ۱۷۴)

''پیغمبرؐ خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے چند دوست بیٹھے ہوئے تھے کہ اس میں کسی نے کسی سے کہا کہ فلاں گھرانے میں جو اونٹ ذبح ہوا ہے تم میں کون ایسا ہے جو ابھی جا کر اس اونٹ کی اوجھڑی اٹھالائے اور محمدؐ جب سجدے میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے یہ سن کر اس جماعت کا بدبخت ترین شخص(عقبہ ابن ابی معیط۔فتح الباری) چل کھڑا ہوا اور اوجھڑی لے کر آیا اور انتظار کرنے لگا جب پیغمبرؐ نے سجدہ کیا تو اس نے آپ کی پیٹھ پر اسے ڈال دیا (راوی کہتا ہے کہ میں چپکا کھڑا دیکھا کیا اور مجھ میں اتنی ہمت نہ ہوئی کہ میں ان لوگوں کو روک سکتا) اس پر سبھوں نے خوب قہقہے لگائے اور ایک دوسرے کو ذمہ دار قرار دینے لگے رسولؐ سجدہ میں تھے سر نہیں اٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ فاطمہؑ آئیں اور انہوں نے اس اوجھڑی کو آپ کی پشت سے نیچے گرادیا آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور فرمایا خداوندا تو ہی ان قریش والوں سے سمجھنا یہ جملہ تین مرتبہ آپ نے فرمایا''۔

(۴)عن ابی حازم سمع سهل بن سعد الساعدی و ساله الناس و ما بینی و بینه احد بای شئی

دوی جرم النبی فقال ما بقی احد اعلم به منی کان علی یجیئی بترسه فیه ماء و فاطمة تغسل عن وجهه الدم فاخذ حصیر فاحرق فحشی به جرجه۔ (صحیح بخاری پارہ ۱ص ۶۷ او پارہ ۱۱ص ۸۷ پارہ ۱۲ ص ۱۲۲ و پارہ ۱۶ ص ۳۸ و پارہ ص ۴۰۷)

''سہل بن سعد ساعدی سے لوگوں نے پوچھا کہ (غزوۂ احد میں) حضرت رسول خداؐ زخمی ہوئے تو کیا علاج کیا گیا۔ کہا حضرت علیؑ اپنی ڈھال میں پانی لاتے اور حضرت فاطمہؑ آنحضرتؐ کے منہ کا خون دھوتی تھیں پھر ایک بوریے کا ٹکڑا جلا کر اس زخم کو بھر دیا گیا''۔

(۵) ان اباهریره قال بعثنی ابوبکر فی تلك[1] الحجه فی موذنین یوم النحر فوذن بمنی ان لایحج بعد العام مشرك ولایطوف بالبیت عریان قال حمید بن عبد الرحمان ثم اروف؟ رسول الله علیاً فامره ان یوذن ببرأة قال ابوهریره فاذن معنا علی فی اهل المنی یوم النحر لایحج بعد العام مشرك ولایطوف بالبیت عریان۔ (صحیح بخاری پارہ ۲ ص ۶۳۸)

''ابوہریرہ کہتے تھے'' کہ ۹ ہجری کے'' حج میں حضرت ابوبکر نے مجھے بھیجا کہ ہم لوگ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک خانہ کعبہ کا حج نہ کرے نہ کوئی شخص برہنہ اس کا طواف بجالائے پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہی سورہ براۃ کی تبلیغ کریں ابوہریرہ کہتے ہیں تو حضرت علیؑ نے ہمارے ساتھ قربانی کے دن مناوالوں میں اس کا اعلان کیا کہ اس سال کے بعد نہ تو کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی شخص برہنہ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔''

---

[1]: امام بخاری نے اس روایت کو تین جگہ لکھا ہے صحیح بخاری پارہ ۲ ص ۲۳۸ و پارہ ۱۹ ص ۱۹۴ علامہ ابن حجر نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ عن علی قال بعث رسول الله ابابکر ببراة الی اهل مکة و بعثه علی الموسم ثم بعثنی فی اثره فادر کته فاخذتها منه فقال ابوبکر مالی؟ قال انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض غیر انه لایبلغ عنی غیری او رجل منی حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضرت رسالت مآبؐ نے ابوبکر کو سورہ برأت کے ساتھ اہل مکہ کی طرف روانہ کیا پھر ان کے پیچھے ہی مجھے بھیجا تو میں نے ابوبکر کو پکڑ کر ان سے سورہ برأت لے لی یہ دیکھ کر ابوبکر آں حضرتؐ کے پاس واپس آئے اور پوچھا یا حضرت کیوں مجھ کو اس سے معزول کیا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا یہی بہتر تھا تم میرے یار غار اور یار حوض ہو مگر بات یہ ہے کہ دینی احکام کو میری طرف سے سوا میرے یا ایسے شخص کے جو مجھ ہی سے ہو کوئی اور نہیں پہنچا سکتا ہے۔ پھر علامہ ممدوح لکھتے ہیں:۔ عند الطبرانی من حدیث ابی رافع نحره لکن قال اتاه جبریل فقال انه لن یودیها عنك الا انت او اجل منك۔ طبرانی میں بھی یہی مضمون ہے البتہ اس میں یہ بھی ہے کہ جب آں حضرتؐ نے حضرت ابوبکر کو سورہ برأت کے ساتھ روانہ کیا تو فوراً جبریل آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمدؐ! یہ آپ نے کیا کیا۔ اس سورہ کو آپ کی جانب سے سوا آپ کے یا اس شخص کے جو آپ ہی سے ہو کوئی اور نہیں پہنچا سکتا۔ پھر لکھتے ہیں:۔ عن حدیث انس قال بعث النبی برأة مع ابی بکر ثم دعا علیا و اعطاه ایاه و قال لاینبغی لاحدان یبلغ هذا الارجل من اهلی۔ انس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے سورہ برأت کو حضرت ابوبکر کے ساتھ بھیجا۔ پھر فوراً ہی حضرت علیؑ کو بلایا اور وہ سورہ حضرت ابوبکر سے لے کر علیؑ کو دے دیا اور فرمایا کسی کو مناسب نہیں ہے کہ اس سورہ کی تبلیغ کرے سوا اس شخص کے جو میرے اہل سے ہو۔ (فتح الباری پ ۱۹ ص ۱۹۴) اور امام نسائی نے تحریر فرمایا

ہے:۔ان رسول اللہ بعث براءۃ الی اھل مکۃ مع ابی بکر ثم ابتعہ بعلی فقال لہ خذ ھذا الکتاب فامض بہ الی اھل مکۃ قال ملحقتہ واخذت الکتاب منہ فانصرف ابوبکر وھو کیب۔قال یارسول ﷺ اللہ انزل فی شئی؟قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھلبیتی۔حضرت رسولؐ خدا نے مکہ والوں کی طرف حضرت ابوبکر کو سورہ برأت دے کر بھیجا پھر ان کے پیچھے ہی حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور آپ سے کہا کہ ابوبکر سے اس نوشتہ کو لے کر تم خود اہل مکہ کی طرف جاؤ اس پر حضرت علیؑ روانہ ہوئے اور حضرت ابوبکر کو پکڑ کر ان سے وہ نوشتہ لے لیا جس سے حضرت ابوبکر محزون و مغموم اور شکستہ دل واپس آئے اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ کیا میرے بارے میں کوئی حکم خدا نازل ہوا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں مگر مجھے یہ حکم خدا ضرور پہنچا ہے کہ اس کو یا میں پہنچاؤں یا میرے اہلبیتؑ ہی کا کوئی شخص پہنچائے۔(خصائص نسائی ص ۶۳)

ان تمام عبارتوں سے چند نتائج حاصل ہوتے ہیں:۔

(۱) یہ کہ حضرت ابوبکر سے سورہ برأت کو واپس لے کر حضرت علیؑ کو اس کام کے لئے روانہ کرنا ایسا متفق علیہ واقعہ ہے جس کو بڑے بڑے اور نہایت مستند و مسلم الثبوت علماء و محدثین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

(۲) یہ کہ سورہ برأت کا حضرت ابوبکر سے لیا جانا ایسا اہم تھا کہ حضرت ابوبکر نہایت متعجب ہوئے اور واپس آ کر حضرت رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ مالی؟ مجھ سے کون سا قصور سرزد ہوا یا مجھ میں کیا عیب نکلا۔

(۳) یہ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا گو تم میرے یار غار ہو اور یار حوض ہو مگر میری طرف سے احکام خدا کی تبلیغ تم نہیں کر سکتے بلکہ احکام خدا کی تبلیغ یا میں کر سکتا ہوں یا وہ شخص جو مجھ ہی سے ہو اور معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر سے اس سورہ کو لے کر آں حضرتؐ نے حضرت علیؑ کو دیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر آنحضرتؐ سے نہیں ہیں اور حضرت علیؑ آنحضرتؐ سے ہیں۔

(۴) طبرانی وغیرہ کی روایت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ آنحضرت نے خود ہی حضرت ابوبکر سے سورہ برأت کو واپس نہیں لیا نہ خود ہی حضرت علیؑ کو دیا اور نہ خود ہی حضرت علیؑ کو رجل منی (وہ شخص جو مجھ سے ہو) فرمایا بلکہ یہ سب اہتمام خاص ذات پروردگار عالم نے کیا کہ حضرت جبریل کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا آپ آئے اور آنحضرتؐ سے کہا دینی کام کو یا آپ انجام دے سکتے ہیں یا وہ شخص جو آپ سے ہو۔ ۱۲

---

(۶) عن مطرف قال صلیت انا و عمران بن الحصین صلوٰۃ خلف علی ابن ابی طالب علیہ السلام فکان اذا سجد کبر و اذا رفع کبر و اذا نھض من الرکعتین کبر فلما سلم اخذ عمران بیدی فقال لقد صلی بنا ھذا صلوٰۃ محمد او قال لقد ذکرنی ھذا صلوٰۃ محمد ﷺ۔(صحیح بخاری پارہ ۴ ص ۴۴۸)

مطرف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی تو جب حضرت سجدہ کرتے تکبیر کہتے جب سجدہ سے سر اٹھاتے تکبیر کہتے اور جب دونوں رکعتوں سے اٹھتے تکبیر کہتے جب حضرت سلام پھیر چکے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا حضرت علیؑ نے تو یہ ہم لوگوں کو حضرت رسول خداؐ کی نماز پڑھا دی یا کہا کہ حضرت علیؑ نے ہمیں حضرت رسولؐ خدا کی نماز یاد دلا دی۔"

لہ:۔اسی مضمون کی حدیث امام بخاری نے صحیح بخاری پارہ ۳ ص ۴۳۸ میں بھی درج کی ہے جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ عمران بن حصین نے یہ نماز حضرت علیؑ کے ساتھ بصرہ میں جنگ جمل کے بعد پڑھی تھی۔فرقہ اہل حدیث کے ایک بڑے پیشوا مولوی حکیم ابویحییٰ محمد صاحب شاہجہانپوری نے لکھا ہے "عمران بن حصین نے بصرہ میں حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی تو کہنے لگے ہم کو انہوں نے وہ نماز یاد دلادی جو ہم رسولؐ اللہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔حضرت ابوموسیٰ نے بھی حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھ کر ایسا ہی کہا اور یہ بھی کہا کہ ہم لوگ اس کو بھول گئے یا قصداً چھوڑ دیا"۔(کتاب الارشاد مطبوعہ دہلی

ص ر ۱۵۷) معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد لوگوں نے اس نماز تک کو چھوڑ دیا جو حضرت رسولؐ پڑھتے تھے اور جب حضرت علیؑ نے رسولؐ کی طرح نماز پڑھی تو صحابہ کو رسولؐ کی نماز یاد آگئی۔ قابل غور یہ ہے کہ جب نماز ایسی عبادت جو کوئی چھپا ہوا کام نہیں تھا بلکہ رسولؐ اس کو سب صحابہ کے سامنے بلکہ مسجد کے اندر اور غزوات کے میدان میں پڑھتے تھے اس طرح بھلا دی گئی کہ علیؑ کے یاد دلانے پر لوگوں کو یاد آئی تو آنحضرتؐ کے اور امور کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ ۱۲

(۷) عن ابی هریرة قال کان رسول ﷺ الله یوتی بالتمر عند صرام النخل فیجی هذا بتمرة و هذا من تمرة حتی یصیر عنده کوما من تمر فجعل الحسن و الحسین یلعبان بذالك التمر فاخذ احدهما تمرة فجعله فی فیه فنظر الیه رسول ﷺ الله فاخرجها من فیه فقال اما علمت ان ال محمد یاکلون الصدقة۔ (صحیح بخاری پارہ ۲ ص ۵۴)

"ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب کھجور کے کٹنے کا وقت آتا تو لوگ رسولؐ اللہ کو اپنی اپنی کھجوروں میں سے لالا کر دیتے یہاں تک کہ کھجور کا انبار لگ جاتا۔ ایک دن امام حسنؑ و حسینؑ ان کھجوروں سے کھیل رہے تھے۔۔۔۔۔۔اسی کھیل میں امام حسنؑ نے ایک کھجور اپنے منہ میں رکھ لی (یعنی کھانا نہیں چاہا بلکہ کھیل میں رکھ لی تھی) رسولؐ اللہ کی نظر پڑی آپ نے وہ کھجور امام حسنؑ کے منہ سے نکال لی اور فرمایا اے حسنؑ تم کو معلوم نہیں ہے کہ آل محمدؐ صدقہ نہیں کھاتے ہیں"۔(۱)

(۸) عن انس بن مالك قال قدم علی علی النبی من الیمن فقال بما اهللت یا علی فقال بما اهل النبی فقال لولا ان معی الهدی لاحللت۔(۲)

"انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ یمن سے آکر آخری حج میں حضرت رسولؐ خدا سے ملے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم نے کس نیت کا احرام باندھا ہے؟ حضرت علیؑ نے کہا یہ نیت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے جس نیت کا احرام باندھا ہے وہی میرا بھی احرام ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اگر میرے ساتھ ہدی کے اونٹ نہ ہوتے تو میں احرام کھول دیتا۔"

۱: حضرت حجۃ الاسلام شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ "امام پر اگرچہ بلا واسطہ وحی نازل نہیں ہوتی لیکن اس کا الہام ہوتا ہے اور وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ جس پر حضرات اہلسنت کے علامہ ابن حجر عقلانی کا وہ قول دلالت کرتا ہے۔ جو انہوں نے صحیح بخاری کی اس روایت کی شرح میں لکھا ہے جس میں آنحضرتؐ نے امام حسنؑ پر جب آپ شیر خوار تھے اور صدقہ کی کھجور منہ میں رکھ لی تھی اعتراض کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کخ کخ اما تعلم ان الصدقة علینا حرام تھو کو تھو کو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگوں پر صدقہ حرام ہے اور جس شخص نے یہ خیال کیا کہ امام حسنؑ اس وقت دودھ پیتے تھے آپ پر ابھی کسی شرعی امر کی تکلیف نہیں تھی تو آنحضرتؐ نے ان پر اعتراض کیوں کیا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ صدقہ ہم لوگوں پر حرام ہے اس کا جواب علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ دیا ہے العدم استواء حال الحسن و حال غیرہ لان الحسن فی تلك الحال كان يطالع اللوح المحفوظ امام حسنؑ اور دوسرے بچے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ امام حسنؑ اس حالت شیر خوارگی میں بھی لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے اس وجہ سے حضرت رسولؐ خدا نے وہ جملہ فرمایا۔ (احقاق الحق ص ۱۲۷)

۲: صحیح بخاری پارہ ۶ ص ۸۶ یہی حدیث پارہ ۶ ص ۱۳۰ پارہ ۱۰ ص ۴۹۹ پارہ ۱۷ ص ۶۵ پارہ ۲۹ ص ۶۳۲ میں بھی ہے۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضرت رسولؐ خدا اور حضرت علیؑ میں اس درجہ اتحاد تھا کہ عبادت میں بھی جو نیت حضرت رسولؐ خدا کی ہوتی وہی نیت حضرت امیر المومنینؑ فرماتے اور اس نیت سے وہ عبادت صحیح اور مقبول ہو جاتی۔ حضرت علیؑ کے سوا کسی صحابی کو یہ بات حاصل نہیں تھی کہ اس قسم کی نیت کر کے وہ اپنی کوئی عبادت بجالا سکے اور خدا اس کو صحیح قرار دے۔ ۱۲

(۹)عن سعید بن المسیب قال اختلف علی و عثمان و هما بعسفان فی المتعه(۱) فقال علی ما تریدالاان تنهٰی عن امر فعله رسول الله فقال عثمان دعنی عنك ۔ (صحیح بخاری پارہ ۶ ص ۹۳)

''سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مقام عسفان میں حضرت علیؑ و عثمان کے درمیان متعہ کے متعلق اختلاف ہوا تو حضرت علیؑ نے کہا اے عثمان کیا تم چاہتے ہو کہ اس کام سے منع کرو جس پر خود حضرت رسولؐ خدا عمل کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے کہا اس کو جانے بھی دو''۔

(۱۰)عن ابی هریره الدوسی قال خرج النبی فی طائفة النهار لایکلمنی ولا اکلمه حتی اتی الی سوق بنی قینقاع فجلس بفناء بیت فاطمة فقال اثم لکع اثم لکع فجسته شیئا فظننت انها

۱: صحیح بخاری پارہ ۶ کے اسی صفحہ ۹۳ میں یہ حدیث بھی ہے ۔عن عمران بن حصین قال تمتعنا علی عهد رسول الله و نزل القران قال رجل برایه ماشاء عمران بن حصین کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت رسولؐ خدا کے زمانہ میں متعہ کرتے تھے اور اس کا حکم قرآن میں بھی نازل ہوا پھر ایک شخص نے اپنے دل سے جو چاہا کہہ دیا (یعنی متعہ کو حرام کر دیا) علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح اپنی فتح الباری پارہ ص ۹۴ میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں والاولی ان یفسر بعمر فانه اول من نهی عنها و کان من بعده و کان تابعاً له فی ذالك ففی مسلم ایضا ان ابن الزبیر کان ینهی عنها و ابن عباس یامر بها فسالوا جابر افاشار اولی ان اول من نهی عنها عمر کہ بہتر یہ ہے کہ حدیث کے لفظ ''ایک شخص کی تفسیر ''کی جائے کہ وہ حضرت عمر تھے (جنہوں نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا) کیونکہ انہیں نے سب سے پہلے اس کو منع کیا اور ان کے بعد جو لوگ آئے انہوں نے حضرت عمر ہی کی پیروی کی صحیح مسلم میں بھی ہے ابن زبیر اس سے منع کرتے تھے اور ابن عباس اس کا حکم دیتے تھے تب لوگوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے دریافت کیا تو انہوں نے اشارہ کیا کہ سب سے پہلے اس کو حضرت عمر ہی نے حرام کیا تھا'' انوراللغۃ پارہ ۲۴ صفحہ ۸ میں ہے''۔متعتان کانتا علی عهد رسول الله و انا احرمهما دو متعے حج کا متعہ، نکاح متعہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں ہوا کرتے تھے لیکن میں ان کو حرام کرتا ہوں یہ حضرت عمر کا قول ہے'' پھر چند سطروں کے بعد ہے لولم نهی عمر عن المتعه مازنی الاشقی ۔حضرت علیؑ نے فرمایا اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتے تو زنا وہی کرتا جو بد بخت ہوتا'' اور صفحہ ۹ میں ہے ۔''جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں ہم آنحضرتؐ کے زمانہ میں اور ابوبکر صدیق کے زمانہ میں اور عمر کے شروع خلافت میں برابر متعہ کرتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کیا مراد حضرت عمر ہیں انہوں نے متعہ سے منع کر دیا کان ابن عباس یفتی تحلیل المتعه ابن عباس متعہ کی حلت کا فتویٰ دیتے تھے۔۔۔اور زرقانی نے شرح موطا میں ایک جماعت سلف اہلسنت سے بھی اس کی اباحت نقل کی ہے شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی اپنی کتاب المامون ص ۲۳۱ میں لکھتے ہیں ۔''(مامون نے) جوش میں ایک بار منادی کرادی کہ متعہ عموماً جائز سمجھا جائے اگر یہ حکم ذاتی رائے کی صورت میں ہوتا تو شاید کسی کو خیال بھی نہ ہوتا لیکن ایک عام منادی فرمان شاہی کے ہم زبان تھی۔۔۔مامون اس وقت دمشق میں تھا اور دربار کے عام علماء بھی ساتھ تھے اس وحشت انگیز منادی نے گو تمام شہر کو برہم کر دیا لیکن حکومت کی آواز کو کون دبا سکتا تھا۔۔۔درباریوں میں سے دو شخص۔۔۔پہنچے تو مامون حضرت عمر کا یہ قول پڑھ رہا تھا۔۔۔''متعتان کانتا علی عهد رسول الله و انا احرمهما (وہ متعے رسولؐ اللہ اور حضرت ابوبکر کے عہد میں تھے میں ان کو حرام کرتا ہوں) ہر لفظ پر اس کا چہرہ غصہ سے متغیر ہو جاتا تھا اور جب ایک پر غیظ لہجہ میں یہ روایت ختم کر چکا تو نہایت طیش میں آ کر کہا اے جعل (گوہ کا کیڑا انواراللغۃ پارہ ۵ ص ۴۸ اور ص ۴۹) جو چیز رسولؐ اللہ کے عہد میں جائز تھی تو کون ہے کہ اس کو حرام کرے''۔

تلبسه سخابا او تغسله فجاء يشتد حتى عانقه و قبله و قال اللهم احبه و احب من يحبه ۔
(صحیح بخاری پارہ ۸ ص ۳۵۹ و پارہ ۲۴ ص ۴۸۸)

''ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ دن کے ایک حصہ میں باہر تشریف لے چلے میں بھی خاموش ساتھ ساتھ تھا نہ پیغمبرؐ مجھ سے کلام کرتے تھے اور نہ میں پیغمبرؐ سے آپ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لائے وہاں سے جناب سیدہؑ کے مکان پر پہنچے اور صحن خانہ سیدہؑ میں تشریف فرما ہوئے اور پوچھا کیا یہاں ننھا ہے؟ کیا یہاں ننھا ہے؟۔ جناب سیدہؑ نے امام حسنؑ کو تھوڑی دیر کے لئے روکا۔ میں خیال کرتا ہوں شاید وہ گردن میں ہار پہنا رہی تھیں یا شاید نہلا رہی تھیں پھر امام حسنؑ دوڑتے ہوئے رسولؐ کے پاس آئے رسولؐ نے کلیجہ سے لپٹا لیا اور پیار کیا اور کہا خداوندا میں اسے دوست رکھتا ہوں اور ہر اس شخص کو دوست رکھتا ہوں جو اس کو دوست رکھے۔''

(۱۱) وقد اشرك النبي عليا في هديه ثم امره بقسمتها ۔ (صحیح بخاری پارہ ۹ ص ۴۲۷)

''حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو اپنی قربانی کے جانور میں شریک کر لیا پھر اس کے تقسیم کر دینے کا حکم دیا''۔

(۱۲) عن ابي اسحاق قال سمعت البراء بن عازب قال لما صالح رسول الله اهل الحديبية كتب علي منهم كتابا فكتب محمد رسول الله فقال المشركون لا تكتب محمد رسول الله لو كنت رسولاً لم نقاتلك فقال لعلي امحه قال علي ما انا بالذي امحاه فمحاه رسول الله بيده (۱) (پارہ ۱۰ ص ۵۸۰)

''ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے براء بن عازب کو کہتے سنا جب پیغمبرؐ نے اہل حدیبیہ سے صلح کی تو حضرت علیؑ نے صلحنامہ لکھا اس میں لکھا (یہ صلحنامہ ہے) محمدؐ رسولؐ اللہ (کی طرف سے) اس پر مشرکین نے کہا محمد رسولؐ اللہ نہ لکھئے اگر آپ رسولؐ اللہ ہوتے تو ہم آپ سے جنگ ہی نہ کرتے۔ حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے کہا رسولؐ اللہ مٹا دو حضرت علیؑ نے کہا۔ میں تو مٹانے کا نہیں۔ اس پر رسولؐ اللہ نے خود اپنے دست مبارک سے مٹا دیا۔

(۱۳) قال لعلي انت مني و انا منك (صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص ۵۸۰ و پارہ ۱۴ ص ۳۸۶ و پارہ ۱۷ ص ۲۴)

''پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔''

۱: جنگ صفین میں جب منافقین کی ریشہ دوانیوں سے جنگ رک گئی اور حکم کی ٹھہری شامیوں نے عمرو عاص کو اور اشعث و خوارج (امیر المومنینؑ کے لشکریوں) نے ابو موسیٰ کو حکم مقرر کیا مگر حضرت نے ابو موسیٰ کو ناپسند کیا اور چاہا کہ عبداللہ بن عباس کو مقرر کریں لیکن خوارج نے کہا ہم ابو موسیٰ کے سوا کسی سے راضی نہ ہوں گے مجبوراً حضرت نے فرمایا جب تم میری بات مانتے ہی نہیں تو جو چاہو کرو اس کے بعد لڑائی بند ہوگئی دونوں حکم حضرت کے پاس آئے اقرار نامہ اس طرح لکھنا شروع ہوا یہ وہ اقرار نامہ ہے جس پر فیصلہ کیا امیر المومنین علی مرتضیٰ نے''اس پر عمرو عاص نے ٹوکا کہ یہ تمہارے امیر ہیں ہمارے نہیں اس پر جھگڑا ہوا تو حضرت نے فرمایا''اللہ اکبر یہ قضیہ مثل قضیہ حدیبیہ کے ہے۔ صلح حدیبیہ میں جب میں نے محمد رسولؐ اللہ لکھا تھا تو کفار نے کہا آپ رسولؐ اللہ نہیں ہیں صرف اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھوائیے اس وقت آنحضرتؐ نے لفظ رسولؐ اللہ مٹا دیا اور مجھ سے فرمایا تھا اے علیؑ! تم کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا۔ (تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۴۷)

(۱۴) و لقد سمعت ابابکرہ یقول رایت رسول اللہ علی المنبر و الحسن بن علی الی جنبہ و ھو یقبل علی الناس مرۃ و علیہ اخری و یقول ان ابنی ھذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص ۵۸۱ پارہ ۲۹ ص ۵۵۱)

''ابوبکرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ کو منبر پر تشریف فرما دیکھا اور حضرت امام حسنؑ آپ کے پہلو میں تشریف رکھتے تھے آنحضرتؐ کبھی امام حسنؑ کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی لوگوں کی طرف اور آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرا فرزند سردار ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں مصالحت کرائے گا''۔

(۱۵) عن الاسود قال ذکروا عند عائشۃ ان علیا کان وصیا فقالت متی اوصی الیہ و قد کنت مسندتہ الی صدری او قالت حجری فدعا بالطست فلقد انخنث فی حجری فما شعرت انہ قد مات فمتی اوصی الیہ۔[۱] (صحیح بخاری پارہ ۱۱ ص ۸ او پارہ ۸ ص ۱۰۸)

''اسود سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت عائشہ کے سامنے ذکر کیا کہ حضرت علیؑ وصی پیغمبرؐ ہیں۔ آپ نے فرمایا رسولؐ اللہ نے انہیں اپنا وصی بنایا کب؟ میں تو آنحضرتؐ کو اپنے سینے سے لگائے یا گود میں لئے ہوئے تھی تو حضرتؐ نے طشت مانگا پھر اسی وقت میری گود میں بے قابو ہو گئے مجھے معلوم بھی نہیں ہوا کہ حضرت انتقال فرما گئے تو حضرت نے علیؑ سے وصیت کب کی؟''

[۱]۔ اس حدیث سے ممکن ہے کہ کسی کو شبہہ ہو کہ واقعاً حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو اپنا وصی مقرر نہیں فرمایا اس لئے اس جگہ چند امور کی وضاحت ضروری ہے۔

پہلا امر یہ کہ جناب عائشہ کو امیر المومنینؑ سے جو کدورت بلکہ بغض و عناد تھا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں جن معظمہ نے امیر المومنینؑ پر تلوار کھینچنے، جنگ کرنے سے گریز نہ کیا جنھوں نے امیر المومنینؑ کی خبر شہادت پا کر سجدۂ شکر کیا۔ اور خوشی کے اشعار پڑھے (ملاحظہ ہو مقاتل الطالبین ابو الفرج اصبھانی) وہ بھلا امیر المومنینؑ کی کسی فضیلت کو کیونکر گوارا کرسکتی تھیں یا انہیں حضرت کے فضائل سننے یا جاننے میں کیا دلچسپی ہوسکتی تھی ابھی ابھی گذشتہ صفحات میں صحیح بخاری کی یہ حدیث شرح و بسط کے ساتھ لکھی جا چکی ہے کہ جب پیغمبرؐ کی اذیت بہت بڑھ گئی تو آپ برآمد ہوئے اس حالت سے کہ دو آدمیوں کا سہارا لئے ہوئے تھے اور آپ کے پیر زمین پر گھسٹتے جاتے تھے جن دو آدمیوں کا آپ سہارا لے کر نکلے ان میں ایک تو عباس بن عبد المطلب تھے دوسرا ایک اور شخص۔ عبید اللہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے مجھ سے پوچھا جانتے ہو وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام عائشہ نے نہیں لیا، کہا نہیں۔ انھوں نے بتایا کہ وہ حضرت علیؑ تھے۔ پھر عبد اللہ بن عباس نے کہا علیؑ کی کوئی اچھائی عائشہ کو بھلی معلوم نہ ہوتی'' لہٰذا جب جناب عائشہ ان لوگوں تک کے ساتھ علیؑ کا نام لینا پسند نہ کرتی تھیں جن کے سہارے رسولؐ اللہ دو قدم چلے وہ علیؑ کے وصی رسولؐ ہونے کو بیان کرنا کیسے پسند کرسکتی تھیں جو تمام خوبیوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند جلد ۶ ص ۱۱۳ پر جناب عائشہ کی ایک حدیث عطاء بن یساء سے نقل کی ہے۔ قال جاء رجل فوقع فی علی و فی عمار و عند عائشہ فقالت اما علی فلست قائلۃ لک فیہ شیئاً و اما عمار فانی سمعت رسول اللہ یقول فیہ لا یخیر بین امرین الا اختار ارشدھما۔ عطاء بن یساء کہتے ہیں کہ ایک شخص جناب عائشہ کی خدمت میں آیا اور حضرت علیؑ اور جناب عمار کو گالیاں دینے لگا۔ اس پر جناب عائشہ بولیں کہ علیؑ کو گالیاں دینے سے میں منع نہیں کرتی لیکن عمار کو گالیاں نہ دو۔ میں نے رسولؐ کو عمار کے متعلق کہتے سنا ہے کہ عمار وہ شخص ہیں کہ اگر

انہیں دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جائے تو وہ ہی اختیار کریں گے جو زیادہ بہتر و موجب رستگاری ہو۔" اللہ اکبر، عمار کو گالیاں دینے سے منع کرتی ہیں رسولؐ کے صرف اتنے سے کہنے پر مگر علیؑ کو گالیاں دی جانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتیں۔ ان تمام واقعات سے معمولی سمجھ والا بھی اندازہ کرسکتا ہے کہ جناب عائشہ سے حضرت علیؑ کے کسی ذکر خیر کی امید رکھنی فضول ہے وصی رسولؐ ہونا تو کہیں بلند و برتر ہے اس کو جناب معظمہ اپنی زبان سے کیونکر ادا کرسکتی تھیں۔

دوسرا امر یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ اللہ بغیر وصیت کئے ہی دنیا سے اٹھ گئے۔ قرآن مجید و احادیث پیغمبرؐ کی روشنی میں یہ بھی قطعی غلط اور سراسر بہتان ہے اگر حضرت عائشہ کا یہ قول مان بھی لیا جائے کہ پیغمبرؐ نے آپ کی گود ہی میں جان دی تو اس سے یہ نتیجہ کیونکر نکلے گا کہ آپ بے وصیت کئے ہی دنیا سے اٹھ گئے ایسا تو ہے نہیں کہ وصیت اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے جب دم نکل رہا ہو ورنہ نہیں۔ غالباً کوئی بھی اس کا قائل نہ ہوگا۔ ارشاد الٰہی ہے کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیر والوصیة تم لوگوں پر واجب کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو مرنے سے پیشتر اچھی وصیت کرجائے" لہٰذا جس امر کو خداوند عالم نے بطور فرض قرار دیا ہو خود پیغمبرؐ اس سے گریز کیسے کرسکتے تھے۔ ناممکن ہے کہ پیغمبرؐ لوگوں کو تو کسی چیز کا حکم دیں اور خود اس کی پابندی نہ کریں یا دوسروں کو کسی بات سے منع کریں مگر خود انہیں پرہیز نہ رہے۔ خود اسی صحیح بخاری میں بیسوں حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فلاں فلاں بات کی وصیت کی۔ کتاب خدا کی وصیت کی، نماز کی وصیت کی، زکوٰۃ کی وصیت کی۔ جناب فاطمہؑ کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو انا اللہ و انا الیہ راجعون کہنا۔ حضرت علیؑ سے وصیت کی اذا انا مت فاغسلونی بسلبع قرب جب میں مرجاؤں تو مجھے سات مشک پانی سے غسل دینا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۱ ص ۱۸)

رہ گیا یہ امر کہ آپ نے حضرت علیؑ سے وصیت کی یا نہیں اور آپ وصی رسولؐ تھے یا نہیں تو اس کے متعلق ہم ابھی فتح الباری کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کرچکے ہیں کہ پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے سات مشک پانی سے غسل دینا۔ جناب شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ "تمامہ ازواج مطہرہ را وصیت کرد بعد از اں فرمود برادر من بیار ید علیؑ بیاید رو بر بالین آں حضرت بنشست و سر مبارکش را بر زانوئے خویش نہاد و آں سرور فرمودا ے علیؑ فلاں یہودی پیش من چندیں مبلغ دارد کہ از وے برائے تجہیز لشکر اسامہ بقرض گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را از ذمہ من ادا کنی و فرمودا ے علیؑ تو اول کسے خواہی بود کہ در لب حوض کوثر بمن برسی، بعد از من مکروہات تبو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نہ شوی و صبر کنی و چوں بہ بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت را اختیار کنی۔ یعنی آنحضرتؐ نے انتقال کے وقت اپنے ازواج سے وصیت کی پھر حضرت علیؑ کو بلایا اور اپنے سر مبارک کو آپ کے زانو پر رکھ کر فرمایا اے علیؑ فلاں یہودی کی اتنی رقم میرے ذمہ باقی ہے جس کو میں نے لشکر اسامہ روانہ کرنے کے لئے اس سے قرض لیا تھا۔ دیکھو اس کو تم ضرور ادا کردینا اور اے علیؑ تم سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے اور میرے بعد تم پر بڑے بڑے مظالم ہوں گے اور اس وقت تم دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا اور جب دیکھنا کہ ان لوگوں نے دنیا کو پسند کرلیا تو تم آخرت کو نہ چھوڑنا اسی کو اختیار کئے رہنا۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۵۱۱) لہٰذا یہ تو قطعی غلط ہے کہ پیغمبرؐ خدا بغیر وصیت کئے دنیا سے اٹھ گئے اس سے انکار تو بدیہات سے انکار ہوگا غالباً جناب عائشہ کا مطلب یہ ہے کہ علیؑ وصی پیغمبرؐ نہ تھے وصی بمعنی قائم مقام، جانشین، انتقال کے بعد آپ کے امور کو انجام دینے والا آپ کے کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والا تو واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے تو حضرت علیؑ کو اس وقت اپنا وصی مقرر کردیا تھا جب حضرت عائشہ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں چنانچہ ۴ بعثت میں جب آنحضرتؐ کو حکم ہوا کہ وانذر عشیرتک الاقربین اپنے اعزہ کو اسلام کی دعوت دو تو قال رسول اللہ یا بنی عبدالمطلب انی قد جئتکم بخیر الدنیا والاخرة قد امرنی اللہ ان ادعو کم الیہ فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی ووصیی و خلیفتی فیکم قال فاحجم القوم عنھا جمیعا قلت یانبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم قال ھذا اخی ووصیی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوا۔ جناب رسولؐ خدا نے اپنے قرابتداروں کو جمع کرکے فرمایا میں تمہارے لئے دنیا و دین کی بھلائی لایا ہوں اور اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو اس کی طرف بلاؤں تم میں سے کون ایسا ہے کہ اس کام میں میری مدد اور وزارت کرے اور میرا بھائی، وصی

اور خلیفہ بنے۔قوم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔حضرت علیؑ نے عرض کی یا نبی اللہ آپ کی نصرت اور وزارت کے لئے میں حاضر ہوں اس وقت آنحضرتؐ نے حضرت کی گردن پر ہاتھ رکھا اور قوم سے خطاب کر کے کہا دیکھو یہ میرا بھائی میرا وصی اور تم لوگوں میں میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا حکم سننا اور اطاعت کرنا۔(تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۱۶،تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ۲ ص ۲۲،تاریخ ابو الفداء جلد ا ص ۱۱۶،تاریخ حبیب السیر جلد ا جزو ۲ ص ۲۱،تفسیر طبری جلد ۱۹ ص ۶۸،تفسیر معالم التنزیل ص ۶۶۳،تفسیر خازن جلد ۳ ص ۳۷۲،مسند امام احمد بن حنبل جلد ا ص ۱۵۳)

اسی صحیح بخاری پارہ ۱۸ باب آخر ما تکلم النبی کی پہلی حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی ص ۱۰۹ میں لکھتے ہیں:۔

عن ابی ہریرہ عن سلمان انہ قال قلت یا رسول اللہ ان اللہ لم یبعث نبیا الا بین لہ من یلی بعدہ فہل بین لک قال نعم علی ابن ابی طالب و من طریق جریر بن عبد الحمید عن اشیاخ من قومہ عن سلمان قلت یا رسول اللہ من وصیک قال وصیی و موضع سری و خلیفتی علی اھلی و خیر من اخلفہ بعدی علی ابن ابی طالب و من طریق ابی ربیعۃ الایادی عن ابی بریدہ عن ابیہ رفعہ لکل نبی وصی و ان علیا وصیی و ولدی و من طریق عبد اللہ بن السائب عن ابی ذر رفعہ انا خاتم النبیین و علی خاتم الاوصیاء۔

''ابو ہریرہ نے جناب سلمان سے روایت کی ہے کہ انھوں نے حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کی یا حضرت خدا نے جس نبی کو بھیجا اس کو بتا دیا کہ اس کے بعد اس کا خلیفہ اور جانشین کون ہوگا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے خلیفہ اور جانشین کو خدا نے صاف صاف نہ بتا دیا ہو تو کیا آپ سے بھی خدا نے فرما دیا ہے کہ آپ کا خلیفہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں خدا نے بتا دیا ہے کہ میرا خلیفہ اور جانشین علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے اور جریر بن عبد الحمید کے طریق سے ہے انھوں نے اپنی قوم کے بزرگوں سے اور ان بزرگوں نے جناب سلمان سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسولؐ خدا سے عرض کی کہ یا حضرتؐ آپ کا وصی کون ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ میرا وصی اور میرا راز دار اور میرا خلیفہ میرے اہل پر اور جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑ جاؤں گا ان سب سے افضل و بہتر علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں اور ابو ربیعہ ایادی کے طریق سے ہے اس نے ابو ہریرہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہر نبی کا کوئی وصی ضرور ہوتا ہے اور میرے وصی اور گویا فرزند علیؑ ہیں اور عبد اللہ ابن سائب کے طریق سے ہے انھوں نے حضرت ابو ذر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میں خاتم الانبیاء اور علیؑ خاتم الاوصیاء ہیں۔''

فرقہ اہل حدیث کے پیشوائے اعظم مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدر آبادی اپنی کتاب انوار اللغۃ میں لکھتے ہیں'قالوا اوصی الی علی لوگوں نے حضرت عائشہ سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنا وصی بنایا انھوں نے کہا آنحضرتؐ کی وفات میرے سینے اور ٹھری کے درمیان ہوئی۔آپ نے حضرت علیؑ کو کہاں سے وصی بنایا (یعنی سب غلط ہے آپ نے کسی کو وصی نہیں بنایا)۔میں کہتا ہوں یہ کیا ضرور ہے کہ آنحضرتؐ نے عین وفات کے وقت حضرت علیؑ کو وصی کیا ہو؟ ممکن ہے وفات سے پہلے حضرت علیؑ کو وصی کیا ہو اور اس وقت حضرت عائشہ موجود نہ ہوں (انوار اللغۃ پارہ ۲۶ ص ۵۶) مولوی صاحب ممدوح اسی صفحہ میں یہ بھی لکھتے ہیں اوصیاء الانبیاء کما جاءت بہ الروایۃ پیغمبروں کے وصی حدیث میں مذکور ہیں حضرت آدمؑ کے وصی حضرت شیثؑ اور سامؑ حضرت نوحؑ کے اور یوحناؑ حضرت ہودؑ کے اور اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ کے اور یوشعؑ حضرت موسیٰؑ کے اور شمعونؑ حضرت عیسیٰؑ کے اور علیؑ حضرت محمدؐ کے قال لہٗ رسول اللہ من وجد تم وصی محمد فقال علیا ثم قال یا رسول اللہ اسم غیر ھذا قال نعم ھو حیدرہ فلم تسالنی عن ذالک قال انا وجدنا فی کتاب الانبیاء انہ فی الانجیل ھیدرہ قال ھو حیدرہ ایک بوڑھا جس کا نام بالھام بن لاقیس تھا اس سے آنحضرتؐ نے پوچھا تم محمدؐ کا وصی کس کو پاتے ہو؟ اس نے کہا علیؑ کو۔پھر اس نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ کا کوئی اور نام بھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں حیدرہ پھر آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا تو نے یہ سوال کیوں کیا؟ اس نے کہا ہم نے پیغمبروں کی کتابوں میں انجیل میں ان کا نام ھیدرہ پایا ہے آپ نے فرمایا

نہیں وہ حیدرہ ہے یعنی شیر۔(انوار اللغۃ پارہ ۲۶ ص ۵۶)۔

مختصر یہ کہ امیر المومنینؑ کا وصی پیغمبرؐ ہونا ایسا مسلم و مشہور ہے کہ آپ کا نام ہی پڑ گیا تھا وصی جیسے مسمیات کے لئے اسماء کا استعمال ہوتا ہے اسی طرح لفظ وصی بھی آپ کا اسم بن گیا تھا حد یہ ہے کہ صاحب تاج العروس اپنی مشہور لغت تاج العروس جلد ۱۰ ص ۳۹۲ میں لفظ وصی کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں الوصی کغنی لقب علیؑ وصی بروزن غنی یہ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ پیغمبرؐ کے زمانے ہی سے آپ کا یہ نام مشہور ہو چکا تھا اور لفظ وصی استعمال ہونے پر ہر کے ذہن آپ ہی کی طرف منتقل ہوتے تھے امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد امام حسن مجتبیٰ نے جو تقریر فرمائی تھی اس میں آپ نے فرمایا تھا وانا ابن النبی وانا ابن الوصی میں نبی کا فرزند ہوں میں وصی کا بیٹا ہوں (مستدرک امام حاکم جلد ۳ ص ۱۷۲) ام خیر بنت حریش نے جنگ صفین میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا ھلموا رحمکم اللہ الی الامام العادل والوصی والصدیق الاکبر۔ آؤ! آؤ! امام عادل اور وصی پیغمبرؐ وفا کرنے والے اور صدیق اکبر کی طرف۔(بلاغات النساء مطبوعہ مصر ص ۴۱) علامہ ابن عبد ربہ قرطبی لکھتے ہیں۔ کتب عوام صاحب ابی نواس الی بعض دیار ربیعہ۔ بحق النبی بحق الوصی، بحق الحسین بحق الحسن بحق التی ظلمت حقھا ووالدھا خیر میت دفن ترفق بارزا قنا فی الخراج ہتر فیھا و بحط المووٴن (عقد الفرید جلد ۳ ص ۳۳) اگر ادب، تاریخ و سیر کی کتابوں سے صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے وہ الفاظ و عبارات نقل کیے جائیں جن میں حضرت علیؑ کو لفظ وصی سے ذکر کیا گیا ہے تو ایک ضخیم کتاب بھی اس کے لئے ناکافی ہو۔

تیسرا امر یہ کہ حضرت عائشہ کا یہ دعویٰ کرنا کہ رسولؐ کا جب انتقال ہوا تو آپ ان کے سینہ پر تھے۔ حقائق کی روشنی میں یہ بھی درست نظر نہیں آتا ان کی ایک حدیث اور تنہا بیان کے مقابلہ میں بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جو ان کے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرتی ہیں۔ علامہ ابن سعد (جن کی عظمت و جلالت کے متعلق علامہ شبلی کے ان لفظوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے "محمد بن سعد کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے اگرچہ اس کا استاد واقدی ضعیف الروایۃ ہے لیکن خود اس کے ثقہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں ابن سعد نے آنحضرتؐ اور صحابہ کے حالات میں ایسی جامع اور مفصل کتاب لکھی کہ آج تک اس کا جواب نہ ہو سکا") بسلسلہ اسناد حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں قال قال رسول اللہ فی مرضہ ادعو الی اخی فاتیتہ فقال ادن منی فدنوت منہ فاستند الی فلم یزل مستندا الی و انہ لیکلمنی حتی ان بعض ریقہ لیصیبنی ثم نزل برسول اللہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسالت مآبؐ کا جب دم واپسیں آیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی کو بلا دو۔ یہ سن کر میں آپ کے قریب آیا آنحضرتؐ نے فرمایا نزدیک آؤ۔ میں نزدیک گیا۔ رسولؐ اللہ نے میرا سہارا لیا آخر وقت تک مجھ پر سہارا کیے مجھ سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا لعاب دہن بھی مجھ پر گرا اسی حالت میں آپ نے انتقال فرمایا (طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ثانی ص ۵۱ نیز کنز العمال جلد ۴ ص ۵۵) حضرت عمر کی یہ حالت تھی کہ جب آپ سے رسولؐ کے آخری حالات زندگی کے متعلق پوچھا جاتا تو بس یہی جواب دیتے کہ علیؑ سے جا کر پوچھو کیونکہ انہیں کے ہاتھوں تمام امور انجام پائے چنانچہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ کعب الاحبار نے حضرت عمر سے پوچھا کہ رسولؐ اللہ کا آخری کلام کیا تھا حضرت عمر نے حسب دستور جواب دیا علیؑ سے پوچھو کعب نے علیؑ سے پوچھا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے رسولؐ اللہ کو اپنے سینے پر لٹایا آنحضرتؐ نے میرے کاندھے پر اپنا سر ڈال دیا اور فرمایا الصلوٰۃ الصلوٰۃ کعب نے یہ سن کر کہا کہ تمام انبیاء کی آخری وصیت یہی ہوا کی اسی کی تاکید پر وہ مامور ہوئے اور اسی پر وہ رسولؐ بنا کر بھیجے گئے۔ کعب نے پھر حضرت عمر سے پوچھا کہ رسول کو کس نے غسل دیا؟ آپ نے جواب دیا کہ علیؑ سے جا کر پوچھو۔ کعب نے پھر آ کر حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے غسل دیا (طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ثانی صفحہ ۵۱ کنز العمال جلد ۴ ص ۵۵) جناب عبد اللہ بن عباس سے پوچھا گیا کہ آپ کیا کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے اس طرح انتقال فرمایا کہ آپ کا سر کسی کی آغوش میں تھا جناب عبد اللہ بن عباس نے کہا ہاں رسولؐ نے جب انتقال کیا تو آپ حضرت علیؑ کے سینے پر تکیہ کیے ہوئے تھے۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ عروہ تو جناب عائشہ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے ان کے سینے پر انتقال کیا۔ جناب ابن عباس نے اس سے انکار کیا اور کہا تمہاری عقل میں بھی یہ

بات آتی ہے۔ بخدا رسولؐ نے اس حالت میں دنیا سے انتقال کیا کہ آپ علیؑ کے سینہ پر تکیہ کئے ہوئے تھے اور علیؑ نے آنحضرتؐ کو غسل بھی دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ثانی ص ۵۱ کنز العمال جلد ۴ ص ۵۵) شعبی جو امیر المومنینؑ کی دشمنی میں شہرہ آفاق حیثیت رکھتے ہیں خود بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے جب انتقال کیا تو آپ کا سر امیر المومنینؑ کی آغوش میں تھا اور حضرت علیؑ نے آپ کو غسل دیا (طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ثانی ص ۵۵) جناب ام سلمہؑ سے مروی ہے کہ "قسم بخدا علیؑ رسولؐ کی خدمت میں سب سے زیادہ آخر وقت تک باریاب رہے۔ جس دن آپ کی رحلت ہوئی اس دن ہم لوگ آپؐ کی عیادت میں مصروف تھے اور آپ فرما رہے تھے علیؑ آئے؟ علیؑ آئے؟ جناب سیدہؑ بولیں بابا جان معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انہیں کسی ضروری کام سے بھیجا ہے۔ جناب ام سلمہؑ کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علیؑ آئے ہم لوگوں کو خیال ہوا شاید رسولؐ تنہائی میں کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ ہم سب وہاں سے اٹھ کر دروازے پر آبیٹھے میں دروازے سے بہت قریب بیٹھی تھی میں نے دیکھا کہ رسولؐ حضرت علیؑ پر جھک پڑے اور باتیں کرنا شروع کیں اور باتیں کرتے ہی کرتے آپ نے انتقال فرمایا۔ (اس حدیث کو امام حاکم مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۹ پر روایت کر کے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر بخاری و مسلم نے درج نہیں کیا۔ علامہ ذہبی نے اس حدیث کی صحت کا اعتراف کیا ہے چنانچہ انھوں نے تلخیص مستدرک میں اس حدیث کو باقی رکھا ہے ابن ابی شیبہ نے بھی سنن میں اس کی روایت کی ہے۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۰ پر بھی موجود ہے ۱۲)

تتمہ کلام: آخر میں ہم حضرات اہل سنت کی مشہور تفسیر سے ایک واقعہ نقل کر کے اس بحث کو ختم کرتے ہیں:۔

روی عن انس بن مالك قال اقبل يهودی بعد وفات رسول الله حتی دخل المسجد قال این وصی محمد فاشار القوم الی ابی بكر فقال اسالك عن اشياء لا يعلمها الا نبی او وصی فقال ابوبكر سل عما بذالك فقال اليهودی اخبرنی عما لا يعلم الله و عما ليس لله وعما ليس عند الله فقال ابوبكر هذا كلام الزنادقة و هم هو والمسلمين به فقال ابن عباس ما انصفتم الرجل ان كان عندكم جوابه والا فاذهبوا به الی من يحبيبه فانی سمعت رسول الله يقول لعلی اللهم اين قلبه و ثبت لسانه فقام ابوبكر و من حضره حتی اتوا عليا فا عادو اله ذالك فقال اما لا يعلمه الله فذالكم يا معشر اليهود قولكم ان عزيز ابن الله والله لا يعلم ان له ولدا و اما ما ليس لله فليس له شريك و اما ماليس عند الله فليس عند الله ظلم و عجز فقال اليهودی اشهد ان لا اله الا الله و انك وصی رسول الله ففرح المسلمون بذالك۔

(تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۲۷۸)

"انس بن مالک صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ بعد وفات پیغمبرؐ ایک یہودی آیا اور مسجد نبوی میں پہنچ کر اس نے دریافت کیا محمدؐ کے وصی کہاں ہیں لوگوں نے حضرت ابوبکر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ وصی رسولؐ اللہ ہیں۔ یہودی نے حضرت ابوبکر سے کہا میں آپ سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں جنہیں یا تو نبیؐ جانتا ہے یا نبیؐ کا وصی۔ ابوبکر نے کہا جو جی میں آئے پوچھو۔ یہودی نے کہا اچھا بتائیے وہ کون سی چیز ہے جو خدا نہیں جانتا اور وہ کیا چیز ہے جو خدا کے لئے نہیں۔ اور وہ کیا چیز ہے جو خدا کے پاس نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا یہ تو زندیقوں جیسی باتیں ہیں حضرت ابوبکر اور ان کے حوالی موالی نے یہودی کو پکڑ کر پیٹنا چاہا کہ عبداللہ ابن عباس بول اٹھے تم لوگوں نے اس شخص کے ساتھ انصاف نہیں کیا ارے اگر جواب معلوم ہے تو جواب دو ورنہ اسے اس شخص کے پاس پہنچا دو جو جواب دے دے کیونکہ میں نے رسولؐ خدا کو حضرت علیؑ کے بارے میں دعا کرتے سنا ہے خداوندا تو اس کے دل کو مضبوط کر، زبان کو استواری بخش یہ سن کر حضرت ابوبکر اور حاشیہ نشین حضرات اٹھ کھڑے ہوئے اور اس یہودی کو لے کر حضرت علیؑ کے پاس آئے آپ سے یہودی کی باتیں دہرائیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا وہ چیز جو خدا نہیں جانتا تو اے گروہ یہود وہ تمہارا یہ کہنا ہے کہ عزیز خدا کے بیٹے ہیں حالانکہ خدا جانتا نہیں کہ اس کے کوئی بیٹا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ چیز جو خدا کے لئے نہیں تو اس کے لئے کوئی شریک نہیں۔ اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں ہے تو خدا کے پاس نہ تو ظلم ہے اور نہ عاجزی ہے۔ یہ جواب سن کر یہودی

سبے ساختہ بول اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند عالم وحدہ لاشریک ہے اور آپ وہی رسول اللہ ہیں۔اس پر تمام مسلمانوں کے دلوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ ۱۲"

(۱۶) ان عائشہ ام المومنین اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سالت ابابکر الصدیق بعد وفاۃ رسول اللہ ان یقسم بھا میراثھا ماترك رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابوبکر ان رسول اللہ قال لانورث ما ترکنا صدقہ فغضبت فاطمہ بنت رسول اللہ فھجرت ابابکر فلم تزل مھا جرتہ احتی توفیت۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص ۱۴۰ و پارہ ۱۷ ص ۱۷ و پارہ ۲۷ ص ۲۹۱)

جناب عائشہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا کی صاجزادی جناب فاطمہؑ نے حضرت ابوبکر سے سوال کیا کہ خدا نے حضرت رسولؐ خدا کو جو جائداد بلا حرب وضرب بطور خالصہ عنائت فرمائی تھی اس سے میری میراث مجھ کو دو۔حضرت ابوبکر نے کہا رسولؐ خدا نے تو فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ (وقف) ہے۔اس سے جناب سیدہؑ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور بات تک کرنا چھوڑ دی اور مرتے وقت تک ان سے بولیں نہیں"۔

لہٖ۔یہ حدیث تاریخ اسلام کا وہ دردناک المیہ اور اہل بیتؑ کے مصائب کی وہ روح فرسا داستان ہے جس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔فاطمہؑ دختر پیغمبرؐ اور دختر بھی وہ جو آئینہ کمالات پدر دختر تھیں پیغمبرؐ نے جنھیں خواتین عالم کا سردار جنت کی عورتوں کی سرتاج فرمایا تھا جن کی رضا کو اپنی رضا جن کی ناراضگی اپنی ناراضگی قرار دی تھی وہ پارہ جگر پیغمبرؐ کی تخت وتاج کے لئے نہیں حکومت وسلطنت کے لئے نہیں بلکہ اپنے باپ کی میراث باپ کا ترکہ مانگنے کے لئے دربار خلافت میں جاتی ہیں دنیا میں سبھی اولاد اپنے باپ کی میراث پاتی ہے کوئی روکنے والا نہیں لیکن سیدہؑ کے مطالبہ میراث پدر پر جناب ابوبکر یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ فرما چکے ہیں "ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے لہذا تمہیں پیغمبرؐ کی میراث سے ایک حبہ بھی نہیں ملنے کا"۔یہ حدیث پڑھنے کے بعد معمولی سمجھ والے انسان کے ذہن میں چند سوالات قہری طور پر پیدا ہوتے ہیں:۔

(۱) کیا یہ صحیح ہے کہ انبیاء کا کوئی وارث نہ ہوا اور انھوں نے جو ترکہ چھوڑا وہ صدقہ قرار پایا؟ افسوس کہ نہ عقل سے اس کی تائید ہوتی ہے نہ نقل سے کلام مجید ہو یا حدیث پیغمبر کسی سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ انبیاء کی اولاد ان کی میراث سے محروم رہی اور انبیاء نے جو چھوڑا وہ صدقہ قرار پایا کس عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ اولاد انبیاء بے سبب بے قصور محض اس جرم میں کہ وہ اولاد انبیاء ہے اپنے باپ کا ترکہ نہ پائے آخر اس محرومی کی وجہ کیا ہے؟ میراث سے محرومی کے جو اسباب شریعت نے بیان کئے ہیں۔مثلاً کافر ہونا، باپ کا قاتل ہونا، غلام ہونا وغیرہ وغیرہ آخر ان میں سے کون سا سبب معاذ اللہ اولاد انبیاء میں پایا جاتا ہے۔ارشاد خداوند عالم ہے ولکل جعلنا موالی مما ترك الوالدان الاقربون (پارہ ۵ رکوع ۲) اور جو ترکہ ماں باپ رشتہ دار چھوڑیں تو ہم نے ہر ایک مرنے والے کی میراث کے حقدار ٹھہرا دئے ہیں۔اس سے یقینی طور پر ثابت ہوا کہ خداوند عالم نے ہر والدین کی اولاد کو ان کا وارث قرار دیا ہے۔اور کسی کو اس سے مستثنیٰ نہیں فرمایا لہٰذا اس میں انبیاء وغیر انبیاء سب داخل رہیں گے اور اس عام قانون کے ماتحت اولاد انبیاء کو بھی ان کے والدین کی میراث اسی طرح ملے گی جس طرح غیر انبیاء کی اولاد کو ملتی ہے اور ہوا بھی ایسا ہی انبیاء کے مرنے کے بعد ان کی اولاد ان کے ترکہ کی وارث ہوئی بھی خود خداوند عالم کا ارشاد ہے و ورث سلیمان داؤد سلیمان اپنے باپ داؤد کے وارث ہوئے علم وحکمت کے ساتھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ بھی ترکہ میں پایا و کان محمد بن السائب الکلبی یحدث ان الصافنات الجیاد المعروضۃ علی سلیمان بن داؤد علیھما السلام کانت الف فرس ورثھا عن ابیہ محمد بن سائب کلبی حدیث بیان کرتے تھے کہ وہ خاصے کے اصیل گھوڑے جو جناب سلیمان کے سامنے پیش کئے گئے تھے (جن کا کلام مجید میں ان الفاظ میں تذکرہ ہے و اذ عرض

علیه بالعشی الصافنات الجیاد) وہ ہزار گھوڑے تھے جو جناب سلیمان نے اپنے باپ داؤد کی میراث میں پایا تھا (عقد الفرید علامہ ابن عبدربہ القرطبی جلد اول ص ۴۴) اس روایت سے صراحت ہوتی ہے کہ جناب داؤد جو پیغمبرؑ تھے ان کے انتقال کے بعد جناب سلیمان نے جہاں میراث میں اور چیزیں پائیں وہاں ہزار گھوڑے بھی پائے اس کے بعد اب کون سا شبہہ باقی رہ جاتا ہے اس امر میں کہ اولاد انبیاء اپنے باپ کے ترکہ کی وارث ہوئی۔

(۲) دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ واقعاً پیغمبرؐ نے فرمایا بھی ہے لانورث ما ترکناہ صدقہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا؟ عقل حاکم ہے پیغمبرؐ ایسی حدیث ارشاد ہی نہیں فرماسکتے کیونکہ جو حدیث قرآن مجید کے خلاف ہو یقین کرنا ہوگا کہ حضرتؐ نے نہیں فرمایا۔ قرآن مجید پکار پکار کر کہتا ہے کہ انبیاء کی میراث ان کے وارثوں کو ملتی تھی ورث سلیمان داؤد سلیمان داؤد کے وارث ہوئے فھب لی من لدنك ولیا یرثنی ویرث اٰل یعقوب خداوندا تو مجھے ایک جانشین عطا فرما جو میرا وارث ہو اور نسل یعقوب کی میراث بھی پائے۔ اس حدیث سے ایک تو صریحی تکذیب ہوتی ہے کلام الٰہی کی اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو قرآن سے کنارہ کشی کر لینی پڑے گی دوسرے خدا کا ظلم ثابت ہوتا ہے کہ اور لوگوں کی اولاد کو میراث دلوائی اور انبیاء کی اولاد کو محروم کیا۔ یہی وجہ تھی کہ سیدہؑ نے اس حدیث کو صحیح نہیں تسلیم کیا اور برابر اپنی میراث کا دعویٰ کرتی رہیں۔ حضرت رسولؐ خدا کے چچا جناب عباس اور حضرت علیؑ بھی اس حدیث کو صحیح نہیں جانتے تھے۔ انصاف پسند محققین وعلماء اہل سنت نے بھی اس حدیث کو بڑے شبہہ کی نظر سے دیکھا ہے کیونکہ کس کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ اس وراثت کا مسئلہ رسولؐ نے حضرت علیؑ وعباس اور جناب سیدہؑ کو بتایا نہیں اور صرف حضرت ابوبکر سے اس کو ذکر کیا علامہ رازی وغیرہ نے لکھا ہے:

المحتاج الی هذه المسئلة ما کان الا علیا و فاطمة و العباس و هٰؤلاء کانوا من اکابر الزهاد و العلماء فی الدین و اما ابوبکر فانه ما کان محتاجاً الی معرفة هذه المسئلة لانه ما کان یخطر بباله انه یرث الرسول فکیف یلیق بالرسول ان یبلغ هذا المسئلة الی من لا حاجة به الیها ولا یبلغها الی من له الی معرفتها اشد الحاجة۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۳۰ و تفسیر نیشاپوری جلد ۴ ص ۱۹۷)

”اس مسئلہ کی طرف حضرت علیؑ و فاطمہؑ و عباس کے سوا کوئی محتاج نہیں تھا اور یہ حضرات بڑے زاہدوں اور علماء دین سے تھے رہے حضرت ابوبکر تو وہ اس مسئلہ کا علم حاصل کرنے کی طرف محتاج نہیں تھے کیونکہ کبھی ان کے دل میں یہ وہم بھی نہیں ہوا ہوگا کہ وہ رسولؐ کی میراث پائیں گے ایسی حالت میں کیونکر رسولؐ کے لئے یہ مناسب ہوتا کہ اس مسئلہ کو اس شخص تک پہنچائیں جس کو اس کی بالکل ضرورت نہیں تھی اور اس شخص کو نہ بتائیں جس کو اس کی شدید ضرورت تھی۔“

جناب شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں:۔

”مشکل ترین ازین قضیه فاطمه زهرا است زیرا که اگر بگویم که او جاہل بود بایں سنت یعنی حدیثے که ابوبکر نقل کرده بعید است از فاطمه و اگر الزام کنیم که شاید اتفاق نیفتاد او را بسماع ایں حدیث از آں حضرت مشکل می شود که بعد از استماع از ابی بکر چرا قبول نه کرد و در غضب آمد و اگر غضب پیش از سماع حدیث بود چرا بر نگشت از غضب تا اینکه امتداد کشید تا زنده بود مهاجرت کرد۔“ (اشعۃ اللغات شرح مشکوٰۃ باب الف فصل ۳ جلد ۳ ص ۲۴۹)

کل قضیوں سے زیادہ سخت قضیہ جناب فاطمہؑ زہرا کا ہے اس لئے کہ اگر کہیں کہ وہ اس سنت سے ناواقف تھیں یعنی اس حدیث سے جس کو ابوبکر نے نقل کیا تو یہ خلاف عقل ہے کہ آپ بالکل بے خبر رہیں اور اگر مان لیں کہ شاید رسولؐ سے فاطمہؑ کو اس حدیث کے سننے کا موقع نہیں ملا تو اور زیادہ مشکل پڑتی ہے کہ جب آپ نے اس حدیث کو حضرت ابوبکر سے سن لیا پھر کیوں نہ اس کو صحیح جانا اور غضبناک ہوگئیں اور آپ کا غصہ اگر حدیث مذکور کے سننے سے پہلے ہوا تھا تو سننے کے بعد کیوں غصہ کو ترک نہیں کیا جس نے اس قدر طول کھینچا کہ جب تک زندہ رہیں ابوبکر سے مہاجرت ہی اختیار کر رکھی۔

علاوہ اس کے اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ حضرت ابوبکر نے پیغمبرؐ سے یہ حدیث سنی تھی تب بھی حضرت ابوبکر کے تن تنہا بیان سے سیدہؑ کو میراث سے محروم رکھنا جائز نہیں ہوسکتا کیونکہ علم حدیث کا یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ایک شخص کی بیان کی ہوئی حدیث سے خدا کا فرمان اور قرآن مجید کا حکم منسوخ نہیں

ہوسکتا۔صاحب تاریخ فرماتے ہیں لعدم النزاح فی ان الکتاب لا ینسخ بخبر الواحد یعنی ایک شخص کی بیان کی ہوئی حدیث سے قرآن مجید کا کوئی حکم منسوخ نہیں سمجھا جاسکتا(کتاب تلویح) اور علامہ رازی نے لکھا ہے ونسخ القران بخبر الواحد لا یجوز ایک شخص کی بیان کی ہوئی حدیث سے قرآن مجید کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوسکتا۔(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۳۸۰)

روی ان فاطمہ لما طلبت المیراث ومنعوھا منہ احتجوا بقولہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ماتر کناہ صدقہ فعند ھذا احتجت فاطمہ بعموم قولہ وللذکر مثل حظ الانثیین وکانھا اشارت الی ان عموم القرآن لا یجوز تخصیصہ بخبر الواحد۔(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۷)

"روایت کی گئی ہے کہ جب جناب سیدہؑ نے حضرت ابوبکر سے اپنی میراث طلب کی تو لوگوں نے جناب معظمہ کو اس سے محروم کردیا اور دلیل یہ پیش کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ ہم لوگوں کا متروکہ صدقہ ہوجاتا ہے اس پر جناب سیدہؑ نے قرآن مجید کی آیت (کہ مرد کے لئے عورتوں سے دوہرا حصہ ہے) کے عموم سے استدلال کیا اور گویا آپ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ قرآن مجید کا عام حکم ایک شخص کی بیان کی ہوئی حدیث سے خاص نہیں قرار دیا جاسکتا"۔

علماء محققین نے طے کردیا ہے کہ یہ حدیث صرف حضرت ابوبکر نے بیان کی دوسرا کوئی بھی اس کا مدعی نہیں ہوا علامہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے وھذا ایضا مشکل لان فی اکثر الروایات انہ لم یروھذا الخبر الا ابوبکر واحدہ ذکرا عظم المحدثین۔یہ بھی مشکل ہے کیونکہ اکثر روایتوں میں ہے کہ اس حدیث کی سوا ابوبکر کے کسی نے روایت نہیں کی ہے۔اس بات کو بڑے بڑے محدثوں نے ذکر کیا ہے۔(شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص ۸۳) علامہ سیوطی نے بھی اس کا راوی صرف حضرت ابوبکر کو بیان کیا ہے لکھتے ہیں واختلفوا فی میراث فما وجدوا عند احد من ذلک علما فقال ابوبکر وسمعت رسول اللہ یقول انا معشر الانبیاء لا نورث ماتر کناہ صدقۃ لوگوں نے آنحضرتؐ کی میراث میں اختلاف کیا جب اس کے بارے میں کسی کے پاس کوئی حکم نہیں ملا تو حضرت ابوبکر نے کہا میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ فرماتے تھے "ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے"۔(تاریخ الخلفاء ص ۵۰) علامہ ابن حجر مکی نے بھی صواعق محرقہ ص ۱۹ میں یہی لکھا ہے۔۱۲

(۱۷) قال خطبنا علی فقال ما عندنا کتاب نقرأہ الا کتاب اللہ و ما فی ھذہ الصحیفۃ[۱] فقال فیھا الجراحات و اسنان الابل والمدینۃ حدم ما بین عیر الی کذا فمن احدث فیھا حدثا او اوی فیھا محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین۔(پارہ ۱۲ ص ۷۷ اپارہ ۲۷ ص ۳۱۰ پارہ ۲۸ ص ۴۱۰ پارہ ۲۹ ص ۶۶۲)

"حضرت علیؑ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھا کریں سوا کتاب خدا کے اور اس صحیفہ کے آپ نے کہا کہ اس میں کچھ مسائل جراحات اور اسنان ابل کے متعلق تحریر ہیں اور یہ کہ مدینہ عیر سے لے کر ثور تک حرم ہے اتنی جگہ میں جو شخص کسی حادثہ کا مرتکب ہوگا یا کسی فسادی کو پناہ دے گا اس پر خداوند عالم اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو"۔

[۱]۔اس حدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ صاف ہوجاتا ہے کہ اسلام میں تصنیف وتالیف کی ابتداء کب ہوئی اور کس سے ہوئی۔ابتداءً صحابہ اسی میں الجھے رہے کہ علم کو کتابی صورت میں لانا جائز بھی ہے یا نہیں۔ایک جماعت جواز کی قائل تھی تو دوسری عدم جواز پر مصر تھی چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری وغیرہ میں تحریر کیا ہے کہ خود حضرت عمر اس کو ناپسند کرتے تھے اور یہ اختلاف اس وقت تک رہا جب تک صحابہ ایک ایک کرکے اٹھ نہ گئے دوسرا دور آیا یعنی تابعین کا تو تابعین کے شروع زمانہ میں بھی یہی کشمکش باقی رہی اور اس وقت جاکر ختم ہوئی جب تابعین کا زمانہ آخر تھا۔دور اول میں سوا امیر المومنینؑ کے

تدوین علم کا کسی کو خیال بھی نہ پیدا ہوا۔ پہلی وہ کتاب جسے امیر المومنینؑ نے مرتب و مدون کیا وہ قرآن مجید ہے۔ امیر المومنینؑ جب رسولؐ کے دفن وکفن سے فارغ ہوئے تو آپ نے یہ عہد کیا کہ جب تک قرآن مجید نہ جمع کرلیں گے کوئی کام نہ کریں گے چنانچہ آپ نے موافق نزول قرآن کلام مجید کو جمع فرمایا اور ساتھ ساتھ اس کی طرف بھی اشارہ کرتے گئے کہ کون آیت خاص ہے کون عام، کون مطلق ہے کون مقید، کون ناسخ ہے کون منسوخ۔ اسباب نزول کی بھی آپ نے تصریح کی نیز جو آیتیں کسی حیثیت سے مشکل تھیں ان کی وضاحت بھی کی۔ ابن سیرین کہا کرتے تھے کہ اگر حضرت علیؑ کا جمع کیا ہوا قرآن مل جاتا تو تمام علم اسی میں مل جاتا (صواعق محرقہ) اور بھی صحابہ نے قرآن جمع کرنے کی کوشش کی لیکن موافق نزول جمع کرنا ان سے ممکن نہ ہوسکا اور نہ مذکورہ بالا رموز وہ لکھ سکے۔ اس بنا پر امیر المومنینؑ کی جمع و ترتیب تفسیر سے زیادہ مشابہ تھی اور جب آپ جمع قرآن سے فارغ ہوئے تو آپ نے جناب سیدہؑ کی تسکین و تسلی اور پدر بزرگوار کا غم غلط کرنے کے لئے ایک کتاب تالیف فرمائی۔ مولوی وحید الزماں صاحب حیدرآبادی تحریر فرماتے ہیں "مصحف فاطمۃ" "حضرت فاطمہؑ کا مصحف کہتے ہیں حضرت فاطمہؑ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد صرف ۷۵ دن زندہ رہیں اور ان دنوں میں اپنے والد ماجد کی مفارقت سے سخت ملول رہتی تھیں تو حضرت جبریلؑ ان کے پاس آیا کرتے ان کو تسلی دیتے، ان کا دل خوش کرتے اور آنحضرتؐ کا حال اور آپ کا مقام ان سے بیان کرتے اور ان کی اولاد کا حال جو ان کے بعد ہونے والا تھا وہ بھی بیان کرتے۔ حضرت علیؑ ان کو لکھتے جاتے یہی مصحف فاطمہؑ ہے" (انوار اللغۃ پارہ ۱۴ ص ۲۵)

اس کے بعد آپ ایک کتاب دیت (تاوان) کے متعلق تالیف کی اور اس کا نام صحیفہ رکھا۔ اسی صحیفہ کا اس حدیث میں تذکرہ ہے۔ علامہ ابن سعد نے اپنی کتاب "جامع" کے آخر میں امیر المومنینؑ کی طرف منسوب کرکے اس صحیفہ کو نقل بھی کیا ہے اور امام بخاری و مسلم نے بھی اپنے صحیحین میں متعدد مقامات پر اس کا حوالہ دیا ہے۔ امام احمد نے بھی اس صحیفہ کا اکثر و بیشتر مقامات پر تذکرہ کیا ہے۔ منجملہ ان کے مسند احمد جلد ا ص ۱۰۰ پر طارق بن شہاب سے روایت کی ہے۔ طارق کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنینؑ کو دیکھا آپ منبر پر فرمارہے تھے کہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جسے ہم تمہیں پڑھ کر سنائیں سوا کلام مجید کے اور اس صحیفہ کے (وہ صحیفہ آپ کی تلوار میں لٹک رہا تھا) جسے میں نے رسول اللہؐ سے حاصل کرکے لکھا ہے۔ ۱۲

---

(۱۸) عن ابی جحیفہ قال رایت النبی و کان الحسن یشبھہ۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۳۱۶)

"ابو جحیفہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے امام حسنؑ آپ کے بالکل مشابہ تھے۔"

(۱۹) عن ابی سعید الخدری قال بینما نحن عند رسول اللہ وھو یقسم قسماً اتاہ ذوالخویصرہ وھو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال ویلک و من یعدل اذالم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر یا رسول اللہ ائذن لی فیہ اضرب عنقہ فقال لہ دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلواتھم و صیامہ مع صیامھم یقرؤن القراٰن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیہ اٰیتھم رجل اسود احدی عضدیہ مثل ثدی المرأۃ و مثل البضعہ تدردر یخرجون علی حین فرقۃ من الناس قال ابوسعید فاشھد انی سمعت ھذا الحدیث من رسول اللہ و اشھد ان علی ابن ابی طالب قاتلھم و انا معہ فامر بذالک الرجل فالتمس فاتی بہ حتی نظرت الیہ علی نعت النبی الذی نعتہ۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص ۲۲۶ و پارہ ص ۳۴۳ و پارہ ۲ ص ۶۰ وغیرہ)

"جناب ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسولؐ اللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کچھ مال تقسیم فرما رہے

تھے اتنے میں ذوالخوبصرہ جو بنی تمیم کا ایک شخص تھا پیغمبرؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا یا رسولؐ اللہ انصاف سے کام لیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں ہی ناانصافی کروں گا تو پھر انصاف کون کرے گا۔ اگر میں نے انصاف سے کام نہ لیا تو میں بڑے نقصان اور گھاٹے میں رہا۔ حضرت عمر نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا جانے دو اس کے ایسے اصحاب ہیں جن کی نماز کو تم لوگ دیکھ کر اپنی نماز کو حقیر سمجھنے لگو گے اور ان کے روزے کے آگے تمہارے اپنے روزے گھٹیا نظر آئیں گے۔ یہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کی ہنسلیوں کے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور میں سے پار نکل جاتا ہے (اس میں خون، گوشت وغیرہ کچھ لگا نہیں رہتا) ان کی علامت ایک سیاہ رنگ آدمی ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے ہوگا اور مثل پارہ گوشت کے جو ہر وقت پھڑکتا رہے۔ یہ لوگ (خوارج) اس وقت خروج کریں گے جب لوگوں میں پھوٹ پڑی ہوگی ابوسعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس حدیث کو پیغمبرؐ سے سنا اور اس کا بھی گواہ ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ان لوگوں سے (یعنی خوارج سے) جنگ کی اور میں ان کی معیت میں تھا آپ نے اس شخص کی تلاش کا حکم دیا جب وہ لایا گیا تو میں نے اسے بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ پیغمبرؐ نے اس کی علامت بیان کی تھی"۔

لہ:۔ امام بخاری نے اس حدیث کو متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں "بعض روایات میں بجائے علیؑ حین فرقۃ کے علیٰ خیر فرقۃ ہے یعنی وہ خرواج بہتر گروہ (گروہ علیؑ ابن ابی طالبؑ) پر خروج کریں گے۔ (فتح الباری پارہ ۱۴ ص ۳۴۳) مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی تحریر فرماتے ہیں ایک روایت میں خیر فرقۃ ہے۔ یعنی بہتر فرقہ وہ حضرت علیؑ اور آپ کے ساتھیوں کا تھا اور معاویہ کا فرقہ باغی اور برا تھا (انوار اللغۃ پارہ ۳۰ ص ۵۷) اسی مضمون کی حدیث کی شرح میں دوسری جگہ مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں "یہ حدیث آپ نے خارجیوں کے باب میں فرمائی۔۔۔ حدیث سے نکلتا ہے کہ وہ ظاہر میں بڑے نمازی اور پرہیزگار ہوں گے بلکہ ہمیشہ روزہ دار اور تہجد گزار مگر ایمان کا نور ان کے دلوں میں نہ ہوگا کیونکہ ایمان کا مدار محبت خدا اور رسولؐ پر ہے جب دل میں پیغمبرؐ کی محبت اور عظمت ہی نہ ہو تو یہ سب عبادت تقویٰ پرہیزگاری بیکار ہے۔ حضرت علیؑ اور امام حسینؑ سے جو لوگ لڑے وہ بھی تقویٰ اور پرہیزگاری کا دم بھرتے تھے لیکن کیا یہ تقویٰ ان کے کام آسکتا ہے۔ جب آنحضرتؐ کی قرابت کا ذرا بھی خیال ان کو نہ رہا۔ تھوڑی سی عبادت پیغمبرؐ صاحب اور آپ کی آل کی محبت کے ساتھ نجات کے لئے کافی ہے اور گاڑیوں بھر عبادت اور پرہیزگاری آلِ رسولؐ کی عداوت کے ساتھ محض بے کار اور بے نتیجہ ہے۔ (انوار اللغۃ پارہ ۱۵ ص ۲)

(۲۰) قال النبی لعلی انت منی وانا منك وقال عمر توفی رسول اللہ وھو عنہ راض۔لہ

(صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۳۸۶ وغیرہ)

لہ:۔ اس حدیث کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ حدیث کے پہلے ٹکڑے سے کہ "اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ امیر المومنینؑ کی جو فضیلت ثابت ہوتی ہے وہ دنیا میں کسی اور کو حاصل نہ ہو سکی (حاصل ہوئی تو آپ ہی کے فرزند امام حسینؑ کو) جس طرح روح کے ساتھ بدن ہو کر اور بدن کے ساتھ روح ہو کر دونوں میں کمال اتحاد ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت رسولؐ خدا اور حضرت علی علیہ السلام ایک روح دو قالب تھے بلکہ خدا نے تو حضرت علی علیہ السلام کو

آنحضرتؐ کی روح فرما کر خود سمجھا دیا ہے کہ دونوں بزرگ آپس میں کیا تھے ارشاد الٰہی ہے۔"فمن حاجك من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین" یعنی جب تمہارے پاس علم آچکا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی حجت کرے تو کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی جانوں کو اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت میں خدا نے حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو آنحضرتؐ کے فرزند جناب سیدہ کو آنحضرتؐ کی نساء اور جناب امیرؑ کو آنحضرتؐ کی جان کہا ہے اس حکم سے حضرت علیؑ کی بڑی فضیلت نکلی کہ نفس رسولؐ قرار پائے اور تمام انبیاء سے افضل ٹھہرے (تفسیر بیضاوی جلد ا ص ۱۸ا وتفسیر کبیر جلد ۲ ص ۷۰۰)

حدیث کا دوسرا ٹکڑا قول حضرت عمر کہ پیغمبرؐ نے اس حال میں انتقال کیا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے راضی تھے۔یہ حضرت عمر کی شہادت ہے امیر المومنینؑ کے متعلق کہ پیغمبرؐ مرتے دم تک حضرت علی علیہ السلام سے راضی رہے اور راضی ہی دنیا سے گئے۔اس موقع پر یہ کھٹک دل میں پیدا ہوتی ہے کہ خود حضرت عمر کا کیا حال رہا آپ سے پیغمبرؐ مرتے وقت راضی تھے یا نہیں۔حدیث و تاریخ کے طالب علم کے لئے یہ سوال بھی پیچیدہ نہیں۔عین وفات پیغمبرؐ کے وقت دو واقعے ایسے ملتے ہیں کہ ان کی روشنی میں یہ گتھی بھی سلجھ جاتی ہے۔گذشتہ صفحات میں صحیح بخاری کی یہ حدیث پوری وضاحت کے ساتھ نقل کی جا چکی ہے کہ پیغمبرؐ کا جب دم واپس آیا تو آپ نے قلم دوات مانگا تا کہ ایسا نوشتہ لکھ جائیں کہ اس نوشتہ کے بعد امت کی گمراہی کا امکان باقی نہ رہے مگر حضرت عمر نے یہ کہہ کر کہ معاذ اللہ پیغمبرؐ ہذیان بک رہے ہیں۔جاں بلب پیغمبرؐ کی بات ہی اڑا دی۔اس جملہ سے آنحضرتؐ کو اتنا صدمہ ہوا، دل پر وہ چوٹ پڑی اور اس قدر غضبناک ہوئے کہ رحمۃ للعالمین پیغمبر خلق عظیم کے حامل پیغمبرؐ کو کہنا پڑا قوموا عنی تم سب میرے پاس سے نکل جاؤ۔

دوسرا واقعہ لشکر اسامہ کا ہے۔پیغمبرؐ نے انتقال سے چند روز پیشتر انتہائی شدت مرض کے عالم میں اسامہ کی ماتحتی میں لشکر تیار کیا جس میں حضرت ابو بکر بھی تھے اور حضرت عمر بھی صرف حضرت علی علیہ السلام کو اپنے نزدیک رہنے کا حکم دیا اور باقی تمام صحابہ کو تاکید شدید کی کہ تم سب اسامہ کی معیت میں جا کر روم والوں سے جنگ کرو۔اتنا اہتمام تھا پیغمبرؐ کو کہ باوجودیکہ مرض انتہائی نازک صورت اختیار کر چکا تھا پیغمبرؐ پر بار بار غشی کے دورے پڑتے تھے مگر جب بھی غش سے افاقہ ہوتا یہی پوچھتے کہ اسامہ کا لشکر روانہ ہوا یا نہیں اور جب یہ معلوم ہوتا کہ ابھی نہیں روانہ ہوا تو اس قدر رنجیدہ ہوتے، اتنا غضبناک ہوتے کہ باوجود تپ اور دردسر کے عمامہ سر پر باندھ کر گھر سے باہر تشریف لاتے، منبر پر جا کر خطبہ ارشاد فرماتے سختی کے ساتھ حکم دیتے یہاں تک فرماتے کہ لعن الله من تخلف عن جیش اسامه خدا لعنت کرے اس پر جو اسامہ کے لشکر کے ساتھ نہ جائے۔مگر حضرت عمر و ابو بکر کو ساتھ نہ جانا تھا نہ گئے بلکہ مدینہ ہی میں رہے۔(مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۴۸۸، تاریخ کامل جلد ۲ ص ۱۲۰، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۸۸ ملل و نحل علامہ شہرستانی مطبوعہ مصر جلد ا ص ۲۰ وغیرہ)

"حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔حضرت عمر بیان کرتے تھے کہ پیغمبرؐ نے اس حال میں انتقال کیا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے راضی تھے"۔

(۲۱) ان رجلا جاء الی سهل بن سعد فقال هذا فلان لامیر مدینة یدعو علیا عند المنبر قال فیقول ماذا قال یقول له ابو تراب فضحك و قال والله ما سماه الا النبی و ما کان له اسم احب الیه منه فاستطعمت الحدیث سهلا و قلت له یا ابا عباس کیف ذالك قال دخل علی فاطمة ثم خرج فاضطجع فی المسجد فقال النبی ﷺ این ابن عمك قالت فی المسجد فخرج الیه فوجد ردائه قد سقط عن ظهره و خلص التراب الی ظهره فجعل یمسح عن ظهره فیقول اجلس یا ابا تراب! مرتین۔(صحیح بخاری پارہ ۱۴

ص ۳۸۶ و پارہ ۲ ص ۲۶۶ پارہ ۲۵ ص ۱۷و ۲ پارہ ۲۶ ص ۷۰ وغیرہ)

"ایک شخص سہل بن سعد صحابی کے پاس آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص مدینہ کا حاکم منبر پر حضرت علی علیہ السلام کو برا کہہ رہا ہے سہل نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ کہا حضرت کو ابوتراب کہتا ہے تو سہل ہنس دیے اور کہا خدا کی قسم حضرت علی علیہ السلام کا یہ نام تو حضرت رسولؐ خدا نے رکھا تھا اور اس نام سے بڑھ کر حضرت علی علیہ السلام کو اور کوئی نام پیارا تھا ہی نہیں۔ اس شخص نے سہل سے اس کا واقعہ دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہؑ کے پاس سے نکلے تو مسجد میں جا کر لیٹ رہے اتنے میں حضرت رسولؐ خدا تشریف لائے اور پوچھا علی علیہ السلام کہاں ہیں۔ فرمایا مسجد میں حضرتؐ نے وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام کی پیٹھ پر سے ردا الگ ہوگئی اور مٹی لگ گئی ہے آنحضرتؐ حضرت علی علیہ السلام کی پیٹھ سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے تھے اے ابوتراب اٹھ بیٹھو، اے ابوتراب اٹھ بیٹھو"۔

ف۔ اس حدیث سے امیر المومنینؑ کی جو فضیلت ثابت ہوتی ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ خداوند عالم نے دنیا کے عام لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے فانا خلقنا کم من تراب ہم نے تم سب لوگوں کو مٹی سے پیدا کیا (پارہ ۱۷ سورہ حج) اور اسی خدا کے رسولؐ برحق حضرت علیؑ کے متعلق خاص طرح پر فرماتے ہیں کہ تم بوتراب ہو اور معلوم ہے کہ باپ کی وجہ سے بیٹا ہوتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اس حدیث سے اس طرف اشارہ فرمایا ہو کہ علی علیہ السلام کی وجہ سے مٹی اور سب لوگ پیدا ہوئے جیسا کہ حضرت رسولؐ خدا سے خدا نے فرمایا ہے لولاك لما خلقت الافلاك اے رسول تم نہیں ہوتے تو ہم آسمان کو بھی پیدا نہیں کرتے۔ غرض جس طرح رسولؐ خدا کے طفیل میں دنیا پیدا ہوئی اسی طرح نفس رسولؐ کے طفیل میں بھی عالم کا وجود ہوا۔ عالم اہل سنت مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی اپنی کتاب انوار اللغۃ پارہ ۳ ص ۸ میں لکھتے ہیں "ابوتراب آپ کی کنیت اس لئے ہوئی کہ آپ ساری زمین کے سردار ہیں اور حجت ہیں اللہ کی زمین پر یعنی زمین والوں پر۔"

(۲۲) ان فاطمة اشتكت ماتلقى من اثر الرحى فاتى النبى سبى فانطلقت فلم تجده فوجدت عائشة واخبرتها فلما جاء النبى اخبرته عائشة بمجىء فاطمة فجاء النبى الينا و قد اخذنا مضاجعنا فذهبت لاقوم فقال على مكانكما فقعد بيننا حتىٰ وجدت برد قدميه على صدرى و قال الا اعلمكما خير اما سالتمانى اذا اخذتما مضاجعكما تكبرا اربعا و ثلاثين و تسبحا ثلاثا و ثلاثين و تحمدا ثلاثا و ثلاثين فهو خير لكما من خادم۔

(صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۳۸۷ و پارہ ۱۲ ص ۱۴۸ و پارہ ۲۴ ص ۲۶۰ و پارہ ۲۲ ص ۲۳۷ و پارہ ۲۶ ص ۳۲)

"حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ کے ہاتھوں میں چکی پیسنے کی وجہ سے تکلیف پیدا ہوگئی، پیغمبرؐ کے پاس کچھ قیدی آئے تو آپ پیغمبرؐ کی خدمت میں تشریف لے گئیں (تاکہ اپنے لئے ایک کنیز مانگیں) مگر پیغمبرؐ نہ ملے البتہ جناب عائشہ سے ملاقات ہوئی جناب فاطمہؑ نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا پیغمبرؐ جب آئے تو جناب عائشہ نے سیدہؑ کے آنے کی اطلاع

کی۔ پیغمبرؐ خدا ہم لوگوں کے یہاں تشریف لائے اور اس وقت ہم لوگ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے میں نے اٹھنے کا تہیہ کیا مگر پیغمبرؐ نے روک دیا اور فرمایا کہ جس طرح لیٹے ہو لیٹے رہو اور آپ ہمارے بیچوں بیچ بیٹھ گئے کہ آپ کے پیروں کی ٹھنڈک مجھے اپنے سینہ پر محسوس ہونے لگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو اس چیز سے کہیں بہتر ہے جس کی تم دونوں نے مجھ سے خواہش کی ہے۔ جب تم دونوں بستر پر جانے لگو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ کہو۔ یہ خادم سے کہیں زیادہ تمہارے لئے نفع بخش ہوگی۔"

(۲۳) عن سعد بن عبیدہ قال جاء رجل الی ابن عمر... ثم ساله عن علی فذکر محاسن عمله قال هو ذاك بيته اوسط بيوت النبى ثم قال لعل ذاك يسوءك قال اجل قال فارغم الله بانفك الظلق فاجهد علی جهدك۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۳۸۷)

"سعد بن عبیدہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص خلیفہ دوم کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر کے پاس آیا۔ پھر اس نے ان سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق سوال کیا عبداللہ ابن عمر نے حضرت علیؑ کے کردار کے محاسن کا ذکر کیا اور کہا دیکھو وہ ان کا گھر ہے پیغمبرؐ کے گھروں کے بیچوں بیچ پھر عبداللہ بن عمر نے اس شخص سے کہا شاید یہ بات تمہیں کھل رہی ہوگی۔ اس نے کہا ہاں۔ ابن عمر نے کہا تو خدا نے تمہاری ناک رگڑ کر رکھ دی ہے۔ جاؤ جتنی کوشش ہوسکے کر ڈالو۔"

(۲۴) عن ابن عمر عن ابی بکر قال ارقبوا (۱) محمدا فی اهلبیه۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۳۹۰ و ص ۳۹۸)

"عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے کہا آنحضرتؐ کا خیال رکھو آپ کے اہل بیتؑ ہیں۔"

(۲۵) عن المسور بن المخرمه ان رسول الله قال فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۳۹۰ و ص ۴۰۲)

"مسور بن مخرمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ خدا نے ارشاد فرمایا فاطمہؑ میرا (گوشت) ٹکڑا۔۔۔ ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا"۔

(۲۶) عن اسامه بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه کان یاخذہ والحسن و یقول اللهم انی احبهما فاحبهما (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۱۹۰)

"اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ انہیں اور امام حسنؑ کو گود میں لیتے اور فرماتے کہ خداوندا میں ان دونوں کو

۱: مولوی وحید الزماں خاں صاحب اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں "پس جس نے اہل بیتؑ سے دشمنی کی یا ان کی اہانت کی اس سے بڑھ کر ملعون و مطرود کون ہوگا۔ الہٰی بحق بنی فاطمہ کہ برقول ایمان کنی خاتمہ" (انوار اللغۃ پارہ ۱۰ ص ۱۰۹)

محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ"۔

(۲۷)عن انس ابن مالك قال اتی عبید الله بن زیاد براس الحسین فجعل فی طشت فجعل ینکت و قال فی حسنة شیئا فقال انس کان اشبهم برسول الله و کان مخضوبا بالوسمة۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۳۹۷)

"انس بن مالک سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس امام حسینؑ کا سر لایا گیا تو وہ سر ایک طشت میں رکھا گیا۔ ابن زیاد چھڑی سے اس کو مارنے لگا اور آپ کے حسن و جمال کے متعلق اس نے کچھ کہا اس پر انس نے کہا امام حسینؑ سب سے زیادہ رسولؐ اللہ سے مشابہ تھے اور امام مظلوم مہندی کا خضاب لگائے ہوئے تھے"۔

(۲۸)عن انس قال لم یکن احد اشبه بالنبی من الحسن بن علی علیہ السلام۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۳۹۸)

"انس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حسنؑ سے بڑھ کر پیغمبرؐ سے کوئی مشابہ نہیں تھا"۔

(۲۹)سمعت عبد الله بن عمر و ساله رجل عن المحرم قال شعبه احسبه بقتل الذباب فقال اهل العراق یسئلون عن قتل الذباب و قد قتلوا ابن بنت رسول الله و قال النبی هما و یحانتای من الدنیا۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۲۹۹ و پارہ ۲۴ ص ۵۳۵)

"عبد اللہ ابن عمر سے ایک شخص نے پوچھا کہ جب کوئی شخص حالت احرام میں ہو تو وہ مکھی مار سکتا ہے یا نہیں؟ عبد اللہ ابن عمر نے کہا عراق والے مکھی کے مارنے کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ مارنا چاہیے کہ نہیں حالانکہ انہیں نے پیغمبرؐ کے نواسہ کو شہید کیا جن کے متعلق پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں میرا چین اور راحت دل ہیں یا خوشبو ہیں جن کو میں سونگھتا ہوں"۔

(۳۰)قال النبی فاطمة سیدة نساء اهل الجنة۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۴۰۲)

"حضرت سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا فاطمہؑ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں"۔

لہ: علامہ آلوسی زادہ تحریر فرماتے ہیں:۔

والذی امیل الیه ان فاطمة البتول افضل النساء المتقدمات والمتاخرات من حیث انها بضعة رسول الله بل و من حیثیات اخر ایضاً ولا یعکر علی ذالك الاخبار السالف لجواز ان یراد بها افضلیة غیرها علیها من بعض الجهات و بحیثیة من الحیثیات و به یجمع بین الاثار و هذا سائغ علی القول بنبوة مریم ایضاً اذا البضعیة من روح الوجود و سید کل موجود لا اراها تقابل بشی و این الثریا من ید المتناول۔ (تفسیر روح المعانی جلد ا ص ۵۷۸)

اور میرا مسلک یہ ہے کہ فاطمہؑ بتول گذشتہ اور آئندہ دونوں زمانوں کی عورتوں سے افضل و بہتر ہیں اس وجہ سے کہ وہ پیغمبرؐ کے گوشت کا ٹکڑا ہیں اور یہی ایک وجہ نہیں بلکہ اور بھی بہت سی وجہیں ہیں۔ رہ گیا یہ کہ بعض حدیثوں میں یہ جو ملتا ہے کہ مریمؑ سیدہ نساء عالمین ہیں یا خدیجہ فخر زنان عالم ہیں وغیرہ وغیرہ تو اس قسم کی احادیث سے کچھ فرق نہیں پڑتا ہو سکتا ہے وہ خواتین عظمیٰ خاص خاص بات میں کسی مخصوص امر میں سیدہؑ سے افضل رہی ہوں لیکن بلحاظ مجموع فضائل و کمالات سیدہؑ ہی سب سے افضل و اکمل ہیں اسی قول کو اختیار کر کے بات بنتی ہے اور احادیث پیغمبرؐ کو جمع کرنا ممکن ہے۔ اور اگر جناب مریمؑ کو نبی بھی مان لیا جائے

جیسا کہ بعض لوگ قائل ہیں تب بھی خرابی نہیں پیدا ہوتی اس مفروضہ کی بناء پر بھی سیدہؑ ہی افضل رہیں گی اس لئے کہ عالم وجود کی روح رواں اور ہر موجود کے سید و سردار حضرت محمد مصطفٰیؐ کا پارہ گوشت ہونا ایسی فضیلت ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ چہ نسبت خاک را باعالم پاک ۱۲۔

(۳۱) عن قیس بن عباد عن علی ابن ابی طالب قال انا اول من یجثو بین یدی الرحمن للخصومة یوم القیامة و قال قیس بن عباد و فیهم نزلت هذان خصمان اختصموا فی ربهم قال هم الذین تبارزو الیوم بدر حمزه و علی و عبیده او ابو عبیده بن الحارث و شیبه بن ربیعه و عتبه والولید بن عتبه۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۶ص ۱۰)

"قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے میں سب سے اول خدا کے سامنے قیامت کے دن اپنا جھگڑا پیش کروں گا۔ قیس کہتے ہیں کہ یہ آیت "هذان خصمان الخ" یہ دونوں مومن و کافر دو فریق ہیں جو آپس میں اپنے پروردگار کے بارے میں لڑتے ہیں۔" ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے بدر کے روز جنگ کی وہ جناب حمزہؑ اور علیؑ اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن الحارث اور عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ ہیں"۔

(۳۲) ان رسول الله قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غداً رجلاً یفتح الله علی یدیه یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله قال فبات الناس یدو کون لیلتهم ایهم یعطاها فلما اصبح الناس غدوا علی رسول الله کلهم یرجون ان یعطاها فقال این علی ابن ابی طالب فقالوا هو یا رسول الله یشتکی عینیه فقال فارسلوا الیه فاتی به فبصق رسول الله فی عینیه و دعاله فبریء حتیٰ کان لم یکن به وجع فاعطاه الرایة فقال علی یا رسول الله اقاتلهم حتیٰ یکونوا مثلنا فقال انفذ علی رسلك حتیٰ تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام و اخبرهم بما یجب علیهم من حق الله فیه فوالله لان یهدی الله بك رجلا واحدا خیرلك من حمر النعم۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۷ص ۹ پارہ ۱۲ص ۹۶ وص ۱۰۶ وص ۱۱۴ او پارہ ۱۴ص ۳۸۶ وغیرہ)

"حضرت رسولؐ خدا نے غزوہ خیبر میں (ایک رات) فرمایا کہ کل صبح کو میں یہ علم ایسے (بہادر) مرد کو دونگا جس کے ہاتھ پر خدا اس کو فتح ہی کردے گا وہ مرد اللہ و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ بھی اس کو دوست رکھتے ہیں۔ یہ خبر سن کر شب بھر کل صحابہ اس میں غلطاں و پیچاں رہے کہ دیکھیں یہ علم کس کو ملتا ہے جب صبح ہوئی تو صحابہ حضرت کی خدمت میں پہنچے۔ سب اس امید میں تھے کہ میں ہی علم لوں گا مگر آنحضرتؐ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کہاں ہیں؟ سب نے کہا یا حضرتؐ ان کی تو آنکھیں جوش کر آئی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا انہیں بلاؤ تو حضرت علیؑ لائے گئے۔ آنحضرتؐ نے آپ کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا کی فوراً مرض جاتا رہا۔ آنکھیں اچھی ہوگئیں گویا کسی قسم کا درد کبھی تھا ہی نہیں پھر حضرت کو علم مرحمت فرمادیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا یا حضرت جب تک وہ ہمارے مثل مسلمان نہ ہو جائیں میں اس وقت تک میں ان

سے لڑتا جاؤں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا تم اطمینان سے وہاں جاؤ جب ان کے سامنے پہنچو تو اتر کر ان کو اسلام کی دعوت دو اور خدا کے جو حقوق ان پر واجب ہیں ان سے باخبر کر دو اس لئے کہ خدا کی قسم تمہارے ذریعے سے خدا کسی شخص کی ہدایت کر دے گا تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں کی قطار سے بہتر ہوگا''۔

لہ۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری پارہ ۱۷ ص ۱۰۹ میں تحریر فرماتے ہیں "لاعطین الرایة غدا وقع فی ھذہ الروایة اختصاو ھو عند احمد و النسائی و ابن حبان والحاکم من حدیث بریدہ لابن الخصیب قال لما کان یوم خیبر اخذ ابوبکر اللواء فرجع و لم یفتح له فلما کان الغدا خذہ عمر فرجع و لم یفتح له و قتل محمود بن سلمة قال النبی لاوفعن لوائی غداً الی رجل الحدیث۔ (یعنی صحیح بخاری کی اس روایت میں واقعہ کو بہت مختصر کر کے لکھا ہے اور امام احمد ونسائی وابن حبان وحاکم نے بریدہ بن خصیب کی روایت سے یوں لکھا ہے کہ جب جنگ خیبر شروع ہوئی تو حضرت ابوبکر جھنڈا لے کر گئے مگر واپس آئے کہ ان سے وہ قلعہ فتح نہیں ہو سکا پھر دوسرے دن حضرت عمر گئے وہ بھی واپس آئے اور قلعہ فتح نہ کر سکے تب آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اب میں ایسے بہادر کو علم دوں گا جو اس قلعہ کو فتح کر کے رہے گا۔ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں اور یحبه الله و رسوله کی شرح میں لکھتے ہیں وفی روایة ابن اسحاق لیس بفوار وفی حدیث بریدہ لا یرجع حتی یفتح الله له ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق یہ بھی کہا کہ وہ بھاگنے والا نہیں ہے اور حدیث بریدہ میں ہے کہ حضرتؐ نے یہ بھی فرمایا "جب تک وہ اس قلعہ کو فتح نہیں کرے گا۔ اس وقت تک واپس نہیں آئے گا"۔

اور فنحن نرجوھا کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

وعند مسلم من حدیث ابی ھریرہ ان عمر قال ما اجبت الامارة الا یومئذ و فی حدیث بریدہ فما منا رجل له منزلة عند رسول الله الا وھو یرجو ان یکون ذالك الرجل حتی تطاولت انالھا فدعا علیا۔

"صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت عمر نے کہا اس دن سے زیادہ مجھے سرداری کی آرزو نہیں ہوئی اور بریدہ کی حدیث میں ہے کہ ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کو حضرت رسول خدا کے نزدیک کچھ بھی تقرب ہو اور وہ یہ امید نہ رکھتا ہو کہ وہ بہادر شخص جس کے متعلق آنحضرتؐ نے اس اہتمام سے پیشگوئی فرمائی میں ہی ہوں گا۔ یہاں تک کہ میں خود اپنے کو خوب اونچا کر کے ایڑیوں پر کھڑے ہو کر حضرت کو دکھاتا تھا تا کہ حضرتؐ وہ علم مجھ ہی کو دے دیں مگر آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا۔ انتہیٰ"

حقیر مصنف عرض کرتا ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اختصار سے کام لیا پوری روشنی نہیں ڈالی مثلاً اس کو نہیں لکھا کہ حضرت عمر دوسرے روز کس طرح واپس آئے۔ تاریخ طبری و سیرة ابن ہشام وغیرہ میں ہے "حضرت رسول خدا نے قلعہ خیبر فتح کرنے کے لئے حضرت عمر کو جھنڈا دے کر لشکر کے ساتھ روانہ کیا یہ حضرت گئے، اہل خیبر سے لڑے اور شکست کھا کر رسول خدا کی طرف اس طرح واپس آئے کہ یجنبه اصحابه و یجنبھم کہ حضرت عمر کہتے تھے یا رسول اللہ میرے لشکر والوں نے نامردی کی اور لشکر والے عمر پر الزام لگاتے تھے کہ انہیں نے نامردی کی (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۹۳ و سیرة النبی مولوی شبلی صاحب جلد ۱ ص ۳۵۶ و ازالة الخلفاء جلد ۲ ص ۴۹) یہ بھی ذکر کرنا مناسب ہے کہ قلعۂ خیبر کا وہ در جس کو حضرت علی علیہ السلام نے اکھاڑ پھینکا کس وزن کا تھا اسی حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر ص ۱۰۱ پر لکھتے ہیں ان علیا حمل الباب یوم خیبر و انه جرب بعد ذالك فلم یحمله اربعون رجلا۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام نے جنگ خیبر میں قلعہ کا در اکھاڑ کر اٹھا لیا اس کو بعد میں لوگوں نے آزمایا تو ۴۰ شخص سے بھی اس کا اٹھانا ممکن نہیں ہوا"۔ ۱۲

(۳۳) عن عائشه ان فاطمة بنت النبی ارسلت الی ابوبکر تسئله میراثھا من رسول الله مما افاء الله علیه بالمدینة و مدك لہ و ما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول الله قال لا نورث ما

ترکناہ صدقہ۔ فابی ابوبکر ان یدفع الیٰ فاطمۃ منھا شیئاً فوجدت فاطمۃ علیٰ ابی بکر فی ذٰلک فھجرتہ فلم تکلمہ حتیٰ توفیت۔ (صحیح بخاری پارہ ۹۷ص ۷ اپارہ ۲۷ ص ۲۹۱)

"جناب عائشہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت رسولؐ خدا کی صاحبزادی جناب فاطمہؑ نے ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا کہ خدا نے حضرت رسولؐ خدا کو مدینہ میں جو جائداد بلاحرب وضرب بطور خالصہ عنایت فرمائی تھی اس سے فدک اور خمس خیبر سے میری میراث مجھ کو دے دو حضرت ابوبکر نے کہا رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ وقف ہے۔ غرض حضرت ابوبکر نے بالکل انکار کردیا اور اس جائداد سے جناب سیدہ کو رتی برابر بھی کوئی چیز نہیں دی اس سے جناب سیدہؑ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور مرتے وقت تک ان سے بولیں تک نہیں۔"

لہٰذا۔ اسی مضمون کی حدیث گذشتہ اوراق میں تفصیل کے ساتھ لکھی جاچکی ہے۔ یہاں اس حدیث کے سلسلہ میں فدک کے متعلق کچھ روشنی ہم ڈالنا چاہتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب آیت وآت ذاالقربی حقہٗ اے پیغمبرؐ نزدیکی قرابت دار کو اس کا حق دے دو۔ نازل ہوئی تو جنابِ رسالتمآبؐ نے جناب سیدہ کو بلایا اور فدک ان کے حوالہ کردیا بطور جاگیر ان کے سپرد کردیا۔ (تفسیر درمنثور جلد ۴ ص ۱۷۷) بلکہ معتبر کتابوں میں تو یہ تک ملتا ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے جناب فاطمہؑ وحسنینؑ کے نام ہبہ کا ایک وثیقہ بھی لکھ دیا تھا اور یہ وہی وثیقہ تھا جو حضرت معصومہؑ دربار خلافت میں لائیں اور پیش کیا۔ (تاریخ حبیب السیر جلد اول جزو سوم ص ۵۸ معارج النبوۃ رکن چہارم باب دہم دربیان وقائع سال ہفتم از حضرت واقعہ سیزدہم)

جناب سیدہؑ کے سوال میراث کو حضرت ابوبکر نے یہ کہہ کر ٹھکرادیا کہ پیغمبرؐ کہہ گئے ہیں کہ ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا تو اب جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ فدک کو تو رسولؐ خدا نے مجھ کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا تھا۔ اگر میراث اس لئے نہیں دیتے کہ پیغمبرؐ کے مرنے کے بعد ان کا ترکہ صدقہ ہوجاتا ہے تو پیغمبرؐ جو چیز جیتے جی بطور ہبہ دے چکے ہوں اس سے کیوں محروم کرتے ہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ تمہارے پاس کوئی گواہ ہے جناب سیدہؑ نے بطور گواہ حضرت علی علیہ السلام کو پیش کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی گواہی پر ابوبکر کو اطمینان نہ ہوا اور دوسرا گواہ طلب کیا تو آپ نے جناب ام ایمنؓ کو پیش کیا انھوں نے گواہی دی۔ اس پر بھی حضرت ابوبکر نہ مانے اور کہا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی صحیح نہیں بلکہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ہونی چاہیئے غرضکہ جس طرح پیغمبرؐ کے میراث و ترکہ سے محروم کیا سیدہ کو اسی طرح حضرت ابوبکر نے سیدہ کو حضرت علی علیہ السلام کو ام ایمنؓ کو جھوٹا قرار دے کر پیغمبرؐ کے عطیہ وہبہ سے بھی محروم رکھا۔ یہ تو ایک رخ ہے حضرت ابوبکر کے طرز عمل کا اب دوسرا رخ بھی دیکھنے کے قابل ہے اسی صحیح بخاری میں یہ حدیث بھی متعدد مقامات پر موجود ہے:۔

جابر بن عبداللہ یقول لی رسول اللہ لوقد جاء مال البحرین لقد اعطیتک ھٰکذا ثلاثاً فلم یقدم مال البحرین حتیٰ قبض رسول اللہ فلما قدم علی ابی بکر امر منادیا فنادی من کان لہ عند النبی دین اوعدۃ فلیاتنی قال جابر فجئت ابابکر فاخبرتہ ان النبی قال لوقد جاء مال البحرین اعطیتک ھٰکذا وھٰکذا ثلاثاً قال فاعطانی قال جابر فلقیت ابابکر بعد ذالک فسئلتہ فلم یعطنی ثم اتیۃ الثانیۃ فلم یعطنی ثم اتیۃ الثالثۃ فلم یعطنی فقلت لہٗ قد اتیتک فلم تعطنی ثم اتیتک فلم تعطنی ثم اتیتک فلم تعطنی فاما ان تعطینی واما ان بتخل عنی قال اقلت بتخل عنی وای داء ادوء من البخل قالھا ثلثا ما منعتک من مرۃ الاوانا ارید ان اعطیک وعن عمرو عن محمد بن علی قال سمعت جابر بن عبداللہ یقول جئتہٗ فقال لی ابوبکر عدھا فعددتھا فوجدتھا خمس مائۃ قال خذ مثلھا مرتین۔

(صحیح بخاری پارہ ۷ اص ۸۷ پارہ ۱۰ ص ۵۴ وص ۵۷۳ وغیرہ)

جناب جابر بن عبداللہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے حضرت رسولِ خدا نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آئے گا تو میں تم کو ضرور اس قدر اس قدر اس قدر (تین مرتبہ) دوں گا مگر وہاں سے مال نہیں آیا یہاں تک کہ حضرتؐ کا انتقال بھی ہوگیا پھر جب حضرت ابوبکر کے پاس وہاں کا مال آیا تو انھوں نے ایک منادی کو حکم دیا کہ پکار دے جس شخص کا کوئی قرض رسولؐ کے ذمہ ہو یا حضرتؐ نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہو وہ میرے پاس آئے۔ اس پر میں (جابر) حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا کہ حضرت رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آئے گا تو تم کو اس قدر اس قدر اس قدر (تین مرتبہ) دوں گا۔ اس پر حضرت ابوبکر نے مجھے دے دیا۔ جابر کہتے تھے کہ اس کے بعد میں پھر حضرت ابوبکر سے ملا اور ان سے مانگا مگر انھوں نے نہیں دیا پھر ان کے پاس دوبارہ آیا تب بھی نہیں دیا سہ بارہ بھی آیا اس وقت بھی نہیں دیا تب میں نے ان سے کہا میں آپ کے پاس آیا مگر آپ نے مجھے نہیں دیا۔ پھر آیا پھر بھی نہیں دیا۔ پس یا تو مجھے دے دیجئے یا مجھ سے بخل کیجئے اس پر حضرت ابوبکر بولے کیا تم مجھ کو بخل کرنے کو کہتے ہو؟" بخل سے بھی زیادہ بری بیماری کیا ہو سکتی ہے۔ اس جملہ کو تین مرتبہ کہا۔ پھر کہا اے جابر میں نے تم سے ایک دفعہ بھی انکار نہیں کیا بلکہ میرا ارادہ یہی رہا کہ تم کو دوں گا۔ اور عمرو نے محمد بن علی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے جابر بیان کرتے تھے کہ میں ابوبکر کے پاس آیا تو انھوں نے کہا اس کو شمار کرو میں نے گنا تو ۵۰۰ تھا اس پر انھوں نے کہا اس کا دوگنا لے لو۔

جناب جابر کا کیا ذکر ایک معمولی غلام بھی آپ سے وصیت رسولؐ کا حوالہ دے کر مطالبہ کرتا تو نہ اس میں کوئی عذر کرتے نہ گواہ طلب کرتے نہ اس کو محروم واپس کرتے۔ مثلاً امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں "زنباع نے اپنے ایک غلام کو اپنی کسی لونڈی کے ساتھ پکڑ لیا تو اس کی ناک کاٹ دی۔ رسولؐ خدا نے دیکھا تو پوچھا یہ کس نے کیا؟ کہا زنباع نے حضرتؐ نے فرمایا جا اب تو آزاد ہے پھر حضرتؐ نے اس کے بارے میں مسلمانوں سے وصیت کی اور جب حضرتؐ کا انتقال ہوگیا تو وہ غلام حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا رسولؐ کی وصیت یاد کیجئے انھوں نے کہا ہاں ہم تیرا اور تیرے عیال کا وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں اور فوراً مقرر کر دیا جو ان کے انتقال تک جاری رہا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۱۸۲)

اللہ اکبر جناب سیدہؑ اس غلام کے برابر بھی نہیں سمجھی گئیں کہ اس غلام سے نہ کوئی عذر کیا گیا اور نہ گواہ طلب کیا گیا اور جناب سیدہ کو ان سب کے بعد بھی محروم کر دیا گیا۔ جناب جابر کے صرف دعویٰ پر حضرت ابوبکر کے پندرہ سو دینے کے متعلق تو علمائے اہل سنت نے ممدوح کے عمل کی تائید بھی کی کہ یہی کرنا چاہیے مثلاً علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے فیہ قبول خبر الواحد العدل من الصحابۃ و لو جر ذالك نفعا لنفسہ لان ابابکر لم یلتمس من جابر شاھدا علی صحۃ دعواہ اس حدیث میں یہ بات بھی ہے کہ صحابہ سے کسی ایک عادل شخص کی خبر بھی قبول کر لی جائے گی اگرچہ وہ شخص اپنے ذاتی نفع ہی کے لئے بیان کرتا ہو کیونکہ حضرت ابوبکر نے جابر سے کوئی گواہ ان کے دعویٰ کی صحت پر نہیں طلب کیا۔ (فتح الباری پارہ ۹ ص ۴۲۶) اور علامہ عینی نے لکھا ہے انما لم یلتمس شاھدا منہ لانہ عدل بالکتب والسنۃ حضرت ابوبکر نے جناب جابر سے گواہ اس سبب سے نہیں طلب کیا کہ جابر قرآن و حدیث دونوں کی رو سے عادل تھے۔ (عمدۃ القاری جلد ۵ ص ۶۷۵)

کس قدر ماتم کی جگہ ہے کہ جابر ایسے صحابی کا دعویٰ تو اس طرح قبول کر لیا جائے حالانکہ جناب سیدہؑ کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ (یہ ایسی معصومہؑ ہیں کہ) ان کی خوشی سے میری خوشی اور ان کی ناراضی سے میری ناراضی وابستہ ہے۔ جناب امیرؑ کے بارے میں فرمایا کہ حق ادھر جائے گا جدھر علی علیہ السلام جائیں گے۔ حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام کو سردار جوانانِ اہل بہشت کا درجہ دیا مگر حضرت ابوبکر کے دربار میں یہ کل حضرات جناب جابر بلکہ اس غلام سے بھی حقیر تر تھے۔ فلیبك علی الاسلام من کان باکیاً۔ (جس کو رونا ہو آئے اور اسلام پر نوحہ و ماتم کرے) ۱۲

(۳۴) عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ قال بعث النبی علیاً الی خالد لیقبض الخمس و کنت ابغض علیاً و قد اغتسل فقلت لخالد الاتری الی ھذا۔ فلما قدمنا علی النبی ذکرت ذالك لہ فقال یا بریدہ اتبغض علیاً فقلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذالك۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص ۶۳)

''بریدہ کہتے ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علی علیہ السلام کو خالد بن ولید کے یہاں خمس وصول کرنے کے لئے بھیجا اور میں حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے غسل کیا تو میں نے خالد سے کہا کہ ان کو دیکھتے نہیں ہو؟ پھر ہم لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے حضرتؐ سے اس واقعہ کو ذکر کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے بریدہ! کیا تم علی علیہ السلام سے دشمنی رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی ہاں یا حضرتؐ۔ اس پر آپ نے فرمایا ان سے ہرگز دشمنی نہ رکھنا اور ان کا حصہ تو اس خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے''۔

لہٰ:۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی شرح فتح الباری پارہ ۱۷ ص ۶۳ میں لکھتے ہیں ''قال فما کان احد من الناس احب الی من علی واخرج احمد ھذا الحدیث من طریق اجلح الکندی عن عبد اللہ بن بریدہ بطولہ و زاد فی اٰخرہ لاتقع فی علی فانہ منی و انا منہ و ھو ولیکم بعدی''۔ یعنی اس کے بعد حضرت رسولؐ خدا نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے دنیا بھر میں کوئی شخص علیؑ سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور امام احمد نے اس حدیث کو اس سے بھی زیادہ روایت کی ہے جس کے آخر میں آنحضرتؐ کا یہ جملہ بھی ہے کہ علیؑ پر اعتراض نہ کرو' وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارے سردار حاکم اور پیشوا ہیں''۔ یہ حدیث کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے بعد تمام مسلمانوں کا ولی کہا ہزاروں کتب حدیث اہل سنت میں ہے جامع ترمذی میں جو صحاح ستہ میں داخل ہے جس کی حدیثیں انشاء اللہ ہم آگے چل کر ذکر کریں گے' ایک روایت اس طرح ہے کہ حضرت غضبناک ہو کر اپنے صحابہ کی طرف مڑے اور فرمایا ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی و انا منہ و ھو ولی کل مومن بعدی یعنی تم علیؑ کے بارے میں کیا چاہتے ہو تم سب علیؑ کے متعلق کیا خیال کرتے ہو تم لوگ علیؑ سے کیا ارادہ رکھتے ہو' (جانتے نہیں کہ یقیناً علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے حاکم اور پیشوا ہیں۔ (جامع ترمذی مطبوعہ دہلی ص ۴۱۰) اور کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۲ سے ص ۱۵۹ تک بھی یہ حدیث بھری پڑی ہے اور متعدد راویوں سے مروی ہے۔ حضرات اہل سنت اس حدیث میں لفظ ولی کا معنی دوست بتاتے ہیں یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا علیؑ میرے بعد تم لوگوں کے دوست ہیں مگر معمولی عقل والا آدمی بھی یہی کہے گا کہ حضرت علیؑ کی دوستی کو آنحضرتؐ کی زندگی کے بعد کیا تعلق ہے؟ کیا حضرت رسولؐ خدا کی زندگی میں حضرت علیؑ لوگوں کے دوست نہیں تھے؟ کیا حضرت رسولؐ خدا نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ میری زندگی بھر حضرت علیؑ تمہارے دشمن ہیں اور میرے انتقال کے بعد تمہارے دوست ہو جائیں گے؟ کسی کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے؟ یقیناً یہی ماننا پڑے گا کہ حضرت رسولؐ خدا نے ولی کا لفظ اس معنی میں استعمال کیا جس معنی میں قرآن مجید نے خدا کو حضرت رسولؐ خدا کو اور حضرت علیؑ کو ولی کہا ہے۔ پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۵۶ میں ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اے ایماندارو! یقیناً تمہارے سرپرست اور حاکم یہی ہیں خدا اور اس کا رسولؐ اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یہ آیت بالاتفاق مفسرین شیعہ و سنی موافق و مخالف حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی (دیکھو تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۶۱۸، تفسیر درمنثور جلد ۲ ص ۲۹) جب حضرت علیؑ نے نماز پڑھتے ہوئے اپنی قیمتی انگوٹھی سائل کو خیرات دے دی تھی'' غرض حضرت رسولؐ خدا کا اپنی متعدد حدیثوں میں بار بار فرمانا ان علیا منی انا منہ و ھو ولی کل مومن من بعدی کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی (حاکم اور پیشوا) ہیں اور اس میں ''بعدی'' (میرے بعد) کی قید لگانا صاف بتاتا ہے کہ حضرت علیؑ چونکہ رسولؐ خدا کی زندگی میں مسلمانوں کے حاکم پیشوا نہیں تھے بلکہ اس وقت کے حاکم اور پیشوا خود حضرت رسولؐ خدا تھے اس وجہ سے حضرت رسولؐ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ علیؑ میری زندگی میں مسلمانوں کے ولی (حاکم اور پیشوا) ہیں اور چونکہ خدا نے آنحضرتؐ کے بعد مسلمانوں کا حاکم اور پیشوا حضرت علیؑ ہی کو مقرر فرمایا لہٰذا حضرت رسولؐ خدا برابر اعلان فرماتے رہے کہ سب مسلمان اس کو سمجھ رکھیں کہ میرے بعد ان کے ولی یعنی حاکم اور پیشوا علیؑ ہیں نہ کوئی اور۔ اب خدا نے شب

معراج بھی حضرت رسولؐ خدا پر وحی فرمادی تھی کہ تمہارے بعد علیؑ ہی مسلمانوں کے سردار اور پیشوا ہیں۔کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد جلد ۶ ص ۱۵۷ میں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا لما عرج بی الی السماء انتھی بی الی قصر من لولوء فراشا ذھب تیلا لأ فاوحیٰ الی ربی فی علی ثلث خصال انه سید المسلمین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین کہ جب مجھے آسمان پر معراج ہوئی تو میں ایسے قصر میں داخل کیا گیا جس کا فرش سونے کا تھا خوب چمک رہا تھا اس وقت خدا نے مجھے بذریعہ وحی مطلع فرمایا کہ علیؑ کی تین صفتیں ہیں ایک یہ کہ (تمہارے بعد) تمام مسلمانوں کے سردار ہیں دوسرے یہ کہ یہ متقیوں کے امام ہیں تیسرے یہ کہ وہ نورانی چہروں والے مومنین کے پیشوا ہیں۔ ۱۲

(۳۵)عن مصعب بن سعد عن ابیه ان رسول الله خرج الیٰ تبوك فاستخلف علیا قال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة[۱] هارون من موسیٰ الا انه لیس نبی بعدی۔(صحیح بخاری پارہ ۱۸ ص ۸۹ و پارہ ۱۴ ص ۳۸۷)

"مصعب بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے انھوں نے کہا کہ حضرت رسولؐ خدا غزوۂ تبوک کے لئے (۹ ہجری میں) تشریف لے گئے تو حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ بنا گئے۔حضرت علیؑ نے فرمایا (کل مسلمان تو چلے جارہے ہیں اس وقت) کیا آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر تشریف لے جارہے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا اس سے خوش نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی مگر فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔

[۱]۔اس کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:۔انه علیه الصلوٰة والسلام قال لعلی لابد ان اقیم او نقیم فاقام علیؑ آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ ضروری ہے کہ یہاں یا میں رہوں یا تم رہو تو حضرت علیؑ رہ گئے"۔پھر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں قال معاویة لسعد ما منعك ان تسب ابا تراب قال اما ما ذکرت ثلاثا قالھن له رسول الله فلن اسبه فذکر ھذا الحدیث و قوله لاعطین الرایة رجلا یحبه الله و رسوله و قوله فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم دعا علیا و فاطمة و الحسن و الحسین فقال اللھم ھولاء اھلی معاویہ نے سعد بن وقاص صحابی پیغمبرؐ سے دریافت کیا کہ علیؑ کو برائیوں نہیں کہتے؟ سعد نے کہا جب تک رسولؐ خدا کی تین حدیثیں حضرت علیؑ کی شان میں مجھے یاد ہیں۔میں ان کو برا نہیں کہہ سکتا ایک حدیث منزلت دوسری حدیث رایت جو جنگ خیبر میں فرمائی کہ کل میں علم ایسے مرد کو دوں گا جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے۔تیسری یہ کہ جب آیۂ مباہلہ قل تعالوا ندع ابنانا و ابناء کم و نسائنا و نساء کم ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ ہم اپنے نفسوں کو بلائیں، نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، اور حسنؑ و حسینؑ کو بلا کر خدا سے کہا کہ اے خدا بس یہی میرے اہل بیتؑ ہیں۔(فتح الباری پارہ ۱۸ ص ۸۹)

معاویہ کے لئے بہت آسان تھا کہ جھٹلا دیتے۔اور کہہ دیتے کہ نہیں رسولؐ نے ایسا فرمایا ہی نہیں۔لیکن یہ حدیث معاویہ کے نزدیک بھی اس قدر ثابت و مسلم تھی کہ اس کے متعلق چوں وچرا کی گنجائش ہی نہیں پائی بہتری اسی میں سمجھی کہ سکوت اختیار کیا جائے۔اس سے بڑھ کر مزے کی بات یہ کہ معاویہ نے خود اس حدیث منزلت کی روایت کی ہے۔علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے معاویہ سے ایک مسئلہ پوچھا۔معاویہ نے کہا اسے علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو۔اس شخص نے کہا آپ کا جواب مجھے علی علیہ السلام کے جواب سے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔معاویہ نے جھڑک کر کہا کہ یہ بدترین بات تمہارے منہ سے سن رہا ہوں تم اس شخص سے کراہت ظاہر کر رہے ہو جسے رسولؐ اللہ نے علم یوں بھرایا ہے جس طرح طائر اپنے بچے کو دانہ بھراتا ہے اور جس کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت حاصل ہے جو موسیٰؑ سے ہارون کو تھی سوا اس کے کہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔

اس حدیث منزلت سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبرؐ کی زندگی میں اور بعد وفات دونوں حالتوں میں جناب امیرؑ کو اسی جانشینی اور خلافت کا درجہ حاصل ہے جو جناب ہارون کو جناب موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھا۔ دنیا کو معلوم ہے کہ ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کے شریک کار معاون اور وزیر و جانشین تھے اور اگر ان کی زندگی موسیٰ علیہ السلام کے بعد باقی رہتی تو خلافت کا حق سوائے ان کے کسی کو نہیں پہنچتا، بالکل اسی طرح جناب امیرؑ کے لئے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حیات و ممات ہر حالت میں رسولؐ اللہ کے جانشین تھے اور اگر ہارونؑ سے کوئی فرق تھا تو صرف یہ کہ ہارونؑ نبی تھے اور رسولؐ اللہ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا لیکن اگر یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا تو نبی بھی علی علیہ السلام کے سوا کوئی دوسرا نہ ہوتا۔ اس مسئلہ پر انشاء اللہ ہم خلافت والی جلد میں مفصل بحث کریں گے۔ ۱۲

---

(۳۶)عن انس قال لما ثقل النبی ﷺ جعل یتغشاہ فقالت فاطمة و اکرب اباہ فقال لها لیس علی ابیك کرب بعد الیوم فلما مات قالت یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ من جنت الفردوس ماواہ یا ابتاہ الی جبریل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمۃ یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علیٰ رسول الله التراب ۔(صحیح بخاری پارہ ۸ ص ۱۰۸)

''انس صحابی سے روایت ہے کہ جب حضرت پیغمبرؐ کی حالت نازک ہوئی تو آپ پر بار بار غشی کے دورے پڑنے لگے۔ جناب سیدہؑ نے باپ کی حالت دیکھ کر بے چین ہو کر کہا۔ ہائے ابا جان کی تکلیف۔ تو پیغمبرؐ نے کہا پارۂ جگر آج کے بعد تمہارے باپ کو کوئی تکلیف نہ رہے گی۔ جب پیغمبرؐ کا انتقال ہو گیا تو جناب سیدہؑ نے باپ کا نوحہ پڑھا۔ ہائے ابا جان۔ جنھیں خداوند عالم نے بلایا اور آپ نے لبیک کہی۔ ہائے ابا جان جن کی قیام گاہ جنت الفردوس ہے۔ اے ابا جان جبریلؑ کو ہم آپ کی سنائی سناتے ہیں جب آنحضرتؐ دفن کئے جا چکے تو جناب فاطمہؑ نے کہا اے انس رسولؐ خدا پر مٹی ڈالنا کیسے گوارا ہوا تمہیں''۔

(۳۷)عن کعب بن عجزہ قیل یا رسول الله اما السلام علیك فقد عرفناہ فکیف الصلوٰۃ قال قولوا اللھم صل علےٰ محمد و اٰل محمد کما اصلیت علیٰ اٰلِ ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علیٰ محمد و اٰلِ محمد کما بارکت علیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید۔(صحیح بخاری پارہ ۱۹ ص ۳۰۵)

''پیغمبرؐ سے پوچھا گیا یا رسولؐ اللہ آپ کو سلام کرنا تو ہمیں معلوم ہے مگر درود کیونکر بھیجا جائے تو آپؐ نے فرمایا اس طرح کہا کرو''اللھم صل علی محمد و اٰل محمد کما صلیت علی ال ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد و ال محمد کما بارکت علی ال ابراھیم انك حمید مجید''(خداوندا اپنی رحمت نازل فرما محمدؐ و آلِ محمدؐ پر جس طرح تو نے اپنی رحمت نازل کی جناب ابراہیمؑ کی آل پر بیشک تو حمید و مجید ہے۔ خداوندا برکت نازل کر محمدؐ و آلِ محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل کی آلِ ابراہیمؑ پر یقیناً تو تعریف کیا ہوا اور بزرگیوں والا ہے''۔

(۳۸)قال عمر علی اقضانا و ابی! اقرأنا۔(صحیح بخاری پارہ ۲۰ ص ۲۴۳ و پارہ ۱۸ ص ۱۱۷)

حضرت عمر نے فرمایا ہم لوگوں میں سب سے بڑے عالم حضرت علی علیہ السلام ہیں اور سب سے بڑے قاضی ابی۔

لہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود حضرت عمر کے قول کے مطابق حضرت علی علیہ السلام سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے تھے اسی وجہ سے حضرت عمر بار بار کہا کرتے لولا علی لھلك عمر اگر علی علیہ السلام نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ (ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۲۶۷) بلکہ حضرت عمر کو ان کے عہد حکومت میں قرآن وحدیث کے متعلق جب کوئی مسئلہ پیش آتا آپ سے حل نہ ہوتا تو (آپ) حضرت علی علیہ السلام ہی کی طرف رجوع کرتے اور حضرت علی علیہ السلام بات کی بات میں ان مشکل مسئلوں کو پانی کی طرح حل کر دیتے و کان یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن یعنی جس مشکل مسئلہ کے حل کرنے کے لئے حضرت علی علیہ السلام موجود نہ ہوتے اس سے حضرت عمر ہمیشہ خدا کی پناہ مانگا کرتے (ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۲۶۸) اور تاریخ کامل جلد ۳ ص ۵۹ میں ہے کہ عبد اللہ بن عباس کہتے تھے آدمیوں کے علم کے پانچ حصے ہیں ان میں ۴ حصے تو خاص حضرت علی علیہ السلام کے ہیں پانچویں حصے میں دنیا کے کل آدمی ہیں مگر اس حصہ میں بھی حضرت علی علیہ السلام برابر کے شریک ہیں اور انوار اللغۃ پارہ ۱۸ ص ۱۳۵ میں ہے و قد جاءتہ مسالۃ مشکلۃ فقال معضلۃ ولا اباحسن لھا۔ معاویہ کے سامنے ایک مشکل مسئلہ پیش ہوا کہنے لگے بڑا مشکل مسئلہ ہے اور کوئی ابوالحسن اس کو حل کرنے کے لئے نہیں ہے یعنی حضرت علی علیہ السلام کی مانند کوئی ایسا عالم موجود نہیں ہے جو اس سوال کا جواب دے۔ حالانکہ معاویہ حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی اور بغض رکھتے تھے مگر ان کے علم و فضل کے قائل اور معترف تھے الفضل ما شھدت بہ الاعداء اور اسی صفحہ میں یہ بھی ہے اعوذ باللہ من کل معضلۃ لیس لھا ابو حسن علیہ السلام عمر نے کہا اللہ کی پناہ اس مشکل مسئلہ سے جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن یعنی حضرت علی علیہ السلام موجود نہ ہوں۔ مترجم (یعنی مولوی وحید الزمان خاں صاحب حیدرآبادی) کہتا ہے یہاں سے حضرت علی علیہ السلام کا تبحر علمی سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت عمر نے جو دین کے بڑے عالم تھے، اور دوسرے جلیل القدر صحابہ نے مشکل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کیا۔ اصل یہ ہے کہ جیسے آپ فنون حرب اور سپہ گری اور شجاعت اور بہادری میں طاق تھے ویسے ہی علوم شریعت اور طریقت میں بھی مرجع آفاق تھے رضی اللہ عنہ۔ ۱۲

(۳۹) عن ابی ھریرۃ قال ما شبع اٰل محمد من طعام ثلثۃ ایام حتیٰ قبض۔ (صحیح بخاری پارہ ۲۲ ص ۲۴۳ و ص ۲۶۵ و پارہ ۲۶ ص ۱۱۹)

حضرت رسولؐ خدا کی آل نے تین دن تک برابر پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا (بلکہ ایک دن پیٹ بھر کھانا ملا تو دوسرے دن فاقہ ہوا یا پیٹ سے کم)۔

لہ۔ امام بخاری نے اس حدیث کو متعدد جگہ درج کیا بعض حدیثوں میں یہ ہے کہ ما شبع اٰل محمد منذ قدوم المدینۃ من طعام البر ثلاث لیال تباعا حتی قبض۔ پیغمبرؐ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد آپ کی وفات تک آپ کی آل کو گیہوں کی غذا تین شبانہ روز پیٹ بھر کر نصیب نہیں ہوئیں۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں والذی یظھر ان سبب عدم شبعھم غالبا کان بسبب قلت الشی عندھم علی انھم کانوا قد یجدون ولکن یوثرون علیٰ انفسھم۔ (فتح الباری پارہ ۲۲ ص ۲۴۳) آل محمدؐ کے پیٹ بھر کھانا نہ کھانے کی وجہ غالبا یہ تھی کہ غذا کا سامان بہت کم میسر ہوتا اس کے علاوہ اگر میسر بھی ہوتا تو دوسروں کو اپنے اوپر مقدم رکھتے۔" جناب مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی لکھتے ہیں "اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی آل فقیر دوست تھی آپ بھوکے رہتے فقیر اور محتاج کو کھانا کھلا دیتے یا شکم سیری کو پسند نہیں کرتے اور دوسری وجہ مال کی تنگی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے اپنے پیغمبر کو دنیا سے الگ رکھا ایسے ہی آپ کی آل پر بھی اس کا فضل و کرم ہے وہ اپنے پیارے بندوں کو دنیا کے عیشوں اور لذتوں میں ڈوبنے نہیں دیتا بلکہ طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا کر ان کو جانچتا ہے ان کا امتحان کرتا ہے آل حضرتؐ کی آل میں سب سے محبوب آپؐ کی اپنی اکلوتی بیٹی صاحبزادی جناب فاطمہ زہرا تھیں ان کا یہ حال رہا کہ گھر کے سارے کام کوٹنا، پیسنا، پانی بھرنا، کھانا پکانا، سب اپنے ہاتھوں سے کرتیں ایک غلام خدمتگار تک نہیں رکھا۔ (انوار اللغۃ پارہ ۱۳ ص ۱۱)

(۴۰) سمعت النزال بن سبرۃ یحدث عن علی ابن ابی طالب انہ صلی الظھر ثم قعد فی حوائج

الناس فی رحبة الکوفة حتی حضرت صلوة العصر ثم اتی بما فشرب و غسل وجهه و یدیه و ذکر راسه۱ و رجلیه (صحیح بخاری پارہ ۲۳ ص ۳۶۲)

"نزال بن سبرہ بیان کرتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ میں نماز ظہر پڑھی پھر لوگوں کی حاجت روائی کے لئے کوفہ کے میدان رحبہ میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا آپ کے پاس وضو کے لئے پانی لایا گیا آپؑ نے اس میں سے پیا اور وضو کیا منہ اور ہاتھ دھویا اور اپنے سر اور دونوں پاؤں کو یاد کیا۔"

۱: ۔یاد کرنے کا مطلب علامہ ابن حجر اسی حدیث کی شرح میں اور اسی صفحہ میں یہ لکھتے ہیں فاخذ منه کفا فمسح وجهه و ذراعیه و راسه و رجلیه و کذالك عند الطیالسی فغسل وجهه و یدیه و مسح علیٰ راسه و رجلیه و مثله فی روایة عمر و بن مرزوق عند الاسماعیلی و یوخذ منه انه فی الاصل و مسح علی راسه و رجلیه و ان ادم توقف فی سیاقه فعبر بقوله و ذکر راسه و رجلیه یعنی حضرت علیؑ نے چلو میں پانی لے کر اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھویا اور اپنے سر اور دونوں پاؤں پر مسح کیا۔ اسی طرح طیالسی کی کتاب میں بھی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنے سر اور دونوں پاؤں پر مسح کیا اور اسی کے مثل عمرو بن مرزق کی روایت میں بھی اسماعیل کے نزدیک ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں بھی دراصل یہی تھا کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سر اور دونوں پاؤں پر مسح کیا مگر صحیح بخاری کی اس روایت کے راوی آدمؒ نے اس کے سیاق میں کچھ توقف کیا تو اس کو بدل کر یوں بیان کر دیا (حضرت علی علیہ السلام نے اپنے سر اور پاؤں کو یاد کیا حالانکہ یوں کہنا چاہیے تھا کہ پھر اپنے سر اور پاؤں پر مسح کیا"۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام بھی حضرت رسولؐ خدا کی طرح پاؤں نہیں دھوتے تھے بلکہ اس پر مسح کرتے تھے اور یہی خدا کا حکم بھی ہے جو قرآن مجید پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۷ میں یوں ہے یایها الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم و ایدیکم الی المرافق و امسحوا بروٴسکم و ارجلکم الی الکعبین اے ایماندارو! جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھولیا کرو اور اپنے سر کا اور دونوں پاؤں کا مسح کر لیا کرو۔ مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ وضو میں پاؤں پر مسح کرنا چاہیے۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۳۴ میں لکھتے ہیں "اس میں اختلاف ہے کہ پاؤں کا مسح کرنا چاہیے یا اس کو دھونا چاہیے۔ قفال نے اپنی تفسیر میں ابن عباس، انس بن مالک، عکرمہ، شعبی اور ابوجعفر محمد بن علی باقر سے روایت کی ہے کہ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا ہی واجب ہے"۔ ۱۲

(۴۱) ان ابا هریرة قال قبل رسول الله الحسن بن علی و عنده الاقرع بن حابس التمیمی جالس فقال الاقرع بن حابس ان لی عشرةً من الولد ما قبلت منهم احدا فنظر الیه رسول الله ثم قال من لا یرحم لا یرحم۔ (صحیح بخاری پارہ ۲۴ ص ۲۰۵)

"ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ خدا نے امام حسنؑ کو پیار کیا اور آپؐ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھا ہوا تھا آپؐ کے پیار کرنے پر اقرع نے کہا کہ میرے دس فرزند ہیں لیکن میں نے کسی ایک کو بھی کبھی پیار نہیں کیا۔ پیغمبرؐ نے اس کی طرف دیکھا پھر ارشاد فرمایا جو شخص رحم نہ کرے گا اس پر بھی رحم نہ کیا جائے گا۔"

(۴۲) قالت عائشة قال النبی لفاطمة مرحبا یا بنتی۔ (صحیح بخاری پارہ ۲۵ ص ۲۰۵)

''حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ پیغمبرِ خدا نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا خوش آمدید اے میری دختر۔''

(۴۳)عن علی قال بعثنی رسول اللہ و الزبیر بن العوام و ابا مرثد الغنوی و کلنا فارس فقال انطلوا حتیٰ تا توا روضۃ خاخ فان بہا امرأۃ من المشرکین معہا صحیفۃ من حاطب ابن بلتعہ الی المشرکین قال فادرکنا ھا تسیر علی جمل لھا حیث قال لنا رسول اللہ قال قلنا این الکتاب الذی معك قالت ما معی کتاب فانخنا بہا فابتغینا فی رحلھا فما وجدنا شیئا۔قال صاحبای ماتری کتابا قال قلت لقد علمت ما کذب رسول اللہ والذی یحلف بہ لتخرجن الکتاب اولا جردنك قال فلما رأت الجدمنی اھوت بیدھا الی حجزتھا و ھی محتجزۃ بکساء فاخرجت الکتاب قال فانطلقنا بہ الی رسول اللہ ۔(۱)(صحیح بخاری پارہ ۵ ص ۶۵۳ و پارہ ۱۱ص ۱۱۴ و پارہ ۱۶ ص ۱۴ و پارہ ۱۷ ص ۱۳۱ و پارہ ۲۰ ص ۳۶۰ و پارہ ۲۸ ص ۷۴۴ وغیرہ)

''حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے فرماتے ہیں (جب آنحضرتؐ نے ۸ھ میں فتح مکہ کا ارادہ کیا اور اپنے لشکر سے کہا کہ ادھر چلنے کا سامان کرو) رسولِ خدا نے مجھ کو اور زبیر بن العوام اور ابوالمرثد غنوی کو ایک طرف بھیجا ہم سب سوار تھے اور ہم لوگوں سے فرمایا کہ

۱: اس حدیث کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے مگر ذرا سے فرق کے ساتھ بعض روایتوں میں حجزۃ (کمر) کا لفظ ہے اور زیادہ روایتوں میں عقاص کا لفظ ہے چنانچہ صحیح بخاری مطبوعہ دہلی کے پارہ ۱۶ میں جو روایت ہے اس پر یہ حاشیہ دیا ہوا ہے قولہ حجزتھا بضم الحاء و سکون الجیم وبالزای ای معقد الازار و فی روایۃ من عقاصھا و ھو یکسر العین جمع عقیصہ و ھی الشعر المنضفور و الجمع بین الروایتین ان عقیصتھا طویلۃ بحیث تصل الی حجزتھا فربطتھا فی عقیصتھا و غرزتہ بحجزتھا یعنی اس روایت میں لفظ حجزہ ہے اور بعض روایتوں میں لفظ عقاص ہے جس کے معنی سر کے بالوں کی چوٹی ہے۔اب دونوں روایتوں میں جمع کی صورت یہ ہے کہ اس عورت کی چوٹی اتنی لمبی تھی کہ اس کی کمر تک پہنچ جاتی تھی تو اس نے اپنی چوٹی کو کمر میں باندھ لیا تھا اور اس خط کو اسی چوٹی کے اندر اس میں چھپا لیا تھا۔دوسرا فرق یہ ہے کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت کو اجردنك (برہنہ کردینے) کی دھمکی دی اور بعض روایتوں میں ہے قتل کردینے کی دھمکی دی چنانچہ پارہ ۲۸ کی روایت کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری پارہ ۲۸ ص ۷۴۴ میں لکھتے ہیں وفی روایۃ ابن فضیل اولا قتلنك کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس کو ڈرانے کو کہا میں ابھی تجھ کو قتل کرتا ہوں۔ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت امیرالمومنین کو حضرت رسولِ خدا کی سچائی کا ایسا یقین تھا کہ باوجودیکہ باقی صحابہ نے کہہ دیا کہ اس عورت کے پاس خط نہیں اور وہ عورت بھی انکار کررہی ہے تلاشی بھی پوری لے لی گئی مگر حضرت علیہ السلام کسی کو نہیں مانتے اور یہی فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا کی خبر کا غلط ہونا محال ہے اگر اس کے پاس خط نہ ہوتا تو حضرتؐ بھی ایسا نہیں فرماتے اور آخر تلوار کھینچ کر قتل کی دھمکی دے کر خط حاصل کر ہی لیا۔

جو لوگ دوسرے صحابہ کو حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں اب انھیں غور کرنا چاہیے کہ باقی دونوں صحابی تلاشی لینے کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ خط اس کے پاس نہیں یعنی حضرت رسولِ خدا نے غلط خبر دی ہے لیکن حضرت علیؑ خط نہ پانے پر بھی یہی فرماتے جاتے ہیں کہ یقیناً اس کے پاس خط ہے ہمارے پیغمبر کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ ۱۲

تم لوگ چلے جاؤ جب روضہ خاخ تک پہنچو گے تو وہاں تم کو مشرکین کی ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے جس کو یہاں (مدینہ) سے (میرے صحابی) حاطب بن بلتعہ نے (مکہ کے کافروں اور) مشرکین کی طرف لکھا ہے (اور اس خط میں میرا راز فاش کر کے ان لوگوں کو مطلع کر دیا ہے کہ میں جلد فتح مکہ کے لئے وہاں آنے والا ہوں تم لوگ جا کر اس عورت سے اس خط کو لے لو) تو ہم لوگ اس طرف روانہ ہوئے جس مقام کو حضرت رسولؐ خدا نے معین کر کے فرمایا تھا کہ فلاں جگہ وہ عورت ملے گی وہیں پہنچ کر دیکھا کہ وہ ایک اونٹ پر سوار چلی جا رہی ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے اس عورت سے مل کر دریافت کیا کہ تیرے ساتھ جو خط ہے وہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس تو کوئی بھی خط نہیں ہے۔ تب ہم لوگوں نے اس کے اونٹ کو وہیں بٹھا کر اس کے اسباب میں تلاش کرنا شروع کیا مگر سب کچھ ڈھونڈنے پر بھی ہم لوگوں کو خط وغیرہ کے قسم کی کوئی چیز نہیں ملی۔ تب میرے دونوں ساتھیوں (زبیر اور ابو مرثد غنوی) نے کہا کہ ہم لوگوں کے خیال میں تو اس عورت کے پاس کوئی بھی خط نہیں ہے مگر میں (یعنی حضرت علیؑ) نے کہا مجھے یقیناً معلوم ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کبھی غلط خبر نہیں دے سکتے ہیں اس کے پاس ضرور خط ہوگا (پھر حضرت علیؑ نے اس عورت سے کہا کہ) خدا کی قسم تو ابھی وہ خط نکال دے ورنہ میں تجھ کو برہنہ کر دوں گا۔ جب اس عورت نے میرا یہ غضب دیکھا تو اپنا ہاتھ اپنی کمر کی طرف بڑھایا اور وہ خط نکال کر دے دیا ہم لوگ وہ خط لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے"۔

(۴۴) عن عائشة ام المومنين قالت انا كنا ازواج النبی عنده جميعاً لا تغادر منا واحدة فاقبلت فاطمة تمشی لا والله ما تخفی مشيتها من مشية رسول الله فلما ناها رحب قال مرحبا يا بنتی ثم اجلسها عن يمينه او شماله ثم سارها فبكت بكاء شديدا فلما رای حزنها سارها الثانيه اذاهی تضحك فقلت لها انا من نسائه خصك رسول الله بالسر من بيننا ثم انت تبكين فلما قام رسول الله سالتها عما سارها قالت ما كنت لافشی علی رسول الله سره قلت لها عزمت عليك يسالی عليك من الحق لما اخبرتنی قالت اما الان فنعم فاخبرتنی قالت اما حين سارتی فی الامر الاول فانه اخبرنی ان جبريل كان يعارضه القراٰن كل سنه مرةً وانه قد عارضنی به العام مرتين فلا ازی الاجل الاقد اقترب فاتقی الله واصبری فانی نعم السلف انالك فبكت بكائی الذی رأيت فلما رای جزعی سارنی الثانية فقال يا فاطمة الا ترضين ان تكونی سيدة نساء المومنين او سيدة نساء هٰذه الامة۔

(صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص ۱۲ و پارہ ۲۰ ص ۴۳۸ پارہ ۱۴ ص ۳۹۰ و ص ۴۰۲ ص ۳۴۸ پارہ ۱۸ ص ۱۰۱ وغیرہ)

"جناب عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ہم سب ازواج پیغمبرؐ پیغمبرؐ کی خدمت میں موجود تھے ہم میں سے کوئی رسولؐ سے جدا نہیں ہوتا تھا کہ جناب فاطمہ تشریف لاتی ہوئی نظر آئیں خدا کی قسم ان کی رفتار سے پیغمبرؐ کی رفتار چھپتی نہیں تھی (یعنی سیدہؑ کی رفتار

بالکل پیغمبرؐ کی رفتار جیسی تھی) جب پیغمبرؐ نے سیدہؑ کو آتے دیکھا تو انھیں خوش آمدید کہی پھر انھیں اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا اس کے بعد پیغمبرؐ نے چپکے چپکے ان سے باتیں کیں اس پر جناب سیدہؑ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں جب پیغمبرؐ نے سیدہؑ کا حزن و اندوہ دیکھا تو پھر دوبارہ چپکے چپکے کچھ بات کہی اس پر سیدہؑ ہنسنے لگیں۔ میں نے سیدہؑ سے کہا میں پیغمبرؐ کی بیوی ہوں مگر پیغمبرؐ نے مجھ سے تو کوئی سرگوشی نہیں فرمائی اس شرف کے ساتھ ۔۔۔ صرف تمہیں کو مخصوص کیا اور اس پر تم روتی ہو۔ جب پیغمبرؐ خدا اٹھ گئے تو میں نے فاطمہؑ سے پوچھا کہ پیغمبرؐ نے کیا سرگوشی کی تھی؟ فاطمہؑ نے جواب دیا کہ میں پیغمبرؐ کا راز فاش کرنے والی نہیں۔ میں نے کہا میں تمہیں اپنے حق کا واسطہ دیتی ہوں جو تم پر ہے، تم کو بتانا ہی پڑے گا۔ سیدہؑ نے کہا اب جب بابا جان کا انتقال ہو چکا ہے تو اب بتائے دیتی ہوں۔ پھر سیدہؑ نے بتایا کہ جب پیغمبرؐ نے پہلی مرتبہ چپکے چپکے باتیں کی تھیں تو اس مرتبہ پیغمبرؐ نے مجھے خبر دی کہ جبریل پیغمبرؐ کی خدمت میں ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دورہ کیا کرتے تھے اس سال انھوں نے دو مرتبہ دورہ کیا ہے میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے لہٰذا اے فاطمہ تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا کہ میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں اس پر میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی جیسا کہ تم نے دیکھا تھا جب پیغمبرؐ نے میری بے چینی ملاحظہ فرمائی تو دوبارہ سرگوشی کی اور فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔ یا یہ کہ تم اس امت کی جملہ عورتوں کی سردار ہو۔"

(۴۵) عن ابی هریرة قال قال رسول الله اللهم ارزق آل محمد قوتا۔ (صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص ۱۲۶)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے ارشاد فرمایا یا اللہ محمدؐ کی آل کو قوت کے موافق روزی دے (یعنی بقدر کفاف جس سے زندگی محفوظ رہے)۔

(۴۶) ثم انه بلغنی ان قائلا منکم یقول والله لو مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن امرؤ ان یقول انما کانت بیعة ابی بکر فلتةً[1] و تمت الا وانها قد کانت کذالك ولکن الله وقی شرها۔

(صحیح بخاری پارہ ۲۸ ص ۳۶۸)

حضرت عمر نے کہا "پھر مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ تم میں سے کسی کہنے والے نے کہا ہے کہ اگر عمر مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ تو کسی شخص کو یہ بات دھوکے میں نہ رکھے کہ وہ کہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت تو ناگہانی یا اچک کر یا چھین جھپٹ کر ہو گئی ہوئی تو وہ اسی طرح مگر خدا نے اس کی خرابیوں سے بچالیا۔

[1]۔ اس جملہ کے متعلق جناب مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی لکھتے ہیں "ان بیعة ابی بکر کانت فلتة وقی الله شرها حضرت عمر نے کہا ابوبکر کی بیعت تو ناگہانی یکا یک (بغیر غور و فکر کیے) ہوگئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی بیعت سے جو شر اور فساد پیدا ہوتا ہے اس سے اپنے بندوں کو محفوظ رکھا (ہوا یہ کہ صحابہ میں اختلاف ہو رہا تھا کس سے بیعت کی جائے اور حضرت علی علیہ السلام اور بنی ہاشم اور کئی صحابہ اس جلسہ میں موجود بھی نہ تھے ان کی رائے بھی

نہیں لی گئی تھی اتنے میں حضرت عمر نے لپک کر حضرت صدیق سے بیعت کر لی ان کی دیکھا دیکھی رو پڑ گئی پھر کیا تھا جو آیا اس نے ان سے بیعت کر لی) بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ابوبکر صدیق کی بیعت گویا لوگوں سے چھین اور اچک کر ہوئی تھی کیونکہ دوسرے کئی شخص اس کے طلبگار تھے۔ (انوار اللغۃ پارہ ۲۰ ص ۱۰۰) اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کے یہ معنی لکھے ہیں۔ قال الداؤدی معنی قوله كانت فلتة انها وقعت من غير مشورة مع جميع من كان ينبغى ان يشاور علامہ داؤدی کہتے تھے کہ فلتۃ کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کے مشورہ سے اس خلافت کا ہونا مناسب تھا بغیر ان کی رائے کے واقع ہوگئی۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۸ ص ۳۶۵) علامہ داؤدی یہ بھی کہتے تھے کہ انه لم يكن مع ابوبكر حنيئذ من المهاجرين الا عمر و ابو عبيده اس وقت جماعت مہاجرین سے حضرت ابوبکر کی بیعت سوائے حضرت عمر اور ابوعبیدہ کے کسی نے نہیں کی (فتح الباری پارہ ۲۸ ص ۳۶۸) اور علامہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے ذکر صاحب الصحاح ان الفلتة الامر الذى يعمل فجاءةً من غير تردد ولا تدبر وهكذا كانت بيعة ابى بكر لان الامر لم يكن فيها شورىٰ بين المسلمين و انما وقعت بغتةً لم تمخض فيها الأراء و لم يتناظر فيها الرجال وكانت كالشى المستلب المنتهب۔ علامہ جوہری نے لغت کی مشہور کتاب صحاح میں لکھا ہے کہ فلتۃ سے مراد وہ امر ہے جو اچانک بغیر غور و فکر کے ہو جائے۔ چنانچہ ابوبکر کی بیعت اسی طرح واقع ہوئی کیونکہ اس کے متعلق مسلمانوں سے بالکل مشورہ نہیں لیا گیا بلکہ اچانک ہوگئی جس میں نہ رائیں دی گئیں اور نہ مردوں نے اس میں غور و خوض کیا بلکہ اس طرح ہوئی کہ جیسے کوئی چھینی اچکی اور غصب کی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ (شرح نہج البلاغہ مصر جلد ا ص ۱۲۷) اب سمجھ میں نہیں آتا جناب ابوبکر کی خلافت پر اجماع کا دعویٰ کس اصول سے کیا جاتا ہے صرف حضرت عمر کے بیعت کر لینے سے یہ بیعت اجماعی ہوگئی؟ یا کیا صرف جناب عبیدہ کے تائید کر دینے سے اس پر اجماع کی تعریف صادق آگئی؟ اور سب سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ لوگ اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں وہ حضرت عمر کی تکذیب کرتے ہیں یا تصدیق کیونکہ ممدوح فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی بیعت فلتۃ بغیر رائے اور مشورے کے ہوگئی اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں اجماع سے ہوئی۔ مدعی سست گواہ چست کی اس سے بڑھ کر مثال اور کیا ہوگی۔ غالباً اسی مصیبت سے بچنے کے لئے دوسرے لوگوں نے کہہ دیا کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت کو فلتۃ نہیں کہا بلکہ فتنۃ کہا ہے چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فرماتے تھے فلا يغرن امرأن يقول ان بيعة ابو بكر كانت فتنة فقد كانت كذالك کسی شخص کو یہ امر دھوکہ نہ دے کہ کہے حضرت ابوبکر کی بیعت ایک فتنہ تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ تھی ایسی ہی (فتنہ) مگر خدا نے اس کے شر سے بچا لیا۔ (تاریخ کامل جلد ۲ ص ۱۲۴)

(۴۷) عبد الله بن زياد الاسدى قال لما سار طلحة و الزبير وعائشة الى البصرة بعث على عمار بن ياسر و حسن بن على فقدما علينا الكوفة فصعدا المنبر و كان الحسن بن على فوق المنبر فى اعلاه و قام عمار اسفل من الحسن فاجتمعنا اليه فسمعت عمارا يقول ان عائشه قد سارة الى البصرة والله انها الزوجة نبيكم فى الدنيا والأخرة ولكن الله ابتلا كم ليعلم اياه تطيعون ام هى۔

(صحیح بخاری پارہ ۲۹ ص ۵۴۸)

عبد اللہ بن زیاد اسدی بیان کرتے ہیں کہ جب طلحہ زبیر اور جناب عائشہ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے جناب عمار بن یاسر اور امام حسنؑ کو روانہ کیا وہ دونوں بزرگ کوفہ تشریف لائے۔ کوفہ آ کر دونوں منبر پر تشریف لے گئے امام حسنؑ منبر کے بالائی زینہ پر تھے اور جناب عمار منبر کے نچلے زینہ پر امام حسن علیہ السلام سے نیچے۔ ہم لوگ اکٹھا ہو کر پہنچے میں نے

جناب عمار کو کہتے سنا وہ فرمارہے تھے کہ عائشہ نے بصرہ کا رخ کیا ہے خدا کی قسم یہ ضرور ہے کہ وہ رسولؐ کی بیوی ہیں لیکن خدا نے تم لوگوں کی آزمائش کی ہے کہ تم خداوند عالم کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہو یا عائشہ کی۔

(۴۸) جابر بن سمرہ قال سمعت النبیؐ یقول یکون اثنا عشر[1] امیرا فقال کلمۃ لم اسمعہا فقال ابی انہ قال لکہم من قریش۔ (صحیح بخاری پارہ ۲۹ ص ۶۲۸)

جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ خدا کو ارشاد فرماتے سنا کہ میرے بعد بارہ حاکم ہوں گے اس کے بعد آپ نے کوئی فقرہ کہا جس کو میں نے سن نہ سکا (میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا تو) میرے باپ نے کہا کہ پیغمبرؐ نے یہ فرمایا کہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

---

[1] اس قسم کی بہت سی حدیثیں پیغمبرؐ خدا سے مروی ہیں اور صحاح ستہ اور دیگر معتبر ومستند کتب احادیث میں موجود ہیں لایزال ھذا الدین منیعا الی اثنا عشر خلیفہ جب تک اس دین اسلام میں بارہ خلیفہ ہوتے رہیں گے۔ یہ دین غالب اور مستحکم ہی رہے گا لایزال الاسلام عزیزا الی اثنا عشرہ خلیفۃ۔ جب تک بارہ خلیفہ رہیں گے اس وقت تک اسلام ہی غالب رہے گا۔ یملک ھذہ الامۃ اثنا عشر خلیفۃ بعدۃ نقباء بنی اسرائیل۔ اس امت کے سردار بارہ خلیفہ ہوتے رہیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے نقیب بھی بارہ ہوئے یکون لھذہ الامۃ اثنا عشر خلیفۃ فیما لایضرھم من خذلھم کلھم من قریش اس امت کے بارہ سردار اور رہبر ہوتے رہیں گے جو شخص ان کا ساتھ چھوڑے گا وہ (اپنا ہی نقصان کرے گا) ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا ہے وہ بارہ خلیفہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ یکون بعدی من الخلفاء عدۃ نقباء موسیٰ میرے بعد خلفاء اسی عدد کے مطابق ۱۲ ہوں گے جو حضرت موسیٰ کے نقیبوں کا عدد تھا۔ لن یزال ھذا الدین قائماً الی اثنا عشر خلیفۃ من قریش فاذا ھلکوا ما جت الارض باھلھا۔ ہمیشہ دین اسلام۔ قائم ہی رہے گا جب تک اس میں بارہ خلیفہ ہوتے رہیں گے جو سب قریش ہی سے ہوں گے۔ پھر جب ہلاک ہو جائیں گے تو زمین میں زلزلہ پیدا ہو جائے گا یعنی قیامت آجائے گی"۔ یہ سب حدیثیں کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد جلد ۶ ص ۱۹۸ میں موجود ہیں) عن جابر بن سمرہ سمعت قال رسول اللہ یقول لایزال الاسلام عزیزا الی اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش و فی روایۃ لایزال الدین قائما حتیٰ یقوم الساعۃ اویکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش متفق علیہ۔ جابر بن سمرہ بیان کرتے تھے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ جب تک اس دین اسلام میں بارہ خلیفہ رہیں گے اس وقت تک یہ عزیز اور غالب ہی رہے گا وہ بارہ خلیفہ سب کے سب قریش ہی سے ہوں گے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا یہ امر (دین اسلام) چلتا رہے گا جب تک ان کے پیشوا اور سردار بارہ شخص رہیں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا جب تک قیامت نہ آجائے یا جب تک اس میں بارہ خلیفہ نہ گذر جائیں جو سب کے سب قریش ہی سے ہوں گے۔ اس حدیث پر اتفاق ہے (مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش مطبوعہ لاہور جلد ۸ ص ۹۳) اور امام ابو داؤد نے لکھا ہے کہ رسول اللہ یقول لایزال ھذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ حضرت رسول خداؐ فرماتے تھے کہ جب تک تم لوگوں کے اوپر بارہ خلیفہ (امامت کرتے) رہیں گے اس وقت تک یہ دین قائم رہے گا۔ (سنن ابو

داؤد طبع کانپور ص ۵۸۸)اور امام ترمذی نے لکھا ہے قال رسول الله یکون من بعدی اثنا عشر امیرا کلھم من قریش حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ سردار اور پیشوا ہوں گے وہ سب قریش ہی سے ہوں گے۔ جامع ترمذی مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۶۹)اور امام مسلم نے لکھا ہے عن جابر بن سمرہ قال دخلت مع ابی علی النبی فسمعته یقول ان ھٰذا لا امر لا ینقضی حتیٰ یمضی فیھم اثنا عشر خلیفة کلھم من قریش جابر بن سمرہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تو سنا کہ حضرتؐ فرماتے ہیں اس دین اسلام میں جب تک بارہ خلیفہ رہیں گے یہ مٹ نہیں سکتا ہے وہ سب قریش ہی سے ہوں گے۔اس مضمون کی سات حدیثیں صحیح مسلم میں موجود ہیں۔(صحیح مسلم جلد ۲ طبع دہلی ص ۱۱۹)

غرضکہ حدیث کی کوئی کتاب ایسی نہ ہوگی جس میں اس مضمون کی حدیثیں متعدد طریقوں سے موجود نہ ہوں۔ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ حضرت رسولؐ خدا نے اپنے بعد اپنی امت کی ہدایت وارشاد کے متعلق جس قدر ضروری کارروائیاں تھیں سب خود ہی انجام کر دیں کوئی چیز جس کے واضح نہ ہونے سے مسلمانوں کی گمراہی کا اندیشہ ہوتا مبہم چھوڑی ہی نہیں یہاں تک کہ اس کو بھی بتا دیا کہ حضرتؐ کے بعد آپ کے خلفاء کس قدر ہوں گے اور مسلمانوں کی پیشوائی کرنے والے جو برحق امام ہوں گے ان کی تعداد کتنی ہوگی۔ یہ بات خود حضرت رسولؐ خدا کے نبی برحق ہونے کی زبردست دلیل بھی ہے کہ حضرتؐ کے بعد آپؐ کے جانشین جس قدر ہونے والے تھے ان سب کی ٹھیک تعداد حضورؐ نے بیان کر دی لہٰذا ہر مسلمان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت کے خلفاء کی تعداد پوری بارہ ہوگی اس سے نہ ایک کم ہوگا نہ ایک زیادہ نہ چار ہوں گے نہ آٹھ، نہ دس نہ بیس نہ پچاس بلکہ قیامت تک حضرتؐ کے خلفاء ہر صورت بارہ ہی ہو سکتے ہیں اور جو لوگ حضرت رسولؐ خدا کے بعد بارہ ہی خلفاء کو مانتے ہیں وہی خدا کے قول کے سچے پیرو اور حضرت رسولؐ خدا کی اصلی امت ہیں اور جو حضرات آنحضرتؐ کے بعد بارہ سے کم یا زیادہ مانتے ہیں وہ خدا اور رسول کو جھوٹا جانتے ہیں وہ تو فرماتے ہیں کہ حضرتؐ کے خلفاء بارہ ہوں گے اور یہ لوگ کہتے ہیں نہیں حضرتؐ کے خلفاء اس قدر ہیں۔ رہا یہ امر کہ حضرتؐ کے بارہ خلیفہ ہیں کون؟

حضرتؐ نے کسی حدیث میں نہیں فرمایا کہ ان میں سے کچھ راشدین ہوں گے اور کچھ غیر راشدین کچھ بنی امیہ سے ہوں گے کچھ بنی عباس سے اور کچھ غیر قریش سے۔اب اسلام میں جو لوگ ان حضرات کو جن کی تعداد کسی طرح بارہ نہیں ہوتی خلفاء رسولؐ مانتے ہیں۔انصاف یہ ہے کہ وہ خلفاء حق کے ماننے والے نہیں ہو سکتے غالباً خداوند عالم نے اسی سبب سے یہ غیبی انتظام بھی کیا کہ مسلمانوں میں جو لوگ دوسرے خلفاء کو مانتے ہیں ان کو کسی سلسلہ میں بارہ نہیں ہونے دیا تاکہ حق و باطل دونوں ایک تعداد میں ہو کر مشتبہ نہ ہو جائیں۔

خلافت کا پہلا سلسلہ: مسلمانوں میں جو لوگ بارہ خلفاء کے پیرو نہیں ہیں ان کے خلفاء کا پہلا سلسلہ خلفاء راشدین کہا جاتا ہے جس میں کچھ لوگ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی علیہ السلام کو اور کچھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور معاویہ کو خلیفہ مانتے ہیں خدا نے اس سلسلے کو چار سے بڑھنے نہیں دیا۔

دوسرا سلسلہ: خلفاء بنو امیہ کا کہا جاتا ہے اس کو خدا نے بارہ سے زیادہ کر دیا۔اور اگر خلفاء راشدین اور خلفاء بنی امیہ کو جوڑ لیا جائے تو ان کی تعداد ملا کر بھی بارہ نہیں ہو سکتی بلکہ اٹھارہ ہو جاتی ہے اور شام کے خلفاء بنی امیہ کے ساتھ اندلس کے خلفاء بنی امیہ جوڑ لئے جائیں جن کی تعداد بھی بارہ سے زیادہ سولہ تھی تو خلفاء بنی امیہ کی تعداد اٹھائیس ہو جاتی ہے۔

تیسرا سلسلہ: خلفاء بنی عباس کا سمجھا جاتا ہے اس کی تعداد بھی بارہ نہیں بلکہ وہ ۳۷ ہوئے۔اگر تینوں سلسلوں کو ملا دیا جائے تو

خلفاء راشدین و بنی امیہ و بنی عباس ۵۵ ہو جاتے ہیں۔

چوتھا سلسلہ: مصر کے خلفاء بنی عباس کا ہوا جب ہلاکو خاں نے بغداد کے خلفاء بنی عباس کا خاتمہ کر دیا تو مصر کے بادشاہوں نے خاندان بنی عباس کے ایک شاہزادے کو خلیفہ بنالیا مگر ان کی تعداد بھی بارہ کے بجائے اٹھارہ ہوئی۔

غرضکہ یہ خدائی قدرت اور ہدایت وارشاد کا عجیب کرشمہ ہے کہ حقیقی خلفاء رسولؐ کے مقابلہ میں جس قدر خلفاء بنائے گئے ان کا کوئی سلسلہ بارہ کی تعیین کے مطابق نہیں ہوا کوئی کم ہے تو کوئی زیادہ۔ ان تمام حقائق کے پیش نظر معمولی سے معمولی سمجھ والا انسان بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایک طرف خلفاء کے پانچ سلسلے ہوئے اور ہر سلسلہ بارہ سے کم یا زیادہ سے زیادہ اور دوسری طرف خلفاء رسولؐ کا صرف ایک سلسلہ ہوا جس میں بارہ خلیفہ ہوئے نہ ایک کم نہ ایک زیادہ۔ لہذا حق تو بس اسی طرف ہو سکتا ہے جدھر کی تعداد رسولؐ کی بتائی ہوئی تعداد کے مطابق ہو۔ خلافت والی جلد میں انشاء اللہ یہ مباحث پوری شرح وبسط کے ساتھ ذکر کئے جائیں گے ۱۲۔

دوسری فصل

صحیح مسلم کی حدیثیں

(۱) عن شریح بن ھانی قال اتیت عائشة اسالھا عن المسح علی الخفین فقالت علیك بابن ابی طالب فاساله فانه کان یسافر مع رسول الله (صحیح مسلم جلد اول ص ۱۴۵)

"شریح بن ہانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جناب عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا مسح علی الخفین کے متعلق دریافت کرنے کے لئے تو انھوں نے فرمایا کہ تم علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف رجوع کرو کہ وہ (حضر میں بھی رسولؐ کے ساتھ رہتے تھے) اور سفر میں بھی"۔

(۲) عن شریح بن ھانی قال سالت عائشة عن المسح علی الخفین فقالت أیت علیا فانه اعلم بذالك منی۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۱۳۵)

"شریح ابن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے جناب عائشہ سے پوچھا کہ مسح علی الخفین جائز ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ عالم ہیں"۔

(۳) عن مطرف قال صلیت انا و عمران بن حصین خلف علی ابن ابی طالب فان اذا سجد کبر و اذا رفع راسه کبر و اذا نھض من الرکعتین کبر فلما انصرفنا من الصلوٰة قال اخذ عمران بیدی ثم قال لقد صلّی بنا ھٰذا صلوٰة محمد او قال قد ذکر ھذا صلوٰة محمد۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۱۶۹)

"مطرف سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی آپ جب سجدے میں جاتے تو تکبیر کہتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دونوں رکعتوں سے فارغ ہو کر اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہو کر پلٹے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا اس شخص نے (یعنی حضرت علیؑ) نے ہمیں رسولؐ اللہ کی نماز پڑھا دی یا یہ کہا کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی نماز یاد دلا دی"۔

(۴)عن عائشة اخبرته انها قالت اول ما اشتکی رسول اللہ فی بیت میمونة فاستاذن ازواجه ان یمرض فی بیتها فاذن له قالت فخرج و یدلهٔ علی الفضل بن عباس و یدله علی رجل اخر و هو یخط برجلیه فی الارض فقال عبید اللہ فحدثت ابن عباس فقال اتدری من الرجل الذی لم تسم عائشة هو علی۔(صحیح مسلم جلد اول ص ۱۷۸)

"جناب عائشہ بیان کرتی تھیں کہ پیغمبرؐ کی بیماری کی ابتداء اس وقت سے ہوئی جب آپ میمونہ کے گھر تشریف رکھتے تھے۔آپؐ نے دیگر ازواج سے اجازت طلب کی کہ بیماری کے دن عائشہ کے گھر گزاریں اور وہیں آپ کی تیمارداری کی جائے۔ازواج نے اجازت دے دی تو آپ میمونہ کے گھر سے تشریف لے چلے اس طرح کہ ایک ہاتھ آپ فضل بن عباس پر رکھے ہوئے تھے اور دوسرا ایک اور شخص پر اور آپ کے دونوں پیر زمین پر گھسٹتے جاتے تھے عبید اللہ اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب عائشہ کے اس قول کو عبد اللہ بن عباس سے جا کر بیان کیا ابن عباس نے مجھ سے پوچھا جانتے ہو وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام عائشہ نے نہیں لیا وہ علی علیہ السلام تھے"۔

(۵)و کان ال محمد اذا علموا عملاً اثبتوه۔(صحیح مسلم جلد اول ص ۲۲۶)

"پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ جب کوئی عمل کرتے تو بہترین طریقہ پر کرتے"۔

(۶)انا ابا سعید الخدری قال بیننا نحن عند رسول اللہ و هو یقسم قسما اتاه ذو الخویصرة و هو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل قال رسول اللہ و یلك و من یعدل اذا لم اعدل قد خبت و خسرت ان لم اعدل فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ ائذن لی فیه اضرب عنقه قال رسول اللہ دعه فان له اصحابا یحقر احد کم صلواته مع صلواتهم و صیامه مع صیامهم یقرون القرآن لا یجوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة۔اٰیتهم رجل اسودی احدی عضدیه مثل ثدی المرأة و مثل البضعه تدردر یخرجون علی حسین فرقه من الناس قال ابو سعید فاشهد انی سمعت من رسول اللہ و اشهد ان علی ابن ابی طالب قاتلهم و انا معه فامر بذالك الرجل فالتمس فاتی به حتی نظرت الیه علی نعت رسول اللہ الذی نعت۔(صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۱)

"جناب ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسولؐ اللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں ذوالخویصرہ جو بنی تمیم کا ایک شخص تھا پیغمبرؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا یا رسولؐ اللہ ذرا انصاف سے کام لیجئے آنحضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں ہی ناانصافی کروں تو پھر انصاف کون کرے گا۔اگر میں نے انصاف سے کام نہ لیا

تو میں بڑے نقصان اور گھاٹے میں رہا۔ حضرت عمر نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا جانے دو۔ اس کے ایسے ساتھی ہیں جن کی نماز کو تم لوگ دیکھ کر اپنی نماز کو حقیر سمجھنے لگو گے اور ان کے روزے کے آگے تمہارے اپنے روزے گٹھیا نظر آئیں گے۔ یہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کی ہنسلیوں کے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور میں پار نکل جاتا ہے (اس میں خون گوشت وغیرہ کچھ لگا نہیں رہتا) ان کی علامت ایک سیاہ رنگ آدمی ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے ہوگا اور مثل پارہ گوشت کے جو ہر وقت پھڑکتا رہے یہ لوگ (خوارج) اس وقت خروج کریں گے جب لوگوں میں پھوٹ پڑی ہوگی۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس حدیث کو پیغمبرؐ سے سنا اور اس کا بھی گواہ ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ان لوگوں سے (یعنی خوارج) سے جنگ کی اور میں ان کا ہمرکاب تھا آپ نے اس شخص کی تلاش کا حکم دیا جب وہ لایا گیا تو میں نے اسے بالکل ویسا ہی پایا جیسا پیغمبرؐ نے اس کی پہچان بتائی تھی۔"

(۷) عن عبید اللہ بن ابی رافع مولی رسول اللہ ان الحرورتہ لما خرجت وھو مع علی ابن ابی طالب قالوا لاحکم الا اللہ قال علی کلمۃ حق ارید بھا باطل ان رسول اللہ وصف اناسا انی لاعرف صفتھم فی ھٰؤلاء یقولون الحق بالسنتھم لا یجوز ھٰذا منھم و اشا الیٰ حلقہ من ابغض خلق اللہ الیہ منھم اسود احدی یدیہ طبی شاۃ او حلمۃ ثدی فلما قتلھم علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام قال انظروا فنظروا فلم یجدوا شیئاً فقال ارجعوا فواللہ ما کذبت ولا کذبت مرتین او ثلاثا ثم وجدوہ فی خربۃ فاتوا بہ حتیٰ وضعوا بین یدیہ۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۳)

"عبید اللہ بن ابی رافع آزاد کردہ غلام رسولؐ خدا کے بیان کرتے ہیں کہ خوارج نے (جنگ نہروان میں) جب حضرت علی علیہ السلام کے خلاف خروج کیا تو میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھا ان خوارج نے نعرہ لگایا لاحکم الا اللہ فیصلہ کرنے کا اختیار خدا ہی کو ہے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا بات ٹھیک ہے مگر مطلب غلط لیا گیا ہے۔ پیغمبرؐ خدا نے کچھ لوگوں کے اوصاف مجھ سے بیان کئے تھے۔ میں وہ تمام اوصاف ان لوگوں میں پا رہا ہوں۔ وہ حق بات اپنی زبان سے نکالیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گی (دل پر کوئی اثر نہ ہوگا) یہ لوگ خداوند عالم کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت ولائق بغض ہوں گے۔ انھیں میں سے ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ بکری کے تھن یا عورت کے پستان کی گھنڈی جیسا ہوگا۔ جب حضرت علی علیہ السلام ان تمام خوارج کو تہ تیغ کر چکے تو آپؑ نے فرمایا کہ اس شخص کو تلاش کرو لوگوں نے ڈھونڈا مگر وہ کہیں نہ ملا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جا کر دوبارہ تلاش کرو خدا کی قسم میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ یہ فقرہ آپؑ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا آخر لوگوں

نے اس شخص (کی لاش) کو ایک کھنڈر میں پایا اسے امیر المومنینؑ کی خدمت میں لائے اور آپ کے سامنے رکھا۔"

(۸) ان الصدقه لاینبغی لآل محمد انما هی اوساخ الناس۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۴۴)

"صدقہ آل محمدؐ کے لئے جائز نہیں وہ تو لوگوں کا میل ہے"۔

(۹) اجتمع علی و عثمان بعسفان فکان عثمان ینهی عن المتعة او العمرة فقال علی ما ترید الی امر قد فعله رسول الله تنهی (۱) عنه فقال له عثمان دعنا منك فقال انی لا استطیع ان ادعك۔
(صحیح مسلم جلد اول ص ۴۰۲)

۱: مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی لکھتے ہیں "حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عثمان کو نصیحت کی۔ انھوں نے کہا مجھ کو معاف کرو یعنی مجھ کو نصیحت کرنا چھوڑ دو معاف رکھو۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا کیونکہ حکام کو نصیحت کرنا اور دین کے علم کو شائع کرنا فرض اور لازمۂ اسلام ہے اور جو مصیبتیں اور تکلیفیں اس میں پیش آئیں ان پر صبر کرنا پیغمبروں کی وراثت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام میں کمالات نبوت جمع تھے صرف آپ نبی نہ تھے کیونکہ نبوت آں حضرتؐ کی ذاتِ مبارک پر ختم ہوگئی اس لئے آپ سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ شریعت کے خلاف کوئی بات دیکھیں اور اس پر سکوت کریں۔ (انوار اللغۃ پارہ ۱۶ ص ۵۰)

"حضرت علی علیہ السلام اور عثمان مقام عسفان میں اکٹھا ہوئے حضرت عثمان متعہ یا عمرہ سے لوگوں کو منع کرتے تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے کہا جس کام کو رسولؐ اللہ نے خود کیا ہو اس سے تم منع کرنا چاہتے ہو۔ عثمان نے کہا جانے دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا میں تو نہیں جانے دے سکتا۔"

(۱۰) عن ابی ذر قال کانت لنا رخصت یعنی المتعه فی الحج۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۴۰۲)

"جناب ابوذر بیان کرتے تھے کہ ہمیں پہلے متعہ فی الحج کی اجازت تھی۔"

(۱۱) سألت سعد بن وقاص عن المتعة فقال فعلنا ها و هذا یومئذ کافر۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۴۰۲)

"سعد بن وقاص صحابئ پیغمبرؐ سے متعہ کے متعلق پوچھا گیا کہ جائز ہے کہ ناجائز تو انھوں نے کہا کہ ہم لوگ خود اسے پہلے کرچکے ہیں جب کہ یہ (معاویہ) کافر تھے"۔

(۱۲) عن عمران بن حصین قال تمتعنا مع رسول الله و لم ینزل فیه القرآن قال رجل (۲) برایه ماشاء (صحیح مسلم جلد اول ص ۴۰۳)

"عمران بن حصین بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ رسولؐ اللہ کے زمانہ میں متعہ کیا کرتے تھے اور آپ کی آخری سانسوں تک کوئی حکم اس کے متعلق پھر نازل نہ ہوا (مگر) ایک شخص (یعنی حضرت عمر) نے اپنی رائے سے جو چاہا کیا۔"

۲: اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوگا کہ دین اسلام ہی وہ پیغام ربانی اور مژدۂ خداوندی تھا جس نے بنی آدم پر رحمت کے دروازے کھول دیئے، نعمتوں سے مالامال کر دیا۔ ہم کل تک جو ننگ انسانیت تھے اسی اسلام کی بدولت فخر انسانیت قرار پائے۔ یہ مذہب اسلام بنی آدم کی نیک بختی کا سامان

لے کر آیا تھا بد بخت بنانے کے لئے نہیں نعمت بن کر آیا تھا بلا و مصیبت بن کر نہیں۔ یہی دین وہ دین ہے جس کے اصول وقواعد ہر عہد اور زمانے کے ہر دور میں ہمارے لئے قابل عمل اور ہماری زندگی سنوارنے کا ذمہ دار ہے۔ باعزت زندگی، باعزت موت، سود و بہود، فساد سے بچاؤ، سبھی باتیں اسلام کی بدولت ہمیں نصیب ہوئیں۔ دین اسلام انسان کے لئے باعث مشقت، بلاؤ آزمائش اور ناقابل برداشت تکلیف بن کر نہیں آیا، ہرگز نہیں بلکہ دو عالم کے لئے رحمت اور تمام خلائق کے لئے سبب خیر و برکت بن کر آیا۔ راحت و آرام، خوش حالی و فارغ البالی، نعمتوں کی بارش بن کر آیا۔ اسی وجہ سے دین اسلام تمام دینوں میں کامل تر اور تمام شریعتوں کا خاتم ہے۔ کیونکہ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبودی کے اصول وقوانین اسلام نے اتنی جامعیت کے ساتھ مقرر کئے اور جینے کے طریقے اتنے مکمل بتائے کہ پھر کسی دین کی حاجت ہی باقی نہیں رہتی۔ کوئی خامی رکھی ہی نہیں، کوئی کسر چھوڑی ہی نہیں جسے پورا کرنے کے لئے دور کرنے کے لئے کسی نئے مذہب، نئی شریعت کی احتیاج باقی رہتی۔ تو پہلی بات تو یہ کہ اسلام انتہائی مکمل اور جامع شریعت ہے کہ اس کے بعد پھر کسی شریعت کی حاجت نہیں رہتی یہی قیامت تک ہماری بہبودی کا ذمہ دار ہے اور ہماری ضروریات کے لئے کافی ہے۔ دوسرے تجارت کے قصد سے، یا تلاشِ معاش میں یا تحصیل علم کی خاطر یا سیر و سیاحت کے لئے یا اور کسی ضرورت کے پیش نظر انسان کو گھر سے باہر نکلنا ہی پڑتا ہے۔ کون ایسا ہوگا جو کبھی وطن سے باہر نہ نکلا ہو جیسے اور بہت سی باتیں ہماری ضروریاتِ زندگی میں داخل ہیں۔ اسی طرح سفر بھی ہمارے لئے ناگزیر ہی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بہ نسبت بوڑھوں یا بیماروں کے سفر کرنے والوں کی زیادہ تر تعداد نوجوان اور تندرست افراد ہی ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی واضح ہے کہ حکیم ربانی نے اپنے کمال حکمت وقدرت سے کام لیتے ہوئے بہترین مصلحت و پاکیزہ ترین غرض یعنی بقائے نسل وحفظ نوعِ انسانی کی خاطر ہیکل بشری میں بھرپور شہوت اور عورت کی انتہائی خواہش و رغبت ودیعت کر رکھی ہے اگر پیکر انسانی میں یہ شہوت اور عورت کی خواہش نہ ہوتی تو تھوڑی ہی مدت کے بعد انسان کا نام و نشان باقی نہ رہتا نسل انسانی ہی دنیا سے مٹ جاتی اور ہر شخص جانتا ہے کہ عالم و مسافرت و غربت میں ایک مسافر کے حالات نکاح دائمی کے لئے مشکل ہی سے اجازت دے سکتے ہیں نکاح دائمی کے کچھ ایسے لوازم وضروریات ہوتے ہیں جو بحالتِ مسافرت مہیا ہو ہی نہیں سکتے۔ پس جب مسافرت کے عالم میں دائمی نکاح کرنا ممکن ہی نہیں جیسا کہ عموماً کوئی کرتا بھی نہیں اور کنیز خرید لینا اور اس سے اپنی ضرورت پوری کر لینا بس میں نہ ہو کیونکہ اب وہ دستور ہی باقی نہ رہا غلام و کنیز خرید و فروخت خواب وخیال ہو چکی ہے آج تو یہ چیز قانوناً ممنوع ہے۔ آج سے پہلے بھی آسان بات نہ تھی تو اب خصوصیت کے ساتھ ایسے مسافرین جو طولانی سفر میں ہوں خواہ تحصیل علم کے لئے یا بہ غرض تجارت یا اور کسی مقصد کے پیشِ نظر، اور وہ جواں سال بھی ہوں چڑھتی ہوئی عمر میں ہوں جبکہ عورت کی خواہش انتہائی ہیجان کے عالم میں ہوتی ہے تو ان کے لئے دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں، یا تو وہ ضبط سے کام لیں اور نفس کو کچل کے رکھ دیں جس میں اتنی ناقابل برداشت مشقت ہوگی کہ امراض مزمنہ اور مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں نسل کی بربادی، اولاد سے محرومی جو ہوگی وہ تو ہوگی ہی اس صورت میں حکمت الہیہ میں خامی لازم آئے گی نیز قوت شہوانیہ کی غرض بھی رائگاں جائے گی اور دشواریوں میں مبتلا کرنا ناقابل برداشت مشقت میں ڈالنا بھی لازم آئے گا کیونکہ اس نے بدنِ انسانی میں قوت شہوانیہ تو ودیعت فرمائی لیکن اس قوت کی تشفی کی صورت پیدا نہ کی۔ اس قوت کی جو غرض وغایت تھی یعنی توالد و تناسل اس میں آسانیاں نہ مہیا کیں اور یہ بات اصول اسلام کے بالکل برخلاف ہے مذہب اسلام تو انتہائی سہل و آسان مذہب ہے وہ ہمارے لئے رحمت بن کر آیا ہے عذاب جان بن کر نہیں یرید بکم الیسر ولا یرید بکم العسر خداوند عالم ہماری سہولت و آسانی چاہتا ہے زحمت و دشواری نہیں ما جعل علیکم فی الدین من حرج خداوند عالم نے دین اسلام مشقت نہیں بنایا۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ زنا و بدکاری میں مبتلا ہوں جس کے نقصانات و مضرتوں سے آج پوری دنیا دو چار ہے۔

خدا کی قسم اگر اہل اسلام قواعد اسلام پر عمل کرتے اور ملتِ حقہ کے بنائے ہوئے صحیح اصول وقوانین پر چلتے تو لفتحنا علیهم برکات من

السماء والارض "ہم ان پر آسمان وزمین دونوں کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے" گزری ہوئی عزت اور مٹی ہوئی شان وشوکت دوبارہ پلٹ آتی۔ اسلام کے انھیں اصول وقواعد سے قاعدہ متعہ ہے اگر اہل اسلام اس کے صحیح اصول وشرائط جیسے عقد وغیرہ اور حفظ نسل کی غرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوں تو طوائفوں کے گھر کے دروازے بند ہو جائیں اور زناکاری وبدکاری کی جگہیں ویران ہو جائیں اور بنی آدم کی تباہی وبربادی یا تو بالکل ہی دنیا سے نابود ہو جائے نہیں تو کم ضرور ہو جائے اور اکثر وبیشتر طوائفیں پردہ نشین شوہر دار خواتین بن جائیں اور نسل میں بھی زیادتی ہو اور شریف اولاد بھی زیادہ ہو۔ اور آئے دن سڑکوں پر مزبلوں پر جو پڑے ہوئے بچے ملتے ہیں ان سے لوگوں کو نجات ملے اور ان سب باتوں کے نتیجہ میں بے شمار ان گنت فوائد ومنافع سے ہم نہال ہو جائیں۔

خدا بھلا کرے عبداللہ ابن عباس کا کیا خوب ان کا فقرہ ہے جسے ابن اثیر نے نہایہ میں اور زمخشری نے اپنی کتاب فائق میں اور بھی بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہے کہ ماکانت المتعه الا رحمة رحم الله بها امة محمد ولولا نهيه عنها مازنی الاشقی۔ متعہ خداوندعالم کی ایک بہترین نعمت تھی جس سے خداوندعالم نے امت محمد کو نوازا تھا اگر حضرت عمر اس سے لوگوں کو منع نہ کر دیے ہوتے تو شاذونادر ہی کوئی زنا کرتا۔

ابن عباس کا یہ جملہ اصل میں حضرت امیر المومنینؑ کے کلام سے مستفاد ہے حق یہ ہے کہ متعہ بڑی وسیع رحمت اور بزرگ ترین برکتِ خداوندی تھی لیکن مسلمان ہی اُسے کھو بیٹھے اور اس کے پھلوں کو حرام سمجھ لیا اور اس کے فوائد سے محروم رہے اور بے شمار بے حساب افراد بیہودگی وفساد وذلت ورسوائی ہلاکت ابدی ونار جہنم میں جا گرے۔ ۱۲

---

(۱۳) قدم جابر بن عبد الله معتمرا فجئناه فی منزله فسأله القوم عن اشياء ثم ذكروا المتعة فقال نعم استمتعنا على عهد رسول الله وابی بکر وعمر۔ (صحیح مسلم جلداول ۴۵۱)

"جابر بن عبداللہ عمرہ بجالا کر واپس تشریف لائے تو ہم ان کے گھر پر ان سے ملنے گئے لوگوں نے مختلف باتیں پوچھیں پھر لوگوں نے متعہ کا تذکرہ چھیڑا تو جناب جابر نے کہا ہاں ہم لوگوں نے خود عہد رسولؐ اور زمانہ ابی بکر بلکہ حضرت عمر کے دورِ خلافت کے ابتدائی دنوں میں متعہ کیا ہے۔"

(۱۴) جابر بن عبد الله يقول كنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقيق الايام على عهد رسول وابی بکر حتیٰ نهی عنه فی شان عمرو بن حریث۔[1] (صحیح مسلم جلداول ۴۵۱)

"جناب جابر کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ ایک زمانہ تک ایک مٹھی کھجور یا ستو پر پیغمبرؐ خدا کی زندگی اور ابوبکر کے عہد خلافت تک متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریث کے معاملہ میں اس کی مناہی کرادی۔"

---

[1] ۔تاریخ کے صفحات پر بہت تلاش کیا گیا کہ عمرو بن حریث کا قصہ کیا تھا مگر پتہ نہ چل سکا۔ خدا جانے کون سی بات ایسی ہوئی جو حضرت عمر کو کھل گئی اور آپ کی ناگواری طبع کا باعث ہوئی۔ حضرت عمر کے متعلق مشہور ہی ہے کہ بڑے تندخو سخت دل درشت مزاج انسان تھے اور معمولی باتوں میں بھی ان کی پیشانی پر شکن آجاتی تھی لہٰذا ممکن ہے عمرو بن حریث نے کوئی ایسی حرکت کی ہو جس سے آپ کے نفس میں ہیجان پیدا ہو گیا ہو اور آپ نے حکومت وسلطنت کے دبدبہ کو کام میں لاتے ہوئے عام مناہی کرادی ہو۔

---

(۱۵) عن ابی نضرة قال كنت عند جابر بن عبد الله فاتاه آت فقال ابن عباس وابن الزبير اختلفا فقال جابر فعلنا هما مع رسول الله ثم نهانا عنهما عمر فلم نعد لهما۔ (صحیح مسلم جلداول ۴۵۱)

''ابونضرہ سے روایت ہے میں جابر بن عبداللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے جابر سے کہا کہ عبداللہ بن عباس اور ابن زبیر متعتین متعہ حج اور متعہ نساء کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں جناب جابر نے کہا کہ ہم نے خود زمانہ رسولؐ میں یہ دونوں متعے کئے مگر عمر نے اپنے دورِ خلافت میں منع کر دیا تو پھر ہم نہ کر سکے''۔

۱: علامہ راغب اصفہانی جو اکابر علمائے اہل سنت سے ہیں اور بڑے ثقہ اور معتمد بزرگ ہیں اپنی مشہور تصنیف ''محاضرات'' میں بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر نے ابن عباس کو برا بھلا کہا کہ تم متعہ کے قائل ہو۔ ابن عباس نے کہا ذرا اپنی مادر گرامی سے پوچھو کہ ان کے اور تمہارے باپ کے درمیان انگیٹھی کیسی کیسی بھڑکی۔ ابن زبیر نے اپنی مادرِ گرامی سے پوچھا تو انھوں نے کہا خدا کی قسم میں نے تمہیں متعہ ہی کے ذریعہ جنا ہے۔ قابل غور ہے کہ یہ کون کہہ رہا ہے یہ اسماء کہہ رہی ہیں جو تاریخ اسلام میں اسماء ذات النطاقین کے نام سے مشہور و معروف ہیں خلیفہ اول حضرت ابوبکر کی صاحبزادی ام المومنین جناب عائشہ کی بہن، حواری رسولؐ زبیر کی بی بی اور ایسی بی بی جو عقد متعہ کے ذریعہ حبالہ زوجیت میں آئیں۔ اب اتنی بڑی شخصیت کے واقعہ کے بعد سمجھ میں نہیں آتا کہ متعہ کی حلت سے کیونکر انکار کیا جاتا ہے۔ یہی علامہ راغب اصفہانی اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن اکثم (عہد مامون کے قاضی القضاۃ) نے بصرہ کے ایک شخص سے پوچھا کس کی پیروی میں تم متعہ کے جواز کے قائل ہو اس نے کہا حضرت عمر کی پیروی میں۔ یحییٰ نے پوچھا وہ کیسے حضرت عمر ہی تو سب سے زیادہ مخالف تھے۔ اس شخص نے کہا ٹھیک ہے انھیں کا واقعہ ہے کہ وہ منبر پر گئے اور لوگوں سے خطاب کر کے کہا یایھا الناس متعتان احلھما اللہ و رسولہ لکم و انا احرموھما علیکم و اعاقب علیھما ''لوگو! دو متعے خدا اور رسولؐ نے تمہارے لئے مباح کئے تھے اور میں ان دونوں کو حرام کرتا ہوں اب جو کرے گا اس کو سخت سزا دوں گا'' تو حضرت عمر کا یہاں تک ارشاد کہ دو متعے خدا اور رسولؐ نے مباح کئے تھے ہمارے سر آنکھوں پر حرف بحرف تسلیم لیکن آخری فقرہ کہ میں دونوں کو حرام کرتا ہوں ماننے کے قابل نہیں ہم نہیں مانتے۔ ۱۲

(۱۶) عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ و فی البیت رجال فیھم عمر ابن خطاب قال انبی ھلم اکتب لکم کتاباً لا تضلون بعدہ فقال عمر ان رسول اللہ قد علیہ الوجع و عندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ و منھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغو و الاختلاف عند رسول اللہ قال رسول اللہ قوموا قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ ما حلا بین رسول اللہ و بین ان یکتب لھم ذالک الکتاب من اختلافھم (۲) و لعظھم۔ (صحیح مسلم جلد دوم ۴۳)

(۲): ۔ اس حدیث کے متعلق گزشتہ فصل میں اجمالی طور پر عرض کیا جا چکا ہے اس جگہ ہم ایک شبہ دور کر دینا مناسب سمجھتے ہیں بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت عمر نے وصیت نہیں لکھنے دی تو حضرت علی علیہ السلام نے قلم دوات کیوں نہیں دے دیا۔ آپ کیوں خاموش رہے اور کیوں نہ وصیت لکھوالی۔ اعتراض کرنے والوں کو معلوم نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام تو بالکل مجبور کر دئے گئے تھے۔ حجرہ حضرت عائشہ کا تھا جہاں حضرت علی علیہ السلام یا فاطمہؑ یا خاندان بنی ہاشم سے کسی کا زور چل سکتا ہی نہیں تھا اور پھر وہاں حضرت ابوبکر و عمر اور ان کے ہمخیال صحابہ کا مجمع تھا جگہ تنگ تھی حجرہ تھا ہی کتنا بڑا اور حضرت علی علیہ السلام برابر وہاں رہنے بھی نہ پاتے تھے بلکہ بلائے جاتے تھے تب بھی روک دئیے جاتے تھے چنانچہ اسی زمانہ کے واقعات میں یہ بھی ہے علامہ طبری نے لکھا ہے قال رسول اللہ ابعثوا الی علی فادعوہ فقالت عائشۃ لو بعثت الی ابی بکر و قالت حفصۃ لو بعثت الی عمر فاجتمعوا عندہ جمیعا فقال

رسول الله انصر فوا فان تك لی حاجة ابعث الیکم فانصر فوا ۔حضرت رسولِ خدا نے فرمایا کہ کسی کو بھیج کر علی علیہ السلام کو میرے پاس بلا دو اس پر حضرت عائشہ بولیں کاش آپ ابوبکر کو بلاتے اور حضرت حفصہ بولیں کاش آپ عمر کو بلاتے اس کے بعد حضرت ابوبکر و عمر آں حضرتؐ کے پاس پہنچ بھی گئے تو حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا تم سب یہاں سے چلے جاؤ اگر مجھے کوئی ضرورت ہوگی تو میں خود تم لوگوں کو بلا بھیجوں گا۔اس پر وہ سب کے سب نکل گئے ۔(تاریخ طبری جلد ۳ ۱۹۵)اس روایت سے واضح ہوا کہ حضرت رسولؐ خدا اپنے آخری وقت حضرت علی علیہ السلام سے ملنا بھی چاہتے تھے تو کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ اس کمرے پر حضرت عائشہ وحفصہ کا قبضہ تھا علامہ محب طبری لکھتے ہیں عن عائشة قال رسول الله لما حضرته الوفات ادعو الی حبیبی فدعوا له ابابکر فنظر الیه ثم وضع راسه ثم قال ادعوا الی حبیبی فدعواله عمر فلما نظر الیه وضع راسه ثم قال ادعوالی حبیبی فدعوا له علیا فلما رأه ادخله معه فی الثوب الذی کان علیه فلم یزل یحتضنه حتیٰ قبض ویده علیه اخرجه الرازی حضرت عائشہ بیان کرتی تھیں کہ جب حضرت رسولؐ خدا کی وفات کا وقت قریب پہنچا تو فرمایا میرے دوست کو بلا دو۔لوگوں نے حضرت ابوبکر کو بلا دیا آنحضرتؐ نے ان کو دیکھا تو اپنا سر گرا دیا اور پھر فرمایا ارے میرے حبیب کو بلا دو۔اب لوگوں نے حضرت عمر کو بلایا۔جب حضرتؐ نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ حضرت عمر ہیں تو پھر اپنا سر گرا دیا اور پھر فرمایا میرے پیارے کو بلا دو۔اب مجبوراً لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا۔جب آپ کو آنحضرتؐ نے دیکھا تو اپنی چادر میں لے لیا اور وہ برابر آپ کے سینے سے لپٹے رہے یہاں تک کہ اسی حالت میں انتقال کیا۔اس وقت حضرتؐ کا ہاتھ آپ ہی کے جسم پر تھا۔(ریاض نضرہ جلد ۲ ۱۸۰)اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ اپنے امکان بھر حضرت علی علیہ السلام کو حضرت رسولؐ خدا سے دور ہی رکھتی تھیں اور آنے بھی دیتی تھیں تو انتہائی درجہ کی مجبوری کے بعد۔ایسی صورت میں آنحضرتؐ حضرت علی علیہ السلام سے قلم و دوات کیسے طلب کرتے اور حضرت علی علیہ السلام سے وہ وصیت نامہ لکھوا بھی دیتے تو اسے مانتا کون؟ سب کہتے غلط ہے نہ رسولؐ نے لکھوایا نہ رسولؐ نے کچھ کہا یہ علی علیہ السلام نے اپنی خلافت حاصل کرنے کے لئے جعل وفریب سے کام لیا ہے۔خود حضرت عائشہ حضرت علی علیہ السلام کے خلاف کھڑی ہو جاتیں اور سب مسلمانوں سے کہتیں کہ رسولؐ تو میرے حجرے میں میرے فرش پر رہے میں برابر حضرتؐ کی خدمت میں موجود رہی آنحضرتؐ نے نہ قلم و دوات طلب کی نہ وصیت نامہ لکھوایا نہ زبانی کوئی وصیت کی۔مجھ سے بڑھ کر حضرتؐ کا حال جاننے والا کون ہو سکتا ہے۔علی علیہ السلام اس وقت اپنے کو خلیفہ رسولؐ ثابت کرنے کے لئے اس جھوٹے وصیت نامہ کو پیش کرتے ہیں ایسی صورت میں رسولؐ خدا کو وصیت نامہ لکھوانا عبث ہوتا۔جب حضرت عائشہ اتنا تک ظاہر کرنا پسند نہیں کرتی تھیں کہ حضرت رسولؐ خدا علی علیہ السلام کے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لے گئے تو وہ اس کو کیسے پسند کرتیں حضرت رسولِ خدا حضرت علیؑ کے بارے میں وصیت لکھوا دیں اور حضرت عائشہ اس وصیت نامہ سے لوگوں کو باخبر ہونے دیں۔لہٰذا جب ماحول حضرت علی علیہ السلام کے اتنا ناموافق تھا تو حضرت علی علیہ السلام قلم و دوات دینا بھی چاہتے اور وصیت نامہ لکھنے پر آمادہ بھی ہوتے تو کیا کر سکتے تھے۔حجرہ حضرت عائشہ کا اور وہ بیٹی ابوبکر کی اور ابوبکر رائے میں حضرت عمر کے۔ان سب کے بعد اگر حضرت علی علیہ السلام قلم و دوات لا دیتے پیغمبرؐ وصیت نامہ لکھوا بھی دیتے تو ہوتا کیا۔علی علیہ السلام کے خلاف صف آرائی جو ہوتی وہ تو بعد کو ہوتی پہلے پیغمبرؐ کی رسالت و نبوت ہی پر حرف رکھا جاتا۔جب قلم و دوات مانگنے پر ہذیان کی تہمت لگا دینے میں جھجک محسوس نہ ہوئی تو نوشتہ کے متعلق آسانی سے کہہ دیا جاتا کہ اس نوشتہ میں بھی تو رسولؐ نے ہذیان ہی تحریر فرمایا۔اگر رسول بھی اڑ جاتے اور نوشتہ لکھ کر رہتے تو مخالفین کو اور بھی کد ہو جاتی اور زیادہ سختی سے کہتے کہ رسولؐ نے جو کچھ لکھا وہ ہذیان لکھا۔لوگ اسے ہذیان ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیتے اپنی کتابوں میں لکھتے ،تاریخوں میں بیان کرتے غرض رسولؐ کے نوشتہ کی دھجیاں اڑا دیتے تاکہ نوشتہ کسی کام ہی کا نہ رہے۔

عبرتناک فرق:۔ایک موقع تو یہ تھا کہ حضرت رسولؐ خدا بیمار ہوئے اور وفات کے قریب آپ نے وصیت نامہ لکھنا چاہا تو حضرت عمر نے اس کو روک دیا اور کسی طرح لکھنے ہی نہیں دیا بلکہ رسولؐ کی طرف ہذیان کی نسبت دے دی اور قرآن کے ساتھ کسی نوشتہ،کسی وصیت نامہ کی ضرورت نہیں سمجھی۔اب ایک دوسرا منظر ملاحظہ فرمائیے۔حضرت ابوبکر بیمار ہوتے ہیں اور حالت بیماری میں آپ نے وصیت نامہ تحریر فرمایا اس وصیت نامہ کو حضرت عمر نے نہ روکا اور

نہ اس کے لکھنے میں کوئی عذر کیا بلکہ ڈنڈا لے کر لوگوں سے یہ کہتے تھے کہ یہ خلیفہ رسول ؐ کا وصیت نامہ ہے اس کو مان لو۔ مورخین لکھتے ہیں قیس قال رأیت عمر بن الخطاب و هو یجلس والناس معه و فی یدده جریدة و هو یقول یایها الناس اسمعوا و اطیعوا قول خلیفة رسول الله انه یقول انی لمالکم نصحا قال و معه مولی لابی بکر یقال له شدید معه الصحیفة التی فیها استخلاف عمر قیس بیان کرتے تھے کہ میں نے دیکھا عمر لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے اور وہ ان لوگوں سے کہتے ہیں ”اے لوگو! رسول اللہ کے خلیفہ (حضرت ابوبکر کے وصیت نامہ) کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس میں تمہاری خیر خواہی کی کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ہے۔ اس وقت حضرت عمر کے ساتھ ابوبکر کا غلام شدید حضرت ابوبکر کا وہ وصیت نامہ لئے ہوئے تھا جس میں حضرت عمر کے خلیفہ بنائے جانے کا مضمون تھا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص۵۲، تاریخ کامل جلد ۲ ص۱۶۳، امامة والسیاسة جلد ۱ ص۲۳ وغیرہ) حضرت ابوبکر بھی اسی طرح مرض موت میں مبتلا ہوئے جس طرح رسول اللہ نے انتقال کیا (یعنی دونوں بزرگوں سے کسی نے جنگ میں یا دشمن کے وار سے رحلت نہیں کی جس میں وصیت نامہ وغیرہ لکھنے کا موقع قدرت ہی کی طرف سے نہیں ملتا بلکہ دونوں اطمینان سے انتقال کر گئے) حضرت ابوبکر نے بھی اسی طرح وصیت نامہ لکھنا چاہا جس طرح حضرت رسول خدا نے چاہا تھا مگر حضرت ابوبکر کی وصیت کے متعلق حضرت عمر کو کوئی تردد نہیں ہوا اور ان کے اختلال حواس کا شبہ تک نہیں ہوا۔ آپ پر مرض کے غلبہ کا شک نہیں ہوا آپ کو ہذیان کی نسبت نہیں دی گئی آپ کے وصیت نامہ پر حسبنا کتاب اللہ کی آواز نہیں بلند کی گئی۔ آپ کے سامنے نزاع نہیں پیدا ہوا اور حضرت رسول ؐ کے متعلق یہ سب باتیں صرف جائز ہی نہیں سمجھی گئیں بلکہ واقع بھی مان لی گئیں۔ آخر اس فرق کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت ابوبکر کے وصیت نامہ میں حضرت عمر کا نام تھا اس سبب سے ان پر مرض کا غلبہ یا ہذیان کا وہم و گمان بھی نہ ہوا اور حضرت رسول خدا کے وصیت نامہ میں کسی ایسے شخص کے خلیفہ ہونے کا اعلان ہوتا جس سے حضرت عمر کو آئندہ خلیفہ ہونے کا موقع نہ ملتا اس وجہ سے اس کی بنیاد ہی نہ پڑنے دی۔

جنوں کا نام خرد پڑ گیا خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں ”بیشتر از انچہ در فہم مردم می آید و بخیال ایشاں می افتد آنست کہ مقصود آں حضرت تعیین خلیفہ بود کہ بعد از وے کہ خواہد بود“۔ زیادہ تر جو بات لوگوں کے ذہن میں آئی اور ان کے خیال میں پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ حضرت ؐ کا مقصود یہ تھا کہ اپنے بعد اپنے خلیفہ کو معین کر کے بتا دیں کہ کون ہوگا۔ (مدارج النبوہ جلد ۲ ص۵۰۲) کیا خوب کہا ہے کسی نے۔

اوصی النبی فقال قائلهم قد ظل یهجر سید البشر

و ان ابابکر اصاب و لم یهجر و قد اوصی الی عمر

حضرت رسول ؐ وصیت کرنے لگے تو کہنے والوں نے کہہ دیا کہ سید البشر کو ہذیان ہو گیا ہے مگر جب حضرت ابوبکر نے حالتِ مرض میں حضرت عمر کی خلافت کے لئے وصیت کی تو وہ ہذیان نہیں سمجھی گئی۔ ۱۲

”جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ جب پیغمبر ؐ کا دم واپسیں آیا تو اس وقت گھر کے اندر بہت سے لوگ تھے، انھیں میں حضرت عمر بن الخطاب بھی تھے۔ پیغمبر ؐ نے ارشاد فرمایا کہ لاؤ میں تمہیں ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد پھر تم گمراہ نہ ہو حضرت عمر نے کہا پیغمبر ؐ پر مرض کا غلبہ ہے تم لوگوں کے پاس قرآن موجود ہے۔ ہم لوگوں کے لئے کتاب خدا کافی ہے۔ اس پر گھر کے اندر جتنے لوگ بیٹھے تھے ان میں جھگڑا ہو گیا۔ بعض کہتے کہ دوات قلم قریب کر دو کہ پیغمبر ؐ ایسا نوشتہ لکھ جائیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو اور بعض حضرت عمر کی موافقت کرتے تھے جب تو تو میں میں بہت بڑھ گئی اور جھگڑا اشدت کو پہنچ گیا تو پیغمبر ؐ نے فرمایا تم سب

میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ اس حدیث کے راوی بیان کیا کرتے تھے کہ ابن عباس فرماتے سخت ترین مصیبت یہ کہ پیغمبرؐ کو شور وہنگامہ برپا کر کے نوشتہ لکھنے سے روک دیا گیا"۔

(۱۷)عن عائشة ان فاطمة بنت رسول الله ارسلت الى ابى بكر الصديق تساله ميراثها من رسول الله مما افاء الله عليه بالمدينة و فدك و ما بقى من خمس خيبر فقال ابوبكر[1] ان رسول الله قال لانورث ما تركناه صدقة۔ فابى ابوبكر ان يدفع الى فاطمة شيئا فوجدت فاطمة على ابى بكر فى ذالك قال فهجرته فلم تكلمه حتىٰ توفيت و عاشت بعد رسول الله ستة اشهر فلما توفيت دفنها زوجها على ابن ابى طالب ولم يوذن بها ابوبكر و صلى عليها علىؑ۔ (صحیح مسلم جلد دوم ۹۱)

"جناب عائشہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت رسولؐ خدا کی صاحبزادی جناب فاطمہؑ نے ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا کہ خدا نے حضرت رسولؐ خدا کو مدینہ میں جو جائداد بلاحرب وضرب بطور خالصہ عنایت فرمائی تھی اس سے اور فدک اور خمس خیبر سے میری میراث مجھ کو دے دو۔ حضرت ابوبکر نے کہا رسولؐ خدا نے تو فرمایا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ (وقف) ہے۔ غرض حضرت ابوبکر نے بالکل انکار کر دیا اور اس جائداد سے جناب سیدہ کو رتی برابر بھی کوئی چیز نہ دی۔ اس سے جناب سیدہؑ حضرت ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور مرتے وقت تک ان سے بولیں نہیں اور حضرت رسولؐ خدا کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں جب وفات پائی تو حضرت علی علیہ السلام نے رات ہی کے وقت آپ کو دفن کر دیا اور خود ہی نماز جنازہ پڑھی ابوبکر کو اس کی خبر بھی نہیں کی۔"

---

[1]۔ یہ حدیث گذشتہ فصل میں لکھی جاچکی ہے اور اس پر تبصرہ بھی کیا جاچکا ہے۔ اس موقع پر یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت ابوبکر کے بعد جو حضرات تخت خلافت پر قابض ہوتے رہے انھوں نے اس لاوارث حدیث کو صحیح سمجھا کہ غلط۔ اور فدک کو ہبہ پیغمبرؐ اور فاطمہؑ کی ملکیت خاص سمجھتے تھے کہ نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ خود حضرت ابوبکر اپنی تن تنہا پیش کی ہوئی اس حدیث کی قدر وقیمت کو خوب سمجھتے تھے اور انھیں یہ بھی بخوبی معلوم تھا کہ پیغمبرؐ خود فدک کو سیدہؑ کے نام ہبہ کر چکے ہیں چنانچہ علامہ ابن حلبی نے لکھا ہے وفی كلام سبط ابن جوزى رحمة الله انه رضى الله عنه كتب لها بفدك و دخل عليه عمر فقال ما هذا فقال كتاب كتبت لفاطمة بميراثها من ابيها فقال مما ذا تنفق على المسلمين و قد حاربتك العرب كما ترى ثم اخذ عمر الكتاب فشقه علامہ سبط ابن الجوزی کے کلام میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے آخر میں حضرت فاطمہؑ کے لئے فدک کا وثیقہ لکھ دیا تھا اتنے میں حضرت عمر وہاں پہنچ گئے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے کہا حضرت رسولؐ خدا کی جو میراث فاطمہؑ کو پہنچتی ہے اس کے بارے میں یہ وثیقہ میں نے ان کو لکھ دیا ہے حضرت عمر بولے پھر کس چیز سے مسلمانوں کے متعلق خرچ کرو گے حالانکہ دیکھتے ہو کہ عرب تم سے جنگ پر آمادہ ہیں یہ کہہ کر آپ نے وہ وثیقہ لے لیا اور اس کو چاک کر ڈالا۔ (سیرۃ حلبیہ مطبوعہ مصر جلد ۳، ۳۶۴) اس عبارت سے کئی باتیں معلوم ہوئیں خود حضرت ابوبکر کی اپنی بیان کی ہوئی حدیث کہ نحن معاشر الانبياء لانورث ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا کو صحیح نہیں سمجھتے تھے وہ تو سلطنت واقتدار کا ہیجان تھا، اول اول جوش تھا حکومت کا جس کے تحت آپ نے سیدہ کو محروم کیا پھر جب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقع ملا تو خیال آیا کہ ہمارا یہ اقدام مناسب نہیں اگر حضرت ابوبکر کو خود اس پر ایمان

ہوتا کہ پیغمبرؐ ایسی حدیث فرما چکے ہیں تو آپ بھی نوشتہ نہیں لکھتے لیکن آپ کا یہ فقرہ کتبت لفاطمۃ بمیراثہا من ابیہا حضرت رسولؐ خدا کی جو میراث فاطمہؑ کو پہنچتی ہے اس کا وثیقہ ہے بتاتا ہے کہ آپ خود بھی اس پر یقین نہیں رکھتے تھے کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اب رہ جاتا ہے یہ سوال کہ کیوں حضرت ابوبکر نے پہلے سیدہؑ کو میراث پیغمبرؐ سے محروم کیا تو یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں علامہ ابن ابی الحدید کی عبارت پڑھیئے سئلت علی بن الفارقی مدرس المدرسة العربیه ببغداد فقلت له اکانت فاطمة صادقه قال نعم قلت فلما او یدفع الیها ابوبکر فدك وهی عنده صادقة فتبسم ثم قال کلاماً لطیفاً مستحسناً مع ناموسه و حرمة و قلت دعابته قال لو اعطاها الیوم بمجرد دعواها لجأت الیه غداً و ادعت لزوجها الخلافة و زحزحته عن مقامه و لم یکن یمکنه الاعتذار او الموفقة بشیٔ لانه یکون قد سجل علیٰ نفسه بأها صادقة فی ما تدعی کائناً ما کان من غیر حاجته الیٰ بینة و لا بینة ولا شهود و هٰذا کلام صحیح و ان کان اخرجه مخرج الدعابة میں نے علی بن فارقی سے جو بغداد کے مدرسہ عربیہ میں مدرس تھے پوچھا کہ کیا جناب فاطمہ زہراؑ اپنے دعویٰ میں سچی تھیں؟ انھوں نے کہا ہاں، میں نے کہا پھر کیوں حضرت ابوبکر نے ان کو فدک دے نہیں دیا؟ حالانکہ جناب سیدہؑ ان کے خیال میں سچی تھیں اس پر وہ ہنسے باوجود اس کے کہ وہ کم مزاح کے آدمی اور عزت وحرمت وشان ووقار کے بزرگ تھے ایک لطیف اور دلچسپ بات کہی کہ اگر آج حضرت ابوبکر جناب سیدہؑ کے دعویٰ پر فدک ان کو واپس کر دیتے تو کل وہ پھر پہنچتیں اور اپنے شوہر کے لئے خلافت کا دعویٰ کرتیں اور ابوبکر کو ان کے تخت حکومت سے ہٹا دیتیں اس وقت حضرت ابوبکر کوئی عذر کر سکتے نہ ان کی بات ٹال سکتے کیونکہ انھوں نے خود اپنے خلاف اس بات پر مہر کر دی ہوتی کہ فاطمہؑ جو دعویٰ بھی کریں اس میں وہ سچی ہیں اس پر نہ کسی گواہ کی ضرورت ہے نہ دلیل کی اور (علی بن فارقی کا) یہ کلام بالکل صحیح ہے اگرچہ بطور مزاح کہا ہے۔ (شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص ۱۰۵)

دوسری بات اس عبارت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمر کو بھی اس حدیث کا اعتبار نہ تھا۔ ابوبکر کے نوشتہ لکھنے پر عمر کا یہ کہنا ماذا تنفق علی المسلمین پھر کس چیز سے مسلمانوں کے متعلق خرچ کرو گے بتاتا ہے کہ آپ فدک کے حوالہ سیدہ کرنے پر جو مزاحم ہوئے وہ پیغمبرؐ کی اس حدیث کو کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا صحیح سمجھنے اور فدک کے ہبۂ پیغمبرؐ اور ملکیتِ خاص فاطمہؑ سے منکر ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے مزاحم ہوئے کہ سلطنت ولشکر کے اخراجات کہاں سے نکلیں گے اگر حضرت عمر بھی اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہوتے تو آپ کہتے کہ رسولؐ جب فرما چکے ہیں کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا تو آپ اس فدک کو پیغمبرؐ کی میراث قرار دے کر کیوں سیدہ کو دے رہے ہیں۔ یہ تو کیفیت تھی حضرت ابوبکر کی ان کے بعد دور آیا حضرت عمر کا۔ تاریخ بتاتی ہے ثم ادی اجتهاد عمر بن الخطاب بعده لما ولی الخلافة و فتحت الفتوح و اتسعت علی المسلمین ان یردها الی ورثة رسول الله فکان علی ابن ابی طالب و العباس بن عبد المطلب یتنازعان فیها فکان علی یقول ان النبی جعلها فی حیاة لفاطمه و کان العباس یأبی ذالك و یقول هو ملك رسول الله و انا وارثه کانا یتخاصمان الی عمر فیأبی ان یحکم بینهما و یقول انتما اعرف بشانکما اما انا فقد سلمتها الیکما۔ جب حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوئے اور کثرت سے ملک فتح ہو چکے اور مسلمانوں کو مالی وسعت حاصل ہوگئی تو ان کے اجتہاد نے یہ طے کیا کہ فدک رسولؐ خدا کے وارثوں کو واپس کر دیں اس پر جناب عباس بن عبد المطلب حضرت علی علیہ السلام سے نزاع کرنے لگے حضرت علی علیہ السلام کہتے تھے کہ حضرت رسولؐ خدا نے اپنی زندگی ہی میں یہ فاطمہؑ کو دے دیا تھا اور جناب عباس اس سے انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ رسولؐ خدا کی جائداد ہے اور میں حضرتؐ کا وارث ہوں۔ دونوں کی یہ نزاع حضرت عمر کو معلوم ہوئی تو انھوں نے ان کے درمیان فیصلہ کرنے سے انکار کیا اور کہا آپ دونوں اپنے امور مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں میں نے تو بہر طور آپ لوگوں کے سپرد کر دیا۔ (معجم البلدان جلد ۲ ص ۳۴۳) اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) حضرت ابوبکر کے عہد میں حضرت عمر نے بھی فدک کو روکا (۲) جب حضرت عمر خود خلیفہ ہوئے اور اجتہاد کیا تو فیصلہ کیا کہ اسے ورثۂ رسولؐ کی طرف واپس کر دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر بھی حضرت ابوبکر کی پیش کردہ حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے تھے لفظ "واپس کرنا" یہی بتاتا ہے کہ پہلے یہ زبردستی اور بے قاعدہ لے لیا گیا تھا ورنہ اس

کے عوض یہ کہتے کہ ورثۂ رسولؐ کو دے دیں یا عطا کریں (۳) حضرت عمر نے چونکہ اس کو میراث رسولؐ کی حیثیت سے واپس کیا اس سبب سے حضرت عباس نے بھی اس کا دعویٰ کیا اور جناب امیرؑ سے نزاع کی۔ (۴) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ فدک وارثانِ رسولؐ کا مال نہیں بلکہ خاص جناب سیدہؑ کا ہے اور آنحضرتؐ نے اپنی زندگی ہی میں اسے فاطمہؑ کو دے دیا تھا جس سے جناب سیدہؑ کی ملک میں اسی وقت آ گیا تھا۔

حضرت عمر کے بعد جو خلفاء ہوئے انھوں نے بھی اپنے عمل سے یہ بتایا کہ انھوں نے حضرت ابوبکر کی اس حدیث کو صحیح نہیں سمجھا چنانچہ علامہ موصوف لکھتے ہیں فلما ولی عمر بن عبد العزیز الخلافۃ کتب الی عاملہ بالمدینۃ یامرہ برد فدك الی ولد فاطمۃ وکانت فی ایدیھم فی ایام عمر بن عبد العزیز جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو اپنے عامل مدینہ کو لکھ بھیجا کہ فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس کر دو اس طرح اس خلیفہ کے زمانہ میں یہ جائداد برابر اولاد جناب سیدہؑ کے قبضہ میں رہی (معجم البلدان جلد ۶ ۳۴۳) سب سے زبردست ثبوت خلیفہ مامون کی تحریر ہے یہ بھی شاہد ہے کہ مامون نے حضرت ابوبکر کی اس حدیث کو صحیح نہ سمجھا اور فدک کو جناب فاطمہؑ ہی کی جائداد اور ملکیت خاص سمجھتا تھا۔

علامہ بلاذری نے لکھا ہے ولما کانت ۲۱۰ھ امیر المومنین المامون عبد اللہ بن ھارون الرشید فردھا الی ولد فاطمۃ و کتب بذالك الی قثم بن جعفر عاملہ علی المدینۃ اما بعد فان امیر المومنین بمکانہ من دین اللہ و خلافۃ رسولہ و القرابۃ بہ اولیٰ من استن سنۃ و نفذ امرہ و سلم لمن منحۃ و تصدق علیہ لصدقۃ منحتہ و صدقتہ و باللہ توفیق امر المومنین ۔۔۔وقد کان رسول اللہ اعطی بنت رسول اللہ فدك و تصدق بھا علیھا و کان امیرا ظاھرا معروفاً لا اختلاف فیہ۔ جب ۲۱۰ھ ہوا تو خلیفہ مامون نے فدک کو اولاد جناب فاطمہؑ کے حوالہ کر دیا اور اس کے متعلق مدینہ میں اپنے عامل کو لکھ بھیجا کہ خلیفۂ رسولؐ (مجھ) کو سب سے زیادہ یہ بات مناسب ہے کہ آں حضرتؐ کے عمل کی پیروی کرے اور حضرتؐ کے حکم کو جاری کرے اور حضرتؐ نے جو چیز جس کو دے دی تھی اس کو دے اور یہ واقعہ ہے کہ آں حضرتؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو فدک دے دیا تھا اور آپ کو بطور مستقل جائداد اسے بخش دیا تھا اور یہ امر ایسا ظاہر و مشہور تھا کہ اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ (فتوح البلدان ۴)

(۱۸) ثم ارسلنی الی علی و ھو ارمد فقال لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ تعالیٰ و رسولہ او یحبہ اللہ و رسولہ فاتیت علیا فجئت بہ اقودہ و ھو ارمد حتیٰ اتیت بہ رسول اللہ فبصق فی عینیہ فبرء و اعطاہ الرایۃ و خرج مرحب فقال قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب اذا الحرب اقبلت تلھب فقال علی۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظرہ

اوفیھم بالصاع (۱) کیل السندرہ قال فضرب راس مرحب فقتلہ ثم کان الفتح علی یدیہ۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۱۵)

"عامر بیان کرتے ہیں (کہ جب مجھ سے خیبر فتح نہ ہو سکا تو) پیغمبرؐ نے مجھے علیؑ کے پاس بھیجا اور ان کی آنکھیں آشوب

۱: صاع چھوٹا پیمانہ ہے تقریباً اڑھائی سیر پونے تین سیر کا اور سندرہ ایک بڑا پیمانہ ہے۔ جس میں کئی صاع سما جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ مجھ پر کوئی تلوار کا زخم لگاتا ہے تو میں کئی حصہ زیادہ اس کا بدلہ کرتا ہوں ۱۲۔

کرآئی تھیں اور رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا (کل) میں رایت لشکر ایسے مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے یا (یہ فرمایا کہ) خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ پیغمبرؐ کا حکم پا کر میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں سہارا دے کرلے چلا اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں یہاں تک کہ میں انھیں رسولؐ کی خدمت میں لے کر پہنچا۔ رسولؐ خدا نے حضرت علی علیہ السلام کے آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور حضرت علی علیہ السلام بالکل اچھے ہو گئے اور پیغمبرؐ نے انھیں رایتِ لشکر عنایت فرمایا (ادھر) مرحب نکل کر یہ رجز خوانی کرنے لگا کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں آزمودہ کار پہلوان اور سلاح پوش ہوں جس دم کہ (آتش) جنگ بھڑک کر رخ کرے۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے مرحب کے جواب میں یہ رجز پڑھا۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے۔ میں شیر نیستان کی طرح مہیب و بدمنظر ہوں۔ وہ مجھ کو صاع دیتے ہیں تو میں اس کے بدل ان کو سندرہ کا ناپ دیتا ہوں۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے مرحب کے سر پر ضرب لگائی اور اس کو قتل کر ڈالا اور فتح آپ ہی کے ہاتھوں پر ہوئی"۔

(۱۹) عن جابر بن سمرہ قال دخلت مع ابی علی النبی فسمعته یقول ان ھٰذا الامر لا ینقضی حتیٰ یمضیٰ فیھم اثنا عشر خلیفة قال ثم تکلم بکلام خفی علی قال فقلت لابی ما قال قال کلھم من قریش۔ (صحیح مسلم جلد دوم ۱۱۹)

"جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ پیغمبرؐ کی خدمت میں گیا تو میں نے سنا کہ آپ ارشاد فرما رہے ہیں اس دین اسلام میں جب تک بارہ خلیفہ رہیں گے یہ مٹ نہیں سکتا پھر آپؐ نے آہستہ سے کچھ کہا جسے میں سن نہ سکا اپنے باپ سے پوچھا کہ پیغمبرؐ نے کیا فرمایا تو انھوں نے بتایا کہ پیغمبرؐ نے یہ کہا کہ وہ سب قریش ہی سے ہوں گے"۔

(۲۰) عن جابر بن سمرہ قال سمعت رسول اللہ یقول لایزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا ثم تکلم النبی بکلمة خفیت علی فسالت ابی ماذا قال فقال قال کلھم من قریش۔
(صحیح مسلم جلد دوم ۱۱۹)

"جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے پیغمبرؐ خدا کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب تک ان مسلمانوں کے مولا اور پیشوا بارہ رہیں گے اس وقت تک ان لوگوں کا ایمان قائم رہے گا پھر آپ نے کوئی فقرہ کہا جسے میں سن نہ سکا میں نے اپنے باپ سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا سب کے سب قریش سے ہوں گے"۔

(۲۱) جابر بن سمرہ یقول سمعت رسول اللہ یقول لایزال الاسلام عزیز الیٰ اثنیٰ عشر خلیفة ثم قال کلمة لما افھمھا فقلت لابی ماذا قال فقال قال کلھم من قریش۔ (صحیح مسلم جلد دوم ۱۱۹)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک دین اسلام میں بارہ خلیفہ

رہیں گے اس وقت تک یہ عزیز اور غالب ہی رہے گا۔ پھر آپ نے کوئی جملہ کہا جسے میں سمجھا نہیں اپنے باپ سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ پیغمبرؐ نے کہا وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے"۔

(۲۲)عن عامر بن سعد بن ابی وقاص قال کتبت الیٰ جابر بن سمرة مع غلامی نافع ان اخبرنی بشی سمعته من رسول الله قال فاکتب الی سمعت رسول الله یوم جمعه عشیة رجم الاسلمی فقال لایزال الدین قائما حتیٰ تقوم الساعة اویکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم من قریش۔ (صحیح مسلم جلد دوم ۱۱۹)

"عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ کے ہاتھ خط لکھ کر بھیجا کہ آپ نے پیغمبرؐ سے کوئی حدیث سنی ہو تو مجھے بھی بتائیے۔ میرے خط کے جواب میں جابر نے لکھا کہ میں نے اس جمعہ کے شام کے وقت جس میں اسلمی سنگسار کیا گیا تھا پیغمبرؐ کو ارشاد فرماتے سنا یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک قیامت نہ آجائے یا جب تک اس میں بارہ خلیفہ نہ گزر جائیں جو سب کے سب قریش ہی سے ہوں گے"۔

(۲۳)قال من اطاعنی فقد اطاع [1] الله و من عصانی فقد عصا الله و من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصی امیری فقد عصانی۔ (صحیح مسلم جلد دوم ۱۲۴)

"حضرت سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"۔

---

[1]۔ پیشوائے اعظم فرقہ اہل سنت مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی لکھتے ہیں "سلموا علی علی بامرة المومنین علی علیہ السلام کے لئے مسلمانوں کی سرداری تسلیم کرو۔ اسمه امیر المومنین قال الله سماه و هکذا انزل علینا، امام محمد باقرؑ نے حضرت علی علیہ السلام کو امیر المومنینؑ کہا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ نام رکھا ہے اور اسی طرح ہم پر اتارا ہے۔ مترجم کہتا ہے حضرت علیؑ بیشک امیر المومنینؑ تھے۔ ایک بار میں نے جناب امیر کہہ کر آپ کو مراد لیا تو ایک سنی صاحب بگڑ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے شاید تم شیعہ ہو میں نے کہا در میں چہ شک میں بے شک شیعہ علی علیہ السلام ہوں اللہ ہم کو دنیا میں اسی گروہ میں رکھے اور آخرت میں بھی اسی گروہ میں حشر کرے۔ (انوار اللغۃ پارہ ۱ ۴۷)

---

(۲۴)فقال انکم ستلقون بعدی اثرة (۲)فاصبروا حتیٰ تلقونی علی الحوض۔ (صحیح مسلم جلد دوم ۱۲۷)

"تم میرے بعد دیکھو گے دوسرے لوگوں کو تم پر بلا استحقاق فضیلت دے دی جائے گی تو صبر کئے رہنا یہاں تک کہ حوض کوثر پر ہم سے آ کر ملو"۔

---

(۲)۔ پیغمبرؐ کی یہ حدیث کہ "تم میرے بعد دیکھو گے دوسرے لوگوں کو بلا استحقاق تم پر فضیلت دی جائے گی تو صبر کئے رہنا، صحیح بخاری میں بھی موجود ہے اور دیگر کتب احادیث میں بھی۔ یہ حدیث پیغمبرؐ کی پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی ہے اور آپ کی رسالت و صداقت کا بہترین ثبوت ہے سیدھی

سادی سی بات تھی مگر چونکہ اس حدیث سے آنچ آرہی تھی خلافت مآب افراد پر اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس حدیث پر حاشیہ چڑھایا جائے اور رخ دوسری طرف موڑنے کی سعی رائگاں کی جائے چنانچہ ایک عالم اہل سنت اس حدیث پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ ہو صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۲۷ اعلم ان خلافة النبوة ثلثین سنة کعهده فمعنی قوله بعدی ای بعد الثلاثین المذکورة و قد وقع ذالك من زمن یزید پیغمبرؐ کی خلافت کا ۳۰ برس کا زمانہ (یعنی خلفائے اربعہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کا عہد) مثل پیغمبرؐ ہی کے زمانے کے ہے لہٰذا آنحضرتؐ کے اس ارشاد کہ تم میرے بعد دیکھو گے میرے بعد سے مراد ۳۰ برس کے بعد کا زمانہ ہے۔ اور ایسا یزید کے زمانہ میں واقع ہوا" مطلب یہ ہوا کہ ۳۰ برس تک کسی کو بلا استحقاق فضیلت نہیں دی گئی۔ محشی صاحب یہ فرمائیں اور حضرت عمر یہ ارشاد فرماتے ہیں کانت بیعة ابی بکر فلتة ابوبکر کی بیعت چھین جھپٹ میں ہوگئی چھین جھپٹ میں جو فضیلت حاصل ہو جائے شاید استحقاق ہی کی وجہ سے ہوتی ہوگی؟ کون پوچھے ان بزرگوار سے مروان بن حکم جسے پیغمبرؐ نے مدینہ سے نکال باہر کیا تھا اسے مدینہ بلا کر وزارتِ عظمیٰ پر فائز کرنا، ملک آرمینیا کی فتح میں جتنا خمس حاصل ہو دے دینا، عبداللہ بن خالد بن امیہ کو تنگ دستی کے اظہار پر ۴ لاکھ درہم مسلمانوں کے مال سے عطا کر دینا، حکم بن ابی العاص جس پر پیغمبرؐ نے نام لے کر لعنت فرمائی تھی اس کو مقرب خاص بنانا ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو محروم کر کے ایک لاکھ درہم عطا کرنا، مروان کے بھائی حارث بن حکم کو گاؤں جاگیر میں لکھ دینا۔ وہ فدک جسے پیغمبرؐ اپنی پارۂ جگر فاطمہؑ کو ہبہ کر گئے تھے وہی فدک مروان بن حکم کی جاگیر بنا دینا۔ مدینہ کے اردگرد جتنی چراگاہیں تھیں ان میں سوا بنی امیہ کے کسی مسلمان کو وہاں مویشی لے جا کر چرانے کی اجازت نہ دینا۔ بنی امیہ کے ہر ہر فرد پر انعام و اکرام کی بارش یہ سب ۳۰ برس کی مدت کے اندر ہوئے تھے یا ۳۰ برس کے بعد اور استحقاق کی وجہ سے یا بلا استحقاق۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

مولوی وحید الزماں خاں صاحب حیدرآبادی تحریر فرماتے ہیں "اخشی حفده و اثرته مجھے ان کی نسبت ڈر ہے کہ وہ عزیزوں کی بہت پاسداری کرتے ہیں" بلا استحقاق ان کو دوسروں پر مقدم رکھتے ہیں"۔ "یہ حضرت عمر کا قول ہے انھوں نے حضرت عثمان کی نسبت اس وقت کہا جب لوگوں نے یہ ذکر کیا کہ آپ کے بعد عثمان خلیفہ ہوں تو بہتر ہے۔

سبحان اللہ حضرت عمر بھی کیا صائب الرائے سردار تھے جو اندیشہ انھوں نے حضرت عثمان کی نسبت بیان کیا تھا آخر اسی کا ظہور ہوا۔ حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں ساری حکومتیں اپنے عزیزوں کو دیں اس سے عام ناراضی پھیلی اور فتنہ عظیم ہوا۔ جس میں حضرت عثمان شہید ہوئے۔ (انوار اللغة پارہ ۱۰ ص ۹)

---

(۲۵) عن ابی جحیفه قال رایت رسول الله ابیض قد شاب کان الحسن بن علی یشبهه (صحیح مسلم جلد ۲ ص۲۵۹)

"ابو جحیفہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ خدا کی زیارت کی ہے آپ نورانی طلعت تھے، بڑھاپا آچلا تھا اور امام حسنؑ بن علی علیہ السلام آپ سے مشابہ ہیں"۔

(۲۶) عن سعید بن المسیب عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیه قال قال رسول الله لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی قال سعید فاحببت ان اشافه بها سعدا فلقیت سعدا فحدثته بما حدثنی به عامر فقال انا سمعته قلت انت سمعته قال فوضع اصبعیه علی اذنیه فقال نعم والا فاستکتا۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸)

"سعید بن مسیب سے روایت ہے انھوں نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے سنا انھوں نے اپنے باپ سعد بن

وقاص سے کہ رسالتمآبؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا اے علی علیہ السلام تم کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو موسیٰ سے ہارون کو تھی۔ سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ سعید اس حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ خود اس حدیث کو سعد سے رو در رو پوچھوں چنانچہ میں ان سے ملا اور ان سے اس حدیث کا تذکرہ کیا تو سعد نے جواب دیا کہ میں نے خود پیغمبرؐ سے اس حدیث کو سنا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے خود سنا ہے؟ سعید کہتے ہیں کہ میرے اس پوچھنے پر سعد نے اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں پر رکھیں اور کہا کہ ہاں میں نے خود سنا ہے ورنہ میرے یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں''۔

(۲۷) عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیه قال امیر معاویة بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعك ان تسب ابا تراب فقال اما ما ذکرت ثلاثا قالهن له رسول الله فلن اسبه لان تکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم سمعت رسول الله یقول له و قد خلفه فی بعض مغازیه فقال له علی یا رسول الله خلفتنی مع النساء والصبیان فقال له رسول الله اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبوة بعدی و سمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایة رجلا یحب الله و رسوله ویحبه الله و رسوله قال فتطاولنالها فقال ادعوا الی علیا فاتی به ارمد فبصق فی عینیه و دفع الرایة الیه ففتح الله علیه ولما نزلت هذه الایة ندع ابنائنا و ابنائکم دعا رسول الله علیا و فاطمة و حسنا و حسینا فقال اللهم هولاء اهلی۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸)

''سعد بن ابی وقاص صحابی پیغمبرؐ کے بیٹے عامر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ معاویہ نے میرے باپ سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا (کہ حضرت علی علیہ السلام کو برا کہیں جب انھوں نے انکار کیا تو) معاویہ نے کہا کیا چیز تمہیں روک رہی ہے علی علیہ السلام کو برا کہنے سے سعد نے جواب دیا کہ جب تک تین باتیں جو رسولؐ نے علی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمائی ہیں مجھے یاد رہیں گی میں ہرگز انھیں برا نہیں کہہ سکتا اگر ان تین باتوں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی:

(۱) میں نے خود پیغمبرؐ خدا کو حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ کسی جنگ میں تشریف لے جا رہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنی جگہ چھوڑے جا رہے تھے اور حضرت علیؑ نے کہا تھا یا رسولؐ اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں تو پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی سوا اس کہ نبوت کا سلسلہ میرے بعد ختم ہے۔

(۲) خیبر کے دن میں نے حضرت رسولؐ خدا کو ارشاد فرماتے سنا کہ میں ایسے مرد کو علم دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست

رکھتا ہے اور جسے خدا اور رسولؐ بھی دوست رکھتے ہیں۔اس پر ہم لوگوں نے دراز ہو ہو کر اپنے کو دکھانا شروع کیا مگر پیغمبرؐ نے فرمایا علی علیہ السلام کو بلاؤ علیؑ بلائے گئے درانحالیکہ انھیں آشوب چشم تھا آپ نے لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور انھیں علم لشکر مرحمت فرمایا اور خداوند عالم نے ان کے ہاتھوں پر فتح عنایت کی۔

(۳) جب آیہ ندع ابنائنا و ابنائکم نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ کو بلایا اور بارگاہِ الٰہی میں التجا کی کہ خداوندا یہی میرے اہل بیتؑ ہیں۔"

(۲۸) عن ابی ھریرة ان رسول اللہ قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایة رجلا یحب اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ قال عمر ابن الخطاب ما احببت الامارة الا یومئذٍ قال فتساورت لھا رجاء ان ادعیٰ لھا قال ۔فدعا رسول اللہ علی ابن ابی طالب فاعطاہ ایاہ و قال امش ولا تلتفت حتیٰ یفتح اللہ فسار علیؑ شیئا ثم وقف و لم یلتفت فصرخ یا رسول اللہ علی ماذا اقاتل الناس قال قاتلھم حتیٰ یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ فاذا فعلوا ذالك فقد منعوا منك دماء ھم و اموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ۔(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۹)

"جناب ابوہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے خیبر کے دن ارشاد فرمایا ہر آئینہ میں یہ علم ایسے مرد کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے خداوند عالم اس کے ہاتھوں پر یہ قلعہ خیبر فتح کردے گا۔پیغمبرؐ کے اس ارشاد کو سن کر حضرت عمر نے کہا میں نے حکومت وسرداری کی کبھی خواہش نہیں کی سوا اس دن کے حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے اس کے لئے بلندی پر چڑھ کر رسولؐ اللہ کو دکھانا شروع کیا اس امید میں کہ اس علم کے لئے میں پکارا جاؤں گا۔مگر پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور انھیں وہ علم مرحمت فرمایا اور حضرت علی علیہ السلام سے کہا جاؤ اور مڑنا نہیں یہاں تک کہ خدا تمہارے ہاتھوں میں اس قلعہ کو فتح کردے حضرت علی علیہ السلام تھوڑی دور چلے پھر رک گئے مگر آپ مڑے نہیں (جیسا کہ پیغمبرؐ نے منع فرمایا تھا) اور بلند آواز سے پیغمبرؐ سے پوچھا یا رسولؐ اللہ کس بات پر میں ان سے جنگ کروں؟ رسولؐ نے فرمایا ان سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ یہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار نہ کرلیں۔انھوں نے اگر یہ اقرار کرلیا تو اپنی جانیں بھی بچالیں اور مالوں کو بھی محفوظ کرلیا سوا اس کے کہ ان کے مال میں خدا کا جو حساب نکلے گا زکوٰة وغیرہ تو لیا جائے گا ورنہ نہیں"۔

(۲۹) سھل بن سعد ان رسول اللہ قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایة رجلاً یفتح اللہ علیٰ یدیہ یحب اللہ و رسولہ و یحب اللہ و رسولہ قال فبات الناس یدو کون لیلتھم ایھم یعطاھا قال فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ کلھم یرجوان یعطاھا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ھو یا رسول اللہ

یشتکی عینیه قال فارسلوا الیه فاتی به فبصق رسول الله فی عینیه ودعا له فبرء حتیٰ کان لم یکن به وجع فاعطاه الرایة فقال علی یا رسول الله اقاتلهم حتیٰ یکونوا مثلنا قال انفذ علیٰ رسلك حتیٰ تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام و اخبرهم بما یجب علیهم من حق الله فو الله لان یهدی الله بك رجلا واحدا اخیرلك من ان یکون لك حمر النعم (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۷۹)

"سہل بن سعد سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے خیبر کے روز فرمایا میں یہ علم اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر خداوندعالم اس قلعہ خیبر کو فتح کردے گا وہ شخص خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ بھی اسے دوست رکھتے ہیں۔ پیغمبرؐ کے اس ارشاد پر رات بھر لوگ غلطاں و پیچاں رہے کہ دیکھیں یہ علم کس کو ملتا ہے۔ سعد کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو سب کے سب رسولؐ کی خدمت میں دوڑے آئے ہر ایک کو امید تھی کہ یہ علم ہمیں دیا جائے گا مگر رسالتمآبؐ نے پوچھا علی علیہ السلام کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں آں حضرتؐ نے فرمایا ان کے پاس کسی کو بھیجو کہ ان کو بلا لائے۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام بلائے گئے۔ آنحضرتؐ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور آپ بالکل اچھے ہو گئے۔ معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر آپ نے انھیں علم عنایت فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں؟ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم جاؤ ان کے سامنے پہنچو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ ان پر خدا کے کیا کیا حقوق واجب ہیں خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کی بھی خداوندعالم نے ہدایت کر دی تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوگا۔"

(۳۰) یزید بن حبان قال انطلقت انا وحصین بن سمرة و عمر بن مسلم الیٰ زید بن ارقم فلما جلسنا الیه قال له حصین لقد لقیت یا زید خیرا کثیرا رایت رسول الله و سمعت حدیثه و غزوت معه و صلیت خلفه لقد لقیت یا زید خیرا کثیرا حدثنا یا زید ما سمعت من رسول الله قال یا بن اخی والله لقد کبرت سنی و قدم عهدی و نسیت بعض الذی کنت اعی من رسول الله فما حدثتکم فاقبلوه وما لا فلا تکلفونیه ثم قال قام رسول الله یوما فینا خطیبا بماءٍ یدعی خما بین مکة والمدینة فحمد لله و اثنی علیه ووعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایها الناس فانما انا بشر یوشك ان یاتی رسول ربی فاجیب و انا تارك فیکم ثقلین احدهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذو ابکتاب الله واستمسکوا به فحث علیٰ کتاب الله ورغب فیه ثم قال واهلبیتی اذکرکم الله فی اهلبیتی اذکرکم الله فی اهلبیتی (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۹)

"یزید بن حبان کہتے ہیں کہ میں اور حصین بن سمرہ اور عمر بن مسلم زید بن ارقم بوڑھے صحابی پیغمبرؐ کی خدمت میں گئے

جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے کہا اے زید آپ نے تو خیر کثیر حاصل فرمایا ہے، آپ نے رسولؐ کی زیارت فرمائی ہے۔ آں حضرتؐ کی زبان سے حدیثیں سنی ہیں ان کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوئے ہیں۔ آں حضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے کوئی شک نہیں کہ آپ نے خیر کثیر پایا۔ اے زید! آپ نے رسولؐ کی زبانی ۔۔۔ جو حدیثیں سنی ہیں ہم سے بھی بیان کیجئے۔ زید نے کہا بھائی کے بیٹے! خدا کی قسم میں بہت بوڑھا ہو گیا زمانہ بھی بہت ہو گیا جتنی باتیں رسولؐ سے سن کر میں نے یاد کر رکھی تھیں ان میں سے بہت سی بھول بھی گیا۔ لہٰذا جو حدیث تم سے بیان کر دوں اس کو تو تم قبول کر لینا اور جو نہ بیان کر سکوں تو اس کی تکلیف نہ دینا، پھر زید نے کہا کہ رسولؐ اللہ ایک مرتبہ ایک چشمہ پر جو خم کے نام سے پکارا جاتا ہے اور مکہ و مدینہ کے بیچوں بیچ واقع ہے خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے۔ آپ نے پہلے حمد و ثناء الٰہی فرمائی اور وعظ و نصیحت فرمایا پھر ارشاد فرمایا اے لوگو! میں بھی بشر ہوں، قریب ہے کہ خداوند عالم کا پیغامبر میرے پاس خدا کا پیغام لے کر آئے اور مجھے لبیک کہنی پڑے۔ دیکھو میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک تو کتاب الٰہی ہے جس میں تمہارے لئے ہدایت بھی ہے اور روشنی بھی لہٰذا کتاب خدا کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور اس سے تمسک اختیار کرو۔ پھر آپ نے کتاب الٰہیٰ کی اتباع پر لوگوں کو آمادہ کیا اور اس میں رغبت دلائی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اور دوسری چیز میرے عترت و اہل بیتؑ ہیں۔ میں اپنے اہل بیتؑ کے بارے میں تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔"

(۳۱) عن یزید بن حبان عن زید بن ارقم قال دخلنا علیه فقلنا له لقد رایت خیرا لقد صاحبت رسول الله وصلیت خلفه و ساق الحدیث نحو حدیث ابی حبان غیر انه قال الا و انی تارك فیکم الثقلین: احدهما کتاب الله هو حبل الله من اتبعه کان علی الهدی و من ترکه کان علی الضلالة و فیه فقلنا من اهل بیته نسأه؟ قال لا ایم الله المرأة تکون مع الرجل العصر من الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها وقومها اهل بیته اصله وعصبته الذین حرموا الصدقه بعده۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۸۰)

"یزید بن حبان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم لوگ زید بن ارقم کے پاس گئے ہم نے ان سے کہا آپ نے بہت بھلائی دیکھی ہے آپ پیغمبرؐ کی صحبت میں رہے ہیں پیغمبرؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ جو باتیں اوپر کی حدیث میں گذریں وہی باتیں اس حدیث میں بھی زید نے بیان کیں البتہ اس دوسری حدیث میں یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا دیکھو میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا جو خدا کی رسی ہے جس نے اس کا اتباع کیا وہ ہدایت پر رہا اور جس نے اسے چھوڑا وہ ضلالت میں پڑا اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہم نے زید بن ارقم سے پوچھا پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کون ہیں؟ بیویاں؟ زید بن ارقم نے کہا نہیں خدا کی قسم نہیں۔ عورت تو اپنے مرد کے ساتھ تھوڑے زمانہ تک رہتی ہے پھر شوہر طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے

باپ کے پاس اور اپنے خاندان والوں میں پلٹ جاتی ہے۔ (لہذا بیوی کہاں سے اہل بیت ہوئی) آپ کے اہل بیتؑ تو وہ ہیں جو آپ کی اہل اور آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا"۔

(۳۲)فقال سهل ما كان لعلي اسم احب اليه من ابي التراب و ان كان ليفرح اذا دعي بها فقال له اخبرنا عن قصته لم سمي ابو تراب قال جاء رسول الله بيت فاطمة فلم يجد عليا في البيت۔۔۔فقال رسول الله لانسان انظر اين هو فجاء فقال يا رسول الله هو في المسجد راقد فجاءه رسول الله و هو مضطجع قد سقط رداءه عن شقه فاصابه تراب فجعل رسول الله يمسح عنه و يقول قم ابا التراب قم ابا التراب۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۸۰)

"سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حاکم مدینہ نے انھیں بلا کر حکم دیا کہ علی علیہ السلام کو برا کہو سہل نے انکار کیا تو حاکم مدینہ نے کہا اچھا علی علیہ السلام نہ سہی ابوتراب کہہ کر برا کہو سہل نے جواب دیا علی علیہ السلام کو ابوتراب سے بڑھ کر تو کوئی نام محبوب تھا ہی نہیں۔ابوتراب کہہ کر پکارے جانے پر بہت خوش ہوتے۔حاکم مدینہ نے کہا اس کا واقعہ کیا ہے ہمیں بھی بتاؤ۔سہل نے بتایا کہ ایک مرتبہ پیغمبرؐ خدا خانہ جناب سیدہؑ پر تشریف لائے۔حضرت علی علیہ السلام موجود نہ تھے آپ نے ایک شخص سے کہا ذرا جا کر دیکھو کہ علی علیہ السلام کہاں ہیں، وہ شخص واپس آیا اور اس نے آ کر کہا یا رسولؐ اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔رسولؐ اللہ مسجد میں پہنچے حضرت علی علیہ السلام مسجد میں سو رہے تھے اور آپ کی چادر جسم سے ہٹ گئی تھی اور جسم میں مٹی لگ گئی تھی۔رسولؐ اللہ علی علیہ السلام کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور کہتے جاتے تھے اٹھوائے ابوترابؑ۔اٹھوائے ابوترابؑ۔"

(۳۳)قالت عائشة خرج النبي غداة و عليه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علي فادخله ثم جاء الحسين فدخل معه ثم جاء فاطمة فادخلها ثم جاء علي فادخله ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۸۳)

"جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ پیغمبرؐ خدا ایک روز سیاہ بالوں کی منقش چادر اوڑھے باہر سے تشریف لائے۔پس حسنؑ بن علی علیہ السلام آئے۔پیغمبرؐ نے انھیں اپنی چادر میں لے لیا۔پھر حسینؑ آ گئے وہ بھی چادر میں داخل ہو گئے۔پھر فاطمہؑ آئیں پیغمبرؐ نے انھیں بھی چادر میں لے لیا۔پھر علی علیہ السلام آئے آپ نے ان کو بھی چادر میں لے لیا۔اور یہ آیت تطہیر تلاوت فرمائی۔اے پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ خدا تو بس یہی چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے۔"

(۳۴)فاطمة بضعة مني يوذيني ما اذاها۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۹۰)

"حضرت سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا فاطمہؑ میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو چیز اسے اذیت دیتی ہے وہی مجھے بھی

اذیت دیتی ہے"۔

(۳۵)عن عائشة قالت کن ازواج النبی عنده لم یغادر منهن واحدة فاقبلت فاطمة تمشی ما تخفیٰ مشیتها عن مشیة رسول الله شیئا فلما راها رحب بها فقال مرحبا یا بنتی ثم اجلسها عن یمینه او عن شماله ثم سارها فبکت بکاءً شدیداً فلما رای جزعها سارها الثانیة فضحکت فقلت لها خصك رسول الله من بین نسائه بالسرار ثم انت تبکین فلما قال رسول الله سالتها ما قال لك رسول الله قالت ما کنت افشی علی رسول الله سره قالت فلما توفی رسول الله قلت عزمت علیك بما لی علیك من الحق لما حدثنی ما قال لك رسول الله فقالت اما الأن فنعم اما حین سارنی المرة الاولیٰ فاخبرنی ان جبریل کان یعارضه القراٰن فی کل سنة مرة او مرتین و انه عارضنی الأن مرتین و انی لاری الاجل الاقد اقترب فاتقی الله و اصبری فانه نعم السلف انالك قالت فبکیت بکاءی الذی رأیت فلما رای جزعی سارنی الثانیة فقال یا فاطمة اماترضین ان تکونی سیدة نساء المؤمنین او سیدة نساء هٰذه الامة قالت فضحکت ضحکی الذی رأیت۔(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۹۰ و ص ۲۹۱)

"جناب عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم سب پیغمبرؐ کی بیویاں آں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھیں ہم میں سے کوئی رسولؐ سے جدا نہیں ہوتا تھا کہ اتنے میں فاطمہؑ آتی دکھائی دیں ان کی چال رسولؐ کی چال سے چھپتی نہیں تھی (یعنی آپ کی رفتار ہو بہو رسولؐ کی رفتار تھی) جب آنحضرتؐ نے سیدہ کو آتے دیکھا تو خوش آمدید کہی اور انھیں اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا پھر آں حضرتؐ نے فاطمہؑ کے کانوں میں کوئی بات کہی اس پر فاطمہؑ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں جب آں حضرتؐ نے فاطمہؑ کی بے چینی دیکھی تو پھر دوبارہ سرگوشی کی اس پر فاطمہؑ خوش ہو کر ہنسنے لگیں میں نے فاطمہؑ سے کہا رسولؐ اللہ نے ہم سب میں تمہیں خصوصیت کے ساتھ یہ شرف عنایت فرمایا کہ تمہارے ساتھ سرگوشی کی اور تم روتی ہو! جب رسولؐ اللہ اٹھ گئے تو میں نے فاطمہؑ سے پوچھا رسولؐ نے کیا سرگوشی کی تھی۔ فاطمہؑ نے کہا میں رسولؐ کا راز نہیں کھول سکتی۔ عائشہ کہتی ہیں کہ جب رسولؐ کا انتقال ہو گیا تو میں نے فاطمہؑ سے کہا کہ تم پر میرا جو حق ہے اس حق کی تمہیں قسم دیتی ہوں کہ بتاؤ پیغمبرؐ نے تم سے کیا سرگوشی کی تھی۔ تمہارے کانوں میں کیا کہا تھا۔ فاطمہؑ نے کہا اب جب پیغمبرؐ انتقال فرما چکے ہیں تو میں بتائے دیتی ہوں پہلی مرتبہ جب آں حضرتؐ نے سرگوشی فرمائی تو آپ نے مجھے بتایا کہ جبریل ہر سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ مجھ سے قرآن کا دورہ کیا کرتے تھے اور اس وقت انھوں نے دو مرتبہ دورہ کیا ہے۔ میرا تو خیال یہی ہے کہ دنیا سے رخصت کا وقت قریب آگیا ہے لہٰذا اے فاطمہؑ پرہیزگاری پر قائم رہنا اور صبر کو ہاتھ سے جانے نہ دینا کہ میں تمہارا بہترین پیشرو ہوں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا رسولؐ کے اسی خبر دینے سے میں روئی تھی۔ جب

آنحضرتؐ نے میری بے قراری بے چینی دیکھی تو پھر دوبارہ سرگوشی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومنین کی عورتوں کی سردار ہو یا امت کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔ اسی پر میں خوش ہو کر ہنس پڑی تھی جیسا کہ تم نے دیکھا تھا"۔

(۳۶) عن ام سلمہ ان رسول اللہ قال لعمار تقتلك (۱) الفئة الباغية۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۹۵)

"جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ آں حضرتؐ نے جناب عمار سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا"۔

(۳۷) عن عائشة قالت ما شبع اٰل محمد منذ قدم المدینة من طعام بر ثلث لیال حتیٰ قبض۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۰۹)

"جناب عائشہ سے روایت ہے کہ جس دن سے پیغمبرؐ مدینہ آکر تشریف فرما ہوئے آپ کی رحلت تک آل محمد نے گیہوں کی غذا تین شبانہ روز پے در پے پیٹ بھر کے نہیں کھائی"۔

(۳۸) عن عائشة قالت ما شبع و اٰل محمد من خبز شعیر یومین متتابعین حتیٰ قبض رسول اللہ۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۰۹)

"جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ پیغمبرؐ کے انتقال کے دن تک آل محمدؐ نے جو کی روٹیاں بھی دو دن مسلسل پیٹ بھر کے نہیں کھائیں"۔

(۳۹) عن طارق بن شہاب ان الیہود (۲) قالوا العمر انکم تقرؤن اٰیة لو نزلت فینا لاتخذنا ذٰلك الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت و ای یوم انزلت و این رسول اللہ حیث انزلت انزلت بعرفة و رسول اللہ واقف بعرفه۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۱۹)

"طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ یہودیوں میں سے ایک شخص نے حضرت عمر سے کہا آپ لوگ قرآن مجید

۱: معلوم ہوا کہ معاویہ گروہ باغی تھا جو امام برحق سے منحرف ہو گیا تھا اسی کے ہاتھ حضرت عمار شہید ہوئے۔ (انوار اللغۃ پارہ ۲۵ ص ۵۸)

۲: یہی حدیث صحیح بخاری پارہ ۱ ص ۵۵ میں بھی موجود ہے چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری اس حدیث کی شرح میں اسی صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کان ذالك فی حجة الوداع التی اخر عھد البعثت یہ آیت حجۃ الوداع میں نازل ہوئی جو عہد رسالتمآبؐ کا آخری حج تھا"۔ حجۃ الوداع ۱۰ ہجری کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسولؐ خدا آخری حج سے فارغ ہو کر مدینہ کو آرہے تھے کہ ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خم میں تاکیداً یہ حکم نازل ہوا کہ لوگوں سے نہ ڈرو اور جو حکم ہم نے دیا ہے لوگوں تک پہنچا دو حضرتؐ نے وہیں حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ میں جس کا حاکم اور پیشوا ہوں اب علیؑ بھی اس کے حاکم اور پیشوا ہیں اس پر لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو خلافت کی مبارکباد دی حضرت عمر نے بھی کہا اے علی علیہ السلام مبارک ہو کہ تم ہمارے اور ہر مومن و مومنہ کے پیشوا مقرر کر دیئے گئے، جب یہ سب ہو چکا تو جناب جبرئیلؑ یہ آیت الیوم اکملت لکم لے کر نازل ہوئے۔ (تفسیر در منثور جلد ۲ ص ۲۰۹) چونکہ حضرت عمر نے بھی حضرت کو خلافت کی مبارکباد دی تھی اس لئے اس یہودی سے کہا "ہم خوب جانتے ہیں کہ کہاں اور کس دن نازل ہوئی"۔

میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں جو اگر ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو جس روز وہ نازل ہوئی ہے عید قرار دیتے، حضرت عمر نے کہا ہاں ہم اس آیت کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کس دن نازل ہوئی اور جس وقت نازل ہوئی تو اس وقت رسولؐ اللہ کہاں تھے وہ آیت عرفہ میں نازل ہوئی اور رسولؐ اللہ عرفہ میں کھڑے تھے“۔

تیسری فصل

جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ کی حدیثیں (۱)

(۱)ابو الصلت الهروی ثنا علی ابن موسی الرضا عن ابیه عن جعفر بن محمد عن ابیه عن علی ابن الحسین عن ابیه عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول ﷺ الله الایمان معرفة بالقلب و قول باللسان و عمل بالارکان قال ابو الصلت لو قرئ هذه الاسناد علی مجنون لبرأ ۔(سنن ابن ماجہ ۸)

”ابوالصلت ہروی ناقل ہیں کہ مجھ سے امام رضاؑ نے بیان کیا انھوں نے اپنے پدر بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا۔انھوں نے اپنے پدرِ بزرگوار امام جعفر صادق علیہ السلام سے انھوں نے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؑ سے انھوں نے اپنے پدرنامدار امام زین العابدینؑ سے انھوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین علیہ السلام سے انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہ حضرت سرورکائناتؐ نے ارشاد فرمایا ایمان دلی معرفت زبانی اقرار اور اعضاو جوارح کے ساتھ عمل بجالانے کا نام ہے۔ابوالصلت کہتے ہیں کہ اگر یہ سلسلہ اسناد کسی دیوانے پر پڑھ دیئے جائیں تو وہ یقینی صحتیاب ہو جائے“۔

(۲)عن علی قال قال لی رسول ﷺ الله یا علی احب لك ما احب لنفسی و اکره لك ما اکره لنفسی ۔(جامع ترمذی جلد اول ۳۸)

”حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسالتمآبؐ نے فرمایا اے علی علیہ السلام میں تمہارے لئے بھی وہی باتیں پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے اور تمہارے لئے بھی وہی باتیں مجھے ناپسند ہیں جنہیں میں خود اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔“

(۳)عن کعب بن عجرة قال قلنا یا رسول ﷺ الله هذا السلم علیك قد علمنا فکیف الصلوة

۱: لہ۔ **ضروری تنبیہ** چونکہ صحاح ستہ میں صحیح بخاری وصحیح مسلم بہت زیادہ اہمیت کی حامل سمجھی جاتی ہیں اور باقی صحاح سے ان کا درجہ بڑھا ہوا ہے اس لئے ان کی حدیثیں علیحدہ علیحدہ درج کی گئی تا کہ جس طرح حضرات اہل سنت ان دونوں کی حدیثوں کو امتیازی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ثقل اکبر میں بھی ان حدیثوں کی امتیازی حیثیت باقی رہے۔طوالت کے خوف سے اب ہم باقی صحاح ستہ کی حدیثیں ایک ساتھ ذکر کر رہے ہیں ۱۲۔

علیك قال قولوا اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم انك حمید مجید و بارك علیٰ محمد و اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم انك حمید مجید۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۹ ص ۳۰۵، پارہ ۲۶ ص ۵۲۶، ترمذی ۶۶ و ۳۹۵ سنن نسائی جلد ۱ ص ۱۸۹، سنن ابن ماجہ ص ۶۵)

''کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ ہم نے پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں عرض کی یا رسولؐ اللہ! ہمیں کیونکر آپ کو سلام کرنا چاہئیے یہ تو ہمیں معلوم ہے لیکن یہ ارشاد ہو کہ ہم آپ پر درود کیونکر بھیجا کریں۔ آپ نے فرمایا یوں کہا کرو اللھم الخ خداوندا اپنی رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر جیسا کہ تو نے جناب ابراہیمؑ پر اپنی رحمت نازل کی۔ بیشک تو تعریف کیا ہوا اور بزرگیوں والا ہے خداوندا برکت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل کی جناب ابراہیمؑ پر بے شک تو تعریف کیا ہوا اور بزرگیوں والا ہے''۔

(۴) عن البراء ان النبی ﷺ بعث جیشین و امر علی احدھما علی بن ابی طالب و علی الاٰخر خالد بن الولید و قال اذا کان القتال فعلی قال فافتتح علی حصینا فاخذ منہ جاریۃ فکتب معی خالد الی النبی یشئی فقدمت علی النبی فقرا الکتاب فتغیر لونہ ثم قال ما تریٰ فی رجل یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ قلت اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ انما انا رسول فسکت۔ (جامع ترمذی ۲۱۵ و ۴۶۱)

''براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت سرورکائناتؐ نے دو لشکر روانہ کئے ایک کا سردار حضرت علی علیہ السلام کو مقرر کیا دوسرے کا خالد بن ولید کو اور ارشاد فرمایا کہ جب جنگ چھڑ جائے تو دونوں لشکر کے سردار علی علیہ السلام ہی ہوں گے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک قلعہ فتح کیا اور مال غنیمت سے ایک کنیز اپنے لئے لے لی۔ خالد نے حضرت سرورکائناتؐ کی خدمت میں میرے ہاتھوں شکایتی خط لکھ کر بھیجا میں خط لے کر خدمت رسالت میں حاضر ہوا آنحضرتؐ نے وہ خط ملاحظہ فرمایا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتا ہو اور وہ بھی خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہو اس کے متعلق تم کیسا خیال رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی میں خدا اور اس کے رسولؐ کے غضب سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں حضور میں تو پیامبر ہوں یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے''۔

(۵) عن جابر بن سمرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یکون من بعدی اثنا عشر امیر قال ثم تکلم بشئی لم افھمہ فسالت الذی یلینی فقال قال کلھم من قریش۔

(صحیح بخاری پارہ ۲۹ ص ۲۲۸، صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۱۹، جامع ترمذی ۲۷۹)

''جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ حضرت سرورکائناتؐ نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپ نے کوئی

بات کہی جسے میں سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے پاس والے سے پوچھا کہ حضرت نے کیا فرمایا اس نے بتایا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا ہے وہ بارہ امیر سب کے سب قریش سے ہوں گے“۔

(۶) لایزال ھٰذا الدین قائماً حتیٰ یکون علیکم اثنا عشر خلیفة ۔(سنن ابی داؤد جلد ۲ ۲۱۰)

”یہ دین اس وقت تک استوار رہے گا جب تک تم پر بارہ خلیفہ حاکم ہوتے رہیں گے“۔

(۷) عن علی ابن ابی طالب انه قال یا رسول الله ارایت ان ولدلی بعدك اسمیه محمد او کنیه بکنیتك قال نعم فکانت رخصة لی ۔(ترمذی ۲۴۱؁)

”حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سرورکائنات سے عرض کیا حضورؐ اگر آپ کے بعد میرے کوئی فرزند پیدا ہو تو اس کا نام اور اس کی کنیت حضور کے نام و کنیت پر رکھوں؟ آپ نے فرمایا ہاں ۔ چنانچہ مجھے خاص پر اجازت تھی“۔

(۸) عن عامر بن سعد عن ابیه قال لما نزلت هٰذه الایة ندع ابنائنا و ابناء کم و نسأنا و نسائکم الأیة دعا رسول الله علیاً و فاطمه و حسناً و حسیناً فقال اللهم هولاء اهلی ۔(صحیح بخاری پارہ ۱۷ ۷۷، صحیح مسلم جلد ۲ ۲۷۸؁، جامع ترمذی ۴۶۱؁)

”عامر اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیۃ ندع ابنائنا و ابناء کم و نسائنا و نسائکم نازل ہوئی تو حضرت سرورکائناتؐ نے حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور ارشاد فرمایا خداوندا بس یہی میرے اہل ہیں“۔

(۹) عن عمرو بن ابی سلمه ربیبه النبی قال لما نزلت هٰذه الأیة علی النبی انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیراً فی بیت ام سلمه فدعا فاطمة و حسنا و حسینا فجللهم بکساء و علی خلف ظهره فجلله بکساء ثم قال اللهم هٰؤلاء اهلبیتی فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیراً قالت ام سلمه و انا معهم یا نبی الله قال انت مکانت و انت علی الخیر ۔

(جامع ترمذی ۳۹۳؁ و ۴۹۷؁ و ۴۷۶؁)

”عمرو بن ابی سلمہ پروردہ پیغمبرؐ خدا سے روایت ہے کہ آیہ انما الخ (اے اہلبیتؑ پیغمبرؐ خدا کا اس کے سوا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ تمہیں ایسا پاک و پاکیزہ کرے جیسا کہ پاکیزہ کرنے کا حق ہے) جناب ام سلمہ کے گھر میں پیغمبرؐ پر نازل ہوئی تو آں حضرتؐ نے جناب فاطمہ حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور انہیں چادر اڑھائی حضرت علی علیہ السلام پیغمبرؐ کے پیچھے تھے ان کو بھی چادر اڑھادی پھر ارشاد فرمایا خداوندا یہی میرے اہل بیتؑ ہیں ان سے ہر گندگی و نجاست دور کر اور انہیں ایسا پاک و پاکیزہ کر جیسا کہ پاک و

پاکیزہ کرنے کا حق ہے جناب ام سلمہ نے عرض کی میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوں یارسول اللہ! آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا تم اپنی جگہ پر رہو بے شک تم بھلائی پر ہو"۔

(۱۰)عن انس بن مالك ان رسول الله كان يمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج لصلوٰة الفجر يقول الصلوٰة يا اهل البيت انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيراً۔ (جامع ترمذی ۳۹۳ سنن نسائی جلد ۱ ۲۳۹)

"انس ابن مالک صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ چھ مہینے تک پیغمبرؐ خدا کا یہ دستور رہا کہ جب آپ نماز صبح کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تو جناب سیدہ کے دروازے پر سے ہو کر گزرتے اور ارشاد فرماتے اے اہل بیتؑ خدا بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو علیحدہ رکھے اور تمہیں ایسا پاک و پاکیزہ کرے جیسا پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے"۔

(۱۱)قال رحم الله عليا اللهم ادر الحق معه حيث دار۔ (جامع ترمذی ۴۶۰)

"آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا خدا رحمت نازل کرے علی علیہ السلام پر خداوندا تو حق کو ادھر گردش دے جدھر علی علیہ السلام گردش کریں"۔

(۱۲)عن عمران بن حصين قال بعث رسول الله جيشا واستعمل عليهم على ابن ابى طالب فمضى فى السرية فاصاب جارية فانكروا عليه و تعاقد اربعة من اصحاب رسول الله فقالوا اذا لقينا رسول الله اخبرناه بما صنع على و كان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول الله فسلموا عليه ثم انصرفوا الى رحالهم فلما قدمت السرية سلموا على النبى فقام احد الاربعة فقال يا رسول الله الم تر الى على ابن ابى طالب صنع كذا و كذا فاعرض عنه رسول الله ثم قام الثانى فقال مثل مقالته۔ فاعرض عنه ثم قام اليه الثالث فقال مثل مقالته فاعرض عنه ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل اليه رسول الله والغضب يعرف فى وجهه فقال ما تريدون من على ما تريدون من على ما تريدون من على ان عليا منى و انا منه و هو ولى كل مومن من بعدى۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۷ ۶۳۱ جامع ترمذی ۴۶۰)

"عمران بن حصین سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے ایک لشکر روانہ کیا اور اس کا سردار علی علیہ السلام بن ابی طالب علیہ السلام کو مقرر کیا آپ فوج کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ آپ نے ایک کنیز حاصل کی لوگوں نے اس بات کو ناپسند کیا اور صحابہ پیغمبرؐ سے چار شخصوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ جب پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو علی علیہ السلام کی اس حرکت سے انھیں آگاہ کریں گے۔ مسلمانوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب سفر سے پلٹتے تو سب سے پہلے پیغمبرؐ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوتے اس کے بعد اپنے اپنے گھروں کو جاتے۔ جب یہ لشکر پلٹ کر آیا تو حسب دستور مسلمان لشکری پیغمبرؐ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ جن چار شخصوں نے

آپس میں علی علیہ السلام کی شکایت کرنے کے متعلق معاہدہ کیا تھا ان میں سے ایک اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ علی علیہ السلام کو نہیں دیکھتے کہ انھوں نے ایسا ایسا کیا آں حضرتؐ نے یہ سن کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا شخص اٹھا اس نے بھی وہی وہی بات دہرائی اور اس مرتبہ بھی آں حضرتؐ نے منہ پھیر لیا۔ پھر تیسرا اٹھا اس نے بھی پہلے دونوں کی طرح شکایت کی اس مرتبہ بھی آں حضرتؐ نے منہ پھیر لیا۔ چوتھا اٹھا اس نے بھی اسی طرح شکایت کی۔ اس مرتبہ رسولؐ مڑے اور برہمی کے آثار آپ کے چہرے سے ہویدا تھے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ علی علیہ السلام کے متعلق کیا چاہتے ہو علی علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا ارادہ ہے۔ علی علیہ السلام کے متعلق تم کیا خیال کرتے ہو یقیناً علی علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں علی علیہ السلام سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے حاکم ہیں"۔

(۱۳) قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ (جامع ترمذی ۴۶۰؁)

"حضرت رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولا و آقا ہوں علی علیہ السلام بھی اس کے مولا و آقا ہیں"۔

(۱۴) عن البراء بن عازب قال اقبلنا مع رسول اللہ فی حجۃ التی حج فنزل فی بعض الطریق فامر الصلوٰۃ جامعۃ فاخذبید علی فقال الست اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالوا بلیٰ قال فھذا ولی من انا مولاہ اللھم وال من والاہ اللھم عاد من عاداہ۔ (سنن ابن ماجہ ۱۲؁ فضائل النسائی ۴؁)

"براء بن عازب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پیغمبرؐ کی معیت میں حج سے فارغ ہو کر واپس ہوتے آں حضرتؐ راستہ میں ایک مقام پر ٹھہر گئے اور آپ نے نماز جماعت کا اعلان فرمایا بعد نماز حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور لوگوں سے خطاب کر کے کہا کیا میں تمام مومنین کی جانوں پر ان سے زیادہ مالک و متصرف نہیں ہوں؟ لوگوں نے کہا بیشک، پھر آپ نے پوچھا کیا میں ہر مومن کی جان پر اس سے زیادہ حکومت و اختیار نہیں رکھتا؟ لوگوں نے کہا بے شک آپ زیادہ مالک و حاکم ہیں۔ آپ نے فرمایا تو جس کا میں مالک و حاکم ہوں علی علیہ السلام بھی اس کے حاکم ہیں خداوندا تو دوست رکھ اسے جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھے"۔

(۱۵) قال حدثنا علی ابن ابی طالب بالرحبۃ فقال لما کان یوم الحدیبیۃ خرج الینا ناس من المشرکین فیھم سھیل بن عمرو و اناس من رؤساء المشرکین فقالوا یا رسول اللہ خرج الیک ناس من ابناءنا و اخواننا وارقائنا و لیس لھم فقہ فی الدین و انما خرجوا فرارا من اموالنا و ضیاعنا فارد دھم الینا فان لم یکن لھم فقہ فی الدین سنفقھم فقال النبی ﷺ یا معشر قریش لتنتھن او لیبعثن اللہ علیکم من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن اللہ قلوبھم علی الایمان قالوا من ھو یا رسول اللہ فقال لہ ابوبکر من ھو یا رسول اللہ وقال عمر من ھو یا رسول اللہ قال ھو خاصف النعل و

کان اعطی علیا نعله یخصفها ثم التفت الینا فقال ان رسول الله قال من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعده من النار۔ (جامع ترمذی ۲۶۰ ؁ھ خصائص نسائی ۸ و ۱۴)

''حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے میدان رحبہ میں بہ سلسلہ تقریر ارشاد فرمایا کہ غزوہ حدیبیہ کے موقع پر مشرکین سے چند افراد ہم لوگوں کے پاس آئے جن میں سہیل بن عمرو بھی تھا اور چند سربرآوردہ مشرکین تھے۔ ان لوگوں نے پیغمبرؐ سے کہا یا حضرت آپ کے پاس ہمارے فرزندوں، بھائیوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ بھاگ کر آگئے ہیں اور وہ دین ومذہب کی کوئی سوجھ بوجھ نہیں رکھتے وہ صرف ہماری جائداد و املاک سے بھاگ کر آگئے ہیں انھیں ہمیں واپس دے دیجئے اگر یہ لوگ مذہبی معاملات کی سمجھ نہیں رکھتے تو ہم انھیں لے جا کر اچھی طرح سمجھالیں گے اس پر آں حضرتؐ نے فرمایا اے گروہ قریش اپنی حرکتوں سے باز آؤ ورنہ خداوند عالم تمہاری طرف ایسے شخص کو روانہ کرے گا جو تمہاری گردن مارے گا جس کے دل کو ایمان کے معاملہ میں خدا نے اچھی طرح جانچ لیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے حضورؐ؟ حضرت ابوبکر نے کہا وہ کون ہے یا حضرتؐ؟ حضرت عمر نے پوچھا وہ کون ہے حضورؐ؟ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ جوتیوں کا ٹانکنے والا۔ آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو اپنی جوتیاں دی تھیں کہ اس میں ٹانکے لگادو اور وہ ٹانک رہے تھے۔ یہ حدیث بیان کر کے حضرتؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کرلے''۔

(۱۶) کان رسول الله یقول لا یحب علیا منافق ولا یبغضه مومن۔ (جامع ترمذی ۲۶۰ ؁ھ)

''حضرت سرور کائناتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ علی علیہ السلام کو کوئی منافق دوست نہ رکھے گا اور کوئی مومن علی علیہ السلام سے دشمنی نہ رکھے گا''۔

(۱۷) عن ابی سعید الخدری قال ان کنا لنعرف المنافقین نحن معشر الانصار ببغضهم علی ابن ابی طالب (جامع ترمذی ۲۶۰ ؁ھ)

''ابوسعید خدری صحابی پیغمبرؐ کا بیان ہے کہ ہم گروہ انصار منافقین کو علی علیہ السلام سے دشمنی رکھنے سے پہچانا کرتے تھے''۔

(۱۸) عن ابی بریده قال قال رسول الله ان الله امرنی بحب اربعة اخبرنی انه یحبهم قیل یا رسول الله سمهم لنا قال علی منهم یقول ذالك ثلاثا و ابوذر و المقداد و سلمان و امرنی بحبهم و اخبرنی انه یحبهم۔ (جامع ترمذی ۲۶۱ ؁ھ و سنن ابن ماجہ ۱۴)

''ابو بریدہ سے روایت ہے کہ رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں چار شخصوں کو دوست رکھوں اور خداوند عالم نے مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ خود وہ ان چاروں کو دوست رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا حضرت ان چاروں اشخاص کے نام ہمیں بھی بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام ان میں سے ہیں۔ یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا اور ابوذر ہیں مقداد

ہیں اور سلمان ہیں خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان سے محبت رکھوں اور خداوند عالم نے مجھے اس کی بھی خبر دی ہے کہ وہ ان چاروں کو دوست رکھتا ہے۔"

(۱۹) علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا و علی۔ (جامع ترمذی ۲۱۲/۱۶۱، سنن ابن ماجہ ۱۲)

"علی علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں علی علیہ السلام سے ہوں میری طرف سے ادائے فرائض یا تو خود میں کر سکتا ہوں یا علی علیہ السلام کر سکتے ہیں"۔

(۲۰) عن ابن عمر قال اٰخا رسول اللہ بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال یا رسول اللہ اُخیت بین اصحابك ولم تواخ بینی و بین احد فقال رسول اللہ انت اخی فی الدنیا والاٰخرہ۔ (جامع ترمذی ۲۱۶۱)

"ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ خدا نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علی علیہ السلام آنکھوں میں آنسو بھرے خدمت پیغمبرؐ میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ نے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا اور میرا کسی کے ساتھ بھائی چارہ نہ کیا۔ رسالتمآبؐ نے فرمایا تم میرے بھائی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

(۲۱) عن انس بن مالك قال كان عند النبی طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقك الیك یاكل معی ھذا الطیر فجاء علی فاكل معه۔ (جامع ترمذی ۲۱۶۱، خصائص نسائی ۴)

"انس بن مالک صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ کے پاس ایک (بھنا ہوا) پرندہ (کسی نے تحفہ بھیجا تھا) آنحضرتؐ نے دعا کی خداوندا تمام خلائق میں جو شخص سب سے زیادہ تجھے محبوب ہو اُسے میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اس طائر کو کھائے۔ حضرت علی علیہ السلام آئے اور انھوں نے رسولؐ کے ساتھ طائر نوش کیا۔"

(۲۲) قال علی كنت اذا سالت رسول اللہ اعطانی و اذا سكت ابتدأنی۔ (جامع ترمذی ۲۱۶۱، خصائص نسائی ۲۱)

"حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میری حالت یہ تھی کہ جب میں پیغمبرؐ سے کوئی بات دریافت کرتا تو آپؐ مجھے بتاتے اور اگر میں خاموش رہتا تو خود پہل کرتے"۔

(۲۳) قال رسول اللہ انا دار الحكمة و علی بابھا۔ (جامع ترمذی ۲۱۶۱)

"حضرت رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہیں"۔

(۲۴) ابراھیم بن سعد بن ابی وقاص یحدث عن ابیه عن النبی انه قال لعلی الا ترضیٰ ان تكون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ۔ (سنن ابن ماجہ ۱۲)

"ابراہیم بن سعد اپنے باپ سعد بن ابی وقاص صحابی پیغمبرؐ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسالت مآبؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے حاصل تھی"۔

(۲۵) عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیه قال امر معاویة ابن ابی سفیان سعدا فقال ما منعك ان تسب اباتراب قال اما ماذكرت ثلاثاً قالهن رسول الله فلن اسبه لان تكون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم سمعت رسول الله يقول لعلی و خلفه فی بعض مغازيه فقال فقال لهٗ علی يارسول الله تخلفنی مع النساء و لاصبيان فقال له رسول الله اماترضیٰ ان تكون منی بمنزلة هارون موسیٰ الاانه لانبوة بعدی و سمعته يقول يوم خيبر لاعطين الراية رجلاً يحب الله و رسوله ويحبه الله و رسوله قال فتطاولنا لها فقال ادعوالی عليافقال فاتاه و به رمد فبصق فی عينيه فدفع الراية اليه ففتح الله عليه و انزلت هٰذه الاٰية ندع ابناءنا و ابنائكم و نساءنا و نساء كم الاية دعا رسول الله عليا و فاطمة و حسنا و حسينا فقال اللهم هٰؤلاء اهلی۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸ ترمذی ۴۶۱)

"عامر بن سعد اپنے باپ سعد بن ابی وقاص صحابی پیغمبرؐ سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا (کہ حضرت علی علیہ السلام کو برا کہیں جب انھوں نے انکار کیا تو) معاویہ نے کہا کیا چیز تمہیں روک رہی ہے علی علیہ السلام کو برا کہنے سے۔ سعد نے جواب دیا کہ جب تک تین باتیں جو رسولؐ نے علی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمائی ہیں مجھے یاد رہیں گی میں ہرگز انھیں برا نہیں کہہ سکتا اگر ان تین باتوں میں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی:

(۱) میں نے خود پیغمبرؐ خدا کو حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے سنا جب کہ آپ کسی جنگ میں تشریف لے جارہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام چھوڑ جارہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے کہا تھا یا رسولؐ اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں تو پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی سوا اس کے کہ نبوت کا سلسلہ میرے بعد ختم ہے۔

(۲) خیبر کے دن میں نے حضرت رسولؐ خدا کو ارشاد فرماتے سنا کہ میں ایسے مرد کو علم دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور جسے خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں اس پر ہم لوگوں نے دراز ہو کر اپنے کو دکھانا شروع کیا مگر پیغمبرؐ نے فرمایا میرے لئے علی علیہ السلام کو بلاؤ۔ علی علیہ السلام آئے درآنحالیکہ انھیں آشوب چشم کی تکلیف تھی۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور انھیں علم لشکر مرحمت فرمایا اور خداوند عالم نے ان کے ہاتھوں پر فتح عنایت کی۔

(۳) جب یہ آیہ ندع ابنائنا و ابنائکم نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور بارگاہِ الہیٰ میں التجا کی خداوندا یہی میرے اہل بیتؑ ہیں"۔

(۲۶) عن جابر قال دعا رسول الله علیا یوم الطائف فانتجاه فقال الناس لقد طال نجواه مع ابن عمه فقال رسول الله ما انتجیته و لکن الله انتجاه۔ (جامع ترمذی ۴۶۱ھ)

"جناب جابر سے روایت ہے کہ بروز طائف پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور ان سے چپکے چپکے باتیں کیں۔ لوگوں نے اس پر کہا کہ پیغمبرؐ اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ بڑی دیر سے سرگوشی کر رہے ہیں آنحضرتؐ کو لوگوں کی اس چہ میگوئی کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا میں نے (اپنی مرضی سے) علی علیہ السلام سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خداوند عالم نے ان سے سرگوشی کی ہے"۔

(۲۷) بضعة منی یریبنی مارابها و یوذینی ما اذاها۔

(صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص ۴۰۲، پارہ ۲۱ ص ۱۴۳ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۹۰، جامع ترمذی ۴۷۵ و ۴۷۶)

"فاطمہؑ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے اسے بھی وہی صدمہ پہنچتا ہے جو مجھے پہنچتا ہے اور اسے بھی وہی باتیں اذیت دیتی ہیں جو مجھے اذیت دیتی ہیں"۔

(۲۸) عن ابی سعید قال قال رسول الله لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری و غیرك۔ (جامع ترمذی ۴۶۲ھ)

"ابوسعید سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام میرے اور تمہارے سوا کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ حالتِ جنب میں اس مسجد میں جائے"۔

(۲۹) عن انس بن مالك قال بعث النبی یوم الاثنین و صلی علی یوم الثلاثاء (جامع ترمذی ۴۶۳ھ)

"انس بن مالک سے مروی ہے کہ پیغمبرؐ خدا دوشنبہ کے دن مبعوث بہ رسالت ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے دن نماز پڑھی"۔

(۳۰) عن ابی عباس ان النبی امر بسد الابواب الا باب علی۔ (جامع ترمذی ص ۴۶۲ خصائص نسائی ۹)

"جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے تمام لوگوں کے دروازے (جو مسجد کی طرف کھلتے تھے) بند کر دینے کا حکم دیا سوا علی علیہ السلام کے دروازے کے کہ وہ مسجد میں کھلتا رہا"۔

(۳۱) ان النبی اخذ بید حسن و حسین قال من احبنی و احب هذین و اباهما و امهما کان معی فی درجتی یوم القیامة (جامع ترمذی ۴۶۲ھ)

''پیغمبرؐ خدا نے امام حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا جو شخص مجھے دوست رکھے اور ان دونوں کو دوست رکھے اور ان کے باپ اور ماں کو دوست رکھے وہ بروز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا''۔

(۳۲)من احب الحسن و الحسین فقد احبنی و من ابغضهما فقد ابغضنی (سنن ابن ماجہ ۱۳)

جس نے حسنؑ و حسینؑ کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان کو دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا''۔

(۳۳)عن ابن عباس قال اول من صلی علی۔(جامع ترمذی ۴۶۲)

''جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ سب سے پہلے علی علیہ السلام نے نماز پڑھی''۔

(۳۴)عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع رسول الله علی (خصائص نسائی ۲و۳)

زید بن ارقم صحابیٔ پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ رسولؐ کے ساتھ سب سے پہلے علی علیہ السلام نے نماز پڑھی''۔

(۳۵)عن زید بن ارقم اول من اسلم علی۔(جامع ترمذی ۴۶۲)

''زید بن ارقم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے علی علیہ السلام اسلام لائے''۔

(۳۶)عضیف قال جئت فی الجاهلیة الیٰ مکة و انا ارید ان ابتاع لاهلی من ثیابها و عطرها فاتیت العباس بن عبد المطلب و کان رجلا تاجرا فانا عنده جالس حیث انظر الی الکعبة و قد حلقت الشمس فی السمآء فارتفعت و ذهبت اذ جاء شاب فرمی ببصره الی السمآ ثم قام مستقبل الکعبة ثم لم البث الایسیرا حتی جاء غلام فقام علی یمینه ثم لم البث الایسیراً حتی جاء ت امرأة فقام خلفهما فرکع الشاب فرکع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فسجد الشاب فسجد الغلام والمرأة فقلت یا عباس امر عظیم قال العباس امر عظیم تدوی من هذا الشاب قال لا قال هٰذا محمد بن عبد الله ابن اخی اتدری من هٰذا الغلام هٰذا علی بن اخی اتدری من هٰذا المرأة هذه خدیجه بنت خویلد زوجته ان ابن اخی هذا اخبرنی ان ربه رب السمآء ولارض امره بهذا الدین الذی هو علیه ولا والله ما علی الارض کلها احد علی هذا الدین غیر هٰولاء الثلاثة۔(خصائص نسائی ۳)

''عضیف ناقل ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا میرے آنے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے عیال کے لئے لباس وعطر وغیرہ خریدوں میں جناب عباس بن عبد المطلبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ایک تجارت پیشہ انسان تھے۔میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور میری نگاہ خانہ کعبہ کی طرف تھی اور زوالِ آفتاب کا وقت تھا کہ اتنے میں ایک نوجوان آیا اس نے نگاہ اٹھا کر آسمان کو دیکھا پھر کعبہ کا رخ کر کے کھڑا ہوگیا۔تھوڑی دیر گزری ہوگی کہ ایک لڑکا آیا اور وہ اس نوجوان کے دائیں ہاتھ کھڑا ہوگیا۔پھر تھوڑی

ہی دیر گزری ہوگی کہ ایک خاتون آئیں اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگئیں پھر اس نوجوان نے رکوع کیا اس کے رکوع کے ساتھ اس لڑکے اور اس خاتون نے بھی رکوع کیا پھر اس نوجوان نے سر اٹھایا اور اس کی متابعت میں لڑکے اور خاتون نے بھی سر اٹھایا پھر اس نوجوان نے سجدہ کیا اور اس کے ساتھ اس لڑکے اور خاتون نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے یہ منظر دیکھ کر عباس سے کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات میں دیکھ رہا ہوں۔ عباس نے کہا۔ ہاں بہت بڑی بات ہے۔ تم جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا یہ محمد بن عبد اللہ ہیں میرے بھائی کے بیٹے۔ جانتے ہو یہ لڑکا کون ہے؟ یہ علی علیہ السلام ہے میرا بھتیجا۔ اس خاتون کو جانتے ہو۔ یہ خدیجہ بنت خویلد ہیں میرے بھتیجے محمدؐ کی بیوی۔ یہ میرا بھتیجا کہتا ہے کہ میرے پروردگار اور پروردگار آسمان وزمین نے مجھے اس دین کے پھیلانے کا حکم دیا ہے جس پر وہ ہے اور خدا کی قسم تمام روئے زمین پر ان تین کے علاوہ اس دین پر کوئی نہیں"۔

(۳۷) عن علی قال لقد عهد الی النبی لامی انه لایحبك الامومن ولایبغضك الامنافق (جامع ترمذی ۴۶۲ وسنن نسائی جلد ۲ ۲۷۱ وسنن ابن ماجہ ۱۲)

"حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے پیغمبرؐ نے عہد فرمایا ہے کہ تمہیں مومن ہی دوست رکھے گا اور منافق ہی تم سے دشمنی رکھے گا"۔

(۳۸) بعث النبی جیشا فیهم علی قالت فسمعت رسول الله و هو رافع یدیه یقول اللهم لاتمتنی حتی تریني علیا۔ (جامع ترمذی ۴۶۲)

"حضرت سرورکائناتؐ نے ایک لشکر روانہ کیا اس میں حضرت علی علیہ السلام بھی تھے۔ میں نے پیغمبرؐ کو ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے سنا کہ خداوندا مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک تو مجھے علی علیہ السلام کو زندہ نہ دکھادے"۔

(۳۹) عن ابی سعید قال قال رسول الله الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة۔
(جامع ترمذی ۴۶۶، سنن ابن ماجہ ۱۲)

"ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرت سرورکائناتؐ نے ارشاد فرمایا حسنؑ وحسینؑ سردار جوانان جنت ہیں"۔

(۴۰) عن ابن عمر قال قال رسول الله الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة و ابوهما خیر منهما۔ (سنن ابن ماجہ ۱۲)

"عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت سرورکائناتؐ نے ارشاد فرمایا حسن علیہ السلام وحسینؑ سردار جوانان جنت ہیں اور ان دونوں کے باپ ان دونوں سے بہتر ہیں"۔

(۴۱)ان رجلا من اهل العراق سأل ابن عمر دم البعوض یصیب الثوب فقال ابن عمر انظروا الی هٰذا یسأل عن دم البعوض و قد قتلوا ابن رسول اللہ و سمعت رسول اللہ یقول ان الحسن و الحسین هما ریحانتی من الدنیا ۔(جامع ترمذی ۴۶۶ھ و خصائص نسائی ۲۶)

"اہل عراق سے ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ مچھر کا خون کپڑے میں لگ جائے تو کیا حکم ہے ابن عمر نے کہا اس مرد عراقی کو دیکھو کہ مچھر کے خون کے متعلق دریافت کر رہا ہے حالانکہ انھیں عراق والوں نے فرزند رسولؐ کو قتل کیا اور میں نے پیغمبرؐ خدا کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام دونوں میری خوشبو ہیں اس دنیا کے"۔

(۴۲)سلمیٰ قالت دخلت علی ام سلمه و هی تبکی فقلت ما یبکیك قالت رایت رسول اللہ تعنی فی الصنام و علی راسه ولحیة التراب فقلت مالك یا رسول اللہ قال شهدت قتل الحسین انفا۔ (جامع ترمذی ۴۶۶ھ)

"سلمیٰ ناقل ہیں کہ میں جناب ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ گریہ فرما رہی ہیں میں نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہیں انھوں نے کہا کہ میں نے خواب میں پیغمبرؐ کو دیکھا اس حالت میں کہ آپ کے سر اور داڑھی پر خاک پڑی ہے ۔میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کی کیا حالت ہے آپ نے فرمایا میں نے ابھی حسینؑ کو قتل ہوتے دیکھا ہے"۔

(۴۳)سئل رسول اللہ ای اهلبیت احب الیك قال الحسن و الحسین و کان یقول لفاطمة ادعی لی ابنی فیشمهما و یضمهما ۔(جامع ترمذی ۴۶۶ھ)

"رسالت مآبؐ سے دریافت کیا گیا کہ اہل بیتؑ میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے ۔آپ نے فرمایا کہ حسنؑ وحسینؑ ۔آں حضرتؐ جناب سیدہؑ سے فرماتے ہیں کہ میرے بیٹوں کو بلاؤ ۔آپ ان دونوں کو کلیجہ سے لپٹاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے"۔

(۴۴)کان رسول اللہ اذا سافر کان اٰخر عهده بانسان من اهله فاطمة و اول من یدخل علیها اذا قدم فاطمة ۔(سنن ابو داؤد جلد ۲ ۲۰۱)

"حضرت رسالت مآبؐ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے اہل بیتؑ میں سب سے آخر میں جناب سیدہؑ سے ملتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے ان سے ملاقات کرتے"۔

(۴۵)صعد رسول اللہ المنبر فقال ان ابنی هٰذا سیصلح اللہ علی یدیه بین فئتین۔
(صحیح بخاری پارہ ۱۰ ۵۸۱ھ پارہ ۲۹ ۵۵۱ھ، جامع ترمذی ۴۲۶ھ، سنن ابی داؤد جلد ۲ ۲۶۲ھ، سنن نسائی جلد ۱ ۲۰۸)

"رسالت مآبؐ منبر پر تشریف لے گئے اور امام حسن علیہ السلام کی طرف اشارہ فرما کر کہا یہ میرا فرزند سردار ہے خداوند عالم

اس کے ہاتھوں پر مسلمانوں کی دو بڑی جماعت میں صلح کرائے گا"۔

(۴۶)کان رسول اللہ یخطبنا اذا جاء الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان و یعثران فنزل رسول اللہ من المنبر فحملهما و وضعهما بین یدیه ثم قال صدق اللہ انما اموالکم و اولادکم فتنة نظرت الیٰ هٰذین الصبیین یمشیان و یعثران فلم اصبر حتیٰ قطعت حدیثی و رفعتهما ۔(جامع ترمذی ۶۶۴، سنن ابی داؤد جلد ۱ ۱۴۳، سنن نسائی جلد ۱ ۲۳۵، سنن ماجہ ۲۶۵)

"حضرت رسالت مآبؐ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ امام حسن علیہ السلام و حسینؑ سرخ رنگ کی قمیص پہنے گرتے پڑتے آئے رسولؐ اللہ منبر سے اتر پڑے اور ان دونوں کو گود میں اٹھالیا اور منبر پر اپنے سامنے بٹھالیا پھر ارشاد فرمایا۔ سچ کہا ہے خداوند عالم نے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہے میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ چل رہے ہیں اور ٹھوکر کھا رہے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا یہاں تک کہ میں نے اپنی گفتگو روک دی اور منبر سے اتر کر ان کو گود میں اٹھالیا۔"

(۴۷)حسین منی و انا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔

(جامع ترمذی ۶۶۴)

"حسین علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں خدا دوست رکھے اسے جو حسین علیہ السلام کو دوست رکھے۔ حسین علیہ السلام ایک امت ہے امتوں میں سے یعنی بھلائی اور نیکی میں ایک امت ہے یعنی امت کے برابر ہیں"۔

(۴۸)انهم خرجوا مع النبی الیٰ طعام دعواله فاذا حسین یلعب فی السکة قال فتقدم النبی ﷺ امام القوم و بسط یدیه فجعل الغلام یفر هٰهنا و هٰهنا و یضاحکه النبی حتیٰ اخذه فجعل احدیٰ یدیه تحت ذقنه و الاخری فی فاس راسه فقلبه و قال حسین منی و انا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔(سنن ابن ماجہ ۱۳)

"پیغمبرؐ کے اصحاب پیغمبرؐ کی معیت میں ایک دعوت میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے حسینؑ راستہ میں کھیلتے نظر پڑے۔ پیغمبرؐ آگے بڑھ گئے اور آغوش پھیلا دی۔ حسینؑ کبھی ادھر بھاگتے تھے کبھی ادھر اور پیغمبرؐ ان کے ساتھ ہنستے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ نے انھیں گود میں لے لیا گود میں لے کر آپ نے ایک ہاتھ ان کی ٹھڈی کے نیچے رکھا اور دوسرا سر پر اور منہ چوم لیا اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں خدا دوست رکھے اسے جو حسین علیہ السلام کو دوست رکھے۔ حسینؑ ایک امت ہے امتوں میں سے یعنی بھلائی اور نیکی میں ایک امت ہے یعنی امت کے برابر ہیں"۔

(۴۹)قال ان هذا ملك لم ینزل الارض قط قبل هٰذه اللیلة استاذن ربه ان یسلم علی و

یبشر نی بان فاطمة سیدة نساء اهل الجنة و ان الحسن و الحسین سید اشباب اهل الجنة۔(جامع ترمذی ۴۶۷ھ)

''آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا یہ فرشتہ ہے جو روئے زمین پر آج کی رات سے پہلے کبھی نہیں اترا اس فرشتے نے خدا سے اجازت چاہی کہ میرے سلام کے لئے حاضر ہو اور مجھے خوش خبری پہنچائے کہ فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ وحسینؑ سردار جوانانِ جنت ہیں''۔

(۵۰) عن ابن عباس قال کان رسول الله حامل الحسن بن علی علی عاتقه فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی ﷺ و نعم الراکب ھو۔(جامع ترمذی ۴۸۷ھ)

''جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ امام حسن علیہ السلام کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے تھے ایک شخص نے کہا صاجزادے کتنی اچھی سواری پر سوار ہو۔آں حضرتؐ نے فرمایا اور یہ سوار کتنا بہترین ہے''۔

(۵۱) عن جابر بن عبد الله قال رأیت رسول الله فی حجة یوم عرفه و ھو علی ناقته القصواء یخطب فسمعته یقول یا ایها الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله و عترتی اهلبیتی۔(جامع ترمذی ۴۶۷ھ)

''جناب جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے آں حضرت کو حجۃ الوداع کے موقع پر بروز عرفہ دیکھا آپ اپنے ناقۂ قصواء پر سوار خطبہ اشاد فرمار ہے تھے۔سلسلۂ تقریر میں آپ نے فرمایا''اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ایک کتابِ خدا اور دوسری میری عترت واہل بیتؑ''۔

(۵۲) عن زید بن ارقم قال قال رسول الله انی تارك فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الأخر کتاب الله حبل ممدود من السمآء الی الارض و عترتی اهلبیتی و لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما۔(صحیح مسلم جلد ۲ ۲۸۰ھ، ۲۸۳ جامع ترمذی ۴۶۷ھ و ۴۶۸)

''جناب زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے تھامے رہو تو میرے بعد ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ان میں سے ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے۔کتاب خدا جو خدا کی درازرسی ہے آسمان سے لے کر زمین تک، دوسرے میری عترت اور اہل بیتؑ یہ دونوں ہر گز ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر دونوں پہنچیں دیکھنا ہے کہ تم میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو''۔

(۵۳) عن ابن عباس قال قال رسول الله احبو الله لما یغذو کم من نعمه و احبونی بحب الله و احبوا اهل بیتی بحبی۔(جامع ترمذی ۴۶۸ھ)

"جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت سرورکائناتؐ نے ارشاد فرمایا خدا کو دوست رکھو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور خدا کی محبت کی وجہ سے مجھے دوست رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیتؑ کو دوست رکھو۔"

(۵۴) قال رسول الله ان الجنة تشتاق الی ثلثة علی و عمار و سلمان ۔ (جامع ترمذی ۴۶۸)

"رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے علی علیہ السلام اور عمارؓ اور سلمانؓ۔"

(۵۵) عن زید بن ارقم ان رسول الله قال لعلی و فاطمة والحسن والحسین انی حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم (جامع ترمذی ۴۷۶،۴۷۹، سنن ابن ماجہ ۱۴)

"زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسالتمآبؐ نے حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ سے ارشاد فرمایا تم جس سے برسرپیکار ہو اس سے میں بھی برسرپیکار ہوں اور تم جس سے صلح کرو اس سے میری بھی صلح ہے۔"

(۵۶) عن ام سلمه ان النبی جلل علے الحسن و الحسین و علی و فاطمة کساء قال اللهم هولاء اهل بیتی و حامتی اذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا ۔ (جامع ترمذی ۴۷۶)

"جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے حسنؑ وحسینؑ وعلی علیہ السلام وفاطمہؑ کو چادر اڑھا کر ارشاد فرمایا خداوندا یہی میرے اہل بیتؑ اور خاص لوگ ہیں ان سے ہر گندگی کو دور رکھ اور انھیں ایسا پاک و پاکیزہ کر جیسا پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے۔"

(۵۷) عن عائشة ام المومنین قالت مارایت احدا اشبه سمتا و دلا و هدیا برسول الله فی قیامها و قعودها من فاطمة بنت رسول الله قالت و کانت اذا دخلت علی النبی قام الیها فقبلها و اجلسها فی مجلسه و کان النبی اذا دخل علیها قامت من مجلسها فقبلة و اجلسها فی مجلسها فلما مرض النبی دخلت فاطمة فاکبت علیه فقبلة ثم رفعت راسها فبکت ثم اکبت علیه ثم رفعت راسها فضحکتا فقلت ان کنت لاظن ان هٰذه من اعقل نساءنا فاذا هی من النساء فلما توفی النبی ﷺ قلت لها ارأیت حین اکببت علی النبی فرفعت راسك فضحکت ما حملك علیٰ ذالك قالت انی اذن لبذرة اخبرنی انه میت من وجعه هذا فبکبت ثم اخبرنی انی اسرع اهله لحوقا به فذالك حین ضحکت۔

(صحیح بخاری پارہ ۱۴ ۳۳۰ پارہ ۲۶ ۱۱۳ صحیح مسلم ۲۹۰، جامع ترمذی ۴۷۶، سنن ابن ماجہ ۱۱۷)

"جناب عائشہ ام المومنین سے روایت ہے کہ میں نے رفتار گفتار، چال ڈھال، اٹھنے بیٹھنے میں فاطمہؑ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو رسولؐ اللہ سے مشابہ تر ہو۔ جناب عائشہ یہ بھی فرماتی تھیں کہ جب فاطمہؑ رسولؐ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو رسولؐ کھڑے ہو کر ان کا خیر مقدم کرتے انھیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اسی طرح جب رسولؐ فاطمہؑ کے پاس تشریف لے جاتے

تو وہ سروقد کھڑی ہو کر پیغمبرؐ کا استقبال کرتیں، بوسہ دیتیں اور انھیں اپنی جگہ بٹھاتیں۔ جب پیغمبرؐ بیمار ہوئے تو جناب فاطمہ تشریف لائیں اور باپ پر جھک پڑیں اور باپ کا بوسہ لیا۔ پھر سر اٹھایا اور رونے لگیں پھر دوبارہ باپ پر جھکیں جھک کر سر اٹھایا پھر ہنسنے لگیں۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں فاطمہ کو تمام عورتوں میں عقلمند سمجھتی تھی مگر یہ بھی تمام عورتوں جیسی ہیں۔ جب پیغمبرؐ کا انتقال ہو گیا تو میں نے پوچھا یہ کیا بات تھی کہ تم پہلے پیغمبرؐ پر جھکیں اور سر اٹھا کر رونے لگیں پھر دوبارہ جھکیں اور سر اٹھا کر ہنسنے لگیں اس کا سبب کیا تھا؟ جناب سیدہؑ نے کہا اب جب والد ماجد کا سایہ اٹھ چکا ہے کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پہلی مرتبہ جب میں جھکی تو پیغمبرؐ نے خبر دی میں اس درد سے جانبر نہیں ہوں گا اس خبر سے میں رونے لگی تھی پھر جب دوبارہ جھکی تو پیغمبرؐ نے بتایا کہ اہل بیتؑ میں سب سے پہلے میں پیغمبرؐ سے ملحق ہوں گی۔ اس پر میں ہنس پڑی''۔

(۵۸)عن جمیع بن عمیر التیمی قال دخلت مع عمتی علی عائشه فسئلت ای الناس کان احب الی رسول اللہ قالت فاطمة فقیل من الرجال قالت زوجها ان کان ما علمت صواما قواما۔

(جامع ترمذی ۷۶ ۴ ، خصائص نسائی ۲۰ و ۲۱)

''جمیع بن عمیر تیمی سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ جناب عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا جناب عائشہ سے پوچھا رسول کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ فرمایا فاطمہؑ پوچھا گیا۔ کہ مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا فاطمہؑ کے شوہر اور تم جانتے ہی ہو کہ وہ کیسے عبادت گزار اور روزہ دار تھے''۔

(۵۹)عن النبی ﷺ قال الا ان عیبتی التی اُوی الیها اهل بیتی (جامع ترمذی ص ۴۷۹)

''پیغمبرؐ سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا ٹھکانا جدھر آ کر میں پناہ لیتا ہوں میرے اہل بیتؑ ہیں''۔

(۶۰) بعثت النبی ﷺ ابابکر و امره ان ینادی بهولاء الکلمات ثم اتبعه علیا فبینا ابوبکر فی بعض الطریق اذا سمع وغاء ناقة رسول اللہ القصوی فخرج ابوبکر فزعاً فظن انه رسول اللہ فاذا علی فدفع الیه کتاب رسول اللہ و امر علیا ان ینادی بهولاء الکلمات۔ (صحیح بخاری پارہ ۲)

''حضرت رسالت مآبؐ نے سورہ برأت دے کر ابوبکر کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جا کر اس حکم نامہ کا اعلان کر دیں پھر فوراً ہی ان کے پیچھے علی علیہ السلام کو روانہ کیا ابوبکر راستے ہی میں تھے کہ ناقہ پیغمبرؐ کی آواز سنی انھوں نے خیال کیا کہ خود رسول تشریف لا رہے ہیں مگر علی علیہ السلام نظر پڑے علی علیہ السلام نے پیغمبرؐ کا نوشتہ حضرت ابوبکر کو دیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ اس حکم نامہ کا اعلان علی علیہ السلام کریں''۔

(۶۱)ان رسول اللہ بعث براءة الی اهل مکة مع ابی بکر ثم اتبعه بعلی فقال لهٗ خذ الکتاب

فامض به الی اهل مکة قال فلحقه فاخذ الکتاب منه فانصرف ابوبکر و هو کئیب فقال لرسول الله انزل فی شئی قال لا انی امرت ان ابلغه انا او رجل من اهل بیتی۔ (خصائص نسائی ۱۴)

"رسالتمآبؑ نے سورہ برأت ابوبکر کو دے کر روانہ کیا کہ جا کر اہل مکہ کو سنا آئیں پھر ان کے پیچھے علی علیہ السلام کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ جا کر ابوبکر سے نوشتہ لے لو اور خود جا کر اہل مکہ کو یہ پڑھ کر سنا آؤ حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر کو جا لیا اور ان سے پیغمبرؐ کا نوشتہ لے لیا۔ حضرت ابوبکر محزون و غمگین پلٹ آئے آ کر خدمت رسالتمآبؑ میں عرض کی حضورؐ! کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا جس کی وجہ سے آپ نے سورہ برأت مجھ سے لے لیا؟ آپ نے فرمایا نہیں البتہ مجھے یہ حکم ضرور دیا گیا کہ سورہ برأت کی تبلیغ یا تو خود میں کروں یا میرے اہل بیتؑ میں سے کوئی مرد کرے"۔

(۶۲) عن مطرف قال صلیت انا و عمران بن حصین خلف علی ابن ابی طالب رکعتین فکان اذا سجد کبروا اذا رکع کبروا ذا نهض من الرکعتین کبر فلما انصرف اخذ عمران بیدی و قال لقد صلی هٰذ اقبل و قال و لقد صلی بنا هٰذا قبل صلوة محمد۔

(صحیح بخاری پارہ ۳ ۴۲۹ و ۴۴۸۔ صحیح مسلم جلد ۱ ۱۶۹۔ سنن ابی داؤد ۱۰۸۔ سنن نسائی جلد ۱ ۱۶۴ و ۱۷۶)

"مطرف سے روایت ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی جب آپ سجدہ میں جاتے تو تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تب تکبیر کہتے اور جب دونوں رکعتیں بجالا کر اٹھتے تب تکبیر کہتے جب نماز سے فارغ ہو کر پلٹے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ پہلے بھی اسی طرح نماز پڑھتے تھے عمران نے یہ بھی کہا کہ انھوں نے پہلے بھی حضرت محمد مصطفےٰؐ کی نماز پڑھائی ہے"۔

(۶۳) عن زید بن ارقم قال اتی علی بثلثه و هو بالیمن و قصوا علی امرأة فی طهر واحد فسال اثنین اتقرأن لهٰذا بالولد قالا لا حتی سالهم جمیعا فجعل کلما سئل اثنین قال لا فاقرع بینهم فالحق الولد بالذی صارت علیه القرعة و جعل علیه ثلثی الدیة قال فذکر ذالك للنبی ﷺ فضحك حتی مدت نواجذه۔ (سنن ابی داؤد جلد ۱ ۳۰۴۔ سنن نسائی جلد ۲ ۱۰۸)

"زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام جب یمن میں حاکم ہوئے تو آپ کے پاس تین شخص لائے گئے جنہوں نے ایک ہی طہر میں ایک عورت سے مباشرت کی تھی آپ نے دو شخصوں سے پوچھا تم دونوں ضرور کہتے ہو کہ یہ لڑکا اس تیسرے آدمی کا ہے۔ دونوں نے کہا نہیں پھر آپ نے سب سے دریافت کیا آپ جب کسی دو سے دریافت کرتے کہ تمہیں اقرار ہے کہ یہ لڑکا اس تیسرے کا ہے تو وہ دونوں انکار کرتے آخر آپ نے قرعہ ڈالا جس کے نام کا قرعہ نکلا لڑکا اس تیسرے کے حوالے کیا

اوراس شخص کو حکم دیا کہ باقی دو شخصوں کو دو تہائی دیت ادا کرے آپ کا یہ فیصلہ پیغمبرؐ کو سنایا گیا تو آپ مسرت سے کھلکھلا کر ہنس پڑے۔"

(۶۴)عن انس قال رایت علیا یضحی بکبشین فقلت له ما هٰذا فقال ان رسول الله اوصانی ان اضحی عنه فانا اضحی عنه۔(سنن ابن داؤد جلد ۲ ۲۵)

"انس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے میں نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں آپ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں چنانچہ میں (برابر) آپ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتا ہوں"۔

(۶۵)عن ابن عباس قال اتی عمر بمجنونة فاستشار فیها اناسا فامر بها عمر ان ترجم فمر بها علی ابن ابی طالب فقال ما شان هذه قال مجنونة بنی فلان زنت فامر بها ان ترجم قال فقال ارجعوا بها ثم اتاه فقال اما علمت ان القلم قد رفع عن ثلثة عن المجنون حتی یبرؤ عن النائم حتی یستقیظ و عن الصبی حتی یعقل قال بلی قال فما بال هٰذه ترجم قال لاشی قال فارسلها قال فجعل یکبر۔(سنن ابی داؤد جلد ۲ ۲۲۷)

"جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس ایک دیوانی عورت پکڑ کر لائی گئی جس نے زنا کیا تھا آپ نے لوگوں سے مشورہ لے کر حکم دیا کہ اس کو سنگسار کر دیا جائے ادھر سے حضرت علی علیہ السلام کا گزر ہوا آپ نے پوچھا کہ کیا واقعہ ہے معلوم ہوا فلاں قبیلہ کی پاگل عورت ہے جس نے زنا کیا ہے اور حضرت عمر نے اس کے سنگسار کئے جانے کا حکم دیا ہے آپ نے کہا اسے واپس لے جاؤ پھر آپ حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا آپ کو معلوم نہیں کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے دیوانے سے جب تک وہ اچھا نہ ہو جائے سونے والے سے جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے اور بچے سے جب تک وہ سمجھ دار نہ ہو جائے حضرت عمر نے کہا ہاں پیغمبرؐ کا ایسا ہی حکم ہے آپ نے پوچھا تو پھر اس دیوانی کو کس سبب سے سنگسار کیا جا رہا ہے حضرت عمر نے کہا کوئی سبب نہیں۔آپ نے کہا تو اسے رہا کر دو۔چنانچہ حضرت عمر نے اسے رہا کر دیا اور اس پر تکبیر فرمانے لگے۔"

(۶۶)قال سعید قلت لسفینة ان هولاء یزعمون ان علیا لم یکن خلیفة قال کذبت استاه بنی زرقأ یعنی بنی مروان ۔(سنن ابی داؤد جلد ۲ ۲۵۹)

"سعید ناقل ہیں کہ میں نے سفینہ سے کہا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام خلیفہ نہ تھے۔انھوں نے کہا جھوٹ کہا اولاد زرقاء کی سرینوں نے یعنی بنو مروان نے"۔

(۶۷)علی قال شکت فاطمة الی النبی ما تلقی فی یدها من الرحی فاتی بسبی فاتته تساله فلم تره

فاخبرت بذالك عائشه فلما جاء النبی ﷺ اخبرته فاتانا و قد اخذنا مضاجعنا فذهبنا لنقوم فقال علی مکانکما فجاء فقعد بیننا حتی وجدت برو قدمیه علی صدری فقال الا اذالکما علی خیر مما سالتما اذا اخذتما مضاجعکما فسجا ثلاثاو ثلثین واحمد اثلاثا و ثلثین و کبرا اربعا و ثلاثین فهو خیر لکما من خادم۔

(صحیح بخاری پارہ ۴ ۶۰۴، پارہ ۱۲ ۸، ۱۴۸، پارہ ۱۴ ۳۸۷، پارہ ۲۲ ۱۲، پارہ ۲۹ ۳۲، صحیح مسلم جلد ۱ ۲۱۹ جلد ۲ ۳۴۹، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد جلد ۲ ۵۴ و ۳۰۷ سنن ابن ماجہ ۲۸۰)

”حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ نے چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں چھالے پڑ جانے کی شکایت پیغمبرؐ سے کی۔ پیغمبرؐ کی خدمت میں کچھ قیدی آئے جناب فاطمہؑ باپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ اپنے لئے کوئی کنیز طلب کریں مگر پیغمبرؐ سے ملاقات نہ ہوئی آپ نے جناب عائشہ سے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا جب پیغمبر گھر میں آئے تو جناب عائشہ نے جناب فاطمہؑ کے آنے اور ان کے مقصد کا ذکر کیا رسولؐ خدا ہمارے یہاں تشریف لائے اور ہم لوگ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے ہم نے چاہا کہ اٹھ بیٹھیں آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اسی طرح لیٹے رہو پھر آپ آکر ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے آپ کے پیروں کی ٹھنڈک مجھے اپنے سینہ میں محسوس ہوتی تھی پھر آپ نے فرمایا میں تم دونوں کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو اس سے کہیں بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے جب سونے لگو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو کہ یہ تمہارے لئے خادم سے زیادہ نفع بخش ہے“۔

(۶۸) عن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیه قال رایت رسول اللہ اذن فی اذن الحسن بن علی حسن ولدته فاطمة۔ (سنن ابوداؤد جلد ۲ ۳۱۳)

”عبید اللہ بن ابی رافع اپنے باپ ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ خدا کو دیکھا کہ جب فاطمہؑ کے یہاں حسنؑ پیدا ہوئے تو آپ نے ان کے کان میں اذان کہی“۔

(۶۹) عن ام المومنین عائشة قالت ما رایت احدا کان اشبه سمتا و هدیا و دلا و حدیثا و کلاما برسول اللہ من فاطمة کانت اذا دخلت علیه قام الیها فاخذ بیدها فقبلها و اجلسها فی مجلسه و کان اذا دخل علیها قامت الیه فاخذت بیده فقبلة و اجلسته فی مجلسها۔ (جامع ترمذی ۷۶، سنن ابن داؤد ۳۲۵)

”جناب عائشہ ام المومنین سے روایت ہے کہ میں نے چال ڈھال رفتار و گفتار، گویائی و خاموشی میں فاطمہؑ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جو رسولؐ اللہ سے مشابہ تر ہو جب فاطمہؑ رسولؐ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو رسول کھڑے ہو کر استقبال کرتے اپنے ہاتھوں میں ان کا ہاتھ لیتے اور انھیں بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب رسولؐ فاطمہؑ کے پاس جاتے تو وہ سروقد کھڑی

ہو جاتیں۔ پیغمبرؐ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتیں اور پیغمبرؐ کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر آنحضرتؐ کو بٹھاتیں۔"

(۷۰)عن شریح بن ھانی قال سالت عائشه عن المسح عن الخفین قال ائت علیا فانه اعلم بذالك منی فاتیت علیا فسالته عن المسح۔ (صحیح مسلم جلد ۱ ۱۳۵، سنن نسائی جلد ۱ ۳۲، سنن ابن ماجہ ۴۲)

"شریح بن ہانی سے روایت ہے کہ میں نے جناب عائشہ سے موزے پر مسح کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسح کے متعلق دریافت کیا"۔

(۷۱)عبد الله بن نجی عن ابیه قال قال لی علی کانت لی منزلة من رسول الله لم تکن لاحد من الخلائق۔ (سنن نسائی جلد ۱ ۱۷۸، خصائص نسائی ۲۱)

"عبداللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا مجھے پیغمبرؐ سے وہ منزلت و تقرب خاص حاصل تھا جو تمام خلائق میں سے کسی کو بھی حاصل نہ تھا"۔

(۷۲)ان هذه الصدقة انما هی اوساخ الناس و انها لاتحل لمحمد ولا لآل محمد۔

(بخاری پارہ ۶ ۵۳، مسلم جلد ۱ ۳۴۴، سنن ابی داؤد ۲۱۲، سنن نسائی جلد ۱ ۳۳۹ و ۳۶۶)

"یہ صدقہ لوگوں کا میل ہے اور یہ محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے جائز نہیں"۔

(۷۳)عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی و قال کان ابولیلی یسیر مع فکان یلبس ثیاب الصیف فی الشتاء و ثیاب الشتاء فی الصیف فقلنا لوسالته فقال ان رسول الله بعث الی و انا ارمد العین یوم خیبر قلت یا رسول الله انی ارمد العین فتفل فی عینی ثم قال اللهم اذهب عنه الحر و البرد قال فما وجدت حرًا ولا بردا بعد یومئذ و قال لابعثن رجلا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله لیس بفرار فتشرف له الناس فبعث الی علی فاعطاه ایاه۔ (سنن ابن ماجہ ۱۲، خصائص نسائی ۴)

"عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ناقل ہیں کہ میرے باپ ابولیلیٰ حضرت علی علیہ السلام کے ہمسفر تھے حضرت علی علیہ السلام گرمی کے کپڑے جاڑے میں پہنتے اور جاڑے کے کپڑے گرمی میں ہم نے سوچا کہ اس کے متعلق آپ سے دریافت کرنا چاہئے چنانچہ ہم نے دریافت کیا آپ نے فرمایا پیغمبرؐ نے بروز خیبر مجھے بلا بھیجا اور مجھے آشوب چشم تھا۔ میں نے پیغمبرؐ سے عرض کی حضور میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ پیغمبرؐ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا پھر دعا فرمائی کہ خداوندا ان سے ہر سردی و گرمی کو دور رکھ آپ کی دعا کے بعد آج تک پھر میں نے کبھی نہ گرمی محسوس کی نہ سردی اور پیغمبرؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا

جوخدااوراس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ بھی اسے دوست رکھتے ہیں اور فرار کرنے والا نہیں اس پر لوگوں نے بلند ہو کر اپنے کو دکھانا شروع کیا لیکن پیغمبرؐ نے علی علیہ السلام کو بلایا اور انھیں کو علم عنایت فرمایا"۔

(۷۴)عن عباد بن عبد الله قال قال علی انا عبد الله و اخو رسوله و انا الصديق الاكبر لا يقولها بعدى الا كذاب صليت قبل الناس بسبع سنين۔ (سنن ابن ماجہ ۲۲)

"عباد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں خدا کا بندہ ہوں، پیغمبرؐ کا بھائی ہوں میں صدیق اکبر ہوں، میرے علاوہ ان باتوں کا دعویٰ کذاب ہی کرسکتا ہے۔ میں نے سات برس لوگوں سے پہلے نماز پڑھی ہے"۔

(۷۵)والله لا يدخل قلب رجل الايمان حتى يحبهم الله و القرابتهم منى۔ (سنن ابن ماجہ ۱۳)

"خدا کی قسم کسی شخص کے دل میں ایمان کا اس وقت تک گذر نہیں ہوسکتا جب تک وہ میرے اہل بیت کو خدا کی خوشنودی اور میری قرابت کی وجہ سے دوست نہ رکھے"۔

(۷۶)اقضاهم على ابن ابى طالب۔ (سنن ابن ماجہ ۱۴)

"تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں"۔

(۷۷)عن على قال بعثنى رسول الله الى اليمن فقلت يا رسول الله تبعثنى و انا شاب اقضىٰ بينهم ولا ادرى ما القضا قال فضرب بيده فى صدرى ثم قال اللهم اهد قلبه و ثبت لسانه قال فما شككت بعد فى قضاءٍ بين اثنين۔ (سنن ابن ماجہ ۱۶۸، خصائص نسائی ۸)

"حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھے پیغمبرؐ نے یمن کی طرف روانہ کیا۔ میں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ آپ مجھے یمن کا حاکم مقرر کرکے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوجوان ہوں میں ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کروں گا اور جانتا بھی نہیں کہ فیصلہ کیا چیز ہے۔ پیغمبرؐ نے میری بات سن کر اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا پھر دعا فرمائی خداوندا اس کے دل کی ہدایت کر اس کی زبان کو استواری عنایت فرما۔ آں حضرتؐ کی دعا کے نتیجے میں پھر مجھے کسی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک وتذبذب نہ ہوا"۔

(۷۸)عن ابن عباس قال اصاب نبى الله خصاصة فبلغ ذالك عليا فخرج ملتمس عملا يصيب فيه شيئا ليقيت به رسول الله فاتى بستانا لرجل من اليهود فاستقى سبعة عشرة دلوا كل دلو بتمرة فخيره اليهودى من تمرة سبع عشرة عجوة فجاء بها الى نبى الله۔ (سنن ابن ماجہ ۱۷۸)

"جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ ایک مرتبہ گرسنہ تھے اس کی خبر علی علیہ السلام کو ملی۔ آپ کسی کام کی تلاش میں باہر نکلے تاکہ اس سے کچھ حاصل کریں اور رسولؐ اللہ کو لاکر کھلائیں آپ ایک یہودی کے باغ میں آئے اور سترہ ڈول پانی

کھینچا ہر ڈول کے عوض میں ایک کھجور یہودی نے آپ کو اختیار دیا کہ چاہے سترہ تازہ کھجوریں لیجئے یا سترہ خشک کھجوریں آپ خشک کھجوریں پیغمبرؐ کے پاس لے کر آئے''۔

(۷۹) السلاح فلیس منا۔ (سنن ابن ماجہ ۱۸۸)۔

''جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں''۔

(۸۰) عن قیس بن عباد قال سمعت اباذر یقسم لنزلت هذه الأیة فی هولاء الرهط الستة یوم بدر هذان خصمان اختصموا فی ربهم الی قوله ان الله یفعل ما یرید فی حمزة بن عبد المطلب و علی ابن ابی طالب و عبیدة بن الحارث و عتبه بن ربیعه و شیبه بن ربیعه و الولید بن عتبه۔ (سنن ابن ماجہ ۲۰۸ صحیح بخاری)

''قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے جناب ابوذرؓ کو قسم کھا کر کہتے سنا کہ جنگ بدر کے دن ان چھ شخصوں کے متعلق یہ آیت هذان خصمان الخ یہ دو جھگڑا کرنے والے ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے متعلق جھگڑا کیا نازل ہوئی حمزہ بن عبد المطلب، علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ، اور عبیدہ بن حارث اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں''

(۸۱) قالت ام الفضل یا رسول الله رایت کان فی بیتی عضوا من اعضائك قال خیراً رایت تلد فاطمة غلاما فترضیعه فولدت حسینا او حسنا فارضعته۔ (سنن ابن ماجہ ۲۸۹)

''ام الفضل کہتی ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ خدا سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے آپ کے اعضاء میں سے کوئی عضو میرے گھر میں ہے آپ نے فرمایا کہ تم نے اچھا ہی خواب دیکھا ہے فاطمہؑ کے یہاں ولادت ہوگی اور تم اسے دودھ پلاؤ گی چنانچہ جناب فاطمہؑ کے یہاں امام حسنؑ و حسینؑ پیدا ہوئے اور میں نے انھیں دودھ پلایا''

(۸۲) انا اهل بیت اختار الله لنا الأخرة علی الدنیا و ان اهل بیتی سیلقون بعدی بلاء و تشرید او تطرید احتی یاتی قوم من قبل المشرق منهم رایات سود فیسئلون الخیر فلایعطونه فیقاتلون فینصروف فیعطون ماسالوا فلایقبلونه حتی یدفعوا الی رجل من اهل بیتی فیملاء ها قسطا کما ملؤها جورا فمن ادرك ذالك منهم فلیاتهم ولوحبوا علی الثلج۔ (سنن ابن ماجہ ۳۰۹)

''بہ تحقیق ہم اہل بیتؑ ہیں خدا نے ہمارے لئے دنیا کے بجائے آخرت کو پسند کیا ہے میرے اہل بیتؑ میرے بعد بلا و آزمائش جلاوطنی و دربدری کا سامنا کریں گے یہاں تک کہ ایک قوم مشرق کی جانب سے آئے گی ان کے ساتھ کالے جھنڈے ہوں گے وہ بھلائی کے جویا ہوں گے مگر انھیں بھلائی دی نہیں جائے گی۔ وہ جنگ کریں گے اور کامیاب ہوں گے اس وقت ان کو بھلائی پیش کی جائے گی لیکن وہ قبول نہ کریں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیتؑ میں سے ایک مرد کو پیش کریں

گے جو اس زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ لوگ اسے ظلم و جور سے بھر چکے ہوں گے جو شخص انھیں پائے جس طرح بھی ہو ان کے پاس پہنچ جائے۔"

(۸۳) المھدی منا اھل البیت یصلحه الله فی لیلة۔ المھدی من ولد فاطمة (سنن ابن ماجہ ۳۱۰)

"مہدیؑ ہم اہل بیتؑ سے ہوں گے خداوند عالم ایک شب میں ان کے لئے حالات سازگار کر دے گا۔ مہدی علیہ السلام فاطمہؑ کی اولاد سے ہوں گے"۔

(۸۴) عن انس بن مالک قال سمعت رسول الله یقول نحن ولد عبد المطلب سادة اهل الجنة انا و حمزة و علی و جعفر و الحسن و الحسین و المھدی۔ (سنن ابن ماجہ ۳۱۰)

"انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے پیغمبرؐ خدا کو ارشاد فرماتے سنا ہم اولاد عبد المطلبؑ سرداران جنت ہیں۔ میں اور حمزہؑ اور علی علیہ السلام اور جعفرؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور مہدیؑ"۔

(۸۵) قال النبی اما انت یا علی انت صفیی و امینی۔ (خصائص نسائی ۱۴)

"آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا مگر اے علی علیہ السلام تم میرے صفی ہو اور امین ہو"۔

(۸۶) یا علی فیک مثل عیسیٰ ابغضته الیهود حتیٰ بهتوا امة و احبة النصاریٰ حتیٰ انزلوه بالمنزل الذی لیس به۔ (خصائص نسائی ۱۹)

"یا علی علیہ السلام تم میں عیسیٰؑ کی مثال ہے کہ یہودیوں نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں پر تہمت باندھی اور نصاریٰ نے دوستی کی یہاں تک کہ انھیں اس منزل پر پہنچا دیا جس پر وہ فائز نہ تھے"۔

(۸۷) قال علی انطلقت مع رسول الله حتیٰ اُتینا الکعبة فصعد رسول الله علی منکبی فنهض به علی فلما رای ضعفی قال اجلس فجلست فنزل النبی و جلس لی و قال لی اصعه علی منکبی فصعدن علی منکبیه فنهض فی فقال علی انه یخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء۔ (خصائص نسائی ۲۴)

"حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں پیغمبرؐ خدا کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ ہم دونوں خانہ کعبہ میں پہنچے رسولؐ خدا میرے کاندھے پر سوار ہوئے اور میں انھیں لے کر کھڑا ہوا جب رسولؐ اللہ نے میری کمزوری کا احساس فرمایا تو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے کاندھے پر سوار ہو چنانچہ میں آپ کے کاندھے پر سوار ہوا آپ مجھے لے کر کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا حضور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے چھولوں"۔

(۸۸) حطب ابوبکر و عمر فاطمة فقال رسول الله انها صغیرة فخطبها علی فتزوجها منه۔ (سنن

نسائی جلد ۲ ۷ و خصائص نسائی ۱۲)

''حضرت ابو بکر و عمر نے پیغمبرؐ کی خدمت میں جناب فاطمہؑ کے لئے خواستگاری کی آپ نے عذر کیا کہ وہ کم سن ہیں پھر حضرت علیؑ نے خواستگاری کی تو آپ نے علی علیہ السلام سے بیاہ دیا''۔

(۸۹)عن علی قال مرضت فعادنی رسول اللہ فدخل علی و انا مضطجع فاتکا الی جنبی ثم سجانی بثوبه فلما رانی قد بریت قام الی المسجد یصلی فلما قضیٰ صلوٰته جاء فرفع الثوب و قال قم یا علی فقمت قد برئت کانها لم اشك شیئا قبل ذالك فقال ما سالت ربی شیئا فی صلاتی الا اعطانی وما سالت لنفسی شیئا الا سالت لك۔(خصائص نسائی ۲۷)

''حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہوا رسولؐ اللہ نے میری عیادت فرمائی میرے پاس آئے اور میں لیٹا ہوا تھا آپ میرے پہلو میں ٹیک لگا کر لیٹ گئے پھر اپنا کپڑا مجھ پر ڈال دیا پھر جب آپ نے دیکھا کہ میں بالکل اچھا ہو گیا ہوں تو آپ مسجد میں نماز کے لئے کھڑے ہوئے جب نماز سے فارغ ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا اے علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہو میں اٹھ کھڑا ہوا اور میں بالکل اچھا ہو چکا تھا گویا مجھے کوئی شکایت ہی نہیں ہوئی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے نماز میں خداوند عالم سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا لیکن خداوند عالم نے مجھے وہ چیز عنایت کی اور میں نے کبھی اپنے لئے کوئی چیز نہیں طلب کی مگر یہ کہ تمہارے لئے بھی طلب کی''۔

(۹۰)الا احدثکما باشقی الناس رجلین قالا بلیٰ یا رسول اللہ قال احیمر ثمود الذی عقر الناقة والذی یضربك علیٰ هذہ و وضع یدہ علی قرنه حتی یبلها منها هذہ و اخذ بلحیته۔(خصائص نسائی)

''میں تمہیں بتاؤں کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ بد بخت دو شخص کون ہیں ہم نے عرض کی ارشاد فرمائیں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا قوم ثمود کا سرخ رنگ کا آدمی جس نے ناقہ صالح کو پے کیا دوسرا وہ جو تمہیں تلوار کی ضربت لگائے گا اس سر پر (یہ کہہ کر آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے سر کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھا) یہاں تک کہ اس کے خون سے اس داڑھی کو (آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی داڑھی ہاتھ میں لے کر کہا) تر کرے گا''۔

ضروری تنبیہ:

صحاح ستہ کے ضمن میں ہم نے امام نسائی کی خصائص کی حدیثیں بھی ذکر کر دی ہیں۔ خصائص نسائی اگرچہ سنن سے علیحدہ طبع ہوئی ہے مگر ہے وہ سنن نسائی ہی کا جز جیسا کہ محققین علمائے اہل سنت نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو علامہ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۶ ۱۲۔

تیسرا باب

مشکوۃ۔موطاامام مالک۔مستدرک امام حاکم۔ مسندامام احمدبن حنبل۔جامع صغیر، کنوزالحقائق کی حدیثیں

اثبتکم علی الصراط اشد کم حبالا ھل بیتی (جامع صغیر ص ۸۔کنوز الحقائق برحاشیہ جامع صغیر ص ۸)

(۱) پل صراط پر تم میں سب سے زیادہ ثابت قدم وہ رہے گا جو میرے اہل بیتؑ سے سب سے زیادہ محبت رکھے گا۔

قال رسول اللہ ستۃ لعنتھم لعنھم اللہ و کل نبی مجاب المکذب بقدر اللہ و الزائد فی کتاب اللہ و المتسلط بالجبروت لیذل ما اعز اللہ و یعز ما اذل اللہ و المستحل لحرم اللہ و المستحل من عترتی ما حرم اللہ و التارك لسنتی۔(جامع صغیر ص ۲۷۔مستدرک امام حاکم جلد ۱ ص ۳۶ جلد ۲ ص ۵۲۵ جلد ۹۰)

(۲) حضرت رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ میں چھ شخصوں پر لعنت بھیجتا ہوں خدا اُن پر لعنت کرے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے: (۱) قضاو قدر الٰہی کو جھٹلانے والا۔ (۲) کتاب خدا میں زیادتی کرنے والا۔ (۳) زبردستی سے حاکم بن بیٹھنے والا تاکہ خداوند عالم نے جسے عزت دی ہے اسے ذلیل کرے اور جسے ذلیل کیا ہے اُسے عزت دے۔ (۴) حرام خدا کو حلال سمجھنے والا۔ (۵) میری عترت کے خون کو حلال کرنے والا جسے خدا نے حرام قرار دیا ہے۔ (۶) میری سنت کو چھوڑ دینے والا۔

عن انس بن مالك ان النبی كان یمر ببیت فاطمة ستة اشھر اذا خرج الی الفجر فیقول الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنكم الرجس اھل البیت و یطھر كم تطھیرا۔(مستدرک جلد ۳ ص ۱۸۵ مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۲۵۹ و ص ۲۸۵)

(۳) انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت رسالتمابؐ چھ مہینے تک نماز صبح کو مسجد جاتے میں حضرت سیدہؑ کے

مکان سے ہو کر گزرتے اور ارشاد فرماتے نماز! اے اہل بیتؑ! خداوند عالم بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر گندگی و ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک و پاکیزہ کرے جیسا پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے۔

سالت ربی ان لا یدخل احدا من اھلبیتی النار فاعطا ینھا (جامع صغیر ۲۵)

(۴) میں نے اپنے پروردگار سے التجا کی کہ میرے اہل بیتؑ میں سے کسی کو داخل جہنم نہ کرے چنانچہ خداوند عالم نے میری التجا قبول کی۔

سمی ھارون ابنیه شبرا و شبیرا و انی سمیت ابنی الحسن و الحسین کما سمی به ھارون ابنیه ۔(جامع صغیر ۲۸)

(۵) ہارونؑ پیغمبرؑ نے اپنے دونوں فرزندوں کا نام شبر و شبیر رکھا اور میں نے اپنے دونوں بیٹوں کا نام حسنؑ و حسینؑ رکھا ہارونؑ کے بیٹوں کے نام پر۔

ما کان بفضل علی اھل بیت رسول اللہ خبز الشعیر ۔(مسند جلد ۵ ۲۵۳ و ۲۶۰ و ۲۶۷)

(۶) جو کی روٹی بھی اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے لئے ضرورت سے فاضل میسر نہ ہوتی تھی۔

احبو اللہ لما یغذو کم به من نعمه و احبوا فی لحب اللہ و احبوا اھل بیتی لحبی ۔(جامع صغیر ۸۔ مستدرک جلد ۳ ۱۵۰)

(۷) خداوند عالم سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور خداوند عالم کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیتؑ سے محبت رکھو۔

اخلفوا فی اھل بیتی (جامع صغیر ۱۲)

(۸) ہمارے قائم مقام بن جاؤ میرے اہلبیتؑ کے بارے میں (یعنی میں جیسا سلوک کرتا ہوں اپنے اہلبیتؑ کے ساتھ میرے بعد تم بھی ویسا ہی سلوک کرنا۔)

ادبوا اولاد کم علی ثلث خصال حب نبیکم و حب اھل بیته و قرأة القرآن ۔(جامع صغیر ۱۲)

(۹) اپنے بچوں کو تین باتوں کی تعلیم دو اپنے نبی کی محبت، نبی کے اہلبیتؑ کی محبت اور تلاوت قرآن۔

خیر کم خیر کم لاھلی من بعدی ۔(مستدرک جلد ۳ ۳۱۱ کنوز الحقائق جلد ۲ ۷)

(۱۰) تم میں اچھا شخص وہ ہے جو میرے بعد میرے اہلبیتؑ کے لئے اچھا ہو۔

صبرا آل یسین فان مصیر کم الی الجنة ۔(کنوز الحقائق جلد ۲ ۷)

(۱۱) اے آلِ یٰسین صبر کرو صبر کہ تمہاری بازگشت جنت کی طرف ہے۔

نظر النبی الی علی و الحسن و الحسین و فاطمۃ فقال انا حرب لمن حاربکم و سلم لمن سالمکم۔ (مسند جلد ۲ ۴۴۲ و مستدرک جلد ۳ ۱۴۹)

(۱۲) پیغمبرؐ نے علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کی طرف نگاہ کی اور ارشاد فرمایا جو تم سے برسرِ پیکار رہو اس سے میں بھی برسرِ پیکار ہوں اور جس نے تم سے صلح کی اس سے میری بھی صلح ہے۔

مثل عترتی کسفینۃ نوح من رکب فیھا نجا۔ (کنوز الحقائق ۸۶)

(۱۳) میری عترت کی مثال کشتی نوح کی ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی۔

مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی و من تخلف عنھا غرق۔

(جامع صغیر ۱۳۲ مستدرک جلد ۲ ۳۴۳ و جلد ۳ ۱۵۱)

(۱۴) میرے اہلِ بیتؑ کی مثال کشتی نوح کی مثال ہے جو اس کشتی پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے گریز کیا وہ غرقاب ہوا۔

قال ما بال اقوام یقولون ان رحمی لا ینفع بلی واللہ ان رحمی موصولۃ و انی فرطکم

(مستدرک جلد ۴ ۷۴ مسند جلد ۳ ۱۸ و ۳۹ و ۶۲)

(۱۵) لوگوں کا کیا حال ہے کہ کہتے ہیں میری قرابت نفع بخش نہ ہوگی ہاں خدا کی قسم میرا رشتہ کبھی ٹوٹنے کا نہیں اور میں تمہارا پیشرو ہوں۔

انکم ستبتلون فی اھل بیتی من بعدی۔ (جامع صغیر ۸۷)

(۱۶) تم عنقریب میرے بعد میرے اہل بیتؑ کے متعلق آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔

یاتی علی اٰل محمد الشھر ما یوقدون فیہ نارا ولا یختبزون خبزا

(مسند جلد ۶ ۵۰ و ۷۱ و ۸۶ و ۱۰۸ و ۱۸۲ و ۱۸۷ و ۱۷۲ و ۱۹۴ و ۲۱۷ و ۲۴۴)

(۱۷) آل محمد پر ایسا مہینہ گزرے گا کہ جس میں نہ وہ آگ جلائیں گے اور نہ روٹی پکائیں گے۔

قال النجوم امان لاھل الارض و اھل بیتی امان لامتی۔

(مستدرک جلد ۳ ۱۴۹ کنوز الحقائق ۱۲۶ جامع صغیر ۱۶۱)

(۱۸) آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ ستارے باشندگانِ زمین کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیتؑ میری اُمت

کے لئے امان ہے۔

قال لا یبغضنا اهل البیت احد الا ادخله النار ۔(مستدرک جلد ۳ ۱۵۰)

(۱۹) ہم اہل بیتؑ سے جو بھی بغض رکھے گا جہنم میں جائے گا۔

اول من اشفع لهٔ یوم القیامة اهل بیتی (جامع صغیر ۹۷)

(۲۰) قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنے اہل بیتؑ کی شفاعت کروں گا۔

عن علی قال اخبرنی رسول الله ان اول من یدخل الجنة انا و فاطمة و الحسن و الحسین قلت یا رسول الله فمحبونا قال من ورائکم ۔(مستدرک جلد ۲ ۱۵۱)

(۲۱) حضرت علیؑ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبرؐ خدا نے مجھے خبر دی کہ سب سے پہلے میں (علیؑ) اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ جنت میں جائیں گے میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اور ہمارے دوستدار تو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ وہ تمہارے پیچھے پیچھے۔

انا اهل بیت اختار الله لنا الاٰخرة علی الدنیا و انه سلیقی اهل بیتی من بعدی نظر اید او تشریدا ۔(سنن ابن ماجہ و مستدرک جلد ۴ ۴۶۴)

(۲۲) ہم اہل بیتؑ کے لئے خداوند عالم نے دنیا کی جگہ آخرت کو پسند کیا اور میرے اہل بیتؑ عنقریب میرے بعد جلا وطنی اور در بدری کا سامنا کریں گے۔

قال لو ان رجلا صلی و صام و هو مبغض لاهل بیت محمد دخل النار ۔(مستدرک جلد ۳ ۱۴۹)

(۲۳) آں حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص (ہمیشہ) نماز پڑھے اور (ہمیشہ) روزہ رکھے اور وہ اہل بیتؑ پیغمبرؐ سے بغض رکھتا ہو تو جہنم ہی میں جائے گا۔

قال انا الشجرة و فاطمة فرعها و علی لقاحها و الحسن والحسین ثمرتها و شیعتها ورقها و اهل الشجرة فی جنة عدن (مستدرک جلد ۳ ۱۶۰)

(۲۴) آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں درخت ہوں، فاطمہؑ اس درخت کی شاخ ہیں اور علیؑ اس کے جوڑ ہیں اور حسنؑ وحسینؑ اس درخت کے پھل ہیں اور فاطمہؑ کے دوستدار اس درخت کے پتے ہیں اور درخت والے باغ عدن میں ہوں گے۔

اوصیکم بعترتی خیرا ۔(مستدرک جلد ۲ ۱۲۰)

(۲۵) میں اپنے اہل بیتؑ کے متعلق تم سے نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔

کان اذا قدم من سفر تلقی بصبیان اهل بیته ۔(جامع صغیر ۹۳)

(۲۶) جب آں حضرتؐ سفر سے پلٹتے تو سب سے پہلے اپنے اہل بیتؑ کے بچوں سے ملتے۔

کان النبی اذا ذبح الکبش قال اللھم تقبل من محمد و آل محمد۔(مسند جلد ۶ ۷۸)

(۲۷) آں حضرتؐ جب قربانی کرتے تو فرماتے خداوندا محمدؐ و آلِ محمدؐ کی جانب سے قبول فرما۔

ویح الفراخ فراخ آل محمد من خلیفة مستخلف مترف۔(جامع صغیر ۱۶۹، کنوز الحقائق ۱۳۹)

(۲۸) ہائے محمدؐ کے بچوں کا ایک دنیا کے مزوں میں ڈوبے ہوئے خلیفہ کی وجہ سے کیا حال ہوا ہے۔

اشتد غضب اللہ علیٰ من اذانی فی عترتی۔(کنوز الحقائق ۲۶)

(۲۹) خداوند عالم کا سخت ترین غضب ہوگا اس پر جو مجھے میرے عترت کے بارے میں اذیت پہنچائے۔

اللھم اھل بیتی و انا مستودعھم کل مومن۔(کنوز الحقائق ۳۸)

(۳۰) خداوندا میرے اہل بیتؑ! میں انھیں ہر مومن کے حوالے کر رہا ہوں۔

قال زید ارنی یدك فقبلها و قال ھکذا امرنا ان نفعل باھل بیت نبینا۔(مستدرک جلد ۳ ۴۲۳)

(۳۱) زید نے امام حسنؑ سے کہا مجھے اپنا ہاتھ دکھائیے۔آپ نے ہاتھ بڑھا دیا تو انھوں نے آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ کے ساتھ اسی سلوک کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

من اذانی فی اھل بیتی فقد اذی اللہ۔(کنوز الحقائق ۹۰)

(۳۲) جس نے میرے اہل بیتؑ کے بارے میں مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔

من ابغض اھل البیت فھو منافق۔(کنوز الحقائق ۹۱)

(۳۳) جس نے اہل بیتؑ سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔

نزل علی رسول ﷺ اللہ الوحی فادخل علیا و فاطمة و ابنیھما تحت ثوبه ثم قال اللھم ھولاء اھل و اھل بیتی (مستدرک جلد ۳ ۱۰۸ و ۱۴۶ و ۱۴۷)

(۳۴) حضرت رسالتمآبؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے حضرت علیؑ فاطمہؑ اور ان کے دونوں صاجزادوں کو اپنی چادر میں لیا اور فرمایا خداوندا یہی میرے اہل اور میرے اہل بیتؑ ہیں۔

من صنع الی احد من اھل بیتی یدا کافاته علیھا یوم القیامة۔(جامع صغیر جلد ۲ ۱۴۹)

(۳۵) جو شخص میرے اہل بیتؑ پر کوئی احسان کرے گا اس کا بدلہ بروز قیامت میں اسے دوں گا۔

الا ان عیبتی التی اوی الیھا اھل بیتی۔(جامع ترمذی و مشکوۃ جلد ۸ ۱۵۷)

(۳۶) میرا ٹھکانہ جہاں میں آ کر پناہ لیتا ہوں میرے اہل بیتؑ ہیں۔

نحن اهل بیت لا یقاس بنا احد۔ (کنوز الحقائق)

(۳۷) ہم اہل بیتؑ ہیں ہمارے اوپر کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

لا یدخل قلب امری ایمان حتی یحبکم لله ولقرابتی۔ (مسند جلد ۴ ۱۶۵، مستدرک جلد ۴ ۷۵، مشکوۃ جلد ۸ ۱۳۴)

(۳۸) کسی شخص کے دل میں ایمان اس وقت تک سما نہیں سکتا جب تک وہ تم سے (اے اہل بیتؑ) خوشنودی خدا کی خاطر اور میری قرابت کے لحاظ سے محبت نہ کرے۔

انتم المستضعفون بعدی۔ (کنوز الحقائق ص/ ۴۷)

(۳۹) تم (اہل بیتؑ) میرے بعد ضعیف و کمزور سمجھ لئے جاؤ گے۔

اهل بیتی امان لامتی فاذا ذهب اهل بیتی اتاهم ما یوعدون۔ (مستدرک جلد ۲ ۴۴۸ و جلد ۳ ۴۵۷)

(۴۰) میرے اہل بیتؑ میری اُمت کے لئے امان ہیں جب میرے اہل بیتؑ سے دنیا خالی ہو جائے گی تو امت کو اُن باتوں کا سامنا ہوگا جن کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔

قال علی ابن ابی طالب قال رسول اللهﷺ ان فی کتاب الله لاية ما عمل بها احد و لا یعمل بها احد بعدی اٰية النجوی یایها الذین اٰمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة الاٰية قال کان عندی دینار فبعته لبعشرة دراهم فنا جیت النبیﷺ فکنت کلما نا جیت النبیﷺ قدمت بین یدی نجوی درهما ثم نسخت فلم یعمل بها احد۔ (مستدرک جلد ۲ ۴۸۲)

(۴۱) حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضرت پیغمبرؐ کا ارشاد ہے کہ کتاب خدا میں ایک ایسی آیت ہے کہ جس آیت پر میرے (علیؑ) کے سوا کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ میرے بعد کوئی کرے گا وہ آیہ نجوی یا ایها الذین امنوا اذا ناجیتم الخ (اے ایمان لانے والو جب تم پیغمبرؐ سے سرگوشی کرنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے لو) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اس کے دس درہم بنائے۔ جب پیغمبرؐ سے سرگوشی کرتا سرگوشی سے پہلے ایک درہم صدقہ کر دیتا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کوئی دوسرا اس آیت پر میرے سوا عمل نہ کر سکا۔

ان اهل بیتی سیلقون بعدی قتلا وتشریدا و ان اشد قومنا لنا بغضا بنو امية۔ (مستدرک جلد ۴ ۴۸۷)

(۴۲) میرے اہل بیتؑ میرے بعد عنقریب قتل و جلاوطنی کا سامنا کریں گے اور ہم سے انتہائی عداوت رکھنے والے بنو امیہؔ ہیں۔

اثنا عشر عدۃ نقبا بنی اسرائیل۔(مستدرک جلد ۴ ۵۰۱)

(۴۳) بارہ حاکم ہیں بہ عدد نقباء بنی اسرائیل۔

اثنا عشر خلیفۃ۔(مشکوۃ جلد ۸ ۹۳ صحیح مسلم جلد ۲ ۱۱۹ صحیح بخاری پارہ ۲۹ ۶۲۸)

(۴۴)(مسلمانوں میں) بارہ خلیفہ ہوں گے۔

نحن بنو عبد المطلب سادۃ اھل الجنۃ انا و علی و جعفر و حمزہ و الحسن و الحسین۔

(سنن ابن ماجہ ۳۱۰ مستدرک جلد ۳ ۲۱۱)

(۴۵) ہم اولاد عبد المطلب سرداران جنت ہیں میں اور علیؑ وجعفرؓ وحمزہؓ وحسنؑ وحسینؑ۔

ان فاطمۃ انت النبی ﷺ تستخدمہ فقال الا ادلك علی ما ھو خیر لك من ذالك تسبحین ثلاثا و ثلاثین و تکبرین ثلاثا و ثلاثین و تحمدین ثلاثا و ثلاثین۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم جامع ترمذی سنن ابی داؤد سنن نسائی ابن ماجہ مشکوۃ جلد ۲ ۲۰ وجلد ۳ ۱۴۵ مسند جلد ۱ ۸۰ و ۹۶ و ۱۰۶ و ۱۲۳ و ۱۳۶ و ۱۴۴ و ۱۴۶ و ۱۵۳ و جلد ۲ ۱۶۶ و جلد ۶ ۲۹۸ مستدرک جلد ۳ ۱۵۱ و ۱۵۷ موطا ۳۷)

(۴۶) جناب فاطمہ پیغمبرؐ کی خدمت میں ایک خادم کی درخواست لے کر آئیں آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو خادم سے بہتر ہے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔

عن سعید بن ابی وقاص و قال لما نزلت ھذہ الآیۃ فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم دعا رسول ﷺ اللہ علیا و فاطمہ و حسناً و حسینا فقال اللھم ھولاء اھل بیتی۔(صحیح مسلم جلد ۸ ۲۷۲ مشکوۃ جلد ۸ ۱۳۹)

(۴۷) سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت قل تعالوا الخ کہہ دو اے رسول کہ آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنے بیٹوں کو نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ کو بلایا اور فرمایا خداوندا یہی میرے اہل بیتؑ ہیں۔

عن عائشۃ قالت خرج النبی ﷺ غداۃ و علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فما دخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔

(مشکوۃ جلد ۸ ۱۲۹ مسند جلد ۱ ۳۳۱ جلد ۳ ۲۵۹ و ۲۸۵ و جلد ۴ ۱۰۷ جلد ۶ ۲۹۸ و ۲۹۶ و ۲۹۲ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۲۳ مستدرک جلد ۲ ۴۱۶ و جلد ۳ ۱۵۸)

(۴۸) جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ آں حضرت ایک صبح برآمد ہوئے اور آپ نقش دار کمبل کالے بالوں کا اوڑھے ہوئے تھے کہ حسنؑ آئے آپ نے انھیں اپنے کمبل میں لے لیا پھر حسینؑ آئے وہ بھی کمبل میں آگئے پھر فاطمہؑ آئیں پیغمبرؐ نے انھیں بھی کمبل

میں لے لیا۔ پھر علیؑ آئے آں حضرتؐ نے انھیں بھی کمبل میں لے لیا۔ پھر ارشاد فرمایا خداوند عالم بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے اے اہل بیتؑ ہر گندگی و ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک و پاکیزہ کرے جیسا کہ پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے۔

عن علی انما انت منذر و لکل قوم ھاد قال علی رسول اللہ المنذر و انا الھادی۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۳۰)

(۴۹) حضرت علیؑ سے آیہ انما انت الخ (جز ایں نیست کہ تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے) کے متعلق روایت ہے حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ ڈرانے والے اور میں ہادی ہوں۔

خطب الحسن بن علی الناس حسین قتل علی فحمد اللہ و اثنی علیه ثم قال لقد قبض فی ھٰذہ اللیلة رجل لایسبقه الاولون بعمل ولایدرکه الأخرون و قدکان رسول اللہ یعطیه رایته فیقاتل وجبریل عن یمینه و میکائیل عن یسارہ فما یرجع حتی یفتح اللہ علیه و ماترک علی اھل الارض صفراء ولابیضاء الاسبع مائة درھم فضلت من عطایاہ اراد ان یتباع بھا خاد مالاھله ثم قال ایھا الناس من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا الحسن بن علی و انا ابن الوصی و انا ابن البشیر و انا ابن النذیر و انا ابن الداعی الی اللہ باذنه و انا ابن السراج المنیر و انا من اھل البیت الذی کان جبریل ینزل الینا و یصعد من عندنا و انا من اھل البیت الذی اذھب اللہ عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا و انا من اھل البیت الذی افترض اللہ مودتھم علی کل مسلم فقال تبارک و تعالیٰ لنبیه قل لااسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربیٰ و من یقترف حسنة نزدله فیھا حسنا فاقتراف الحسنة مودتنا اھل البیت۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۷۳)

(۵۰) حضرت علیؑ کے انتقال کے بعد امام حسنؑ نے تقریر فرمائی حمد و ثنا الٰہی کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس شب میں ایسا شخص دنیا سے اُٹھا ہے کہ عمل میں نہ تو گذشتہ زمانہ والے اس پر سبقت لے جاسکتے ہیں اور نہ آخر میں آنے والے اس کی بلندی کو چھو سکتے ہیں۔ حضرت سرور کائناتؐ آپ کو علم لشکر مرحمت فرماتے اور آپ دشمنوں سے نبرد آزما ہوتے اور جبریل آپ کے دائیں ہوتے اور میکائیل بائیں اور آپ اس وقت تک پلٹتے نہیں جب تک خدا آپ کے ہاتھوں پر فتح عنایت نہ فرما دیتا مرنے پر انھوں نے نہ سونا چھوڑا نہ چاندی سوا سات سو درہم کے جو آپ کی تنخواہ سے بچ رہے تھے آپ ان درہموں سے اپنے گھر والوں کے لئے ایک غلام خریدنا چاہتے تھے پھر امام حسنؑ نے فرمایا کہ جس نے مجھے پہچانا اس نے تو پہچانا ہی اور جس نے نہیں پہچانا وہ اب پہچان لے کہ میں حسنؑ بن علیؑ ہوں میں پیغمبرؐ کا فرزند ہوں میں خدا کی طرف بلانے والے کا بیٹا ہوں میں چراغ روشن کا نورِ نظر ہوں اس اہلبیتؑ سے ہوں جہاں جبریل آتے اور جاتے ہیں اور میں اس اہل بیتؑ سے ہوں جن سے خدا نے ہر گندگی کو

دور کیا اور ایسا پاک و پاکیزہ کیا جیسا پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے۔ میں اس اہل بیتؑ سے ہوں جن کی مودت خدا نے ہر مسلمان پر فرض کی ہے چنانچہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبرؐ سے ارشاد فرمایا کہہ دواے رسول کہ میں تم سے اپنی رسالت کا کوئی اجر نہیں طلب کرتا سوا اس کے کہ میرے اہل بیتؑ سے محبت رکھو۔ اور جو شخص ایک نیکی کرے گا ہم اس کی نیکی میں اور اضافہ کریں گے وہ نیکی کرنا ہم اہل بیتؑ سے محبت رکھنا ہی ہے۔

عن قیس بن عباد عن علی قال نزلت ھٰذان خصمان اختصموا فی ربھم فی الذین بارزوا یوم بدر حمزة بن عبد المطلب و علی و عبیدة بن الحارث و عتبه بن ربیعه و شیبه بن ربیعه و الولید بن عتبه قال علی و انا اول من یجثو للخصومة علی رکبتیه بین یدی الله یوم القیامة۔ (مستدرک جلد ۲ ۳۸۶)

(۵۱) قیس بن عباد حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آیہ ھذان خصمان الخ (یہ دو جھگڑا کرنے والے ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا) ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو جنگ بدر میں نبرد آزما ہوئے تھے یعنی جناب حمزہ بن عبد المطلب، علیؑ، عبیدہ اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں پہلا وہ شخص ہوں کہ گھٹنوں کے بل خدا کے حضور بروز قیامت دادرسی کے لئے بیٹھوں گا۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و اهلبیتی و انهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔

(جامع صغیر ۵۵ مستدرک جلد ۳ ۱۴۸ و ۵۳۳ مسند جلد ۲ ۲۴۷ جلد ۳ ۱۴ و ۱۷ و ۲۶ و ۵۹ مسند جلد ۴ ۳۶۷ و ۳۷۱ جلد ۵ ۱۸۲ مستدرک جلد ۳ ۱۰۹ و ۱۱۰ مشکوٰۃ جلد ۸ ۱۳۰)

(۵۲) میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور میرے اہل بیتؑ اور یہ دونوں کبھی جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔

احب اهلبیتی الی الحسن و الحسین۔ (جامع صغیر ۹ کنوز الحقائق ۹)

(۵۳) میرے اہل بیتؑ میں سب سے زیادہ مجھے محبوب حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

اقبل النبی و هو یحمل الحسن بن علی علی رقبة فلقیه رجل فقال نعم المرکب رکبت یا غلام فقال رسول الله و نعم الراکب هو۔ (جامع ترمذی و مستدرک جلد ۳ ۱۷۰ مشکوٰۃ جلد ۸ ۱۳۷)

(۵۴) حضرت رسالتمآب تشریف لاتے نظر آئے آپ حسنؑ بن علیؑ کو اپنی گردن پر بیٹھائے ہوئے تھے ایک شخص آنحضرتؐ کے سامنے آیا اور اس نے کہا اے صاحبزادے کتنی اچھی سواری پر تم سوار ہو۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اور یہ سوار کتنا اچھا ہے؟

خرجت مع رسول الله حتی اتی الی فناء فاطمة فقال اثم لکع اثم لکع یعنی حسنا فلم یلبث ان

جاء یسعی حتی اعتنق کل واحد منهما صاحبه فقال رسول اللہ اللّٰھم انی احبه فاحبه واجب من یحبه۔(صحیح بخاری پارہ۔مشکوۃ جلد ۸ ۱۳۱)

(۵۵)میں رسالتمآبؐ کے ساتھ چلا آپ صحن خانہ جناب سیدہؑ میں تشریف لائے اور پوچھا کیا یہاں ننھا ہے؟ آپ کی مراد امام حسنؑ سے تھی۔تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ حسنؑ دوڑتے ہوئے آئے اور رسولؐ اور حسنؑ ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔حضرت سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا خداوندا میں اسے دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ اور اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے۔

اتانی ملك فبشرنی ان الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة۔(جامع صغیر ۶)

(۵۶)میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے مجھے خوشخبری دی کہ حسنؑ وحسینؑ سردار جوانان جنت ہیں۔

حسین منی و انا منه احب الله من احب حسینا۔الحسن والحسین سبطان من الاسباط۔(جامع صغیرہ)

(۵۷)حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں خدا دوست رکھے اسے جو حسینؑ کو دوست رکھے۔حسنؑ وحسینؑ دو امت ہیں امتوں میں سے یعنی بھلائی و نیکی میں دو امت کے برابر ہیں۔

اتی راس الحسین عند ابن زیاد فجعل فی طشت فجعل ینکت علیه فقال انس انه کان اشبههم برسول الله۔(جامع ترمذی۔مسند جلد ۳ ۲۶۱ ۲۷۱۔مشکوۃ جلد ۸ ۱۳۹)

(۵۸)امام حسینؑ کا سر ابن زیاد کے پاس لا کر ایک طشت میں رکھا گیا۔ابن زیاد چھڑی سے آپ کے سر مبارک پر مارنے لگا اس پر انس نے کہا یہ حسینؑ تمام لوگوں میں رسولؐ اللہ سے مشابہ تر تھے۔

الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة و ابوهما خیر منهما و فاطمة سیدة نساء اهل الجنة۔(جامع صغیر ۱۳۱ و مستدرک جلد ۳ ۱۶۷ و مشکوۃ جلد ۸ ۱۳۵ و ۱۳۷ و مسند جلد ۳ ۳ و ۶۲ و ۶۴ و ۸۲ و جلد ۵ ۳۹۱ و ۳۹۲ کنوز الحقائق صفحہ ۵۵)

(۵۹)حسنؑ وحسینؑ سردار جوانان جنت ہیں اور ان کے باپ ان دونوں سے بہتر ہیں اور فاطمہؑ خواتین اہل جنت کی سردار ہیں۔

الحسن والحسین شنفا العرش۔(جامع صغیر ۱۳۱ و کنوز الحقائق ۱۰۸)

(۶۰)حسنؑ وحسینؑ عرش کے گوشوارے ہیں۔

من احبهما فقد احبنی و من ابغضهما فقد ابغضنی۔(مسند جلد ۲ ۵۳۱)

(۶۱) جس نے حسنؑ وحسینؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔

من سرہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسن۔ (جامع صغیر ۱۴۷)

(۶۲) جس شخص کو یہ بات خوش رکھتی ہو کہ وہ سردار جوانان جنت کو دیکھے وہ حسنؑ کو دیکھے۔

الحسن والحسین ریحانتی من الدنیا۔ (کنوز الحقائق ۵۶ و ۵۹ مشکوٰۃ جلد ۸ ۱۳۲ مسند جلد ۲ ۸۵ و ۹۳ و ۱۱۴ و ۱۵۳)

(۶۳) حسنؑ وحسینؑ دونوں میری دنیا کی خوشبو ہیں۔

الحسن والحسین ابنای من احبھما احبنی و من احبنی احبہ اللہ و من ابغضھما ابغضہ اللہ۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۶۶)

(۶۴) حسنؑ وحسینؑ دونوں میرے بیٹے ہیں جس نے انھیں محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا خدا اسے محبوب رکھے گا اور جس نے حسنؑ وحسینؑ سے عداوت رکھی خدا اس کا دشمن ہوگا۔

ما کان احد اشبہ برسول اللہ من الحسن وفاطمۃ۔ (مسند جلد ۳ ۱۶۴ و ۱۹۹)

(۶۵) حسنؑ وفاطمہؑ سے بڑھ کر پیغمبرؐ سے کوئی مشابہ تر نہیں تھا۔

عن یعلی العامری انہ خرج مع رسول اللہ الی طعام دعوا لہ قال فاستقبل رسول اللہ امام القوم وحسین مع الغلمان یلعب فاراد رسول اللہ ان یاخذہ فطفق الصبی یفر ھھنا مرۃ وھھنا مرۃ فجعل رسول اللہ یضاحکہ حتی اخذہ قال فوضع احدی یدیہ تحت قفاہ والاخری تحت ذقنہ فوضع فاہ علی فیہ یقبلہ فقال حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔

(مستدرک جلد ۳ ۱۷۷ مسند جلد ۴ ۱۷۲)

(۶۶) یعلی عامری سے روایت ہے کہ میں پیغمبرؐ کے ہمراہ ایک دعوت طعام میں شرکت کے لئے روانہ ہوا۔ رسولؐ اللہ لوگوں سے آگے بڑھ گئے حسینؑ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ رسولؐ اللہ نے چاہا کہ حسینؑ کو گود میں لے لیں لیکن حسینؑ کبھی ادھر بھاگتے تھے کبھی اُدھر بھاگتے تھے اور رسولؐ انھیں ہنساتے جاتے تھے یہاں تک کہ انھیں پکڑ لیا اور آغوش میں لے کر آپؐ نے ایک ہاتھ سر کے پیچھے رکھا اور دوسرا ٹھڈی کے نیچے رکھا اور اپنا منھ حسینؑ کے منھ پر رکھ دیا اور چومنے لگے پھر آپ نے ارشاد فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں خدا دوست رکھے اسے جو حسینؑ کو دوست رکھے۔ حسینؑ ایک امت ہے امتوں میں سے یعنی بھلائی و نیکی میں ایک امت کے برابر ہیں۔

امرت ان اسمی ابنی ھذین حسنا وحسینا۔ (کنوز الحقائق ۴۶)

(۶۷) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے ان دونوں بیٹوں کا نام حسنؑ وحسینؑ رکھوں۔

خرج علینا رسول اللہ فی احدی صلاتی النہار الظہر والعصر و ھو حامل الحسن والحسین فتقدم فوضعه عند قدمه الیمنی و سجد رسول اللہ سجدۃ اطالھا فرفعت راسی بین الناس فاذا رسول اللہ ساجدو اذا الغلام راکب ظہرہ فقعدت فسجدت فلما انصرف رسول اللہ قال ناس یا رسول اللہ لقد سجدت فی صلاتك ھذہ سجدت ما کنت تسجدھا اشی امرت به او کان یوحیٰ الیك فقال کل لم یکن ولکن ابنی ارتحلنی فکرھت ان اعجله حتی یقضی حاجته۔

(مستدرک جلد ۳ ۶۲۷ ومسند جلد ۲ ۵۱۴ جلد ۳ ۴۹۴ مسند جلد ۴۶۷)

(۶۸) رسولؐ اللہ دن کی کسی نماز ظہر یا عصر کے لئے برآمد ہوئے اور آپ حسنؑ یا حسینؑ کو گود میں لئے ہوئے تھے آپؐ آگے بڑھے اور بچے کو اپنے دائیں پیر کے پاس بٹھا دیا پھر نماز شروع کی اور آپ سجدہ میں گئے تو بہت طولانی سجدہ کیا۔ میں نے جماعت کے اندر اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ رسولؐ سجدہ میں ہیں اور بچہ ان کی پشت پر سوار ہے میں بیٹھ گیا اور سجدہ سے فراغت کی جب رسولؐ فارغ ہو کر جانے لگے تو لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ آج تو آپؐ نے اتنا طولانی سجدہ کیا کہ کبھی اتنا طولانی سجدہ نہ کیا ہوگا۔ کیا آپؐ کو کوئی حکم ہوا ہے یا آپؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی؟ آپ نے فرمایا یہ بات نہ تھی میرا لخت جگر میری پشت پر آ گیا تھا میں نے جلدی کرنا اچھا نہ سمجھا یہاں تک کہ وہ جی بھر کے بیٹھ رہے۔

سبط ھذہ الامة الحسن والحسین۔ (جامع صغیر ۱۰۴)

(۶۹) حسنؑ وحسینؑ اس امت کی اولاد انبیاء ہیں۔

عن سلمی قالت دخلت علی ام سلمه وھی تبکی فقلت ما یبکیك قالت رایت رسول اللہ تعنی فی المنام و علی راسه و لحیته التراب فقلت مالك یا رسول اللہ قال شھدت قتل الحسین انفا۔ (جامع ترمذی، مشکوۃ جلد ۸ ۱۳۵ مستدرک جلد ۴ ۱۹)

(۷۰) سلمٰی سے منقول ہے کہ میں جناب ام سلمہ زوجہ پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ گریہ فرما رہی تھیں میں نے سبب گریہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں پیغمبرؐ کو دیکھا کہ آپ کے سر اور داڑھی پر خاک ہے۔ میں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ یہ آپ کا کیا حال ہے۔ آنحضرت نے فرمایا میں ابھی حسینؑ کو قتل ہوتے دیکھ کر آیا ہوں۔

کان رسول اللہ یخطب فاقبل الحسن والحسین علیھما قمصیان احمران فجعلا یعثران ویقومان فنزل فاخذھا فوضعھما بین یدیه۔ (مستدرک جلد ۴ ۱۸۹)

(۷۱) حضرت رسالت مآبؐ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حسنؑ و حسینؑ سرخ قمیض پہنے گرتے پڑتے آتے نظر پڑے رسول اللہؐ منبر پر سے اترے اور دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔

عن ام الفضل بنت الحارث انها دخلت علی رسول الله فقالت یا رسول الله انی رایت حُلماً منکرا اللیلة قال و ما هو قالت انه شدید قال و ما هو قالت رایت کان قطعة من جسدك قطعت و وضعت فی حجری فقال رسول الله رایت خیرا و تلد فاطمة ان شاء الله غلاما یکون فی حجرك فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول الله فدخلت یوما علی رسول الله فوضعت فی حجره ثم کانت منی التفاتة فاذا عینا رسول الله تهریقان الدموع قالت فقلت یا نبی الله بابی انت و امی مالك قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی هٰذا فقلت هٰذا قال نعم و اتانی بتربة من تربته حمراء۔

(مشکوٰۃ جلد ۸ ۱۳۹)

(۷۲) ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسولؐ اللہ گذشتہ شب میں نے بڑا بھیانک خواب دیکھا ہے آنحضرتؐ نے پوچھا وہ کیا خواب ہے میں نے عرض کی بہت سخت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا بتاؤ تو آخر کیا خواب دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے بدن کا ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آرہا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہؑ کے یہاں لڑکا ہوگا جو تمہاری آغوش میں رہے گا چنانچہ جناب سیدہؑ کے یہاں حسینؑ پیدا ہوئے اور میری گود میں پلنے لگے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا میں ایک دن رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسینؑ کو میں نے آپؐ کی گود میں دے دیا تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے پیغمبرؐ کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ آپ کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا ابھی جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب میرے اس فرزند کو ذبح کرے گی میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا ہاں اور جبرئیل حسینؑ کی قبر کی خاک سے یہ سرخ مٹی بھی لا کر مجھے دے گئے ہیں۔

ان حسینا یقتل بشاطی الفرات۔ (جامع صغیر)

(۷۳) حسینؑ ساحل فرات پر شہید کئے جائیں گے۔

عن ابن عباس انه قال رایت النبی ﷺ فیما یری النائم ذات یوم بنصف النهار اشعث اغبر بیده قارورة فیها دم فقلت بابی انت و امی ما هذا قال هٰذا دم الحسین و اصحابه لم ازل التقطه منذ الیوم فاحصی ذالك الوقت فاجد قتل ذالك الوقت۔ (مشکوٰۃ جلد ۸ ۱۴۰ و مسند جلد ۱ ۲۴۲ و ۲۸۳ و مستدرک جلد ۴ ۳۹۸)

(۷۴) جناب ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دو پہر میں پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا کہ پراگندہ مُو غبار آلود ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں ایک شیشی ہے اور اس میں خون ہے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ حسینؑ اور اُن کے اصحاب کا خون ہے جسے آج کے دن میں برابر اُٹھاتا رہا ہوں۔ میں نے اس خواب کے وقت کا حساب لگایا تو ٹھیک وہ وقت نکلا جس وقت امام قتل کئے گئے۔

اخذ النبی بیدہ حسن وحسین فقال من احبنی واحب ھذین واباھما و امھما کان معی فی درجتی یوم القیامة۔ (مسند جلد ۱ ۷۷)

(۷۵) حضرت رسولؐ خدا نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا جو شخص مجھے دوست رکھے اور ان دونوں بچوں کو دوست رکھے وہ بروز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

عن عبد اللہ بن نجی عن ابیہ انه سار مع علی فلما حاذی نینوی و ھو منطلق الی صفین فنادی علی اصبر ابا عبد اللہ اصبر ابا عبد اللہ بشط الفرات قلت و ما ذا قال دخلت علی النبی ذات یوم و عیناہ تفیضان قلت یا نبی اللہ اغضبك احدما شان عینیك تفیضان قال بل قام من عندی جبریل قبل فحدثنی ان الحسین یقتل بشط الفرات قال فقال ھل لك الی ان اشمك من تربته قال قلت نعم فمد یدہ فقبض قبضة من تراب فاعطا نیھا فلم املك عینی ان فاضتاہ۔ (مسند احمد ابن حنبل جلد اول ۸۵)

(۷۶) عبد اللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں نجی کہتے ہیں میں حضرت علیؑ کا ہمسفر تھا جب آپ سرزمین نینوا کے قریب پہنچے اور آپ صفین کی طرف جا رہے تھے تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا صبر کرنا ابو عبد اللہ (حسینؑ) صبر کرنا اے ابو عبد اللہ (حسینؑ) شط فرات پر، میں نے عرض کیا حضور یہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں پیغمبرؐ کی خدمت میں گیا دیکھا کہ آپ کی آنکھ سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا کسی نے آپ کو غضبناک کیا ہے یہ آپ کی آنکھوں کا کیا حال ہے کہ ان سے آنسو بہہ رہے ہیں آپ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ ابھی میرے پاس سے جبرئیل اٹھ کر گئے ہیں انھوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حسینؑ ساحل فرات پر قتل کئے جائیں گے پھر جبرئیل نے مجھ سے پوچھا کہ میں آپ کو حسینؑ کی خاکِ قبر سونگھاؤں؟ میں نے کہا ہاں تو جبرئیل نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی خاک اُٹھا کر مجھے دیا اس پر میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا اور بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

قال رایت رسول اللہ یمص لسانه او قال شفته یعنی الحسن بن علی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ۹۳)

(۷۷) میں نے رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ آپ حسنؑ کی زبان یا ان کا ہونٹ چوس رہے تھے۔

عن علی قال دخل علی رسول اللہ و انا نائم علی المنامة فاستسقی الحسن او الحسین قال فقام النبی الی شاة فحلبها... ثم قال انی و ایاك و هذین و هذا الراقد فی مکان واحد یوم القیامة۔(مسند جلد ۱ ۱۰۱)

(۷۸) حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسالت مآبؐ ایک مرتبہ ہمارے یہاں تشریف لائے اور میں بستر پر سو رہا تھا۔ حسنؑ یا حسینؑ کو پیاس لگی اور اُنھوں نے پانی مانگا رسول اُٹھے اور آپ نے بکری کا دودھ دوہا پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور تم اور یہ دونوں بچے اور یہ سونے والی (یعنی جناب فاطمہؑ) قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔

ام سلمة ان رسول اللہ اضطجع ذات لیلة للنوم فاستیقظ و هو حائر ثم اضطجع فرقد ثم استیقظ و هو حائر دون ما رایت به المرة الاولیٰ ثم اضطجع فاستیقظ و فی یده تربته حمراء یقبلها فقلت ما هذه التربته یا رسول اللہ قال اخبرنی جبریل ان هذا یقتل بأرض العراق الحسین فقلت لجبریل ارنی تربته الارض التی یقتل بها فهذه تربتها۔(مستدرک جلد ۴ ۳۹۸)

(۷۹) جناب ام سلمہ زوجۂ پیغمبرؐ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ ایک شب سونے کے لئے لیٹے پھر چونک کر بیدار ہو گئے پھر لیٹے اور سو گئے پھر چونک کر بیدار ہو گئے اور اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ سراسیمہ تھے پھر لیٹے اور تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے اور آپ کے ہاتھوں میں سُرخ رنگ کی مٹی تھی آپ اسے چوم رہے تھے میں نے عرض کیا حضور یہ مٹی کیسی تھی۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ حسینؑ سرزمین عِراق پر قتل کئے جائیں گے میں نے جبرئیل سے کہا جس زمین پر وہ قتل ہوں گے اس کی خاک مجھے دکھاؤ چنانچہ یہ اسی سرزمین کی مٹی ہے۔

الحسن اشبه برسول اللہ ما بین الصدر الی الراس والحسین اشبه ما اسفل من ذالك۔(مسند جلد ۱ ۱۰۸)

(۸۰) حسنؑ رسولؐ اللہ سے سر سے لے کر سینہ تک مشابہ تر ہیں اور حسینؑ سینہ سے لے کر قدم تک مشابہ تر ہیں۔

اجتمعوا عند الحجاج فذکرا الحسین بن علی فقال الحجاج لم یکن من ذریة النبی و عنده یحیی بن یعمر فقال له کذبت ایها الامیر فقال لتاتینی علی ماقلت بینه و مصداق من کتاب اللہ اولا قتلنك فقال و من ذریة داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ الی قوله عزوجل و زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس فاخبر اللہ ان عیسیٰ من ذریة آدم بامه والحسین بن علی من ذریة محمد بامه قال صدقت۔(مستدرک جلد ۳ ۱۶۴)

(۸۱) حجاج کے پاس لوگوں کا مجمع تھا امام حسینؑ کا ذکر چھڑا حجاج نے کہا حسینؑ پیغمبرؐ کی اولاد سے نہیں تھے حجاج کے پاس یحییٰ بن یعمر بیٹھے ہوئے تھے بول پڑے آپ جھوٹے ہیں اے امیر۔ حجاج نے کہا حسینؑ کے ذریت پیغمبرؐ ہونے پر کوئی

دلیل کتاب خدا سے پیش کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر کے رہوں گا۔ یحییٰ بن یعمر نے کلام مجید کی اس آیت کی تلاوت کی ومن ذریۃ داؤد والخ اور آدم کی ذریت سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف وموسیٰ ہیں اور زکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس ہیں۔ یحییٰ نے کہا خداوند عالم نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ عیسیٰ اپنی ماں کی طرف سے نسل جناب آدم سے ہیں اسی طرح امام حسینؑ بھی اپنی ماں کی طرف سے آنحضرتؐ کی نسل سے ہیں حجاج نے کہا سچ کہا تم نے۔

ان ابنی ھٰذا سیدٌ ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔
(مشکوٰۃ جلد ۸ ۱۳۱ اور مستدرک جلد ۳ ۱۷۵ جامع صغیر ۷۵، مسند جلد ۵ ۳۸ و ۴۷ و ۴۹)

(۸۲) یہ میرا بیٹا سردار ہے اور خداوند عالم اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

اوحی اللہ الی محمدﷺ انی قتلت بیحییٰ بن زکریا سبعین الفا و انی قاتل بابن ابنتك سبعین الفاوسبعین الفا۔ (مستدرک جلد ۲ ۲۹۰ و ۲۵۰ و جلد ۳ ۱۷۸)

(۸۳) خداوند عالم نے حضرت رسولؐ خدا پر وحی فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے خون ناحق کے عوض ستر ہزار لوگوں کو قتل کرایا اور تمہارے نواسہ کے خون ناحق کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کراؤں گا۔

عن عمیر بن اسحٰق قال رایت اباھریرۃ لقی الحسن فقال لہ اکشف عن بطنك حتیٰ اقبل حیث رایت رسول اللہ یقبل منہ قال فکشف عن بطنہ فقبلہ۔ (مسند جلد ۲ ۴۲۷)

(۸۴) عمیر بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ کو دیکھا کہ ان کی ملاقات امام حسنؑ سے ہوئی۔ انھوں نے امام حسنؑ سے کہا آپ اپنے شکم مبارک سے ذرا کپڑا ہٹا دیجئے تا کہ میں اس جگہ کا بوسہ لوں جہاں رسولؐ بوسہ لیا کرتے تھے آپ نے کپڑا ہٹا دیا ابوہریرہ نے چوم لیا۔

اللھم انی استودعکما و صالح المومنین۔ (کنوز الحقائق ۳۸)

(۸۵) خداوندا میں ان دونوں بچوں کو اور صالح المومنین (علیؑ) کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔

فجلس فی المسجد واحتبی و قال لی ادع لی لکاع فاتی حسین یشتد حتی وقع فی حجرہ ثم ادخل یدہ فی لحیۃ رسول اللہ فجعل رسول اللہ یفتح فم الحسین فیدخل فاہ فیہ و یقول اللھم انی احبہ فاحبہ۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۷۸)

(۸۶) رسالت مآبؐ مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میرے پاس ننھے کو لاؤ حسینؑ دوڑتے ہوئے آئے اور رسولؐ کی گود میں گر پڑے اور رسولؐ کی ریش مبارک سے کھیلنے لگے رسولؐ اللہ حسینؑ کا منہ کھولتے تھے اور اپنا منہ اُن کے منہ پر

رکھتے اور فرماتے کہ خداوندا میں دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ۔

بینما الحسن بن علی یخطب بعد ما قتل علی اذ قام رجل من الازد ادم طوال فقال لقد رایت رسول اللہ و اضعه فی حبوته یقول من احبنی فلیحبه فلیبلغ الشاهد الغائب ولولا عزمة رسول ﷺ اللہ ما حدثتکم۔ (مسند احمد جلد ۵ ص ۳۶۶)

(۸۷) حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ قبیلہ ازد کا ایک دراز قد شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا میں نے اپنی آنکھوں سے پیغمبرؐ کو دیکھا کہ آپ اپنی گود میں انھیں (امام حسنؑ) کو لئے ہوئے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ اس کو بھی دوست رکھے اور حاضر شخص غیر حاضر تک میرا پیغام پہنچا دے اگر پیغمبرؐ کی تاکید نہ ہوتی تو میں یہ حدیث تم لوگوں سے بیان نہ کرتا۔

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی۔

(مسند جلد ۱ ص ۱۷۰ و ص ۱۷۳ و ص ۱۷۵ و ص ۱۷۷ و ص ۱۷۹ و ص ۱۸۲ و ص ۱۸۴ و ص ۱۸۳ و جلد ۳ ص ۳۲ و ص ۳۳۸ و جلد ۶ ص ۳۶۹ و ص ۴۳۸ و مشکوۃ جلد ۸ ص ۱۹۸ و مستدرک جلد ۳ ص ۲۷۳ و جلد ۳ ص ۹ و جامع صغیر ص ۵۶ و کنوز الحقائق ص ۱۷۳)

اے علی علیہ السلام تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو جناب موسیٰ علیہ السلام سے تھی سوا اس کے کہ میرے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے کوئی نبی نہ ہوگا۔

کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دم اهلبیتی۔ (کنوز الحقائق ص ۳۹)

میں گویا ایک چتلے سپید کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیتؑ کے خون میں منہ لگائے ہوئے ہے۔

خیر نساء العالمین خدیجة و فاطمة۔ (جامع صغیر ص ۹ و مستدرک جلد ۳ ص ۵۶۹)

عالم کی تمام عورتوں میں بہتر خدیجہؑ اور فاطمہؑ ہیں۔

افضل نساء اهل الجنة خدیجة و فاطمه۔ (مستدرک جلد ۲ صفحہ ۴۹۷ و ص ۵۹۴ و ص ۶۰۲ جلد ۳ ص ۱۸۵)

جنت کی تمام عورتوں میں افضل خدیجہؑ اور فاطمہؑ ہیں۔

عن ابی رافع مولی رسول اللہ قال خرجنا مع علی حین بعثه رسول اللہ برایته فلما دنا من الحصن خرج الیه اهله فقاتلهم فضربه رجل من یهود فطرح ترسه من یده فتناول علی باباً کان عند الحصن فترس به نفسه فلم یزل فی یده و هو یقاتل حتی فتح اللہ علیه ثم القاه من یده حین فرغ فلقد رایتنی فی نفر معی سبعة انا ثامنهم نجهد علی ان نقلب ذالك الباب فما نقلبه۔ (مسند جلد ۶ ص ۸)

ابو رافع آزاد کردہ غلام پیغمبرؐ کے بیان کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے جب حضرت علی علیہ السلام کو علم لشکر دے کر روانہ کیا تو ہم بھی

ان کے ساتھ چلے۔ جب آپ قلعہ سے قریب ہوئے تو قلعہ والے نکل پڑے۔ آپ نے ان سے جنگ کی۔ ایک یہودی نے آپ پر تلوار چلائی اور آپ کی سپر آپ کے ہاتھوں سے چھوٹ کر گر پڑی۔ ایک دروازہ قلعہ کے پاس تھا آپ نے اسے ہاتھ میں لیا اور اس سے سپر کا کام لیا اپنے کو دشمن کے وار سے بچاتے رہے وہ دروازہ جب تک آپ جنگ کرتے رہے آپ کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ خداوند عالم نے آپ کو فتح عنایت کی اس وقت آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ میں نے اور میرے ساتھ اور سات شخصوں نے جان توڑ کوشش کی کہ اس دروازے کو پلٹ دیں مگر ہم آٹھ آدمی مل کر بھی اس دروازے کو پلٹ نہ سکے۔

الدعا محجوب عن الله حتی یصلی علی محمد و اهل بیته۔ (جامع صغیر ۱۴)

دعا اس وقت تک خداوند عالم تک پہنچتی نہیں جب تک دعا کرنے والا محمد و آل محمد پر درود نہ بھیجے۔

انی النبی بجنازة لیصلی علیها فقال هل علی صاحبکم دین قالوا نعم قال هل ترك له من وفاء قالوا لا قال صلوا علی صاحبکم قال علی ابن ابی طالب علی دینه یا رسول الله فتقدم فصلی علیه و قال فك الله رهانك من النار کما فککت رهان اخیك المسلم۔ (مشکوۃ جلد ۴ ۶۰)

نماز کے لئے پیغمبرؐ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا آنحضرتؐ نے دریافت کیا کیا مرنے والے پر کوئی قرض بھی ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں یا رسولؐ اللہ آپ نے پوچھا کیا مرنے والے نے کوئی ایسا مال چھوڑا ہے جس سے قرض ادا ہو سکے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا تو تم لوگ اپنے بھائی پر خود نماز پڑھ لو حضرت علی علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ اس مرنے والے کے قرض کی ادائیگی کا میں ذمہ لیتا ہوں میں ادا کروں گا۔ رسولؐ آگے بڑھے اور آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا خدا تمہیں بھی اسی طرح آتش جہنم سے نجات دے جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کو نجات دلائی ہے۔

و کان علی یلبس ثیاب الصیف فی الشتاء و ثیاب الشتاء فی الصیف فقیل له سالته فساله فقال ان رسول الله بعث الی و انا ارمد العین یوم خیبر فقلت یا رسول الله انی ارمد العین قال فتفل فی عینی و قال اللهم اذهب عنه الحر والبرد فما وجدت حرا ولابردا منذ یومئذ و قال لاعطین الرایة رجلا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله لیس بفرار فتشرف لها اصحاب النبی ﷺ فاعطانیها۔

(مشکوۃ جلد ۸ ۱۱۹ و مسند احمد جلد اول ۹۹ و ۱۳۳ و ۱۸۵ و مسند جلد ۲ ۳۸۴ و جلد ۳ ۱۶ و جلد ۴ ۵۲ و جلد ۵ ۳۳۳ و ۳۵ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۸ و مستدرک جلد ۳ ۱۰۹ و ۱۴۷)

حضرت علی علیہ السلام جاڑے میں گرمی کا اور گرمی میں جاڑے کا لباس پہنا کرتے۔ لوگوں نے ارادہ کیا کہ آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا جائے چنانچہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے بروز خیبر مجھے بلا بھیجا۔ میں نے عرض کیا یا

رسول اللہ مجھے آشوب چشم ہے اس پر آپ نے اپنا لعاب دہن میری آنکھوں میں لگا دیا اور یہ دعا فرمائی کہ خداوندا گرمی وسردی کو اس سے دور رکھ۔ اس دن سے آج تک نہ تو مجھے کبھی گرمی نے ستایا نہ ٹھنڈک نے اذیت پہنچائی۔ اور رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں علم ایسے مرد کو دوں گا جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول بھی اسے دوست رکھتے ہیں چنانچہ آں حضرتؐ نے وہ علم مجھے مرحمت فرمایا۔

شفاعتی لامتی من احب اهلبیتی۔ (جامع صغیر ۴۳ و کنوز الحقائق ۴)

میری امت میں سے بس اسی کو میری شفاعت نصیب ہوگی جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے گا۔

یا علی انت و شیعتك تردون علی الحوض رواء۔ (کنوز الحقائق ۱۷۳)

اے علی علیہ السلام تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر سیر و سیراب آؤ گے۔

شیعة علی هم الفائزون۔ (کنوز الحقائق ۴ و ۲۱)

علی علیہ السلام کے شیعہ ہی رستگار ہونے والے ہیں۔

الصدیقون ثلاثة حبیب النجار مومن آل یسین الذی قال یاقوم اتبعو المرسلین و حزقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله و علی ابن ابی طالب و هو افضلهم۔ (جامع صغیر ۴۲)

صدیق تین ہیں حبیب نجار مومن آل یسین جن کا قول خداوند عالم نے کلام مجید میں نقل کیا ہے ”اے قوم والو! خدا کے بھیجے ہوئے بندوں کی پیروی کرو“ دوسرے حزقیل مومن آل فرعون جنھوں نے کہا تھا کیا تم صرف اس بات پر کسی شخص کو جان سے مار ڈالو گے کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار خداوند عالم ہے۔ تیسرے علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ اور یہ سب سے افضل ہیں۔

ان الله امرنی بحب اربعة و اخبرنی انه یحبهم علی منهم و ابوذر والمقداد و سلمان۔ (جامع صغیر ۵۹)

خداوند عالم نے مجھے چار شخصوں کو دوست رکھنے کا حکم دیا ہے اور یہ خبر بھی دی ہے کہ وہ خود بھی ان چاروں کو دوست رکھتا ہے علی علیہ السلام انھیں میں سے ہیں اور سلمان و ابوذر و مقداد ہیں۔

ان الله یحب من اصحابی اربعة اخبرنی انه یحبهم و امرنی ان احبهم قالوا من هم یا رسول الله قال ان علیاً منهم و ابوذر الغفاری و سلمان الفارسی والمقداد بن الاسود الکندی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ۳۵۱ و ۳۵۶ مشکوٰۃ جلد ۸ ۱۱۷)

خداوند عالم میرے اصحاب میں سے چار شخصوں کو دوست رکھتا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود بھی ان چاروں کو دوست رکھتا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بھی ان چاروں کو دوست رکھوں لوگوں نے عرض کیا وہ چاروں شخص کون ہیں یا رسول اللہ! آپ

نے فرمایا ان چاروں میں ایک علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور باقی ابوذر غفاری سلمان فارسی اور مقداد بن اسود کندی ہیں۔

لقد ذکرنا ابن ابی طالب و نحن بالبصرة صلوة کنا نصلیها مع رسول الله یکبر اذا سجد و اذ اقام فلاادری انسیناها امر ترکناها عمدا۔(مسند جلد ۴ ۳۹۲)

ہم لوگ بصرہ میں تھے (حضرت علی علیہ السلام نے ہم لوگوں کو نماز پڑھائی اور) ہم لوگوں کو وہ نماز یاد دلادی جو ہم رسولؐ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ آپ آج سجدے سے اٹھتے تو تکبیر کہتے اور جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ رسولؐ کی اس نماز کو ہم نے بھلا دیا یا عمداً چھوڑ دیا۔

شهد مع علی صفین ثمانون بدریا و خمسون و مائتان فمن بائع تحت الشجرة۔(متدرک جلد ۳ ۱۰۴)

حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ جنگِ صفین میں ۸۰ ایسے صحابہ تھے جو غزوۂ بدر میں رسولؐ اللہ کی معیت میں مشرکین سے جنگ کر چکے تھے اور ۲۵۰ ایسے صحابی تھے جنھوں نے درخت کے نیچے پیغمبرؐ کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی۔

من سبّ علیا فقد سبنی۔(مسند جلد ۶ ۳۲۳)

جس نے علی علیہ السلام کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

ان عمر بن الخطاب اتی بامرأة قد زنت فامر عمر برجمها فانتزعها علی من ایدیهم وردهم فرجعوا الی عمر فقال ماردکم قالوا ردنا علی قال ما فعل هذا علی الالشی قد علمه فارسل الی علی فجاء و هو سبه المغضب فقال مالك رددت هولاء قال اما سمعت النبی ﷺ یقول رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتی یستیقظ و عن الصغیر حتی یکبر و عن المبتلی حتی یعقل قال بلیٰ قال علی فان هذه مبتلاة نبی فلان۔(مسند جلد ۱ ۱۵۴)

عمر بن الخطاب کے پاس ایک عورت جو زنا کی مرتکب ہوئی تھی پکڑ کر لائی گئی حضرت عمر نے سنگسار کئے جانے کا حکم دے دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے سنگسار کرنے والوں کے ہاتھ سے اس عورت کو چھین لیا اور ان لوگوں کو لوٹا دیا وہ سب عمر کے پاس پلٹ کر آئے اور کہا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ہم لوگوں کو واپس کر دیا ہے۔ عمر نے کہا علی علیہ السلام نے ایسا اقدام کسی خاص سبب سے ہی کیا ہوگا جسے وہ جانتے ہوں گے۔ انھوں نے حضرت علی علیہ السلام کے پاس آدمی کو بلانے کے لئے بھیجا۔ آپ تشریف لائے اور آپ گویا غضبناک سے تھے۔ عمر نے پوچھا آپ نے ان لوگوں کو کیوں پلٹا دیا؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سنا کہ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا ہے تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا۔ سونے والے سے جب تک وہ بیدار نہ ہولے بچہ سے جب تک وہ بڑا نہ ہولے اور دیوانے سے جب تک وہ ہوش میں نہ آئے۔ عمر نے کہا ہاں رسولؐ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا تو یہ بھی

فلاں خاندان کی دیوانی عورت ہے۔

عاد اللہ من عادی علیا۔(جامع صغیر ۴۹ کنوز الحقائق جلد ۲ ۱۵)

خدا دشمن رکھے اُسے جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھے۔

جاء رھط الی علی بالرحبة فقالوا السلام علیك یامولانا قال کیف اکون مولا کم و انتم قوم عرب قالوا سمعنا رسول الله یوم غدیر خم یقول من کنت مولاہ فان ھذا مولاہ قال رباح فلما مضوا تبعتھم فسألت من ھولاء قالوا نفر من الانصار فیھم ابو ایوب الانصاری۔(مسند جلد ۵ ۴۱۹)

چند معزز حضرات کوفہ کے مقام رحبہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور یوں سلام کیا "سلام ہو آپ پر اے ہمارے مولا"۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا آپ لوگ معززین عرب ہیں مجھے کن معنوں میں مولا کہہ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے پیغمبرؐ کو بروز غدیر خم اپنے کانوں سے کہتے سنا ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی علیہ السلام بھی مولا ہیں۔ رباح کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ واپس ہوئے تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا۔ میں نے پتہ چلایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ انصار کے کچھ افراد ہیں انھیں میں جناب ابو ایوب انصاری مشہور صحابی پیغمبر بھی تھے۔

ان الله طھر قوما بالصلع فی روؤسھم و ان علیا اولھم۔(کنوز الحقائق جلد ۱ ۴۹)

خداوند عالم نے پیشانی پر بالوں کی کمی کے ذریعے کچھ لوگوں کو پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ علی علیہ السلام ان میں سب پر مقدم ہیں۔

اللھم اکرم من اکرم علیا۔(کنوز الحقائق ۳۸)

خداوندا علی علیہ السلام کی جو عزت کرے تو بھی اسے عزت دے۔

علی اخی فی الدنیا والاخرة۔(جامع صغیر ۵۶ کنوز الحقائق ۲۰)

علی علیہ السلام دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

ان احق اسمائك ابو تراب۔(کنوز الحقائق ۶۱)

تمہارے تمام ناموں میں سزاوار تر نام ابو تراب ہے۔

علی اصلی۔(جامع صغیر ۵۶ کنوز الحقائق ۲۱)

علی علیہ السلام میری اصل ہیں۔

علی امام البررة و قاتل الفجرة منصور من نصرہ مخذول من خذله۔(جامع صغیر ۵۶ کنوز الحقائق ۲۱)

علیؑ نیکوکاروں کے امام اور بدکاروں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے ہیں۔ جس نے علی علیہ السلام کی مدد کی وہ کامیاب و

فتحیاب ہوا اور جس نے علی علیہ السلام کی مدد سے گریز کیا وہ بے یارومددگار ہے۔

انا دار الحکمة و علی بابھا۔ (جامع صغیر ۹۳ کنوز الحقائق ۲۷ مشکوۃ جلد ۸ ۱۲۱)

میں حکمت کا گھر ہوں علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہیں۔

علی باب حطة من دخل منه کان مومنا و من خرج منه کان کافر۔ (جامع صغیر ۵۶)

علی علیہ السلام باب حطہ جیسے ہیں جو شخص اس میں داخل ہوا وہ مومن اور جو اس سے باہر نکلا وہ کافر۔

انا مدینة العلم و علی بابھا فمن اراد المدینة فلیات الباب۔

(جامع صغیر ۹۳ کنوز الحقائق ۱ے و ۲ے مستدرک جلد ۳ ۱۲۶ و ۱۲۷)

میں شہر علم ہوں اور علی علیہ السلام اس کے دروازہ ہیں جو شخص مدینہ میں آنا چاہے وہ پہلے دروازے پر آئے۔

علی منی و انا منه و هو ولی کل مومن۔ (کنوز الحقائق ۲۰ و ۶۳ مشکوۃ جلد ۸ ۱۲۰)

علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں اور وہ ہر مومن کا ولی ہے۔

یا علی انت منی و انا منك۔ (مسند جلد ۱ ۱۱۵)

اے علی علیہ السلام تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

علی عیبة علمی۔ (جامع صغیر ۵۶ کنوز الحقائق ۲۰)

علی علیہ السلام میرے علوم کا ظرف ہے۔

علی مع القران و القران مع علی لن یفترق حتی یردا علی الحوض۔ (جامع صغیر ۵۶)

علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی علیہ السلام کے ساتھ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں۔

علی منی و انا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی۔ (جامع صغیر ۵۶ کنوز الحقائق ۲۰ مشکوۃ جلد ۸ ۱۲۰)

علی علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں علی علیہ السلام سے ہوں میری طرف سے ادائے فرائض یا تو میں کرسکتا ہوں یا علیؑ۔

انس بن مالك کان شاکیا فاتاہ محمد بن الحجاج یعودہ فی اصحاب له فجری الحدیث حتی ذکروا علیا فتنقصه محمد بن الحجاج فقال انس من ھذا اقعدونی فاقعدوہ فقال یا ابن حجاج الا اراك تنقص علی ابن ابی طالب والذی بعث محمد ابالحق لقد کنت خادم رسول الله بین یدیه و کان کل یوم یخدم بین یدی رسول الله غلام من ابناء الانصار فکان ذالك الیوم یومی فجاءت امر ایمن مولاة رسول الله بطیر فوضعته بین یدی رسول الله فقال رسول الله یا ام ایمن ما ھذا الطائر قالت ھذا الطائر اصبة فصنعته فقال رسول الله اللھم حئنی باحب خلقك الیك و الی یاکل معی من ھذا الطائر و ضرب الباب

فقال رسول الله یا انس انظر من علی الباب قلت اللهم اجعله رجلا من الانصار فذهبت فاذا علی بالباب قلت ان رسول الله علی حاجة فجئت حتی قمت مقامی فلم البث ان ضرب الباب فقال یا انس انظر من علی الباب فقلت اللهم اجعله رجلا من الانصار فذهبت فاذا علی الباب قلت ان رسول الله علی حاجته فجئت حتی قمت مقامی فلم البث ان ضرب الباب فقال رسول الله یا انس فلست باول رجل احب قومه لیس هو من الانصار فذهبت فادخلة فقال یا انس قرب الیه الطیر قال فوضعة بین یدی رسول الله فاکلا جمیعا قال محمد بن الحجاج یا انس کان بمحضر منك قال نعم قال اعطی بالله عهدا ان لا انتقص علیا بعد مقامی هذا ولا اعلم احدا ینتقصه الا اشنت له وجهه۔ (متدرک جلد ۳ ۱۳۱)

انس ابن مالک صحابی پیغمبرؐ بیمار تھے محمد بن حجاج ان کی عیادت کو چند رفقاء کے ہمراہ آئے۔ گفتگو ہونے لگی اثنائے گفتگو میں حضرت علی علیہ السلام کا ذکر چھڑ گیا محمد بن حجاج نے حضرت علیؑ کی مذمت کی۔ انس نے کہا کون علی علیہ السلام کی مذمت کر رہا ہے مجھے ذرا اٹھا کر بٹھادو۔ لوگوں نے انھیں بٹھادیا۔ انھوں نے کہا اے فرزند حجاج میں دیکھتا ہوں کہ تم علی علیہ السلام کی مذمت کرتے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمدؐ کو مبعوث برسالت کیا میں رسولؐ اللہ کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ دستور یہ تھا کہ ہر روز انصار کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا رسولؐ کی خدمت کرتا تھا وہ دن میری باری کا تھا اور میں خدمت کر رہا تھا کہ ام ایمن رسولؐ کی کنیز ایک پرندہ لئے ہوئے رسولؐ کے پاس آئیں اور اسے رسولؐ کے سامنے رکھ دیا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا ام ایمن یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ایک پرندہ میرے ہاتھ لگ گیا میں نے اسے آپ کے لئے پکایا ہے اس پر رسالتمآبؐ نے فرمایا خداوندا تیرے بندوں میں جو شخص سب سے زیادہ تجھے اور مجھے محبوب ہو اسے میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کو کھائے (تھوڑی دیر کے بعد کسی نے) دروازے پر دستک دی رسولؐ اللہ نے فرمایا اے انس دیکھو دروازے پر کون ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا خداوندا انصار میں کوئی شخص ہو میں دروازے پر گیا دیکھا کہ علی علیہ السلام ہیں۔ میں نے کہا رسولؐ اللہ اس وقت مشغول ہیں پھر آ کر میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ پھر دروازہ پر دستک ہوئی۔ پیغمبرؐ نے کہا انس دیکھو کون دروازے پر ہے۔ میں نے دل میں دعا کی خداوندا انصار میں سے کوئی شخص ہو۔ میں دروازے پر گیا دیکھا کہ علی علیہ السلام ہیں۔ میں نے کہا رسولؐ اللہ مشغول ہیں۔ پھر آ کر میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بھی نہ ہوئی ہوگی کہ پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ پیغمبرؐ نے فرمایا اے انس تمہیں ایک اپنی قوم سے محبت کرنے والے نہیں ہو۔ وہ شخص (جسے میں اس وقت چاہتا ہوں) انصار سے نہیں ہے۔ میں اٹھا دروازہ کھول کر میں نے علی علیہ السلام کو آنے دیا رسولؐ اللہ نے فرمایا اے انس پرندہ لا کر ان کے سامنے رکھو۔ میں نے پرندہ سامنے لا کر رکھا رسولؐ اللہ اور علی علیہ السلام دونوں نے اس پرندہ کو کھایا محمد بن حجاج نے پوچھا کیا

تمہاری موجودگی میں ایسا ہوا انس نے کہا ہاں۔ محمد بن حجاج نے کہا میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ آج کا واقعہ سن کر پھر کبھی علی علیہ السلام کی مذمت نہ کروں گا اور جسے بھی علی علیہ السلام کی مذمت کرتے دیکھوں گا اس کے منہ پر دے ماروں گا۔

علی منی بمنزلة راسی من بدنی۔ (جامع صغیر ۵۶ کنوز الحقائق ۲۱)

علی علیہ السلام میرے لئے ایسے ہیں جیسے میرا سر میرے بدن کے لئے۔

الله و رسوله و جبریل عنك راضون یعنی علیا۔ (کنوز الحقائق ۳۶)

آں حضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ خدا اور اس کا رسول اور جبریل امین تم سے راضی و خوشنود ہیں۔

ان الله یغضب بغضبك و یرضیٰ لرضالك۔ (کنوز الحقائق ۵۴)

خداوند عالم تمہاری غضبناکی کی وجہ سے غضبناک ہوتا ہے اور تمہارے خوش ہونے سے خوش ہوتا ہے۔

ان الله یباهی بعلی کل یوم و لیلة الملائکة۔ (کنوز الحقائق ۳۰)

خداوند عالم ہر روز و شب ملائکہ پر علی علیہ السلام کے ذریعہ فخر و مباہات کرتا ہے۔

اعلم امتی من بعدی علی ابن ابی طالب۔ (کنوز الحقائق ۳۰)

میرے بعد تمام امت میں سب سے بڑھ کر عالم علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ ہیں۔

تشاورت قریشٌ بمکة فقال بعضهم اذا اصبح فاثبتوه بالوثاق یریدون النبی فقال بعضهم بل اقتلوه و قال بعضهم بل خرجوه فاطلع الله نبیه علی ذالك فبات علی علی فراش النبی تلك اللیلة و خرج النبی حتی لحق بالغار و بات المشرکون یحرسون علیا یحسونه النبی فلما اصبحوا ثاروا علیه فلما روا علیا رد الله مکرهم۔ (مسند احمد جلد ۱ ۳۴۸ ۳ مشکوٰة جلد ۸ ۴۷)

شب ہجرت قریش والوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کسی نے کہا جب پیغمبرؐ صبح کو سو کر اٹھیں رسیوں میں جکڑ لو کسی نے کہا نہیں بلکہ قتل کر ڈالو اور کسی نے کہا بلکہ انھیں شہر بدر کر دو۔ خداوند عالم نے قریش کے اس صلاح و مشورہ سے پیغمبرؐ کو مطلع کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام اس رات پیغمبرؐ کے بستر پر سو رہے اور پیغمبرؐ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ غار میں پہنچ گئے۔ مشرکین رات بھر حضرت علی علیہ السلام کا گھیر اڈالے رہے وہ علی علیہ السلام کو محمدؐ ہی سمجھتے تھے۔ جب صبح ہوئی تو سب مل کر ٹوٹ پڑے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ یہ تو علی علیہ السلام ہیں تو خدا نے ان کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔

علی یزهر فی الجنة ککوکب الصبح لاهل الدنیا۔ (جامع صغیر ۵۶ کنوز الحقائق ۲۱)

علی علیہ السلام جنت میں یوں درخشاں ہوں گے جیسے ستارہ صبح دنیا والوں کے لئے۔

الا احدثکم باشقی الناس رجلین احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربك یا علی علی ھذہ حتی یبل منھا ھذہ۔ (جامع صغیر ۹۸)

بد بخت ترین مردم دو شخص ہیں ایک قوم ثمود کا احیمر جس نے ناقہ صالح کو پے کیا۔ دوسرا وہ شخص جو تمہیں اے علی علیہ السلام ضربت لگائے گا اور تمہارے اس سر کے خون سے تمہاری اس داڑھی کو تر کردے گا۔

علی یعسوب المومنین۔ (جامع صغیر ۵۶ کنوز الحقائق ۲۰)

علی علیہ السلام مومنین کے سردار ہیں۔

عمرو بن میمون قال انی الجالس الی ابن عباس اذ اتاہ تسعۃ رھط فقالوا یا ابا عباس اما ان تقوم معنا و اما ان تخلونا ھولاء قال فقال ابن عباس بل اقوم معکم قال و ھو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال فابتدؤا فتحدثوا فلاندری ما قالوا قال فجاء ینفض ثوبہ و یقول اف وتف وقعوا فی رجل لہ عشر وقعوا فی رجل قال لہ النبی لابعثن رجلا لا یخزیہ اللہ ابدا یحب اللہ و رسولہ قال فاستشرف لھا من استشرف قال این علی قالوا ھو فی الرجل یطحن قال و ما کان احدکم لیطحن قال فجاء و ھو ارمد لا یکاد یبصر قال فنفث فی عینیہ ثم ھز الرایۃ ثلاثا فاعطاھا ایاہ فجاء بصفیۃ بنت حی قال ثم بعث فلانا بسورۃ التوبۃ فبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ قال لایذھب بھا لا رجل منی و انا منہ قال و قال لنبی عمہ ایکم یوالینی فی الدنیا والاخرۃ قال وعلی معہ جالس فابوا فقال علی انا او الیك فی الدنیا و الاخرۃ قال انت ولی فی الدنیا والاخرۃ قال فترکہ ثم اقبل علی رجل منھم فقال ایکم یوالینی فی الدنیا والاخرۃ فابوا قال فقال علی انا اوالیك فی الدنیا والاخرۃ فقال انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ قال و کان اول من اسلم من الناس بعد خدیجۃ قال و اخذ رسول اللہ ثوبہ فوضعہ علی علی و فاطمۃ و حسن و حسین فقال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا قال وشری علی نفسہ لبس ثوب النبی ثم نام مکانہ و خرج بالناس غزوۃ تبوک قال فقال لہ علی اخرج معك قال فقال لہ نبی اللہ لا فبکی علی فقال لہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلت ھارون من موسیٰ الا انك لست بنبی انہ لا ینبغی ان اذھب الا وانت خلیفتی قال و قال لہ رسول اللہ انت ولی فی کل مومن بعدی و قال سدوا ابواب المساجد غیر باب علی فقال فیدخل المسجد جنبا و ھو طریقہ لیس لہ طریق غیرہ قال و قال من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ (مسند احمد جلد ۱ ۳۳۰)

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ۹ نو شخص ان کے پاس آئے

انھوں نے کہا اے ابو العباس یا تو ہمارے ساتھ اٹھ چلئے یا اپنے پاس کے لوگوں کو اٹھا دیجئے کہ تخلیہ ہو جائے ابن عباس نے کہا میں ہی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس وقت تک ابن عباس کی آنکھیں ٹھیک تھیں بصارت گئی نہ تھی۔ ان لوگوں نے بات چیت شروع کی گفتگو کرتے رہے۔ پتہ نہیں کیا بات چیت ہوئی۔ ان کے پاس سے عبد اللہ ابن عباس کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہتے تھے ستیاناس ہو ان کا یہ لوگ ایسے شخص کو برا کہتے ہیں جسے دس بے مثال فضیلتیں حاصل ہیں۔ یہ لوگ ایسے شخص کی مذمت کرتے ہیں جس کے بارے میں پیغمبرؐ نے فرمایا میں ایسے شخص کو علم دے کر روانہ کروں گا جسے خدا کبھی ناکام نہ کرے گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اس پر نہ جانے کس کس نے اپنے کو بلند کر کے پیغمبرؐ کو دکھایا مگر پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام کہاں ہیں علی علیہ السلام آئے اور انھیں آشوب چشم کی تکلیف تھی دیکھ نہیں سکتے تھے آنحضرتؐ نے ان کی آنکھوں کو پھونکا پھر تین مرتبہ علم لشکر کو حرکت دی اور علی علیہ السلام کے حوالہ کیا۔ علی علیہ السلام نے جنگ سر کی اور صفیہ بنت حی (مرحب کی بہن کو) پیغمبرؐ کے پاس لے کر پہنچے پھر پیغمبرؐ نے فلاں بزرگ کو سورۂ توبہ لے کر روانہ کیا اور فوراً ہی ان کے پیچھے علی علیہ السلام کو بھیجا۔ انھوں نے وہ سورہ ان سے لے لیا (اس پر وہ بزرگ غمگین و محزون پیغمبرؐ کی خدمت میں واپس آئے آکر پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا میرے متعلق کوئی حکم نازل ہوا) پیغمبرؐ نے فرمایا سورۂ برأت وہی شخص لے کر جا سکتا ہے جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ اور پیغمبرؐ نے اپنے بنی اعمام سے فرمایا تم میں کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا معاون و مددگار بنتا ہے؟ علی علیہ السلام بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ سب نے انکار کیا۔ علی علیہ السلام بولے یا رسولؐ اللہ میں آپ کا معاون و مددگار ہوں دنیا و آخرت میں آنحضرتؐ نے فرمایا تم میرے معاون و مددگار ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ پھر آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو چھوڑ کر اپنے بنی اعمام میں سے کسی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا تم میں سے کون شخص میرا مددگار و معاون ہوتا ہے دنیا و آخرت میں۔ سب نے انکار کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ میں آپ کا معاون و مددگار ہوں دنیا و آخرت میں۔ آں حضرتؐ نے فرمایا تم میرے معاون و مددگار ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ علی علیہ السلام ہی وہ پہلے شخص ہیں جو خدیجہ کے بعد اسلام لائے اور رسالت مآبؐ نے اپنی ردا لے کر علی علیہ السلام کو اڑھائی اور فاطمہؑ و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو اور ارشاد فرمایا خدا کا اس کے سوا کوئی ارادہ ہی نہیں اے اہل بیتؑ کہ تم کو یوں پاک و پاکیزہ کرے جیسا پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے اور علی علیہ السلام نے اپنی جان بیچ ڈالی پیغمبرؐ کی چادر اوڑھ کر پیغمبرؐ کے بستر پر سو رہے اور رسالت مآبؐ غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے۔ علی علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا نہیں تم یہیں رہو اس پر علی علیہ السلام رونے لگے۔ رسالتمآبؐ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے حاصل تھی سوا اس کے کہ تم نبی نہیں ہو۔ کوئی چارۂ کار ہی نہیں سوا اس کے کہ میں جاؤں اور تم میرے جانشین و

قائم مقام رہو اور رسالتمآبؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا تم میرے بعد ہر مومن کے مولا و آقا ہو اور ارشاد فرمایا مسجد کی طرف جتنے دروازے کھلتے ہوں سب بند کر دیئے جائیں سوا علی علیہ السلام کے دروازے کے چنانچہ علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رہا اور وہ حالت جنب میں مسجد میں آتے وہی ان کا راستہ ہی تھا اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ان کے لئے تھا ہی نہیں اور رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس جس کا میں مولا و آقا ہوں اس کے علی علیہ السلام مولا و آقا ہیں۔

خطبنا علی فقال والذی فلق الحبة و برأ النسمة لتخضبن هذه من هذه قال قال الناس فاعلمنا من هو ولیه لنبیرن عترته قال انشد کم ان یقتل غیر قاتلی۔ (مسند جلدا ۱۵۶)

حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اثنائے تقریر میں کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح پیدا کی یہ میری داڑھی اس سر کے خون سے خضاب ہوگی لوگوں نے کہا یا علی علیہ السلام ہمیں بتائیے وہ کون شخص ہے خدا کی قسم ہم اس کے خاندان بھر کا قلع قمع کر دیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے قاتل کے علاوہ کسی اور کی جان نہ لینا۔

علی یقضی دینی۔ (جامع صغیر ۵۶)

علی علیہ السلام ہی میرے قرضوں کو ادا کریں گے۔

عنوان صحیفة المؤمن حب علی ابن ابی طالب۔ (جامع صغیر ۵۷)

مومن کے صحیفہ اعمال کا سرنامہ محبت علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ ہے۔

علی ینجز عداتی و یقضی دینی۔ (کنوز الحقائق ۲۰)

علی علیہ السلام میرے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کریں گے اور میرے قرضوں کو ادا کریں گے۔

علی قسیم النار۔ (کنوز الحقائق ۲۰)

علی علیہ السلام قسیم نار ہیں۔

علی خیر البشر من شك فیه کفر۔ (کنوز الحقائق ۲۰ و ۲۱)

علی علیہ السلام تمام انسانوں میں سب سے بہتر ہیں جس نے شک کیا وہ کافر ہوا۔

علی ملی ایمانا الی مشامه۔ (کنوز الحقائق ۲۱)

علی علیہ السلام کی ہڈیوں تک میں ایمان بھرا ہوا ہے۔

علی صاحب حوضی یوم القیامة۔ (کنوز الحقائق ۲۱)

علی علیہ السلام بروز قیامت میرے حوض کے مالک ہوں گے۔

علی وشیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ۔(کنوز الحقائق ۲۱)

علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہی بروز قیامت رستگار ہونے والے ہیں۔

عن زید بن ارقم قال کنت جالسا عند النبی اذجاءہ رجل من اھل الیمن فقال ان ثلاثۃ من اھل الیمن اتوا علیا یختصمون الیہ فی ولد وقعوا علی امرأۃ فی طھر واحد فقال للاثنین منھما طیبا بالولد لھذا فقالالاثم قال انتم شرکاء متشا کسون انی مقرع بینکم فمن قرع فلہ الولد و علیہ لصاحبیہ ثلثا الدیۃ فاقرع بینھم فجعلہ لمن قرع فضحک رسول اللہ حتی بدت اضراسہ او قال نواجذہ۔(مستدرک جلد ۲ ۲۰۷)

زید بن ارقم صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ باشندگان ملک یمن سے ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا کہ یمن کے تین شخص علی علیہ السلام کے پاس ایک لڑکے کے متعلق جھگڑتے ہوئے پہنچے۔ان تینوں شخصوں نے ایک ہی طہر میں ایک عورت سے مباشرت کی تھی اور اس سے وہ لڑکا پیدا ہوا تھا۔حضرت علی علیہ السلام نے دو شخصوں سے کہا کہ لڑکا اس تیسرے شخص کے حوالے کردو۔ان دونوں نے انکار کیا پھر آپ نے دوسرے دو شخصوں سے کہا کہ اچھا تم دونوں یہ لڑکا اس تیسرے کے حوالے کردو۔ان دونوں نے بھی انکار کیا۔پھر آپ نے تیسرے دو شخصوں سے کہا کہ تم دونوں اس تیسرے شخص کے حوالے یہ لڑکا کردو۔ان دونوں نے بھی انکار کیا اس پر حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ تم سب کے سب جھگڑالو حصہ دار ہو میں قرعہ اندازی کرتا ہوں جس کے نام قرعہ نکلے گا لڑکا اس کا اور اس شخص کو باقی ان دو شخصوں کو دو تہائی دیت دینی پڑے گی چنانچہ آپ نے قرعہ ڈالا جس کے نام کا قرعہ نکلا اس کے حوالے کیا یہ خبر سن کر رسولؐ اللہ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نمایاں ہوگئیں۔

علی اقضانا۔(کنوز الحقائق ۱۲ و مسند جلد ۵ ۱۱۳)

علی علیہ السلام ہم سب میں بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

اقضاھم علی۔(مشکوٰۃ جلد ۸ ۱۳۶)

تمام صحابہ میں بہتر فیصلہ کرنے والے علی علیہ السلام ہیں۔

لما افتتح رسول اللہ مکۃ اتاہ ناس من قریش فقالوا یا محمد انا حلفاؤک و قومک و انہ لحق بک ارقاء نالیس لھم رغبۃ فی الاسلام و انما فروا من العمل فارددھم علینا فتشاور ابابکر فی امرھم

فقال صدقوا یا رسول اللہ فقال لعمر ما تری فقال مثل قول ابی بکر فقال رسول اللہ یا معشر قریش لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم امتحن اللہ قلبہ للایمان فیضرب رقابکم علی الدین فقال ابوبکر اناھو یا رسول اللہ قال لا ولکنہ خاصف النعل فی المسجد و قد کان القی نعلہ الی علی یخضفھا۔

(مستدرک جلد ۲ ص ۱۳۸)

جب رسالتمآبؐ نے مکہ فتح کیا تو قریش کے کچھ لوگ پیغمبرؐ کے پاس آئے اور کہا یا محمدؐ ہم لوگ آپ کے حلیف اور قوم والے ہیں۔ ہمارے چند غلام آپ سے آکر مل گئے ہیں انھیں اسلام سے کوئی رغبت نہیں بلکہ وہ کام سے بھاگے ہیں انھیں ہمیں واپس کر دیجئے آپ نے ان لوگوں کے بارے میں ابوبکر سے مشورہ کیا۔ ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ سچ کہتے ہیں یہ لوگ پھر آنحضرتؐ نے عمر سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ عمر نے بھی ابوبکر جیسی ہی کہی۔ اس پر رسالتمآبؐ نے فرمایا۔ اے گروہ قریش یقیناً خداوند عالم تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو تمہاری قوم سے ہے۔ خدا نے ایمان میں جس کے دل کو اچھی طرح پرکھ لیا ہے وہ تمہاری گردن مار کر تمہیں دین پر لائے گا۔ ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ شخص میں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ جوتیاں ٹانکنے والا ہے اور آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی جوتیاں ٹانکنے کو دی تھیں۔

قال رسول اللہ ان منکم من یقاتل علی تاویلہ کما قاتلت علی تنزیلہ قال فقام ابوبکر و عمر فقال لا ولکن خاصف النعل و علی یخصف نعلہ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۳۳ و مستدرک جلد ۳ ص ۱۲۲)

حضرت رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا تم میں وہ شخص ہے جو کلام مجید کی تاویل کے متعلق اسی طرح جنگ کرے گا جس طرح میں نے کلام مجید کی تنزیل کی متعلق جنگ کی ہے ابوبکر اور عمر اٹھ کھڑے ہوئے آنحضرتؐ نے فرمایا تم دونوں نہیں ہو بلکہ وہ جوتیاں ٹانکنے والا ہے اور حضرت علی علیہ السلام پیغمبرؐ کی جوتیاں اس وقت ٹانک رہے تھے۔

اللھم جوزہ علی الصراط۔ (کنوز الحقائق ص ۴۳)

خداوندا گزار دے انھیں پل صراط سے۔

اللھم ثبتہ و اجعلہ ھادیا مھدیا قالہ لعلی۔ (کنوز الحقائق ص ۴۳)

خداوندا انھیں ثابت قدم بنا اور ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ قرار دے۔

اللھم لا احل لھم ان یکذبوا علیا۔ (کنوز الحقائق ص ۴۳)

خداوندا میں اپنی امت والوں کے لئے جائز نہیں کر سکتا کہ وہ علی علیہ السلام کو جھٹلائیں۔

عن علی قال انی عبد اللہ و اخو رسولہ و انا الصدیق الاکبر لا یقولھا بعدی الا کاذب صلیت

قبل الناس لسبع سنین۔(مستدرک جلد ۳ ۱۱۲)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں۔میں صدیق اکبر ہوں میرے علاوہ جو اس کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔میں نے سات برس لوگوں سے پہلے نماز پڑھی۔

واما انت یا علی فختنی و ابو ولدی و انا منك و انت منی۔(مسند جلد ۵ ۲۰۴)

اور اے علی علیہ السلام تم میرے داماد ہو اور میرے جگر گوشوں کے باپ ہو اور میں تم سے ہوں تم مجھ سے ہو۔

ان رسول اللہ قال لعلی ابن ابی طالب انه سیکون بینك و بین عائشه امر قال انا یا رسول اللہ قال نعم قال انا قال نعم قال فانا اشقاھم یا رسول اللہ قالا ولکن اذا کان ذالك فاردها الی مامنها۔(مسند احمد جلد ۶ ۳۹۳)

حضرت رسالتمآبؐ نے حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ سے فرمایا عنقریب تم میں اور عائشہ میں جنگ ہوگی۔حضرت علی علیہ السلام نے کہا مجھ سے یا رسولؐ اللہ؟ پیغمبرؐ نے فرمایا ہاں۔حضرت علی علیہ السلام نے دوبارہ پوچھا مجھ سے یا رسولؐ اللہ؟ پیغمبرؐ نے فرمایا ہاں۔اس پر حضرت علی علیہ السلام نے کہا تب تو یا رسولؐ اللہ میرے نصیب بڑے کھوٹے۔پیغمبرؐ نے فرمایا ایسا نہیں البتہ جب ایسا موقع پیش آئے تو تم انھیں ان کے ٹھکانے واپس کر دینا۔

اللھم انصر من ینصر علیا و اخذل من یخذل علیا۔(کنوز الحقائق ۳۷)

خداوندا مدد کر اس کی جو علی علیہ السلام کی مدد کرے اور ذلیل و خوار کر اسے جو علی علیہ السلام کی مدد سے گریز کرے۔

لا تقع فی علی فانه منی و انا منه وھو ولیکم بعدی۔

علی علیہ السلام کو برا نہ کہو وہ مجھ سے ہیں اور میں علی علیہ السلام سے ہوں اور وہ میرے بعد تم لوگوں کے حاکم و امیر ہیں۔

ان تؤمروا علیا و لا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم۔

(مشکوۃ جلد ۸ ۱۲۸ مسند جلد ۱ ۱۰۹ و مستدرک جلد ۳ ۷۰ مسند جلد ۵ ۳۵۶ و ۳۵۸ و ۳۵۹)

اگر تم لوگ علیؑ کو اپنا امیر تسلیم کر لو میرا اندازہ ہے کہ تم لوگ ایسا کرنے والے نہیں تو تم انھیں ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والا پاؤ گے وہ تمہیں صراطِ مستقیم پر لے جائیں گے۔

اللھم ادر الحق مع علی حیث دار۔(مشکوۃ جلد ۸ ۱۲۹)

خداوندا حق کو ادھر گردش دے جدھر علی علیہ السلام گردش کریں۔

عن سھل بای شی دودی جرح رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اللہ قال کان علی یجئی بالماء فی ترسه و فاطمه تغسل

الدم عن وجهه اخذ حصير افاحرق فحشا به جرحه۔(مسند جلد ۵ ۳۳۰)

سہل سے پوچھا گیا کہ رسولؐ اللہ جب جنگ احد میں زخمی ہوئے تو کیا دوا کی گئی۔انھوں نے بتایا کہ علی علیہ السلام سپر میں پانی لائے اور جناب فاطمہؑ چہرے سے خون پاک کرتیں اس کے بعد ایک بوریہ لے کر جلایا گیا اور اس سے زخم بھر دیئے گئے۔

عن علی قال بعثنی رسول الله الی الیمن فانتهینا الی قوم قدبنوا زبیة للاسد فبینا هم كذالك یتدافعون اذ سقط رجل فتعلق بآخر ثم تعلق رجل بآخر حتی صاروا فیها اربعة فجرجهم الاسد فانتدب له رجل بحربة فقتله وماتوا من جراحتهم كلهم فقالوا اولیاء الاول الی اولیاء الآخر فاخرجوا السلاح لیقتتلوا فاتاهم علی علی تفئیة ذالك فقال تریدون ان تقاتلوا و رسول الله حی انی اقضی بینكم قضاء ان رضیتم فهو القضاء والاحجز بعضكم عن بعض حتی تاتوا النبی فیكون هو الذی یقضی بینكم فمن عدا بعد ذالك فلا حق له اجمعوا من قبائل الذین حفر والبئر ربع الدية و ثلث الدية و نصف الدية والدية كاملة فللاول الربع لانه هلك من فوقه و الثانی ثلث الدية وللثالث نصف الدية وللرابع الدية كاملة فابوا ان یرضوا فاتوا النبی و هو عند مقام ابارهیم فقصوا علیه القصة فقال انا اقضی بینكم و احتبی فقال رجل من القوم ان علیا قضیٰ فینا فقصوا علیه القصة فاجازه رسول الله۔(مسند احمد جلد ۱ ۷۷و۱۲۸و۱۵۲)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ نے مجھے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ہم ایک ایسی قوم میں پہنچے جنھوں نے شیر کا شکار کرنے کے لئے ایک گڑھا کھودا تھا اور اس کو گھاس وغیرہ سے پاٹ دیا تھا لوگ اس پر دھکم دھکا کرنے لگے کہ دیکھیں اس میں شیر گرا ہے یا نہیں۔ایک آدمی اس گڑھے میں گر پڑا۔اس نے دوسرے کو تھام لیا اس نے تیسرے کو اس نے چوتھے کو آخر چاروں اس گڑھے میں گر پڑے شیر نے ان کو چیر پھاڑ ڈالا ایک شخص نے ایک ہتھیار چلا کر شیر کو مار ڈالا اور وہ چاروں شخص مر گئے۔پہلا وہ شخص اس گڑھے میں گرا تھا اس کے اعزا بعد میں گرنے والوں کے اعزا پر اٹھ کھڑے ہوئے کہ انھیں کے ہجوم کی وجہ سے پہلا شخص گڑھے میں گرا تھا۔تلواریں نکل آئیں کہ ایک دوسرے کو ختم کر کے رہیں گے۔ٹھیک اسی موقعہ پر حضرت علی علیہ السلام آپہنچے۔آپ نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ کی زندگی میں تم کشت وخون کرنا چاہتے ہو؟ میں اس مقدمہ کا فیصلہ کئے دیتا ہوں۔اگر تم میرے فیصلہ پر راضی ہو تو وہی فیصلہ نافذ ہوگا ورنہ تم لوگ ایک دوسرے سے باز رہو اور رسولؐ کی خدمت میں چلو پیغمبرؐ ہی فیصلہ کر دیں گے۔اب اس کے بعد اگر کوئی حد سے بڑھا تو اس کا کوئی حق بھی باقی نہ رہے گا۔ان تمام قبیلوں سے جنھوں نے اس گڑھے کو کھودا تھا ایک چوتھائی دیت اور ایک تہائی دیت اور نصف دیت اور پوری دیت

وصول کرو۔ پہلا جو شخص کنوئیں میں گرا ہے اس کے ورثاء کو چوتھائی دیت دو۔ دوسرے کے اعزا کو تہائی دیت، تیسرے کے اعزا کو آدھی دیت اور چوتھے کے اعزا کو پوری دیت لوگوں نے اس فیصلے کو ماننے سے انکار کیا آخر کار رسالتمآبؑ کی خدمت میں آئے آپؑ اس وقت مقام ابراہیم کے پاس تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے پورا قصہ بیان کیا۔ پیغمبرؐ نے کہا میں فیصلہ کرتا ہوں اور آپ بیٹھ گئے اتنے میں انھیں میں سے ایک شخص نے کہا کہ علی علیہ السلام اس مقدمہ کا فیصلہ کر چکے ہیں چنانچہ لوگوں نے پوری تفصیل اس فیصلہ کی سنائی۔ رسالتمآبؐ نے حضرت علی علیہ السلام ہی کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔

عن عمرو بن شاس الاسلمی قال وکان من اصحاب الحدیبیة قال خرجت مع علی الی الیمن فجفانیئ فی سفری ذالک حتی وجدت فی نفسی علیه فلما قدمت اظهرت شکایته فی المسجد حتیٰ بلغ ذالک رسول الله فدخلت المسجد ذات غدوة و رسول الله ﷺ فی ناس من اصحابه فلما رأنی ابدنی عینیه یقول حدالی النظر حتی اذا جلست قال یا عمرو و الله لقد اذیتنی قلت اعوذ بالله ان اوذیك یا رسول الله قال بلیٰ من اذی علیا فقد اذانی۔ (مسند جلد ۳ ۴۸۳)

عمرو بن شاس الاسلمی سے روایت ہے جو غزوۂ حدیبیہ میں پیغمبرؐ کے ہمراہ رہ چکے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ یمن کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کے دوران میں حضرت علی علیہ السلام کا سلوک میرے ساتھ سخت رہا جس سے مجھے بیحد تکلیف پہنچی۔ جب میں مدینہ واپس آیا تو میں نے مسجد میں علی علیہ السلام کی شکایت کی پیغمبرؐ کو بھی اس کی خبر ہوگئی۔ ایک صبح میں مسجد میں آیا رسولؐ اللہ اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ نے گھور کر مجھے دیکھا میں بیٹھ گیا رسالتمآبؐ نے فرمایا اے عمرو! خدا کی قسم تم نے مجھے اذیت پہنچائی ہے، میں نے عرض کی خدا کی پناہ! بھلا میں آپ کو اذیت پہنچاؤں گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں جس نے علی علیہ السلام کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

عن علی بعثنی رسول الله الی الیمن و انا حدیث السن قال قلت تبعثنی الی قوم یکون بینهم احداث ولا علم لی بالقضاء قال ان الله سیهدی لسانك و یثبت قلبك قال فما شککت فی قضاء بین اثنین بعد۔ (مسند احمد جلد ۱ ۸۳ و ۸۸ و ۱۳۶ و ۱۵۰ و ۱۵۶ و جلد ۴ ۷۳ و ۳۷۴ و ۳)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسالتمآبؐ نے مجھے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور میں اس وقت کمسن تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ مجھے ایسے لوگوں کا حاکم بنا کر بھیج رہے ہیں جن میں باہم جھگڑے فساد ہوا کرتے ہیں اور میں جانتا بھی نہیں کہ فیصلہ کیونکر کرنا چاہیے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا خداوند عالم تمہاری زبان کو ہدایت دے گا تمہارے قلب کو استواری بخشے گا رسولؐ کی دعا کا اثر تھا کہ پھر کبھی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مجھے شک و تذبذب نہ ہوا۔

عن علی قال مربی رسول الله واناوجع و انا اقول اللهم ان کان قد حضر فارحنی و ان کان اُجلافارفعنی و ان کان بلاء فصبرنی قال ماقلت فاعدت علیه فضربنی برجله فقال ما قلت قال فاعدت علیه فقال اللهم عافه اوشفه قال فما اشتکیت ذالك الرجع بعد۔ (مسند جلد ۱ ۸۴)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ میری طرف سے گزرے اور میں شدید تکلیف میں تھا اور میں کہہ رہا تھا کہ خداوندا اگر میری موت آگئی ہے تو مجھے میری تکلیف سے نجات دے۔ جلد موت آجائے اور اگر موت آنے میں دیر ہے تو اس تکلیف سے مجھے نجات دے۔ اور اگر یہ بلا وآزمائش ہے تو مجھے صبر کی قوت عنایت فرما۔ رسالتمآبؐ نے پوچھا کیا کہا تم نے ؟ میں نے اپنا فقرہ دہرایا۔ آپ نے پیر سے مجھے ٹھوکا دیا پھر پوچھا کہ کیا کہا تھا تم نے؟ میں نے پھر دہرایا۔ رسالتمآبؐ نے فرمایا خداوندا تو اسے شفا دے، عافیت دے یا یہ فرمایا کہ خداوندا اسے شفا عنایت فرما۔ رسولؐ کی اس دعا کی برکت سے پھر مجھے وہ تکلیف کبھی نہ ہوئی۔

کان لی من رسول الله منزلة لم تکن لاحد من الخلائق۔ (مسند جلد ۱ ۸۵ و ۱۰۳)

مجھے رسولؐ اللہ سے وہ درجہ ومنزلت حاصل تھی جو خلائق میں سے کسی کو بھی حاصل نہ تھی۔

ارایت ان ولدی بعدك ولد اسمیه باسمك و اکنیه بکنیتك قال نعم فکانت رخصة من رسول الله لعلی۔ (مسند جلد ۱ ۹۵)

حضرت علی علیہ السلام نے رسالتمآبؐ سے عرض کیا کہ اگر آپ کے بعد میرے کوئی فرزند ہو تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس کا نام اور اس کی کنیت آپ کا نام وکنیت رکھوں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے خاص طور پر اس کی اجازت تھی۔

سالت عائشة عن المسح علی الخفین فقالت سل علیا فانه اعلم بهذا منی۔

(مسند جلد ۱ ۹۶ و ۱۰۰ و ۱۱۳ و ۱۱۸ و ۱۲۰ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۴۶ و ۱۴۹ و جلد ۶ ۱۱۰)

میں نے جناب عائشہ سے مسح علی الخفین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے کہا کہ علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو وہ یہ باتیں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

فاقبل عثمان الی مکة فقال عبد الله بن الحرث فاستقبلت عثمان بالنزل فاصطاد اهل الماء حجلا فطبخناه بماء ملح فجعلناه عراقا للثرید فقدمناه الی عثمان و اصحابه فامسکوا فقال عثمان صید لم اصطده و لم نامر بصیده اصطاده قوم حل فاطعموناه فما باس فقال عثمان من یقول فی هذا فقالوا علی

فبعث الی علی فجاء قال عبداللہ بن الحرث فکانی انظر الی علی حین حاء و ہو یحت الخیط عن کفیہ فقال لہ عثمان صیدلم نصطدہ و لم نامر بصیدہ اصطادہ قوم حل فاطعموناہ فماباس قال فغضب علی و قال انشداللہ رجلاشھد رسول اللہ حین اتی بقائمۃ حماروحش فقال رسول اللہ اناقوم حرم فاطعموہ اہل الحل قال فاشھد اثناعشر رجلامن اصحاب رسول اللہ ثم قال علی اشھد اللہ رجلاشھد رسول اللہ حین اتی ببیض النعام فقال رسول اللہ انا قوم حرم اطعموہ اہل الحل فشھد دونہم من العدۃ من الاثنی عشر ۔(مسند جلدا ۱۰۰)

عثمان حج کے ارادے سے مکہ آئے عبداللہ بن حرث کہتے ہیں کہ میں نے ان سے جا کر ملاقات کی۔چشمہ والوں نے کبک (کبوتر کے برابر ایک پرندہ) کا شکار کیا۔ہم نے اس کو پانی ونمک میں پکایا اور شوربہ دار پکایا تا کہ روٹی بھگو کر کھائی جاسکے ہم اسے عثمان اور ان کے ساتھیوں کے پاس لے کر گئے ان لوگوں نے کھانے میں تامل کیا اس پر عثمان نے کہا یہ تو ایسا شکار ہے جو ہم نے اپنے ہاتھ سے نہیں کیا اور نہ شکار کرنے کا ہم نے حکم دیا۔ایسے لوگ جو حالتِ احرام میں نہیں تھے انھوں نے شکار کیا اور وہی ہمیں کھلا رہے ہیں لہٰذا کھانے میں کیا حرج ہے پھر عثمان نے پوچھا کہ اس کے بارے میں کون شخص بتا سکتا ہے لوگوں نے کہا علی علیہ السلام بتا سکیں گے عثمان نے حضرت علی علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا عبد اللہ بن حرث کہتے ہیں وہ منظر اب تک میری آنکھوں میں گھوم رہا ہے جب کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے عثمان نے پوچھا ایک شکار جسے ہم نے نہیں شکار کیا اور نہ ہم نے اس کے شکار کرنے کا حکم دیا بلکہ ایسے لوگوں نے جنھوں نے احرام نہ باندھا ہو اس کا شکار کر کے ہمیں کھلایا تو اس میں کیا مضائقہ ہے یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام غضبناک ہو گئے اور آپ نے فرمایا اس مجمع میں وہ شخص جو رسولؐ کے ساتھ رہا ہو اُسے میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کھڑا ہو کر گواہی دے کر کہ جب رسولؐ اللہ بحالتِ احرام تھے اور آپؐ کے پاس حمار وحشی کی ران لائی گئی تو رسولؐ نے فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں اسے ان لوگوں کو کھلاؤ جو احرام اُتار چکے ہوں آپ کے یہ کہنے پر پیغمبرؐ کے بارہ صحابیوں نے کھڑے ہو کر گواہی دی پھر علی علیہ السلام نے کہا میں خدا کی قسم دے کر ہر اُس شخص سے کہتا ہوں جو رسولؐ کے ساتھ رہا ہو وہ کھڑا ہو کر گواہی دے کہ رسولؐ اللہ کے پاس شتر مرغ کا انڈا لایا گیا آپ نے کہا ہم لوگ بحالتِ احرام ہیں تم ان لوگوں کو کھلاؤ جو حالتِ احرام میں نہ ہوں اس پر بارہ دوسرے شخصوں نے کھڑے ہو کر تصدیق کی اور آپ کی گواہی دی۔

یا علی انی احب لک ما احب لنفسی و اکرہ لک ما اکرہ لنفسی۔(مسند جلدا ۱۴۶ او مشکوۃ جلد ۲ ۸)

اے علی علیہ السلام میں تمہارے لئے وہی باتیں پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے اور تمہارے لئے بھی وہی باتیں ناپسند سمجھتا ہوں جو باتیں اپنے لئے۔

عن علی کان علی الکعبۃ اصنام فذھبت لاحمل النبی ﷺ الیھا فلم استطیع فحملنی فجعلت اقطعھا ولو شئت لنلت السماء۔(مسند جلد ۱ ۱۵۱)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ خانۂ کعبہ کی دیواروں پر بُت آویزاں تھے میں نے چاہا کہ پیغمبرؐ کو اپنے کاندھوں پر اٹھاؤں تاکہ آپ انھیں توڑ ڈالیں تو ممکن نہ ہوسکا۔ پیغمبرؐ نے مجھے اپنے کاندھوں پر اٹھالیا۔ میں نے ایک ایک بُت توڑ کر گرانے شروع کئے اور اس وقت میں اپنے کو اتنا بلند دیکھ رہا تھا کہ اگر چاہتا تو آسمان کو چھولیتا۔

عن علی قال قال لی النبی ﷺ فیك مثل من عیسیٰ ابغضتہ الیھود حتّٰی بھتوا امہ و احبتہ النصاریٰ حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس بہ ثم قال یھلك فی رجلان محب مفرط یقرظنی بما لیس فی و مبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ۱۶۰، مستدرک جلد ۳ ۱۲۳)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام تم میں عیسیٰ کا نمونہ موجود ہے۔ یہودیوں نے انھیں دشمن رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر تہمت باندھی۔ نصاریٰ نے دوست رکھا تو انھیں اس درجے پر پہنچا دیا جس درجے پر وہ تھے نہیں پھر ارشاد فرمایا کہ ہمارے معاملے میں دو شخص ہلاک ہوں گے ایک تو وہ دوستدار جو دوستی میں حد سے تجاوز کر جائے اور ہمارے متعلق ایسی باتیں کہے جو ہم میں موجود نہیں۔ دوسرا دشمن رکھنے والا جس کی عداوت ہمیں متہم کرنے پر ابھارے۔

عن قیس بن حازم قال کنت بالمدینۃ فبینا انا اطوف فی السوق اذ بلغت احجار الزیت فرایت قوم مجتمعین علی فارس قد رکب دابۃ و ھو یشتم علی ابن ابی طالب والناس وقوف حوالیہ اذ قبل سعد بن ابی وقاص فوقف علیھم فقال ما ھذا فقال رجل یشتم علی ابن ابی طالب فتقدم سعد فامرجوا لہ حتّٰی وقف علیہ فقال یا ھذا علی ما تشتم علی ابن ابی طالب الم یکن اول من اسلم الم یکن اول من صلی مع رسول اللہ الم یکن ازھد الناس الم یکن اعلم الناس و ذکر حتی قال الم یکن ختن رسول اللہ ابنتہ الم یکن صاحب رایۃ رسول اللہ فی غزواتہ ثم استقبل القبلۃ و رفع یدیہ و قال اللھم ان ھذا یشتم و لیا من اولیائك فلا تفرق ھذا الجمع حتّٰی تریھم قدرتك قال قیس فواللہ ما تفرقنا حتی ساخت بہ وابتہ فرمتہ علی ماھامتہ فی تلك الاحجار ما نضلق دماغہ ومات۔(مستدرک جلد ۳ ۴۹۹)

قیس بن حازم سے روایت ہے کہ میں مدینہ میں تھا بازار کا چکر لگا رہا تھا کہ میں مقام احجار زیت پر پہنچا وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ ایک سوار کے گرد ہجوم کئے ہوتے ہیں وہ شخص چوپائے پر سوار ہے اور علی علیہ السلام کو گالیاں دے رہا ہے اور لوگ اس

کے چاروں طرف کھڑے ہیں اتنے میں سعد بن ابی وقاص صحابی پیغمبرؐ آتے نظر پڑے وہ بھیڑ کے پاس آ کر رک گئے۔ پوچھا یہ بھیڑ کیسی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ایک شخص علی علیہ السلام کو گالیاں دے رہا ہے۔ سعد یہ سن کر آگے بڑھے لوگوں نے راستہ دے دیا وہ اس شخص کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور پوچھا اے شخص آخر علی علیہ السلام کو کس قصور پر گالیاں دے رہا ہے کیا علی علیہ السلام سب سے پہلے اسلام لانے والے نہ تھے کیا رسولؐ اللہ کے ساتھ سب سے پہلے علی علیہ السلام نے نماز نہ پڑھی کیا علی علیہ السلام سب سے بڑھ کر زاہد نہ تھے۔ کیا سب سے علم میں بڑھے ہوئے نہ تھے۔ سعد ایک ایک فضیلت حضرت علی علیہ السلام کی گناتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے کہا کیا علی علیہ السلام داماد پیغمبرؐ نہ تھے، کیا علی علیہ السلام علمبردار لشکر نہ تھے پیغمبرؐ کی لڑائیوں میں؟ پھر سعد قبلہ رو ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ خداوندا یہ شخص تیرے اولیا میں سے ایک ولی کو گالیاں دے رہا ہے۔ یہ مجمع پراگندہ نہ ہونے پائے کہ تو ان مجمع والوں کو اپنی قدرت دکھادے۔ قیس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم لوگ پراگندہ ہونے بھی نہ پائے تھے کہ اس کا چوپایہ جس پر وہ سوار تھا زمین میں دھنس گیا اور اس کو سر کے بل پتھر پر پھینک دیا اور اس کا بھیجا پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

عفيف الكندى عن ابيه عن جده قال كنت امرأتاجرا فقدمت الحج فاتيت العباس بن عبد المطلب لاتباع منه بعض التجارة و كان امرأتاجرا فوالله انى لعنده بمنى اذ خرج رجل من خباءٍ قريب منه فنظر الى الشمس فلما راها مالت يعنى قام يصلى قال ثم خرجت امراة من ذالك الخباء الذى خرج منه ذالك الرجل فقامت خلفه تصلى ثم خرج غلام حين راهق الحلم من ذالك الخباء فقام معه يصلى قال فقلت للعباس من هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ابن اخى قال فقلت من هذا المرأة قال هذه امرأته خديجة بنت خويلد قال قلت من هذا الفتى قال هذا على ابن ابى طالب ابن عمه قال قلت فما هذا الذى يصنع قال يصلى و هو يزعم انه نبى ولم يتبعه على امره الا امرأة و ابن عمه هذا الفتى۔ (مسند جلد ۱ ۲۰۹)

عفیف کندی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرد تاجر تھا حج کرنے کے لئے گیا تو عباس بن عبد المطلب کے پاس گیا تا کہ بعض سامان تجارت خریدوں اور عباس ایک مرد تاجر تھے۔ پس خدا کی قسم میں مقام منا میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص خیمہ سے نکلا آفتاب پر نظر کی جب دیکھا کہ زوال ہو گیا ہے تو نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پھر اسی خیمہ سے ایک عورت نکلی اور وہ اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہو گئی۔ پھر ایک کمسن نوجوان جو قریب بہ بلوغ تھا اس خیمہ سے نکلا اور وہ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ میں نے عباس سے کہا یہ کون ہے؟ انھوں نے بتایا کہ یہ میرے بھائی کا فرزند محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے۔ میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ خدیجہؑ بنت خویلد ہیں محمدؐ کی بیوی۔ میں نے پوچھا یہ نوجوان کون ہے؟ کہا یہ محمدؐ کا چچا زاد بھائی علی علیہ السلام بن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے

ہیں؟ عباس نے کہا نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ میرا بھتیجا کہتا ہے کہ میں نبی ہوں اس کی اطاعت و پیروی سوا اس عورت اور اس نوجوان کے ابھی تک کسی نے نہیں کی۔

ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ و جعل ذریتی فی صلب علی ابن ابی طالب۔ (جامع صغیر ۶۰)

خداوند عالم نے ہر نبی کی ذریت اس کے صلب میں ودیعت کی ہے اور میری ذریت علی علیہ السلام کے صلب میں قرار دی۔

لا تشکوا علیا فواللہ انہ لاخشن فی ذات اللہ او فی سبیل اللہ۔ (مسند جلد ۳ ۸۶)

علی علیہ السلام کی شکایت نہ کرو کہ خدا کی قسم خدا کے بارے میں یا راہ خدا میں علی علیہ السلام بہت سخت ہیں۔

حب علی برأۃ من النفاق۔ (کنوز الحقائق ۱۰۴)

علی علیہ السلام کی محبت نفاق سے دوری ہے۔

حُب علی یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب۔ (کنوز الحقائق ۱۰۴)

علی علیہ السلام کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

حب علی جنۃ لا تضر معها سیئۃ۔ (کنوز الحقائق ۱۰۴)

علی علیہ السلام کی محبت وہ نیکی ہے کہ اس کے ہوتے کوئی بدی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

بغض علی سیئۃ لا تنفع معها حسنۃ۔ (کنوز الحقائق ۱۰۴)

علی علیہ السلام کی دشمنی وہ بدی ہے جس کے ہوتے کوئی نیکی فائدہ بخش نہیں۔

حب علی براءۃ من النار۔ (کنوز الحقائق ۱۰۴)

علی علیہ السلام کی محبت آتش جہنم سے رہائی ہے۔

حق علی علی هذہ الامۃ کحق الوالد علی الولد۔ (کنوز الحقائق ۱۰۶)

علی علیہ السلام کا اس امت پر بعنیہ ایسا ہی حق ہے جس طرح باپ کا حق بیٹے پر۔

الحق مع ذا الحق مع ذا ای علی۔ (کنوز الحقائق ۱۰۸)

حق اس کے ساتھ ہے یعنی علی علیہ السلام کے ساتھ۔

فقال لها کیف تجدینك قالت واللہ لقد اشتد حزنی واشتدت فاقتی وطال سقمی۔ قال اوما ترضین انی زوجتك اقدم امتی سلما و اکثرهم علما و اعظمهم حلما۔ (مسند جلد ۵ ۲۶)

حضرت سرور کائنات نے جناب فاطمہ سے پوچھا اپنے کو کیسا پا رہی ہو انھوں نے کہا خدا کی قسم میرا رنج بہت زیادہ

میری فاقہ کشی بہت سخت اور بیماری بے حد طویل ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہارا بیاہ ایسے شخص سے کیا جو میری اُمت میں سب سے پہلے اسلام لایا سب سے بڑھ کر عالم اور سب سے بڑھ کر حلم والا ہے۔

انا خاتم الانبیاء و علی خاتم الاوصیاء۔ (کنوز الحقائق ۱ے)

میں نبیوں کا خاتم اور علی علیہ السلام وصیوں کے خاتم ہیں۔

انا و علی حجۃ اللہ علی عبادہ۔ (کنوز الحقائق ۱ے)

میں اور علی علیہ السلام بندگانِ خدا پر خدا کی حجت ہیں۔

انا و علی من شجرۃ واحدۃ۔ (کنوز الحقائق ۱ے)

میں اور علی علیہ السلام ایک درخت سے ہیں۔

اول من صلی معی علی۔ (کنوز الحقائق ۱ے)

سب سے پہلے میرے ساتھ علی علیہ السلام نے نماز پڑھی۔

عن ابن اسحاق قال کان عمرو ابن عبدود ثالث قریش و کان قد قاتل یوم بدر حتی اثبته الجراحة و لم یشهد احدا فلما کان یوم الخندق خرج معلما لیری مشهده فلما وقف هو وخیله قال له علی یا عمر وقد کنت تَعَاهَدَ اللہ لقریش ان لایدعو رجل الی خلتین الاقبلت منه احداهما فقال عمر و اجبل فقال له علی فانه ادعوك الی اللہ والی رسوله والاسلام فقال لاحاجة لی فی ذالك قال فانی ادعوك الی البراز قال یا ابن اخی لم فواللہ ما احب ان اقتلك فقال علی لکنی واللہ احب ان اقتلك فحمی عمرو فاقتحم عن فرسه فعقره ثم اقبل فجاء الی علی و قال من یبارز فقام علی وهو مقنع فی الحدید فقال انا له یا نبی اللہ فقال انه عمرو بن عبدود اجلس فنادی عمرو الارجل فاذن له رسول اللہ فمشی الیه علی وهو یقول:

لاتعجلن فقد اتاك مجیب صوتك غیر عاجز

ذونبهة وبصیرة والصدق منجا کل فائز

انی لارجوان اقیم علیك نائحة الجنائز

من ضربة نجلاء یبقی ذکرها عند الهزاهز

فقال له عمرو من انت قال انا علی قال ابن من قال ابن عبد مناف انا علی ابن ابی طالب فقال عندك یا ابن اخی من اعمامك من هو اسن منك فانصرف فانی اکره ان اهریق دمك فقال علی لکنی واللہ

ما اکرہ ان اھریق دمك فغضب فنزل فسل سیفه کانه شعلة نار ثم اقبل نحو علی مغضبا و استقبله علی بدر قته فضربه عمرو فی الدرقة فقدها واثبت فیها السیف و اصاب راسه فشجبه و ضربه علی علی حبل العاتق فسقط و ثار العجاج فسمع رسول الله التکبیر فعرف ان علیا قتله ثم اقبل علی نحو رسول الله و وجهه یتهلل فقال عمرو بن الخطاب هلا اسلبته درعه فلیس للعرب درعا خیرا منها فقال ضربته فاتقانی بسئوته واستحییت ابن عمی ان استلبه۔ (مستدرک جلد ۳ ۳۲)

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ عمرو بن عبدود قریش کا ثالث تھا غزوۂ بدر میں وہ جنگ میں شریک ہوا اور کافی زخمی ہوا جس کی وجہ سے غزوۂ احد میں شریک نہ ہوسکا۔ جب غزوۂ خندق پیش آیا تو وہ نشان لگا کر باہر آیا تا کہ لوگ اس کے وجود سے باخبر ہو جائیں جب وہ اور اس کے لشکر والے کھڑے ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا اے عمرو تم نے قریش کے لئے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر کوئی شخص تم سے دو باتوں کا سوال کرے گا تو تم اس میں سے ایک بات ضرور قبول کرو گے۔ عمرو نے کہا ہاں۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے کہا میں تمہیں خدا اور رسول اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں عمرو نے کہا اس کی مجھے ضرورت نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا تو میں تمہیں لڑنے کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو نے کہا۔ اے بھائی کے بیٹے کیوں؟ میں تمہیں قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا لیکن بخدا مجھے تمہارا قتل کرنا تو بہت محبوب ہے اس پر عمرو کو طیش آگیا گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف آیا اور پوچھا کون مجھ سے مقابلہ کرتا ہے؟ حضرت علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں اس کے لئے ہوں! آں حضرتؐ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے بیٹھ جاؤ پھر عمرو نے آواز دی کیا کوئی مقابلہ میں آنے والا نہیں۔ آخر رسولؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اجازت دی آپ اس کی طرف بڑھے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔ جلد بازی نہ کرو کہ تمہارے پاس تمہاری آواز کا جواب دینے والا آگیا اور وہ جواب دینے سے عاجز نہیں۔

شرافت و بصیرت والا ہے اور سچائی ہر کامیاب ہونے والے کے لئے سبب نجات ہے۔
میں امید کرتا ہوں کہ نوحہ کرنے والیوں کو تمہارا ماتم کرنے کے لئے کھڑا کروں گا۔
ایسی چوڑی ضربت لگا کر کہ جس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔

عمرو نے پوچھا کون ہو تم؟ آپ نے فرمایا میں علی علیہ السلام ہوں۔ عمرو نے پوچھا کس کے بیٹے ہو؟ میں عبد مناف کا چشم و چراغ علی ابن ابی طالب ہوں۔ عمرو نے کہا۔ بھائی کے بیٹے تمہارے کئی چچا تم سے سن میں بڑے ہیں تم واپس جاؤ میں تمہارا خون بہانا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ لیکن خدا کی قسم میں تو تمہارا خون بہانا ناپسند نہیں کرتا۔ اس پر عمرو آگ بگولا ہو گیا

گھوڑے سے اتر پڑا اور تلوار کھینچ لی معلوم ہوتا تھا جیسے آگ کا شعلہ۔ پھر غصہ میں بھرپور حضرت علی علیہ السلام کی طرف بڑھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی سپر سے اس کا سامنا کیا۔ عمرو نے سپر پر تلوار چلائی اور اُس کو کاٹ دیا تلوار سپر کو کاٹتی ہوئی باہر نکل گئی اور آپ کے سر پر خراش آگئی پھر حضرت علی علیہ السلام نے اس کے کاندھے پر تلوار ماری جس کی وجہ سے عمرو زمین پر آرہا اور غبار بلند ہوا۔ پیغمبرؐ نے تکبیر کی آواز سنی جس سے آپ نے سمجھا کہ علی علیہ السلام کامیاب ہوئے اور عمرو کو قتل کر دیا۔ پھر آپ رسولؐ کی خدمت میں واپس ہوئے اور چہرہ آپ کا دمک رہا تھا حضرت عمر نے کہا کہ یا علی علیہ السلام آپ نے عمرو کی زرہ کیوں نہ اتار لی کہ پورے عرب میں اس کی زرہ سے بہتر زرہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے شرم آئی کہ اپنے چچا کے بیٹے کو برہنہ کردوں اور اس کی زرہ لوٹ لوں۔

لما قتل علی ابن ابی طالب عمرو بن عبدود انشاءت اخت عمرو بنت عبدود ترثیہ فقالت۔

لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ　　بکیتہ ما اقام الروح فی جسدی

لکن قاتلہ من لا یعاب بہ　　وکان یدعی قدیماً بیضۃ البلد

سمعت یحیی بن آدم یقول ما شبہت قتل علی عمرو الا بقول اللہ عز و جل و قتل داود جالوت۔ (مستدرک جلد ۳ ۳۳)

حضرت علی علیہ السلام نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو عمرو کی بہن نے بھائی کے مرثیہ میں یہ اشعار پڑھے:۔

اگر عمرو کا قاتل علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو میں زندگی بھر اس پر روتی۔

لیکن میرے بھائی کا قاتل تو وہ ہے جس کو کوئی عیب لگایا ہی نہیں جا سکتا اور وہ بہت پہلے سے بیضۃ البلد، سردار رئیس شہر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ میں نے یحییٰ بن آدم کو کہتے سنا کہ علی علیہ السلام نے عمرو کو قتل جو کیا تو اس کی تشبیہ میرے نزدیک بالکل ایسی ہے جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے وقتل داؤد جالوت (داؤد نے جالوت کو قتل کیا) جس طرح جالوت کے قتل ہونے پر کفار کا لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اسی طرح علی علیہ السلام کے عمرو کو قتل کرنے کے بعد کفار نے ہزیمت اٹھائی۔

النظر الی وجہ علی عبادۃ۔ (مستدرک جلد ۳)

علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ان علیاً ورث العلم من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۶)

علیؑ علم پیغمبرؐ کے وارث ہوئے۔

خیر اخوتی علی۔ (جامع صغیر ۸ و کنوز الحقائق ۱۳)

میرا بہترین بھائی علی علیہ السلام ہے۔

ذکر علی عبادۃ۔(جامع صغیر ۶ اور کنوز الحقائق ۱۲۰)
علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔
والسابق الی محمد علی۔(جامع صغیر ۳۱)
پیغمبرِ خدا محمد مصطفیٰ کی طرف پہل کرنے والے علیؑ ہیں۔
سید العرب علی۔(کنوز الحقائق ۱۳۰)
عرب کے سردار علی علیہ السلام ہیں۔

ان اول من شری نفسه ابتغاء رضوان الله علی ابن ابی طالب و قال علی عند مبیته علی فراش رسول اللهؐ

وقیت بنفسی خیر من فطأ الحصا — ومن طاف بالبیت العتیق و بالحجر
رسول الله خاف ان یمکروا به — فنجاه ذو الطول الاله من المکر
وبات رسول الله فی الغار امنا — موقی وفی حفظ الاله وفی ستر
وبت اراعیهم و لم یتهموننی — وقد طنت نفسی علی القتل والاسر (مستدرک جلد ۳ ۴)

پہلا وہ شخص جس نے خوشنودی خدا کے لئے اپنی جان کو بیچا علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔علی جب بستر رسولؐ پر سوئے تو انھوں نے یہ اشعار کہے۔

میں نے اپنی جان ہلاکت میں ڈال کر اس شخص کی جان بچائی ہے جو سرزمین مکہ پر چلنے والوں میں سب سے بہتر ہے نیز ان تمام لوگوں سے بہتر ہے جنھوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پیغمبرِ خدا کو اندیشہ ہوا کہ کہیں دشمن ان کے ساتھ مکر نہ کریں تو قدرت وطاقت والے خدا نے اپنے پیغمبر کو دشمنوں کے مکر سے نجات دی پیغمبرِ خدا نے غار میں امن سے شب بسر کی بالکل محفوظ خدا کی حفاظت میں اور پردہ میں۔اور میں نے اس طرح رات گزاری کہ میں کفار پر نظر جماتے ہوئے تھا اور انھیں میرا گمان بھی نہ تھا اور میں نے اپنے نفس کو قتل ہونے یا گرفتار ہو جانے پر تیار کر لیا تھا۔

صاحب سری علیؑ۔(کنوز الحقائق ۶)
علی علیہ السلام میرے رازوں کے خزینہ دار ہیں۔
قل لمن احب علیا تهالدخول الجنة۔(کنوز الحقائق ۳۶)
جو شخص علی علیہ السلام کو دوست رکھے اس سے کہہ دو کہ جنت میں جانے کے لئے تیار رہے۔

عن ابی سعید الخذری قال حججنا مع عمر ابن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر فقال انی اعلم انك حجرٌ لاتضرو لاتنفع۔۔فقال له علی ابن ابی طالب بلی۔۔۔انه یضرو ینفع۔۔۔و انی اشهد سمعت رسول الله یقول یوتی یوم القیامة بالحجر الاسود و له لسان ذلق یشهد لمن یستلمه بالتوحید فهو یضرو ینفع

فقال عمر اعوذ بالله ان اعیش فی قوم لست فیهم یا اباحسن۔(مستدرک جلد ا ۴۵۸)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ عمر بن خطاب کی معیت میں حج کیا۔جب انھوں نے طواف شروع کیا تو حجر اسود کا بوسہ دیا اور کہا میں جانتا ہوں کہ تم ایک پتھر ہو نہ ضرر پہنچا سکتے ہو نہ نفع۔اس پر حضرت علی علیہ السلام نے کہا یہ صحیح نہیں بلکہ یہ ضرر بھی پہنچا سکتا ہے اور نفع بھی۔میں گواہ ہوں کہ میں نے پیغمبرؐ کو ارشاد فرماتے سنا بروز قیامت حجر اسود لایا جائے گا اور اس کے لئے ایک تیز طرار زبان ہوگی وہ گواہی دے گا کہ کس نے توحید الٰہی کا دل میں اعتقاد رکھ کر اس کو بوسہ دیا لہٰذا یہ ضرر بھی پہنچا سکتا ہے اور نفع بھی۔اس پر حضرت عمر نے کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ایسی قوم میں زندہ ہوں جس میں ابوالحسن (علیؑ) موجود نہ ہوں۔

عن سعید بن جبیر قال کنا مع ابن عباس بعرفه فقال لی یا سعید مالی لا اسمع الناس یلبون فقلت یخافون من معاویة قال فخرج ابن عباس من فسطاطه فقال لبیك اللهم لبیك فانهم قد ترکوا السنة من بغض علی۔(مستدرک جلد ا ۴۶۵)

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں حج کے موقع پر عرفہ میں ابن عباس کے ساتھ تھا ابن عباس نے کہا اے سعید کیا وجہ ہے کہ لوگوں کو میں نے لبیک کہتے نہیں سنا میں نے کہا لوگ معاویہ کے خوف سے ایسا نہیں کرتے اس پر ابن عباس اپنے خیمہ سے کہتے ہوئے نکلے لبیك اللهم لبیك ان لوگوں نے سنت پیغمبرؐ کو علی علیہ السلام کی دشمنی میں بالکل چھوڑ دیا۔

عامر بن واثله قال سمعت علیا قام فقال سلونی قبل ان تفقدونی و لن تسالوا بعدی مثلی۔(مستدرک جلد ۲ ۳۵۲ و ۴۶۶)

عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو خطبہ میں ارشاد فرماتے سنا کہ قبل اس کے کہ تم مجھے کھو بیٹھو جو پوچھنا چاہو پوچھ لو میرے اٹھ جانے کے بعد میرے ایسا کوئی نہیں ملے گا جس سے تم سوال کرسکو۔

قال علی انکم ستعرضون علی سبی فسبو انی فان عرضت علیکم البراءة منی فلاتبرء و امنی۔(مستدرک جلد ۲ ۳۵۸)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو مجبور کیا جائے کہ مجھے گالیاں دو۔تو گالیاں دے لینا لیکن اگر یہ بات تم پر پیش کی

جائے کہ مجھ سے اظہار بیزاری کروتو ایسا ہرگز نہ کرنا۔

لمبارزة علی ابن ابی طالب لعمرو بن عبدود یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین۔
(مستدرک جلد ۳ ۳۲)

علی علیہ السلام کا روز خندق عمرو بن عبدود سے جنگ کرنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

لما سار علی الی البصرة دخل علی ام سلمه زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یودعها فقالت سر فی حفظ الله و فی کنفه فوالله انك لعلی الحق والحق معك ولولا انی اکره ان اعصی الله و رسوله فانه امرنا ان نقر فی بیوتنا لسرت معك۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۱۹)

جب حضرت علی علیہ السلام عائشہ کے مقابلہ کے لئے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ رخصت کے لئے جناب ام سلمہ زوجہ پیغمبرؐ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ جناب ام سلمہ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا خدا کی حفاظت اور اس کے سایہ رحمت میں تشریف لے جائیے خدا کی قسم آپ حق پر ہیں اور حق آپ کے ساتھ ہے۔ اور اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ آپ کے ساتھ چلنے میں خدا ورسول کی نافرمانی ہوگی تو ضرور میں آپ کے ہمرکاب ہوتی مگر پیغمبر ہمیں حکم دے گئے ہیں کہ ہم گھر سے باہر نہ نکلیں۔

قال لعلی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیه بعدی۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۲)

پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بعد تم میری امت کے لئے ان کے اختلاف میں امر حق واضح کرو گے۔

یا علی ان لك کنزا فی الجنة و انك ذوقرنیها۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۳)

اے علی علیہ السلام تمہارے لئے جنت میں ایک خزانہ ہے تم تو بہشت کے دونوں کنارے لو گے (اتنا وسیع گھر ہوگا)۔ (۱)

یا علی من فارقنی فقد فارق الله و من فارقك یا علی فقد فارقنی۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۴)

اے علی علیہ السلام جو مجھ سے جدا ہوا وہ خدا سے جدا ہوا اور جس نے تم سے جدائی اختیار کی وہ مجھ سے جدا ہوا۔

انا سید ولد آدم و علی سید العرب۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۴)

میں جملہ اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام عرب والوں کے سردار ہیں۔

قال رسول الله ادعو الی سید العرب فقلت یا رسول الله الست سید العرب قال انا سید ولد

۱: بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ تم تو امت محمدی میں دو زخم والے ہو (تمہارے سر پر دو زخم لگیں گے) حضرت علی علیہ السلام نے سر پر دو زخم کھائے تھے ایک تو جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے ہاتھ سے دوسرا وفات کے وقت ابن ملجم کے ہاتھ سے بعضوں نے کہا قرنین سے امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام مراد ہیں۔ (انوار اللغۃ پارہ ۲۱ ۲۷)

آدم و علی سید العرب۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۴)

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا میرے لئے سردار عرب کو بلا دو۔ میں نے پوچھا کیا آپ سردار عرب نہیں۔ آپ نے فرمایا میں جملہ اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؑ عرب والوں کے سردار ہیں۔

قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ابن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون لی خصلة منها احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل و ما هن قال تزوجه فاطمة بنت رسول الله وسکناه المسجد مع رسول الله یحل له فیه ما یحل له والرایة یوم خیبر۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۵ اور مسند احمد جلد ۲ ۲۶)

حضرت عمر نے کہا کہ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کو تین باتیں ایسی حاصل ہوئیں کہ اگر ایک بات بھی ان میں سے مجھے حاصل ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں کی قطار عطا ہونے سے زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون تین باتیں؟ کہا فاطمہؑ بنت پیغمبرؐ سے بیاہ ہونا۔ پیغمبرؐ کے ساتھ مسجد میں ان کی سکونت کہ علی علیہ السلام کے لئے بھی مسجد میں وہی سب باتیں جائز تھیں جو پیغمبرؐ کے لئے جائز تھیں اور بروز خیبر علم لشکر کا مرحمت ہونا۔

سالت قثم بن عباس کیف ورث علی رسول الله دونکم قال لانه کان اولنا به لحوقا و اشدنا به لزوقا۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۵)

قثم بن عباس سے پوچھا کہ تم لوگوں کے رہتے علی علیہ السلام وارث پیغمبرؐ کیسے بنے؟ انھوں نے کہا اس لئے کہ وہ ہم سب سے پہلے پیغمبرؐ سے ملحق ہوئے (اسلام لائے) اور ہم سب سے زیادہ سختی سے رسولؐ سے چمٹے رہے ایک منٹ کے لئے کبھی جدا نہ ہوئے۔

قال فی خطبة خطبها فی حجة الوداع لاقتلن العمالقة فی کتیبة فقال له جبریل او علی قال او علی ابن ابی طالب۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۶)

پیغمبرؐ خدا نے حجۃ الوداع میں جو تقریریں فرمائیں ان میں سے ایک تقریر میں فرمایا کہ میں عمالقہ کو قتل کروں گا ایک بڑے لشکر کے ساتھ جبریل نے پیغمبرؐ سے کہا یا علیؑ (قتل کریں گے) آپ نے فرمایا ہاں اگر میں نہیں تو علی علیہ السلام انھیں قتل کریں گے۔

نظر النبی صلی الله علیه وآله وسلم الی علی فقال یا علی انت سید فی الدنیا وسید فی الأخرة حبیبك حبیبی و حبیبی حبیب الله و عدوك عدوی و عدوی عدو الله و الویل لمن ابغضك بعدی۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۸)

حضرت پیغمبرؐ خدا نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف نگاہ کی فرمایا اے علی علیہ السلام تم دنیا میں بھی سردار ہو اور آخرت میں بھی تمہارا دوستدار میرا دوستدار اور میرا دوستدار خدا کا دوستدار ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے عذاب جہنم ہے

اس کے لئے جو میرے بعد تمہیں دشمن رکھے۔

من اطاعنی فقد اطاع الله و من عصانی فقد عصی الله و من اطاعك فقد اطاعنی و من عصاك فقد عصانی۔(مستدرک جلد ۳ ۱۲۸)

جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تمہاری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

من یرید ان یحیی حیاتی و یموت موتی و یسکن جنت الخلد التی وعدنی ربی فلیتول علی ابن ابی طالب فانه لن یخرجکم من هدی و لن یدخلکم فی ضلالة۔(مستدرک جلد ۳ ۱۲۸)

جو شخص میری زندگی جینا اور میری موت اور ہمیشہ رہنے والی جنت میں ساکن ہونا چاہتا ہو جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ علی علیہ السلام کو دوست رکھے کہ وہ ہرگز تمہیں ہدایت سے باہر نہ کریں گے اور نہ ہرگز گمراہی میں ڈالیں گے۔

سمعت رسول الله و هو اخذ بضبع علی ابن ابی طالب و هو یقول هذا امیر البررة قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله۔(مستدرک جلد ۳ ۱۲۹)

میں نے رسولُ اللہ کو ارشاد فرماتے سنا آپ علی علیہ السلام کی گردن پر ہاتھ رکھے ہوئے فرما رہے تھے یہ علی نیکوکاروں کے امیر بدکاروں کے قاتل ہیں ان کی مدد کرنے والا مدد یافتہ اور ان کی مدد سے گریز کرنے والا ذلیل وخوار ہے۔

قالت فاطمه یا رسول الله زوجتنی مع علی ابن ابی طالب و هو فقیر لا مال له فقال یا فاطمة اما ترضین ان الله عزوجل اطلع الی اهل الارض فاختار رجلین احدهما ابوك والاخر بعلك۔(مستدرک جلد ۳ ۱۲۹)

جناب سیدہؑ نے فرمایا یا رسولُ اللہ آپ نے مجھے علی علیہ السلام سے بیاہا جو فقیر اور بے مال و زر والے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پارۂ جگر کیا اس پر تم خوش نہیں ہو کہ خداوند عالم نے باشندگان زمین پر نظر ڈالی تمام لوگوں میں سے دو شخصوں کو منتخب کیا ایک تمہارا باپ اور دوسرا تمہارا شوہر۔

عن ام سلمه ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كان اذا غضب لم یجترء احد منا یکلمه غیر علی ابن ابی طالب۔
(مستدرک جلد ۳ ۱۳۰)

جناب ام سلمہ زوجۂ پیغمبرؐ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرتؐ غضبناک ہوتے تو ہم میں سے سوا علی علیہ السلام کے کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ پیغمبرؐ سے بات کرے۔

یا علی طوبی لمن احبك و صدق فیك و ویل لمن ابغضك و كذب فیك۔(مستدرک جلد ۳ ۱۳۵)

اے علی علیہ السلام مبارکباد اسے جو تمہیں محبوب رکھے اور تمہارے معاملہ میں راستی و صداقت پر ہو اور عذاب جہنم ہے اس کے لئے جو تمہیں دشمن رکھے اور تمہارے بارے میں جھوٹ بولے۔

قال رسول الله اوحی الی فی علی ثلاث انه سید المسلمین و امام المتقین و قائد غر المحجلین۔(مستدرک جلد ۳ ۱۳۸)

آنحضرتؐ نے فرمایا علی علیہ السلام کے متعلق مجھے تین باتوں کی وحی کی گئی ہے ایک یہ کہ وہ سردار مسلمین ہیں دوسرے یہ کہ وہ امام المتقین ہیں تیسرے یہ کہ وہ روشن پیشانی و روشن قدم والوں کے قائد و پیشوا ہیں۔

قیل للحسن ان ھذا لساب لعلی فقال ا ت به فاتی به فقال انت الساب لعلی فقال ما فعلت فقال والله ان لقیته و ما احسبك تلقاه یوم القیامة لتجده قائما علی حوض رسول الله یزود عنه رایات المنافقین بیده عصا من عوسج حدثنیه الصادق المصدق و قد خاب من افتریٰ۔(مستدرک جلد ۳ ۱۳۸)

امام حسن علیہ السلام سے کہا گیا کہ فلاں شخص حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس بلاؤ۔وہ شخص بلایا گیا۔آپ نے فرمایا تم علی علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہو اس نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم بروز قیامت ان سے ملاقات کرو اور مجھے یقین ہے کہ تم قیامت میں ان سے مل ہی نہ سکو گے تو تم انھیں دیکھو گے کہ وہ پیغمبرؐ کے حوض کوثر پر کھڑے منافقین کو ہنکار رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں عوسج کا عصا ہوگا۔یہ سچے اور تصدیق شدہ پیغمبرؐ نے مجھ سے بیان کیا ہے افترا کرنے والا ہمیشہ گھاٹے میں رہا۔

عن ام سلمة قالت والذی احلف به ان کان علی لاقرب الناس عهدا برسول الله عدنا رسول الله غداة و هو یقول جاء علی جاء علی مرارا فقالت فاطمة کانك بعثة فی حاجة قالت فجاء بعد قال ام سلمة فظننت ان له الیه حاجة فخرجنا من البیت فقعدنا عند البیت و کنت من ادناهم الی الباب فاکب علیه رسول الله و جعل یساره و یناجیه ثم قبض رسول الله من یومه ذالك فکان علی اقرب الناس عهدا۔(مستدرک جلد ۳ ۱۳۹)

جناب ام سلمہ زوجۂ پیغمبرؐ فرماتی ہیں کہ میں ہر اس چیز کی قسم کھا کر کہتی ہوں جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ علیؑ آخر وقت تک پیغمبرؐ کی خدمت میں باریاب رہے ایک روز علی الصباح ہم لوگ پیغمبرؐ کی عیادت کو گئے۔آپ فرمارہے تھے علی علیہ السلام آئے؟ علیؑ آئے آپ نے یہ جملہ کئی مرتبہ فرمایا۔جناب فاطمہؑ نے کہا معلوم ہوتا ہے آپ نے انھیں اپنے کسی کام سے بھیجا ہے۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی علیہ السلام آئے۔میں نے خیال کیا کہ پیغمبرؐ کو علی علیہ السلام سے کوئی کام ہے۔ہم لوگ حجرے سے

نکل کر باہر آبیٹھے۔میں دروازے سے بالکل قریب بیٹھی ہوئی تھی پیغمبر علیؑ پر جھک پڑے اور ان سے چپکے چپکے باتیں کرنا شروع کیں اسی عالم میں پیغمبرؐ کا اس روز انتقال ہوگیا۔لہٰذا پیغمبرؐ کی خدمت میں سب سے زیادہ آخر تک باریاب رہنے والے علی علیہ السلام ہی ہیں۔

ان علیا قال بینما رسول الله اخذ بیدی و نحن فی سکک المدینة اذ مورنا بحدیقة فقلت یا رسول الله ما احسنها من حدیقة قال لك فی الجنة احسن منها۔(مستدرک جلد ۳ ۱۳۹)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولؐ میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے تھے اور ہم لوگ مدینہ کے راستوں پر چل رہے تھے کہ ہمارا گذر ایک باغ کی طرف سے ہوا۔میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا اچھا باغ ہے۔پیغمبرؐ نے فرمایا اے علیؑ جنت میں اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تمہارے لئے باغ ہے۔

امر علیا بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین۔(۱)(مستدرک جلد ۳ ۱۳۹)

پیغمبرؐ خدا نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ بیعت توڑنے والوں اور بے انصاف ظالموں اور دین سے باہر ہوجانے والوں سے جنگ کرنا۔

عن علی قال ان مما عهد الی النبی ان الامة ستغدر بی بعده۔(مستدرک جلد ۳ ۱۴۰)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا پیغمبرؐ مجھے خبر دے گئے ہیں کہ امت اسلام پیغمبرؐ کے بعد مجھ سے بیوفائی کرے گی۔

عن علی قال اتانی عبد الله بن سلام و قد وضعت رجلی فی الغرز و انا ارید العراق فقال لا تاتی العراق فانك ان اتیته اصابك به ذباب السیف قال علی و ایم الله لقد قالها لی رسول الله قبلك قال ابو الاسود فقلت فی نفسی یا الله ما رایت کالیوم رجل محارب یحدث الناس بمثل هذا۔(مستدرک جلد ۳ ۱۴۰)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں عراق جارہا تھا گھوڑے پر بیٹھ چکا تھا کہ میرے پاس عبد

۱:۔ناکثین یعنی بیعت توڑنے والے اصحاب جمل تھے جو حضرت علی علیہ السلام سے بیعت کرکے پھر گئے تھے اور لڑنے کو مستعد ہوئے طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ بھی ان لوگوں میں تھے مگر ان تینوں صاحبوں نے بعد کو توبہ کی اور اپنے قصور پر نادم ہوئے اور قاسطین معاویہ اور ان کے ساتھ والے جو ظالم باغی اور خلیفہ برحق سے مقابلہ کرنے والے تھے ان لوگوں نے توبہ نہیں کی اور مرتے دم تک اپنی خطا پر قائم رہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و اما القاسطون فکانوا لجهنم حطبا اور مارقین سے مراد دین سے باہر ہوجانے والے خارجی اور مردود تھے جو مومنوں کے سردار اور عموماً تمام مسلمانوں کو کافر کہہ کر خود کافر بن گئے اگرچہ بڑے نمازی اور تہجد گذار اور قاری قرآن تھے مگر جب تک دل میں ایمان اور خدا و رسولؐ اور آلِ رسولؐ کی محبت نہ ہو یہ سب بیکار ہے۔(انوار اللغۃ مولوی وحید الزماں صاحب حیدرآبادی پارہ ۲۱ ۸۰)

اللہ بن سلام آیا۔ اس نے کہا عراق نہ جائیے اگر آپ وہاں جائیں گے تو تلوار کا وار آپ پر پڑے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اس کی خبر تو تم سے پہلے مجھے پیغمبرؐ دے گئے ہیں۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے آج تک آپ کے ایسا بر سرِ جنگ آدمی نہیں دیکھا جو دشمن سے جنگ کرنے بھی جا رہا ہو اور اپنی موت کی خبر بھی دے رہا ہو۔

لما سار علی الی صفین کرهت القتال فاتیت المدینة فدخلت علی میمونة بنت الحارث۔ قالت فارجع الیه فکن معه فو الله ما ضل ولا ضل به۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۴۱)

جب حضرت علی علیہ السلام صفین کی طرف روانہ ہوئے تو میں نے جنگ میں جانا پسند نہ کیا۔ میں مدینہ آیا اور میمونہ بنت حارث کی خدمت میں پہنچا۔ میمونہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم جلد علیؑ کے پاس لوٹ جاؤ (اور ان کی معیت میں معاویہ والوں سے جنگ کرو) خدا کی قسم نہ تو وہ خود صراطِ مستقیم سے بھٹکے نہ ان کی اتباع کر کے کوئی گمراہ ہوا۔

ان اسماء الانصاریه قالت ما رفع حجر بایلیا لیلة قتل علی الا وجد تحته دم عبیط۔
(مستدرک جلد ۳ ۱۴۴)

اسماء انصاریہ راوی ہیں کہ جس شب میں حضرت امیر المومنینؑ شہید ہوئے مقام ایلیا میں جو پتھر بھی ہٹایا جاتا اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا ہوا نکلتا۔

فقد انکحت احب اهل بیتی الی۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۵۹)

حضرت رسالتمآبؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ میرے اہلبیتؑ میں مجھے سب سے زیادہ جو محبوب تھا اس سے میں نے تمہیں بیاہا ہے۔

مجن هذه الامة علی۔ (کنوز الحقائق ۱۰۴)

اس امت کے سپر علی علیہ السلام ہیں۔

کان علی یقول فی حیات رسول الله ان الله یقول افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و الله لا ینقلب علی اعقابنا بعد اذ هدانا الله و الله لئن مات او قتل لاقاتلن علی ما قاتل علیه حتیٰ امرت و الله انی لاخوه و ولیه ابن عمه و وارث علمه فمن احق به منی۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۶)

حضرت علی علیہ السلام پیغمبرؐ کی زندگی میں فرمایا کرتے کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ کیا اگر رسولؐ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اے مسلمانو! اپنے پچھلے پیروں پلٹ جاؤ گے۔'' خدا کی قسم جب خداوند عالم ہماری ہدایت کر چکا تو اب ہم پچھلے پیروں ہر گز نہ پلٹیں گے۔ خدا کی قسم اگر پیغمبرؐ انتقال فرما گئے یا قتل ہو گئے تو میں بھی انہیں باتوں پر دشمنوں سے جنگ کروں گا جن باتوں پر

پیغمبرؐ نے جنگ کی یہاں تک کہ میں مرجاؤں۔ خدا کی قسم میں آنحضرتؐ کا بھائی ہوں آپ کا ولی ہوں آپ کے چچا کا بیٹا ہوں آپ کے علوم کا وارث ہوں لہٰذا مجھ سے بڑھ کر ان باتوں کا حقدار کون ہوگا۔

کان رسول اللہ اذالم یغز لم یعط سلاحہ الا علیا او زیدا۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۲۸)

آنحضرتؐ خود جنگ نہ کرتے تو اپنا سلاح جنگ زید اور حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کو نہ دیتے۔

لقد صلت الملئکۃ علی و علی علی سبع سنین۔ (کنوز الحقائق ۶۷)

ملائکہ نے مجھ پر اور علیؑ پر سات برس تک درود بھیجا۔

لو لم یخلق علی ما کان لفاطمۃ کفو۔ (کنوز الحقائق ۱۲۴)

اگر علی علیہ السلام نہ پیدا ہوئے ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

یا علی انت بمنزلۃ الکعبہ۔ (کنوز الحقائق ۱۷۳)

اے علی علیہ السلام تم بمنزلہ کعبہ کے ہو۔

یا علی انت تغسل جثتی و تودی دینی۔ (کنوز الحقائق ۱۷۳)

اے علیؑ تم میرے جسم کو غسل دو گے اور میرے دیون کو ادا کرو گے۔

یا علی انت عبقریھم (۱)۔ (کنوز الحقائق ۱۷۳)

اے علی علیہ السلام تم ان لوگوں کے سردار ہو۔

تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین علی ابن ابی طالب فی جوف الکعبۃ۔ (مستدرک جلد ۳ ۴۸۳)

اس بارے میں حدیثیں درجہ تواتر تک پہنچتی ہیں کہ جناب فاطمہؑ بنت اسد نے خانہ کعبہ کے اندر امیر المومنین کو جنم دیا۔

عن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ ھنیئا یا ابن ابی طالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ۔

(مشکوۃ جلد ۸ ۱۲۰ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و مسند جلد ۱ ۸۴ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۵۲ و مسند جلد ۴ ۲۸۱ و ۳۶۸ و ۳۷۰ و ۳۷۲ و مسند جلد ۵

۱: عبقری ہر نادر چیز کو کہا کرتے تھے پھر سردار اور قوم کے بڑے شخص کو بھی کہنے لگے۔ (انوار اللغۃ پارہ ۱۸ ۱۰)

۷۴۳و۳۶۶و۳۷۰و۴۱۹ومستدرک جلد ۳ ۱۰۹و۱۱۰و۳۷۱و۵۳۳وجامع صغیر ۵۴۲وکنوز الحقائق ۱۳)

براابن عازب اورزید بن ارقم صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا حج آخری سے جب واپس ہو کر مقام غدیر خم میں پہنچے تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مسلمانوں سے خطاب کر کے پوچھا کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمام مسلمانوں کی جانوں پر ان سے زیادہ تصرف واختیار رکھتا ہوں تمام مجمع نے کہا بے شک یارسولؐ اللہ۔آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کی جان پر اس سے بڑھ کر حاکم ومتصرف ہوں ۔لوگوں نے کہا بے شک ۔آپ نے فرمایا خداوندا جس جس کا میں مولا ہوں علی علیہ السلام بھی اس کے مولا ہیں خداوندا تو دوست رکھ اسے جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو علیؑ کو دشمن رکھے ۔اس کے بعد حضرت عمر حضرت علی علیہ السلام کی ملاقات کو آئے انھیں مبارکباد دی اور کہا۔اے فرزند ابوطالبؑ مبارک ہو آپ کو ہمیشہ کے لئے ہر مومن ومومنہ کے مولا ہو گئے ۔

عن زاذان بن عمر قال سمعت علیا فی الرحبة و ھو ینشد الناس من شھد رسول اللہ یوم غدیر خم و ھو یقول ما قال فقام ثلاثه عشر رجلا فشھدوا انھم سمعوا رسول اللہ و ھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ۸۴و۸۸)

زاذان بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقام رحبہ (کوفہ) میں حضرت علی علیہ السلام کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا آپ لوگوں کو قسم دے کر فرمارہے تھے کہ جو شخص مقام غدیر خم پر پیغمبرؐ کے ہمراہ موجود رہا ہو اور آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا اسے اپنے کانوں سے سنا ہو وہ اٹھ کر بیان کرے اس پر ۱۳ شخص اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی کہ ہم نے مقام غدیر خم پر پیغمبرؐ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جس جس کا میں مولا ہوں علی علیہ السلام اس کے مولا ہیں ۔

اذا کان یوم القیامة قیل یا اھل الجمع غضوا ابصارکم و تمر فاطمة بنت رسول اللہ فتمر علیھا ریطتان خضراوان ۔(جامع صغیر ۲۹ومستدرک جلد ۳ ۱۶۱)

جب قیامت کا دن ہوگا کہا جائے گا کہ اے مجمع والو!اپنی نگاہیں بند کرو اور فاطمہؑ بنت پیغمبرؐ خدا تشریف لے جائیں گی اس عالم میں کہ آپ دو سبز چادریں اوڑھے ہوں گی ۔

قال رسول اللہ انما فاطمة شجنة منی یبسطنی ما یبسطھا و یقبضنی ما یقبضھا ۔

(مستدرک جلد ۳ ۱۵۴)

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؑ میری ایک شاخ ہے جو چیز اسے خوش کرتی ہے وہ مجھے خوش کرتی ہے اور جو چیز اسے رنج پہونچاتی ہے وہ مجھے رنج پہنچاتی ہے ۔

کان رسول اللہ اذا سافر اخر عهده بانسان من اهله فاطمة و اول من يدخل عليه اذا قدم فاطمة۔(مسند جلد ۵ ۲۷۵)

آنحضرتؐ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے اہل وعیال میں سب سے آخر جناب فاطمہؑ سے ملتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدہؑ کے پاس آتے۔

ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمة من علی۔(کنوز الحقائق جلد ۱ ۴۷)

خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے کردوں۔

فقد انکحتك احب اهل بيتی الی۔(متدرک جلد ۳ ۱۵۹)

میں نے اپنے اہل بیتؑ میں سب سے زیادہ محبوب شخص سے تمہیں بیاہا ہے۔

ان فاطمة احصنت فرجها فحرم اللہ ذريتها علی النار۔(متدرک جلد ۳ ۱۵۲ و جامع صغیر ۸۰)

فاطمہؑ سرتاپا عفت وعصمت رہیں اسی لئے خدا نے بھی ان کی اولاد کو جہنم پر حرام کیا۔

فقال لها رسول اللہ فداك ابی وامی۔(متدرک جلد ۳ ۱۵۶)

جناب پیغمبرؐ خدا نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

قال رسول اللہ اتانی جبريل بسفر جلة من الجنة فاكلتها ليلة اسری بی فعلقت خديجة بفاطمة فكنت اذا اشتقت الی رائحة الجنة فشممت رقبة فاطمة۔(متدرک جلد ۳ ۱۵۶)

آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جبریل میرے پاس جنت کا ایک میوہ لے کر آئے میں نے اس پھل کو شب معراج نوش کیا اس سے خدیجہ کو فاطمہؑ کا حمل رہا چنانچہ جب میں جنت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا تو گلوئے فاطمہؑ کو سونگھتا۔

كانت من اكرم اهله اليه۔(مسند جلد ۱ ۱۵۳)

فاطمہؑ اہل بیتؑ پیغمبرؐ میں پیغمبرؐ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ومحترم تھیں۔

كل بنی ادم ينتمون الی عصبة الاولد فاطمة فانا وليهم و انا عصبتهم ۔(جامع صغیر ۷۹)

جملہ بنی آدم کسی نہ کسی واد ھیالی رشتہ دار کی طرف منسوب ہیں سوا فرزندانِ فاطمہؑ کے کہ میں ہی ان کا ولی اور میں ان کا بزرگِ خاندان ہوں۔

قال رسول اللہ لفاطمة ان اللہ يغضب لغضبك و يرضی لرضاك۔(متدرک جلد ۳ ۱۵۴)

آں حضرتؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ خداوند عالم تمہارے غضبناک ہونے کی وجہ سے غضبناک ہوتا ہے اور

تمہارے خوش ہونے کی وجہ سے خوش ہوتا ہے۔

عن انس بن مالك قال سالت امی عن فاطمة بنت رسول الله فقالت كانت كالقمر ليلة البدر او الشمس كفر غما ما اذا خرج من السحاب۔ (مستدرک جلد ۳ ۱۶۱)

انس بن مالک راوی ہیں کہ میں نے اپنی ماں سے جناب فاطمہؑ کے بارے میں دریافت کیا تو ماں نے بتایا کہ وہ مثل چودھویں رات کے چاند کے تھیں یا مثل آفتاب عالمتاب کے جو بادل میں چھپا ہوا ہو اور بادل سے نکل آئے۔

المهدی من عترتی۔ (جامع صغیر ۱۶۰ و کنوز الحقائق ۱۳۳ و مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ۸۴)

مہدیؑ میری عترت سے ہوں گے۔

المهدی منا اهل البيت۔ (جامع صغیر ۱۶۰ و کنوز الحقائق ۱۲۲ و مشکوٰۃ جلد ۷ ۶۹ و ۷۱ و ۷۳ و جلد ۸ ۶۶)

مہدیؑ ہم اہل بیتؑ سے ہوں گے۔

البشری یا فاطمة المهدی منك۔ (کنوز الحقائق ۴)

خوش ہو اے فاطمہؑ کہ مہدی علیہ السلام تمہاری نسل سے ہوں گے۔

منا الذی یصلی عیسیٰ خلفه۔ (جامع صغیر ۱۳۴ و کنوز الحقائق ۹۰)

ہم ہی سے وہ (مہدیؑ) ہوں گے جن کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔

یملك رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی یملاء الارض قسطا و عدلا كما ملئت ظلما وجورا۔ (جامع صغیر ۱۰۴ و مستدرک جلد ۴ ۴۶۴ و ۴۶۵)

اس روئے زمین کا مالک میرے اہل بیتؑ سے ایک مرد ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا وہ اس زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا اتنا جتنا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

المهدی من ولد فاطمة۔ (کنوز الحقائق ۱۲۲)

مہدیؑ نسل فاطمہؑ سے ہوں گے۔

المهدی منا یختم الدین به كما فتح بنا۔ (کنوز الحقائق ۱۲۲)

مہدی علیہ السلام ہم سے ہوں گے انھیں پر دین کا اختتام ہوگا جیسا کہ ہم سے ابتدا ہوئی۔

لكل نبی وصی و وارث وعلی وصیی و وارثی۔ (کنوز الحقائق ۶۹)

ہر نبیؐ کے لئے وصی اور وارث ہوا کیا اور میرے وصی و وارث علی علیہ السلام ہیں۔

چوتھا باب

منتخب کنز العمّال کی حدیثیں

لا یومن عبد حتی اکون احب الیہ من نفسہ و اھلی احب الیہ من اھلہ و عترتی احب الیہ من عترتہ و ذاتی احب الیہ من ذاتہ۔ (منتخب کنزل العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد اول ۴۱)

کوئی شخص با ایمان اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اُس کے نفس سے بھی بڑھ کر محبوب نہ ہوں اور میرے اہل بیتؑ اور میری عترت اس کے اہل وعیال سے بڑھ کر اس کے نزدیک محبوب نہ ہو اور میری ذات اس کی اپنی ذات سے اس کے لئے محبوب تر نہ ہو۔

انك و شيعتك فی الجنة (۱۱۱)

تم اور تمہارے شیعہ جنت میں ہوں گے۔

عن ابی سعید قال لما نزلت وآت ذالقربی حقه قال النبی یا فاطمه لك فدك۔

(منتخب کنز العمال جلد اول ۲۲۸)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب یہ آیت وٰاتِ ذالقربیٰ الخ اپنے قرابت داروں کو ان کا حق دے دو نازل ہوئی تو حضرت رسولؐ خدا نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا اے فاطمہؑ فدک تمہارا ہے۔

جاء رجل الی علی و کلمه فقال فی عرض الحدیث انی لاحبك فقال له علی کذبت قال لم یا امیر المومنین قال لانی لا اری قلبی یحبك قال النبی ان الارواح کانت تلاقی الھواء فتشام فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف فلما کان من امر علی ما کان کان ممن خرج الیه۔

(منتخب کنز العمال جلد اول ۲۴۳)

ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا بات چیت کی اثنائے گفتگو میں کہا کہ میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں امیر المومنینؑ نے فرمایا تم جھوٹ بولے اس نے کہا حضور یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرا دل تم سے محبت نہیں کرتا اور حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ روحیں آپس میں ایک دوسرے سے ملتی ہیں جو روحیں ایک دوسرے سے پہلے سے شناسا

ہوتی ہیں ان میں تو باہم محبت والفت پیدا ہو جاتی ہے اور جو روحیں ایک دوسرے سے اجنبی ہوتی ہیں ان میں اختلاف ہوتا ہے جب حضرت علیؑ مسند خلافت پر جلوہ فرما ہوئے اور مخالفین نے آپ کے خلاف سر اٹھایا تو یہ شخص بھی آپ کے مخالفین کے ساتھ آپ پر خروج کرنے والوں میں سے ہوا۔

عن علی قال سالت النبی عن قول الله فتلقی اٰدم من ربه کلمات فقال ان الله اهبط اٰدم بالهند و حوا ئبجدة و مکث اٰدم بالهند مائة سنة باکیا علی خطیئته حتی بعث الله الیه جبریل و قال یا اٰدم الم اخلقك بیدی الم انفح فیك من روحی الم اسجد لك ملائکتی الم ازوجك حواء اُمتی قال بلی قال فما هذا البکاء قال و ما یمنعنی من البکاء و قد اخرجت من جوار الرحمان قال فعلیك بهؤلاء الکلمات فان الله قابل توبك و غافر ذنبك قل اللهم انی اسئلك بحق محمد و اٰل محمد سبحانك لا اله الا انت عملت سوء او ظلمت نفسی فتب علی انت التواب الرحیم اللهم انی اسئلك بحق محمد و اٰل محمد عملت سواء او ظلمت نفسی فتب علیّ انت التواب الرحیم فهولاء الکلمات التی تلقی اٰدم ۔(منتخب کنز العمال جلد ا ۴۱۹)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے پیغمبرؐ سے خداوند عالم کے اس قول فتلقی ادم الخ آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے آدمؑ کو سرزمین ہند پر اور حواؑ کو جدہ میں اتارا۔ آدم علیہ السلام ہند میں اپنی لغزشوں پر برسوں تک گریہ کناں رہے یہاں تک کہ خداوند عالم نے ان کے پاس جبریلؑ کو بھیجا اور دریافت کیا کہ اے آدم علیہ السلام کیا میں نے تمہیں اپنے ہاتھوں سے نہیں بنایا۔ میں نے اپنی روح تم میں نہیں پھونکی میں نے ملائکہ کو تمہارا سجدہ نہیں کرایا میں نے حوا ایسی بیوی سے تمہیں نہیں بیاہا آدم علیہ السلام نے کہا بیشک۔ خداوند عالم نے دریافت کیا پھر یہ رونا کیسا آدم علیہ السلام نے کہا میں کیونکر نہ رووں حالانکہ میں خدائے رحیم و کریم کے سایہ رحمت سے دور کر دیا گیا ہوں۔ اس پر خداوند عالم نے فرمایا کہ تم ان کلمات کو زبان پر جاری کرو خداوند عالم تمہاری توبہ قبول کرے گا اور تمہاری لغزش کو بخش دے گا اور وہ کلمات یہ ہیں اللھم الخ خداوندا میں تجھ سے محمدؐ و آل محمدؐ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں تو پاک و پاکیزہ ہے کوئی معبود نہیں سوا تیرے میں نے برا کیا اپنے نفس پر ظلم کیا میری توبہ قبول فرما تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے خداوندا میں تجھ سے محمد و آل محمد کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میں نے برا کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا میری توبہ قبول فرما تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یہی وہ کلمات ہیں جو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے سیکھے۔

عن ابی بکر ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم بعثه ببراءة الی اهل مکة ان لا یحج بعد العام مشرك ولا یطوف

بالبیت عریان ولا یدخل الجنة الانفس مسلمة من کان بینه و بین رسول اللہ عھد فاجله الی مدته و الله بری من المشرکین و رسوله فسار بها ثلاثا ثم قال لعلی الحقه فرد علی ابابکر و بلغها انت ففعل فلما قدم ابوبکر بکی فقال یا رسول الله حدث فی شی قال ما حدث فیك الاخیر و لکن امرت ان لا یبلغه الا انا او رجل منی۔ (منتخب کنز العمال جلد ۱ ۴۴۴)

حضرت ابوبکر سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے سورۂ برأت دے کر انھیں مکہ والوں کی طرف روانہ کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور خانۂ کعبہ کا کوئی شخص برہنہ طواف نہ کرے اور جنت میں مسلمان شخص ہی جائے گا اور جن کے اور رسولؐ کے درمیان کوئی معاہدہ پہلے سے ہو وہ مقرر مدت تک رہے گا۔ خدا اور رسول مشرکین سے بے تعلق ہیں حضرت ابوبکر اس برأت نامہ کو لے کر تین منزل تک گئے ہوں گے کہ آں حضرت نے علی علیہ السلام سے کہا کہ جلد جا کر ابوبکر سے لو اور انھیں میرے پاس واپس پلٹا دو اور خود جا کر برأت نامہ کی تبلیغ کرو چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب ابوبکر رسولؐ کی خدمت میں واپس آئے تو رونے لگے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا میرے متعلق کوئی خاص بات رونما ہوئی۔ آپ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں البتہ مجھے خداوند عالم کا حکم ہوا ہے کہ اس سورہ کی تبلیغ یا تو میں خود کروں یا کوئی ایسا شخص کرے جو مجھ سے ہو۔

علی ابن ابی طالب فی الرحبة اذا اتاہ رجل فساله عن ھذہ الایة افمن کان علی بینة من ربه و یتلوہ شاھد منه فقال ما من رجل من قریش جرت علیه المواسی الا قد نزلت فیه طائفة من القرآن والله لان یکونوا یعلموا ما سبق لنا اھل البیت علی لسان النبی الامی احب الی من ان یکون لی مل ھذہ الرحبة ذھبا و فضة والله ان مثلنا فی ھذہ الامة کمثل باب حطة فی بنی اسرائیل۔

(منتخب کنز العمال جلد ۱ ۴۴۹)

حضرت علی علیہ السلام رحبہ (کوفہ) میں تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے اس آیت افمن کان الخ پس وہ پیغمبرؐ جو خدا کی طرف سے روشن ثبوت پر ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا ایک شاہد بھی ہو کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ قریش کے جتنے بھی افراد ہیں سب کے متعلق قرآن کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور نازل ہوا خدا کی قسم اگر لوگوں کو اس کا علم ہو جائے کہ ہم اہل بیتؑ کے متعلق پیغمبرؐ خدا نے کیا کیا باتیں فرمائی ہیں تو یہ مجھے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے بہ نسبت اس کے کہ یہ میدان میرے لئے سونے اور چاندی سے بھر جائے خدا کی قسم ہماری مثال اس آیت میں ایسی ہے جیسے قوم نوح علیہ السلام کے لئے کشتی نوح اور ہماری مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل کے لئے باب حطہ۔ (جس طرح کشتی نوح علیہ السلام پر سوار ہونے والوں نے نجات پائی باب حطہ میں داخل ہونے والے قابل مغفرت ٹھہرے اسی طرح ہماری محبت و اطاعت امت

والوں کے لئے سبب نجات ہے جو ہمارے حلقۂ محبت واطاعت میں داخل ہوا اس نے نجات پائی۔

عن علی قال مامن رجل من قریش الانزل فیہ طائفۃ من القرآن فقال لہ رجل ما نزل فیك قال اما تقرأ سورۃ ھود افمن کان علی بینہ من ربہ و یتلوہ شاھد منہ رسول اللہ علی بینۃ من ربہ و انا شاھد منہ۔ (منتخب کنز العمال جلد ۱ ۴۵۱)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ قریش کے ہر ہر فرد کی متعلق کلام مجید کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور نازل ہوا ایک شخص نے سوال کیا آپ کے بارے میں کلام مجید کی کون سی آیت نازل ہوئی۔آپ نے فرمایا کہ کیا تم سورہ ہود کی تلاوت نہیں کرتے جس کی یہ آیت افمن کان الخ اس آیت میں من کان علی بینۃ من ربہ سے مراد پیغمبرؐ خدا اور شاھد سے مراد میں ہوں۔

عن علی فی قولہ انما انت منذر وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ قال علی رسول اللہ المنذر و انا الھادی۔ (منتخب کنز العمال جلد ۱ ۴۵۱)

حضرت علی علیہ السلام سے، ارشاد خداوند عالم انما انت الخ اے پیغمبرؐ تم تو بس ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا ہے" کے متعلق روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبرؐ خدا ڈرانے والے اور ہدایت کرنے والا میں ہوں۔

عن علی ان رسول اللہ لما نزلت ھذہ الأیۃ الابذکر اللہ تطمئن القلوب قال ذاك من احب اللہ و رسولہ و احب اھل بیتی صادقا غیر کاذب واحب المومنین۔ (منتخب کنز العمال جلد ۱ ۴۵۱)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یہ آیت الابذکر اللہ الخ خدا کے ذکر سے دلوں کو ڈھارس ہوتی ہے" نازل ہوئی تو پیغمبرؐ خدا نے فرمایا مراد ان لوگوں (کے دلوں) سے ہے جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتے ہیں اور میرے اہلبیتؑ سے سچی محبت کرتے ہیں اور مومنین کو دوست رکھتے ہیں۔

عن النعمان بن بشیر قال قال علی ابن ابی طالب فی ھذہ الایۃ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئك عنھا مبعدون قال انا منھم۔ (منتخب کنز العمال جلد ۱ ۴۶۲)

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ آیہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی کے متعلق حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں انھیں لوگوں میں سے ہوں۔

عن قیس بن عباد عن علی قال انا اول من یجثو بین یدی الرحمٰن للخصومۃ یوم القیامۃ قال قیس و فیھم نزلت ھذا ان خصمان اختصموا فی ربھم قال ھم الذین بارزوا یوم بدر علی و حمزہ و

عبیدہ بن الحارث و عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ والولید بن عتبہ۔ (منتخب کنز العمال جلد ۱ ۴۶۴)

قیس بن عباد حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں پہلا وہ شخص ہوں گا جو قیامت کے دن خدا کے سامنے دادرسی کے لئے دوزانو ہو کر بیٹھوں گا قیس کہتے آیہ ھٰذان خصمان اختصموا فی ربھم یہ دو جھگڑا کرنے والے ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کے متعلق جھگڑا کیا آپ ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی یعنی وہ لوگ جنھوں نے جنگِ بدر میں جنگ کی تھی یعنی حضرت علی علیہ السلام حمزہ اور عبیدہ بن الحارث اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

عن علی قال جئت رسول اللہ فی ملأ من قریش فنظر الی و قال یا علی انما مثلک فی ھذہ الامۃ کمثل عیسیٰ ابن مریم احبہ قومہ فافر طوا فیہ فضح الملاء الذین عندہ و قالوا یشبہ ابن عمہ بعیسیٰ فانزل القرآن ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون۔ (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ۱۳)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں چند معززین قریش کے ہمراہ پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی نگاہ مجھ پر پڑی آپ نے فرمایا اے علیؑ اس امت میں تمہاری مثال ایسی ہی ہے جیسے عیسیٰ ابن مریم ان کی قوم والوں نے انھیں دوست رکھا اور اس دوستی میں حد سے تجاوز کر گئے رسولؐ کے اس ارشاد پر آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگ شور و شغف کرنے لگے کہتے تھے کہ پیغمبرؐ اپنے چچا زاد بھائی کو عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہیں اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جب ابن مریم کی مثال دی جاتی ہے تو تمہاری قوم روگردانی کرنے پر تل جاتی ہے۔

عن علی قال فی نزلت ھذہ الآیۃ ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون۔
(منتخب کنز العمال جلد ۲ ۱۳)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میرے ہی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ولما ضرب ابن مریم الخ جب ابن مریم کی مثال دی گئی تو تمہاری قوم والے اعراض کرنے لگے۔

عن علی قال ان فی کتاب اللہ آیۃ لم یعمل بھا احد قبلی و لم یعمل بھا احد بعدی آیۃ النجویٰ۔ (منتخب کنز العمال جلد ۲ ۲۱)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ کتاب الٰہی میں ایک ایسی آیت ہے جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا نہ میرے بعد کوئی عمل کرے گا یعنی آیت نجویٰ۔

عن علی قال قال رسول اللہ فی قولہ و صالح المومنین قال ھو علی ابن ابی طالب۔ (۳۱)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ارشاد الٰہی و صالح المومنین کے متعلق پیغمبرؐ نے فرمایا کہ صالح

المومنین سے مراد علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ قال شھدت علی ابن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فواللہ لاتسألونی عن شی یکون الی یوم القیامة الاحدثتکم به سلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من اٰیة الاانا اعلم ابلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل نزلت ام فی جبل۔(منتخب کنز العمال جلد ۲ ۴۲)

عامر بن واثلہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا اثنائے خطبہ میں آپ نے فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو خدا کی قسم قیامت تک ہونے والی جو بات بھی تم مجھ سے پوچھو میں بتادوں گا۔تم مجھ سے کتاب الہیٰ کے بارے میں سوال کرو خدا کی قسم کلام مجید میں جتنی آیتیں ہیں میں ہر آیت کے متعلق بخوبی آگاہ ہوں کہ رات میں نازل ہوئی کہ دن میں پہاڑ پر نازل ہوئی کہ زمین ہموار پر۔

عن عمر قال علیؑ اقضانا۔(منتخب کنز العمال جلد ۲ ۵۴)

حضرت عمر فرمایا کرتے کہ ہم سب میں بہتر اور بچا تلا فیصلہ کرنے والے علی علیہ السلام ہیں۔

الدعاء محجوب عن اللہ حتی یصلی علی محمد و اھل بیته۔(منتخب کنز العمال جلد ۲ ۶)

دعا اس وقت تک بارگاہ الہیٰ میں باریاب ہونے سے رکی رہتی ہے جب تک دعا کرنے والا حضرت محمد مصطفیٰؐ اور آپ کے اہل بیتؑ پر درود نہ بھیج لے۔

ان عدة الخلفاء بعدی عدة نقباء موسیٰ۔(منتخب کنز العمال جلد ۲ ۱۵۴)

میرے بعد ہونے والے خلفاء کی تعداد نقباء بنی اسرائیل کی تعداد اتنی ہے۔(یعنی میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔

ان تومروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذبکم الصراط المستقیم۔(۱۹۱)

اگر تم لوگ علی علیہ السلام کو اپنا امیر بنادو اگر چہ مجھے امید نہیں کہ تم ایسا کرو تو تم علی علیہ السلام کو ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ پاؤ گے جو تمہیں صراطِ مستقیم پر لے چلیں گے۔

عن زربن جیش قال جلس رجلان یتغدیان احدھما معه خمسة ارغفة و مع الأخر ثلاثة ارغفة فلما وضع الغداء بینھما مر بھما رجل فسلم فقال اجلس للغداء فجلس و اکل معھما واستووا فی اکلھم الارغفة الثمانیة فقام الرجل فطرح الیھما ثمانیه دراھم و قال خذوھما عوضا مما اکلت لکما و فلته من طعامکما فتنازعا فقال صاحب الخمسة الارغفة لی خمسة دراھم و لك ثلاثة و قال صاحب ارغفة الثلاثة لاارضی الاان تکون الدراھم بیننا نصفین فارتفعا الی امیر المومنین فقصا علیه

قصتهما فقال لصاحب الثلاثة قد عوض عليك صاحبك ما عرض و خبزه اكثر من خبزك فارض بالثلاثة فقال والله لارضيت الابمر الحق فقال علی ليس فی الحق الادرهم و احد وله سبعة دراهم فقال الرجل سبحان الله قال هو ذاك قال فعرفنی الوجه فی مر الحق حتی اقبله فقال علی اليس الثمانية الارغفة اربعة و عشرين ثلثا اكلتموها و انتم ثلاثة انفس ولايعلم الاكثر اكلا منكم ولاالاقل فتحملون فی اكلكم علی السواء فاكلت انت الثمانية اثلاث و انما لك تسعة اثلاث و اكل صاحبك ثمانية اثلاث و له خمسة عشر اثلاثا اكل منهما ثمانية و بقی سبعة و اكل لك و احد من تسعة ذالك واحد بواحد وله سبعة فقال الرجل رضيت الآن۔ (منتخب کنز العمال جلد ۲ ۲۰۴)

زر بن جیش سے روایت ہے کہ وہ شخص صبح کا کھانا کھانے اکٹھا بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں دوسرے کے پاس تین روٹیاں جب کھانا چن دیا گیا تو ایک تیسرا شخص اُدھر سے گزرا اس نے دونوں کو سلام کیا ان دونوں نے کہا آؤ تم بھی بیٹھ کر کھاؤ وہ شخص بیٹھ گیا اور اس نے بھی ان دونوں کے ساتھ کھایا۔ اور سب نے مل کر آٹھوں روٹیاں ختم کر ڈالیں پھر وہ تیسرا شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے آٹھ درہم نکال کر ان دونوں کو دیئے اور کہا میں جو آپ لوگوں کے کھانے میں شریک ہوا اس کے عوض میں یہ آٹھ درہم قبول فرمائیے اس پر وہ دونوں شخص باہم جھگڑنے لگے۔ جس کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے کہا میرے ۵ درہم ہوئے اور تمہارے ۳ درہم ہوئے اور تین روٹیوں والا کہتا تھا کہ نہیں برابر برابر درہم ہم دونوں میں تقسیم ہونے چاہئیں تم بھی ۴ درہم لو اور مجھے بھی ۴ درہم دو یہاں تک کہ وہ دونوں یہ جھگڑا امیر المومنینؑ کی خدمت میں لے کر پہنچے اور آپ سے سارا ماجرا عرض کیا امیر المومنینؑ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ یہ شخص تمہیں اپنی مرضی سے ۳ درہم دے رہا ہے اس کی روٹیاں تمہاری روٹیوں سے زیادہ تھیں پھر بھی تم ۳ درہم لینے پر راضی ہو جاؤ اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں راضی نہیں ہو سکتا میرا تو جتنا حق ہوتا ہے اسی پر راضی ہوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اپنا حق پوچھتے ہو تو تمہارا حق تو بس ایک درہم ہوتا ہے اس سے زیادہ نہیں اس شخص نے کہا سبحان اللہ آپ نے فرمایا کہ ہے تو ایسا ہی اس نے کہا تو آپ صاف صاف واضح فرمائیے کہ میرا کتنا حق ہوتا ہے میں اسی کو بخوشی قبول کرلوں گا آپ نے فرمایا کہ دیکھو تم دونوں کی مل کر ۸ روٹیاں تھیں ۸ روٹیوں کے ۲۴ ٹکڑے (فی روٹی ۳ ٹکڑے کے حساب سے) ہوئے تم تین شخص تھے یہ پتہ نہیں کہ کسی نے کم کھایا یا کسی نے زیادہ لہٰذا لامحالہ ماننا پڑے گا کہ تم تینوں نے برابر برابر ہی کھائے لہٰذا تم نے بھی بقدر حصہ رسدی ۸ ٹکڑے کھائے تمہاری تین روٹیاں تھیں ان تین روٹیوں کے ۹ ٹکڑے ہی ہوئے تھے جس میں تم ۸ ٹکڑے کھا گئے اور تمہارے ساتھی نے بھی ۸ ٹکڑے کھائے اور اس کی پانچ روٹیاں تھیں جس کے ۱۵ ٹکڑے ہوتے ہیں اس نے پندرہ میں سے ۸ ٹکڑے کھائے سات ٹکڑے اس کے بچ رہے اس تیسرے شخص نے

تمہارے حصے سے فاضل ایک ٹکڑا کھایا اور تمہارے ساتھی کے حصے سے فاضل ۷ ٹکڑے کھائے اس نے ۸ درہم دیئے اس آٹھ درہم میں ایک درہم ایک ٹکڑے کے عوض ہوا جو تمہارے حصے سے فاضل تھا اور سات درہم ان سات ٹکڑوں کے عوض ہوئے جو اس کے حصے سے فاضل تھے۔ اس شخص نے کہا اب میں راضی ہوں۔

عن زید ابن ارقم قال بینما نحن عند رسول الله اذ قاه رجل من اهل الیمن و علی بها فجعل یحدث النبی و یخبره قال یا رسول الله اتی علیا ثلاثة نفر فاختصموا فی ولد کلهم زعم انه ابنه وقعوا علی امرأة طهر واحد فقال علی انکم ثر کاء متشا کسون و انی مقرع بینکم فمن قرع فله الولد و علیه ثلثا الدیة لصاحبه فاقرع بینهم فقرع احدهم فدفع الیه الولد و جعل علیه ثلثی الدیة فضحك النبی حتی بدت نواجذاه و اضراسه۔(۲۰۶)

زید بن ارقم صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ ہم لوگ پیغمبرؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل یمن سے ایک شخص آپ کے پاس آیا (اور ان دنوں یمن کے حاکم حضرت علی علیہ السلام تھے) اور آپ سے گفتگو کرنے لگا اسی سلسلے میں اس نے بیان کیا کہ یا رسولؐ اللہ تین شخص ایک لڑکے کے متعلق جھگڑتے ہوئے علی علیہ السلام کے پاس آئے ہر ایک دعوے دار تھا کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ ان تینوں نے ایک عورت سے ایک ہی طہر میں زنا کیا تھا۔ اور اس سے وہ لڑکا پیدا ہوا تھا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ برابر کے جھگڑالو ہو میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کرتا ہوں جس کے نام قرعہ نکلے گا لڑکا اس کے حوالے اور وہ شخص اپنے ان دونوں ساتھیوں کو ایک ثلث دیت ادا کرے اس فیصلہ کو سن کر رسولؐ اللہ ہنس پڑے آپ کی باچھیں کھل گئیں۔

عن علی قال کانت لی من رسول الله منزلة لم تکن لاحد من الخلق۔(۲۱۸)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبرؐ سے مجھے وہ قرب و منزلت حاصل تھی کہ خلائق میں سے کسی کو بھی حاصل نہ ہوئی۔

عن انس ابن مالك ان اعرابیا جاء بابل له یبیعها فاتاه عمر یساومه بها فجعل عمر ینخس بعیرا بعیرا یضربه برجله لیبعث البعیر لینظر کیف قواده فجعل الاعرابی یقول خل ابلی لا ابالك فجعل عمر لا ینهاه قول الاعرابی ان یفعل ذالك ببعیر بعیر فقال الاعرابی لعمر انی لاظنك رجل سوء فلما فرغ منها اشتراها فقال سقها وخذ اثما نها فقال الاعرابی حتی اضع عنها احلاسها و اقتابها فقال عمر اشتریتها و هی علیها فهی لی کما اشتریتها فقال الاعرابی اشهد انك رجل سوء فبینما هما یتنازعان اذا قبل علی فقال عمر ترضی بهذا الرجل بینی و بینك فقال الاعرابی نعم فقصا علی علی قصتهما فقال علی ان کنت اشترطت علیها احلاسها و اقتابها فهی لك کما اشترطت والا فان الرجل یزین سلعته باکثر

من ثمنها فوضع عنها احلاسها و اقتابها فساقها الاعرابی فدفع الیه عمر الثمن۔(۲۳۱)

انس ابن مالک سے روایت ہے کہ ایک اعرابی اپنا اونٹ بیچنے کے لئے لایا حضرت عمر نے پہنچ کر اس سے مول بھاؤ کیا آپ ایک ایک اونٹ کو دیکھتے اور اسے اپنے پیر سے ٹھوکر مارتے تاکہ وہ کھڑا ہو اور آپ اس کے ہاتھ پیر دیکھ سکیں اس پر اعرابی نے کہا اونٹ کو ستاؤ نہیں۔حضرت عمر اعرابی کے منع کرنے سے اپنی حرکتوں سے باز نہ رہے ہر ہر اونٹ کو اسی طرح چھیڑتے رہے۔اعرابی نے حضرت عمر سے کہا تم مجھے بڑے بدآدمی دکھائی دیتے ہو جب حضرت عمر دیکھ بھال کر چکے تو اس اونٹ کو خرید لیا پھر اعرابی سے کہا اس اونٹ کو علیحدہ کردو اور اس کی قیمت لے لو۔اعرابی نے کہا ٹھہرو اس کے بوریہ اور پالان وغیرہ علیحدہ کرلوں حضرت عمر نے کہا میں نے تو اونٹ اس کے ساز و سامان سمیت خریدا ہے لہٰذا جس حالت میں اس وقت ہے اسی طرح میں لوں گا۔اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم بڑے بڑے شخص ہو وہ دونوں لڑہی رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام آتے نظر پڑے حضرت عمر نے اعرابی سے کہا ہمارے تمہارے درمیان جس بات کا جھگڑا ہے اس آنے والے سے فیصلہ کراتے ہو اعرابی نے کہا ہاں۔ان دونوں نے حضرت علی علیہ السلام سے اپنا واقعہ بیان کیا حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمر سے کہا کہ اگر آپ نے خریدتے وقت شرط کردی تھی کہ میں اس اونٹ کو اس کے ساز و سامان سمیت خریدوں گا۔تب تو بے شک سب آپ کا ہے ورنہ انسان سامان تجارت کو بنا سنوار کے بیچتا ہی ہے۔چنانچہ اس اونٹ کا ساز و سامان علیحدہ کردیا گیا اور اعرابی نے اونٹ الگ کھڑا کردیا اور حضرت عمر نے قیمت ادا کردی۔

عن عبد الله بن الحرث بن نوفل قال اقبل عثمان الی مكة فاستقبلت بقديد فاصطاو اهل الماء حجلا فطبخناه بماء و ملح فقدمناه الی عثمان و اصحابه فامسكوا فقال عثمان صيد لم نصده و لم نامر بصيده اصطاده قوم حل فاطعمونا فما باس فبعث الی علی فجاء فذكر له فغضب علی و قال انشد رجلا شهد رسول الله حين اتی بقائمة حمار وحش فقال رسول الله انا قوم حرم فاطعموه اهل الحل فشهد اثنا عشر رجلا من اصحاب رسول الله ثم قال علی انشد الله رجلا شهد رسول الله حين اتی ببيض النعام فقال رسول الله انا قوم حرم اطعموه اهل الحل فشهدوا منهم من العدة من الاثنی عشر قال فثنی عثمان و ترکه من الطعام۔(منتخب کنزل العمال جلد ۲ ۳۴۵)

عبد اللہ بن حرث بن نوفل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان مکہ حج کے ارادے سے آئے میں نے مقام قدید میں پہنچ کر ان کا استقبال کیا چشمہ والوں نے ایک پرندہ کا شکار کیا ہم نے اس پرندہ کو نمک و پانی میں پکایا اور اسے حضرت عثمان اور ان کے رفقاء کے پاس لے کر پہنچے ساتھیوں نے اس کے کھانے میں تامل کیا۔حضرت عثمان نے کہا اس کے

کھانے میں کیا حرج ہے اس پرندہ کا نہ تو ہم لوگوں نے اپنے ہاتھ سے شکار کیا اور نہ شکار کرنے کو کسی سے کہا دوسرے لوگوں نے جو بہ حالتِ احرام نہیں تھے شکار کیا وہ ہمیں کھلا رہے ہیں لہٰذا کھانے میں کیا مضائقہ ہے پھر حضرت علی علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا آپ تشریف لائے ان سے یہ ماجرا ذکر کیا۔ آپ غصہ میں بھر گئے۔ آپ نے فرمایا میں ہر اس شخص کو قسم دیتا ہوں کہ جو رسولؐ اللہ کی خدمت میں اس موقع پر موجود رہا ہو جب آں حضرت بہ حالت احرام تھے اور آپ کی خدمت میں گورخر کی رانیں پیش کی گئیں۔ آپ نے فرمایا ہم لوگ بہ حالت احرام ہیں تم یہ اُسے کھلاؤ جو حالت احرام میں نہ ہو اٹھ کر شہادت دے اس پر بارہ پیغمبرؐ کے صحابیوں نے اٹھ کر گواہی دی کہ ہاں ہماری موجودگی میں ایسا ہوا پھر آپ نے قسم دے کر فرمایا کہ جو شخص رسولؐ اللہ کی خدمت میں اس موقع پر حاضر رہا ہو جب آں حضرتؐ بہ حالت احرام تھے اور آپ کے پاس بیضۂ شتر مرغ لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بہ حالت احرام ہیں اسے انھیں کھلا دو جو حالت احرام میں نہ ہو اٹھ کر گواہی دے اس پر دوسرے بارہ صحابیوں نے اٹھ کر گواہی دی کہ ہاں ہم اس وقت موجود تھے یہ سن کر حضرت عثمان کھانے سے باز رہے۔

قال (عمر) اللهم لا تنزلن شدة الا وابو حسن الی جنبی۔ (منتخب کنز العمال جلد ۲ ۳۴۶)

حضرت عمر نے کہا خداوندا ہمارے اوپر کوئی مصیبت وسختی نہ نازل فرمانا مگر یہ کہ ابوالحسن علیؑ (اس مصیبت کے دُور کرنے کے لئے) میرے پہلو میں موجود ہوں۔

عن ابی سعید الخدری قال حججنا مع عمر بن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر فقال انی اعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول الله یقبلك ما قبلتك فقبله فقال له علی ابن ابی طالب انه یضر وینفع قال ایم قال بکتاب الله عز وجل قال واین ذالك من کتاب الله قال قال الله واذ اخذ ربك من بنی ادم من ظهورهم ذریاتهم الی قوله بلی خلق الله ادم ومسح علی ظهره فقررهم بانه لرب وانهم العبید واخذ عهودهم ومواثیقهم وکتب ذالك فی رق وکان لهذا الحجر عینان ولسان فقال له افتح قال فافتح فاه فالقمه ذالك الرق فقال اشهد لمن وافاك بالموافاة یوم القیامة وانی اشهد لسمعت رسول الله یقول یوتی یوم القیامة بالحجر الاسود وله لسان ذلق یشهد لمن استلمه بالتوحید فهو یضر وینفع فقال عمر اعوذ بالله ان اعیش فی قوم لست فیهم یا ابا الحسن۔ (۳۵۲)

ابو سعید خدری صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ایک مرتبہ عمر بن خطاب کی معیت میں حج کیا جب حضرت عمر نے طواف شروع کیا تو حجر اسود کا رُخ کیا اور اس سے خطاب کر کے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم ایک پتھر ہو نہ ضرر پہنچا سکتے ہو نہ نفع اور اگر میں نے رسول کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھے ہوتا تو میں کبھی تمہیں بوسہ نہ دیتا یہ کہہ کر انھوں نے حجر اسود کو

بوسہ دیا حضرت علی علیہ السلام نے ان سے کہا یہ حجر اسود ضرر بھی پہنچا تا ہے اور نفع بھی انھوں نے پوچھا کیسے؟ آپ نے فرمایا از روئے کتاب الہیٰ انھوں نے پوچھا کتاب الہیٰ میں اس کا کہاں ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا ارشاد الہیٰ ہے واذ اخذ الخ یاد کروائے پیغمبرؐ اس وقت کو جب خداوند عالم نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسلوں کو نکال کر اپنے خالق ہونے کا اقرار لیا اور سب نے اقرار کیا کہ بے شک خداوند عالم ان کا پروردگار ہے اور وہ اس کے بندے ہیں اور خداوند عالم نے ان سب سے عہد و پیمان لئے اور ان کے عہد و پیمان کو ایک صحیفہ میں تحریر فرمایا اور اس حجر اسود کے دو آنکھیں اور زبان تھی خداوند عالم نے حجر اسود سے کہا تھا منہ کھول اس نے اپنا منہ کھولا خداوند عالم نے اس صحیفہ کو اس کے منہ میں دے دیا اور فرمایا جو شخص تم سے اپنا کیا ہوا عہد و پیمان پورا کرے اس کی بروز قیامت گواہی دینا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پیغمبرؐ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن یہ حجر اسود لایا جائے گا اور اس کے طرار زبان ہوگی جس شخص نے وحدانیت باری تعالیٰ کا دل میں اعتقاد رکھتے ہوئے اس کو بوسہ دیا ہوگا اس کے متعلق یہ گواہی دے گا لہٰذا یہ ضرر بھی پہنچا تا ہے اور نفع بھی اس پر حضرت عمر نے کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کہ میں ایسی قوم میں جیوں جس میں ابوالحسنؑ (علیؑ) نہ موجود ہوں۔

قال ایها الناس ان الله مولای و انا مولی المومنین و انا اولی بالمومنین من انفسهم فمن کنت مولاه فهذا مولاه اللهم و ال من والاه و عاد من عاداه ثم قال ایها الناس انی فرطکم و انتم واردون علی الحوض حوضی عرضه ما بین بصری وصنعاء فیه عدد النجوم قدحان من فضة و انی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیهما الثقل الاکبر کتاب الله سبب طرفه بید الله و طرفه بایدیکم فتمسکوا الا تضلوا ولا تبدلوا و عترتی اهلبیتی و انه قد نبانی اللطیف الخبیر انهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ (منتخب کنز العمال جلد ۲ ۵۰ ۳)

آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا خداوند عالم میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور میں مومنین کی جانوں پر ان سے بڑھ کر متصرف و بااختیار ہوں پس جس جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ (علیؑ) مولا ہیں۔ خداوندا دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے پھر آپ نے فرمایا کہ لوگو! میں تمہارا پیشرو ہوں اور تم لوگ میرے حوض کوثر پر آنے والے ہو جس کی چوڑان بصری وصنعا کی درمیانی مسافت جتنی ہے۔ آسمان پر جتنے ستارے ہیں اتنے ہی چاندی کے اس میں پیالے ہوں گے جب تم لوگ حوض کوثر پر آؤ گے تو میں تم سے دو گراں قدر چیزوں کے متعلق پوچھوں گا دیکھو خیال رکھنا اس امر کا کہ تم میرے بعد ان دونوں سے کس طرح پیش آتے ہو ثقل اکبر کتاب الہیٰ ہے جو ایک رشتہ ہے اس کا ایک سرا خداوند عالم کے ہاتھوں میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھوں میں تم اس رشتے کو مضبوطی سے پکڑے رہنا تو گمراہ نہ ہو گے دوسرے میرے

عترت واہل بیتؑ ہیں اور خداوند لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔

ان امرأة مجنونة اصابت فاحشة فامر عمر برجمها فقال علی اما علمت ان القلم مرفوع عن ثلاثة عن النائم حتی یستیقظ و عن المبتلی حتی یبرأ و عن الصبی حتی یحتلم قال بلی قال فما بال ھذہ فخلی سبیلها۔(۴۱۳)

ایک دیوانی عورت بدکاری کی مرتکب ہوئی حضرت عمر نے سنگسار کئے جانے کا حکم دیا۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کیا آپ جانتے نہیں کہ تین شخصوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے جب تک وہ بیدار نہ ہولے دیوانے سے جب تک وہ دیوانگی سے صحتیاب نہ ہو جائے اور بچے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے حضرت عمر نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔آپ نے پوچھا تو پھر اس دیوانی عورت کو کیوں سنگسار کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر نے عورت کو رہا کر دیا۔

و اما انت یا علی فصفی و امینی و انت منی و انا منک ۔(۴۴۷)

اور اے علی علیہ السلام تم میرے پسندیدہ دوست میرے امین ہو تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

عن اصبغ بن نباته قال جاء رجل الی علی فقال یا امیر المومنین ان لی الیک حاجة قد رفعتها الی الله قبل ان ارفعها الیک فان انت قضیتها حمدت الله و شکرتک و ان لم تقضیها حمدت الله و عذرتک فقال علی اکتب علی الارض فانی اکرہ ان اری ذل السوال فی وجهک فکتب انی محتاج فقال علی بحلة فاتی بها فاخذها الرجل فلبسها ثم انشا یقول۔

کسوتنی حلة تبلی محاسنها

فسوف اکسوک من حسن الثناء حللا الخ

فقال علی علی بالدنانیر فاتی بمائة دینار فدفعها الیه قال الاصبغ فقلت یا امیر المومنین حلة و مائة دینار قال نعم سمعت رسول الله یقول انزلوا الناس منازلهم و ھذہ منزلة ھذا الرجل عندی۔(منتخب کنز العمال جلد ۳ ۲۳)

اصبغ بن نباتہ راوی ہیں کہ ایک شخص امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا عرض کی یا امیر المومنینؑ میری ایک حاجت ہے آپ کے حضور پیش کرنے سے پہلے میں بارگاہِ الٰہی میں عرض کر چکا ہوں اگر آپ نے میری حاجت پوری کر دی تو میں خدا کی ستائش اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور آپ نہ حاجت پوری کریں گے تو میں پھر بھی خداوند عالم کی حمد و ستائش کروں گا اور آپ کو معذور و مجبور جانوں گا۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اپنی حاجت زمین پر لکھ دو کہ میں ہاتھ پھیلانے کی ذلت تمہارے چہرے پر

دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اس شخص نے زمین پر اپنی حاجت لکھی امیر المومنینؑ نے حکم دیا کہ حلہ میرے پاس لایا جائے حلہ لایا گیا اس شخص نے وہ حلہ لے کر پہن لیا۔ اور یہ مدحیہ اشعار پڑھے: آپ نے لباس مجھے پہنایا جس کی عمدگی کہنہ ہو جائے گی اور میں آپ کو اپنی بہترین مدح و ستائش کا خلعت لازوال پہناؤں گا الخ حضرت امیر المومنینؑ نے حکم فرمایا کہ دینار لائے جائیں چنانچہ سو دینار آپ کے پاس لا کر رکھے گئے آپ نے اس شخص کو دے دیا اصبغ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ حلہ بھی عنایت فرمایا اور سو دینار بھی امیر المومنینؑ نے فرمایا ہاں میں نے حضرت پیغمبرؐ خدا کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس منزلت کا کوئی ہو اسی لحاظ سے اس کے ساتھ پیش آؤ اور اس شخص کی منزلت میری نگاہوں میں اسی قابل تھی۔

خرج علی ابن ابی طالب الی السوق فاذا هو بنصر انی یبیع درعا فعرف علی الدرع فقال هذه الدرعی بینی و بینك قاضی المسلمین و كان قاضی المسلمین شریحا كان علی استقصاه۔۔۔ فقال شریح ما تقول یا امیر المومنین فقال علی هذه درعی وقعت منی منذر مان فقال شریح ما تقول یا نصرانی فقال النصرانی ما اكذب امیر المومنین الدرع درعی فقال شریح ما اری ان تخرج من یده فهل من بینة فقال علی صدق شریح فقال النصرانی اما انا فاشهد ان هذه احكام الانبیاء و امیر المومنین یجئی الی قاضیه و قاضیه یقضی علیه هی والله یا امیر المومنین درعك اتبعك و قد زالت عن جملك الاورق فاخذتها فانی اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله فقال علی اما اذا اسلمت فهی لك و حمله علی فرس۔ (۵۲ و ۵۳)

حضرت امیر المومنینؑ بازار میں تشریف لے چلے ناگاہ آپ نے ایک نصرانی شخص کو دیکھا کہ زرہ بیچ رہا ہے آپ نے پہنچانا کہ وہ زرہ آپ ہی کی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان مسلمانوں کے قاضی فیصلہ کریں گے اور اس زمانہ میں مسلمانوں کے قاضی شریح تھے حضرت علی علیہ السلام نے آپ کو قاضی مقرر کیا تھا مقدمہ پیش ہوا شریح نے پوچھا یا امیر المومنینؑ آپ کا کیا دعویٰ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ میری زرہ ہے جو کچھ عرصہ ہوا گم ہو گئی تھی شریح نے نصرانی سے پوچھا تم کیا کہتے ہو اس نے کہا میں امیر المومنینؑ کو جھٹلا نہیں سکتا لیکن یہ زرہ میری زرہ ہے شریح نے کہا یا امیر المومنینؑ اس نصرانی سے زرہ کا حاصل کرنا آپ کے لئے بہت مشکل ہے جب تک آپ ثبوت نہ پیش کریں امیر المومنینؑ نے فرمایا سچ کہتے ہو شریح یہ منظر دیکھ کر نصرانی نے کہا لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ پیغمبروں کے یہی طرز عمل ہوا کرتے ہیں امیر المومنینؑ اپنا استغاثہ لے کر اپنے ہی مقرر کردہ قاضی کے پاس آتے ہیں اور قاضی امیر المومنینؑ کے خلاف فیصلہ صادر کرتا ہے یا امیر المومنینؑ یہ زرہ آپ ہی کی ہے آپ کے اونٹ پر سے گر پڑی تھی اور میں نے اسے لے لیا تھا میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند عالم وحدہٗ لاشریک ہے اور

حضرت محمد مصطفیٰؐ اس کے رسولؐ ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اب جبکہ تم اسلام قبول کرتے ہو تو یہ زرہ تمہاری ہی ہے۔

کان اذا غضب لم یجتر علیه احد الا علی۔(۸۳)

رسالتمآبؐ جب غضبناک ہوتے تو کسی کو آپ سے بولنے کی جرأت نہ ہوتی سوا علی علیہ السلام کے۔

کان یصلی و الحسن علیہ السلام و الحسین علیہ السلام یلعبان و یقعدان علی ظهره۔(۶۱)

رسالتمآبؐ نماز پڑھتے ہوتے اور حسنؑ و حسینؑ کھیلتے اور آپ کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

عن علی قال لقیت رسول الله فی بعض طرق المدینة بالهاجرة فقلت له بابی انت و امی ما اخرجك هذه الساعة قال وصل یا علی الجوع الی فقلت بابی انت و امی هل انت منتظری حتی اتیك قال فجلس فی ظل حائطٍ فاتیت رجلاً المدینة له ودی قد غرسه فقلت هل انت معطی استقی کل جزة بتمرة لاتعطینی حشفة ولاندرة قال اعطیتك من خیر ضیع عندی فجعلت کلما استقیت جرة وضع تمرة حتی اجتمع قبضة من تمر فاتیت النبی و هو جالس فبسط طرف ثوبه فالقیته علیه فاکل ثم قال اشبعت جوعی اشبع الله جوعك۔(۱۰۲)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے کسی راستہ میں دوپہر کے وقت میں نے پیغمبرؐ کو دیکھا میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ایسے سخت وقت میں آپ کیونکر باہر تشریف لائے آں حضرتؐ نے فرمایا اے علی علیہ السلام بھوک نے بہت ستایا ہے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا آپ میری واپسی تک انتظار فرما سکتے ہیں پیغمبرؐ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور میں مدینہ میں ایک شخص کے پاس آیا جس نے درخت بٹھایا تھا میں نے اس شخص سے کہا ہر ڈول کے عوض ایک خرمہ پر مجھ سے پانی کھنچواتے ہو بشرطیکہ تم سوکھے خراب خرمے نہ دو۔ اس نے کہا میرے پاس جو بہترین خرمے ہیں وہی دوں گا چنانچہ میں پانی کھینچنے لگا اور جتنے ڈول میں کھینچتا جاتا وہ شخص اتنے خرمے رکھتا جاتا یہاں تک کہ ایک مٹھی خرمے اکٹھا ہو گئے۔ میں انھیں لے کر پیغمبرؐ کی خدمت میں پہنچا آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنی چادر کا ایک گوشہ پھیلا دیا میں نے وہ خرمے اس پر رکھ دیئے آپ نے تناول فرمایا پھر آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام تم نے میری بھوک مٹائی خدا تمہاری بھوک دور کرے

عن علی قال دخلت علی نبی الله وهو مریضٌ فاذا راسه فی حجر رجل احسن ما رایت من الخلق والنبی نائم فلما دخلت علیه قلت ادنوا قال الرجل ادن الی ابن عمك فانت احق منی فدنوت منهما فقام الرجل وجلست مکانه و وضعت راس النبی فیه حجری کما کان فی حجر الرجل فمکثت ساعة ثم ان النبی استیقظ فقال این الرجل الذی کان راسی فی حجره فقلت لما دخلت علیك دعانی ثم قال ادن

الی ابن عمك فانت احق به منی ثم قام فجلست مکانه قال فهل تدری من الرجل قلت لا بابی و امی قال ذاك جبریل۔(۱۱۵)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ علیل تھے میں نے دیکھا کہ ایک انتہائی حسین وجمیل شخص کے زانو پر آپ کا سر مبارک ہے اور آپ سو رہے ہیں میں جب آپ کے پاس پہنچا تو میں نے پوچھا کہ میں قریب آسکتا ہوں اس شخص نے کہاں ہاں اپنے چچا کے بیٹے کے قریب آؤ تم مجھ سے زیادہ اس قربت کے حقدار ہو وہ شخص اٹھ گیا اور میں اس کی جگہ بیٹھ گیا اور پیغمبرؐ کے سر کو اپنی گود میں لے لیا تھوڑی دیر گذری پھر پیغمبرؐ بیدار ہو گئے۔ آپ نے پوچھا وہ شخص کہاں گیا جس کی گود میں میرا سر تھا؟ میں نے عرض کیا جب میں آپ کے پاس پہنچا تو اُس شخص نے مجھے بلایا اور کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کے قریب آؤ کہ تم مجھ سے زیادہ حقدار ہو پھر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور میں اُس کی جگہ بیٹھ گیا۔ پیغمبرؐ نے پوچھا جانتے ہو وہ شخص کون تھا میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ جبریل تھے۔

عن علی قال قال رسول الله فی مرضه ادعوا الی اخی فدعی له فقال ادن منی فدنوت منه فاستند الی فلم یزل مستندا الی و انه یکلمنی حتیٰ ان بعض ریق النبی لیضیبنی ثم نزل برسول الله و ثقتل فی حجری۔(۱۱۵)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ میرے پاس بھائی کو بلا دو۔ میں بلایا گیا آپ نے فرمایا میرے نزدیک آؤ میں نزدیک گیا آپ نے مجھ پر تکیہ کیا اور برابر تکیہ کئے رہے اور مجھ سے گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کا کچھ لعاب دہن بھی مجھ پر گرا پھر آپ پر موت کا عالم طاری ہوا اور آپ میری آغوش میں گراں ہو گئے۔

عن ابی غطفان قال سالت ابن عباس ارأیت رسول الله توفی وراسه فی حجر احد قال توفی وهو مستند الی صدر علی قلت فان عروة حدثنی عن عائشه انها قالت توفی رسول الله بین سحری و نحری فقال ابن عباس اتعقل والله لتوفی رسول الله و انه لمستند الی صدر علی و هو الذی غسله۔(۱۵۵)

ابو غطفان سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا آپ نے دیکھا ہے کہ انتقال کے وقت رسولؐ اللہ کا سر کس کی آغوش میں تھا؟۔۔۔۔۔۔

ابن عباس نے کہا رسولؐ اللہ نے اس عالم میں انتقال کیا کہ آپ علی علیہ السلام کے سینے سے لگے ہوئے تھے میں نے عرض کیا عروہ تو مجھ سے بیان کرتے تھے کہ جناب عائشہ فرماتی تھیں کہ پیغمبرؐ نے میری گود میں میرے سینے پر دم توڑا۔ ابن عباس نے

کہا تمہاری عقل میں بھی یہ بات آسکتی ہے خدا کی قسم رسولؐ اللہ نے انتقال فرمایا اس عالم میں کہ آپ علی علیہ السلام کے سینے کا سہارا لئے ہوئے تھے اور علی علیہ السلام ہی نے آپ کو غسل دیا۔

فلما قبض رسول الله وجاءت التعزية جاءات يسمعون حسه ولا يرون شخصه فقال السلام عليك اهل البيت و رحمة الله فى الله عزا من كل مصيبة۔قال على هل تدرون من هذا قالوا لاقال هذا الخضر۔(۱۱۶)

جب پیغمبرؐ کا انتقال ہوا اور تعزیت دینے والے آئے تو ایک آنے والا کہ جس کی آہٹ تو لوگوں کو محسوس ہوتی تھی لیکن لوگ اس کا جسم نہیں دیکھ پاتے تھے آنے والے نے کہا سلام ہو تم پر اے اہل بیتؑ پیغمبرؐ اور خدا کی رحمت۔خدا ہی کے ذریعہ حضرت کی مصیبت میں تسلی ہے علی علیہ السلام نے کہا تم لوگ جانتے ہو یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا نہیں۔آپ نے کہا یہ خضر ہیں۔

قال رسول الله لعلى ابن ابى طالب فى مرضه الذى توفى فيه اغسلنى يا على اذامت (۱۲۲)

آں حضرتؐ نے حضرت علیؑ سے اپنے مرض موت میں فرمایا اے علی علیہ السلام جب میں مرجاؤں تم ہی مجھے غسل دینا۔

اوصى النبى عليا ان يغسله (۱۲۲)

پیغمبرؐ نے علی علیہ السلام کو وصیت کی کہ مجھے غسل دینا۔

عن قتادة ان عليا قضى عن النبى اشيا بعد وفاته كان عامتها عدة قبل بعبد الرزاق و اوصى اليه النبى ذالك قال نعم لا اشك النبى اوصى الى على۔(۱۲۷)

قتادہ ناقل ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے بعد وفات پیغمبرؐ پیغمبرؐ کی طرف سے کچھ امور پورے کئے زیادہ تر وہ امور وعدے تھے عبد الرزاق سے پوچھا گیا اور پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے ان وعدوں کو پورا کرنے کی وصیت بھی کی تھی عبد الرزاق نے کہا مجھے تو کوئی شک اس میں نہیں کہ پیغمبرؐ نے علی علیہ السلام سے وصیت کی تھی۔

عن مطرف قال صليت انا و عمران بن حصين مع على فجعل يكبرا ذا سجد و اذا رفع راسه فلما القتل قال ان صلاتنا هذه مثل صلوة رسول الله۔(۱۷۷)

مطرف سے روایت ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی آپ جب سجدے میں جاتے تکبیر کہتے جب سجدے سے سر اٹھاتے تکبیر کہتے جب نماز سے فراغت ہوئی تو عمران نے کہا یہ آج کی ہماری نماز مثل پیغمبرؐ کی نماز کے ہے۔

يا على احب لك ما احب لنفسى و اكره لك ما اكره لنفسى۔(۸۹ اور ۲۱۸)

اے علی علیہ السلام میں تمہارے لئے بھی وہی باتیں پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے اور وہی باتیں ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں۔

فقال رسول الله والذی بعثنی بالحق ما اخرتك الالنفسی و انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غير انه لانبی بعدی و انت اخی و وراثی و انت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی و انت اخی و رفيقی ثم تلا رسول الله اخوانا علی سرر متقابلين المتحابين فی الله ينظر بعضهم انی بعض۔(۳۷۰)

حضرت رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں نے تمہیں صرف اپنے ہی لئے روک رکھا تھا۔ تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تم میرے بھائی ہو میرے وارث ہو تم جنت میں میرے قصر میں میرے ساتھ ہوگے فاطمہؑ میری دختر کے ہمراہ تم میرے بھائی ہو میرے رفیق ہو پھر پیغمبرؐ نے یہ آیت اخوانا علی سرر الخ تلاوت فرمائی۔

ان جبريل اتی النبی ﷺ فوافقه مغتما فقال يا محمد ما هذا الغم الذی اراه فی وجهك قال الحسن والحسين اصابتهما عين (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ۲۱)

جبریل امین حضرت رسولؐ خدا کے پاس تشریف لائے انھوں نے آپ کو رنجیدہ پایا پوچھا یا حضرت یہ کیسا رنج آپ کے چہرے پر طاری دیکھ رہا ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حسنؑ وحسینؑ کی نظر لگ گئی ہے۔

عن ابی الاسود الدؤلی قال دخلت علی علی ابن ابی طالب فرأيته مطوقا مفكرا فقلت فيم تفكرت يا امير المومنين قال انی سمعت ببلدكم هذا الحنا فاردت ان اصنع كتابا فی اصول العربية فقلت ان فعلت هذا احييتنا و بقيت فينا هذه اللغة ثم اتيته بعد ثلاثة ايام فالقی الی صحيفة فيها بسم الله الرحمن الرحيم الكلام كله اسم و فعل و حرف فالاسم ما انباء عن المسمی والفعل ما انباء عن حركة المسمیٰ والحرف ما انباء عن معنی ليس باسم ولافعل ثم قال لی تتبعه و زد ما وقع لك و اعلم يا ابا الاسود ان الاشياء ثلاثة ظاهر و مضمر وشی ليس بظاهر ولا مضمر قال ابو الاسود فجمعت عنه اشيا و عرضتها عليه فكان من ذالك حروف النصب فذكرت منها ان و ان و ليت و لعل ولم اذكر لكن فقال لی لم تركتها فقلت لم احسبها منها فقال بل هی منها فزدها فيها۔(۵۱)

ابوالاسود دوولی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ سر نیوڑھائے متفکر ہیں میں نے عرض کیا یا حضرت کس معاملہ میں آپ متفکر ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے اس شہر میں لوگوں کو

الحنا کرتے سنا ہے چاہتا ہوں کہ ایک کتاب لکھوں اور عربی زبان کے قواعد کو اس کے اندر محفوظ کردوں میں نے کہا مولا اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ ہماری قوم کو زندہ کردیں گے اور ہماری مادری زبان پھر فنا کی دست برد سے محفوظ ہو جائے گی تیسرے دن جو میں پھر حضرت کی خدمت میں گیا تو آپ نے ایک صحیفہ مجھے دیا جس میں وہ تمام مسائل لکھے ہوئے تھے جن پر آئندہ چل کر صرف ونحو کی بنیادیں قائم کی گئی ہیں کلام کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ فعل۔ حرف۔ اسم وہ ہے جو اپنے مسمّٰی کی خبر دے فعل وہ ہے جو مسمّٰی کی حرکت سے آگاہ کرے حرف وہ ہے جو ایسے معنی بتائے کہ نہ اسم ہوں نہ فعل امیر المومنینؑ نے فرمایا اے ابوالاسود یہ بنیادی پتھر ہے اب اسی طریقہ پر ایک قواعد زبان کی عمارت کھڑی کردو تلاش وجستجو کر کے اور باتیں بڑھاتے جاؤ مگر یہ یاد رکھنا کہ سب چیزیں تین قسم کی ہیں ایک ظاہر ایک مضمر اور ایک وہ جو ظاہر ہو نہ مضمر ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کے بتائے ہوئے طریقے پر بہت سی چیزیں جمع کیں اور حضرت کو سنائیں ان میں حروف ناصبہ کا بھی بیان تھا میں نے ان ان لیت لعل اور کان کا ذکر کیا مگر لکن کو شامل کرنا بھول گیا حضرت نے دریافت فرمایا لکن کیوں چھوڑ دیا میں نے عرض کیا میرے خیال میں لکن حرف نصب نہیں ہے فرمایا نہیں یہ بھی حرف نصب ہے اس کو بھی شامل کرلو۔

اول من كتب التاريخ عمر بمشورة على ابن ابى طالب۔ (۶۶)

سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کے مشورہ سے حضرت عمر نے خطوں پر تاریخ ڈالی۔

كان عمر يتعوذ بالله من معضلة ليس لها ابو حسن۔ (۷۲)

حضرت عمر خدا کی پناہ مانگا کرتے تھے اس مشکل سے جس کے حل کرنے کو علی علیہ السلام موجود نہ ہوں۔

عن ابن عباس قال كان لواء رسول الله يوم بدر مع على ابن ابى طالب۔ (۱۰۲)

جنگ بدر میں حضرت رسالت مآبؐ کی فوج کے علمدار حضرت علی علیہ السلام تھے۔

عن ابن عمر قال كان طلحه صاحب راية المشركين كان يوم بدر فقتله على ابن ابى طالب مبارزة۔ (۱۰۴)

جنگِ بدر میں مشرکین کا علمدار فوج طلحہ تھا حضرت علی علیہ السلام نے مقابلہ کر کے اسے واصل جہنم کیا۔

عن على قال لما كانت ليلة بدر قال رسول الله من يستقى لنا من الماء فاحجم الناس تقام على فاعتصم القربة ثم اتى بئرا بعيد القعر مظلمة فانحدر فيها فاوحىٰ الله الى جبرئيل و ميكائيل و اسرافيل تاهبو النصر محمد وحزبه ففصلوا من السماء فلما مروا بالبئر سلموا عليه من اٰخرهم اكراماً وتبجيلا۔ (۱۱۰)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس دن جنگ بدر ہوئی اس سے پہلے کی رات میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کون ہماری فوج کے لئے پانی لانے کی سبیل کرتا ہے تمام لوگوں نے گریز کیا حضرت علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے مشک ساتھ لی اور ایک بہت گہرے اور تاریک کنوئیں پر آئے اس کے اندر داخل ہوئے اس موقع پر خداوند عالم نے جبریل ومیکائیل واسرافیل کو وحی کہ کہ محمدؐ اور ان کے رفقاء کی مدد کیلئے تیار ہو جاؤ چنانچہ وہ لوگ آسمان سے علٰحدہ ہو کر روانہ ہوئے جب کنوئیں کے پاس سے گزرے تو حضرت علی علیہ السلام کو سب سے پہلے نے سلام کیا آپ کی عزت وعظمت و بزرگی کے پیش نظر۔

عن علی قال انجلی الناس عن رسول الله یوم احد نظرت فی القتلیٰ فلم ار رسول الله فقلت و الله ما کان لیفرو ما اراہ فی القتلیٰ و لکن اری الله غضب علینا بما صنعنا فرفع نبیه فما فی خیر من ان اقاتل حتی اقتل فکسرت جفن سیفی ثم حملت علی القوم فافر جو الی فاذا انا بر سول الله بینهم۔(۱۱۲)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب بروز غزوہ احد تمام لوگ رسولؐ اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ نکلے تو میں نے مقتولین میں پیغمبرؐ کو تلاش کیا آپ نہیں ملے میں نے دل میں کہا کہ خدا کی قسم ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ رسولؐ اللہ کے قدم پیچھے ہٹے ہوں اور آپ مقتولین میں بھی نہیں دکھائی پڑے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ خداوند عالم ہمارے اعمال پر غضبناک ہوا اور پیغمبرؐ کو اس نے آسمان پر اٹھا لیا لہٰذا جب پیغمبرؐ ہمارے درمیان سے اٹھ گئے تو اب جینے کا فائدہ کیا یہی چارہ کار ہے کہ اتنی جنگ کروں کہ قتل ہو جاؤں پس میں نے اپنے تلوار کی نیام توڑ ڈالی پھر دشمنوں پر ٹوٹ پڑا۔ دشمن میرے اردگرد سے پراگندہ ہو گئے اور میں اُن کے گھیرے میں سے نکل کر رسولؐ کے پاس پہنچ گیا۔

ان الله اشتد غضبه علی من اراق دمی و اٰذانی فی عترتی۔(۱۱۶)

خداوند عالم کا شدید ترین غضب نازل ہوگا اس پر جس نے میرا خون بہایا اور مجھے میری عترت کے بارے میں اذیت پہنچائی۔

لما کان یوم الخندق خرج عمرو بن عبدود معلما لیری مشهده فلما وقف هود خلیه قال له علی یا عمرو انك قد کنت تعاهدت الله لقریش ان لا یدعوك رجل الی خلتین الا اخترت احداهما قال اجل قال فانی ادعوك الی الله و الیٰ و رسوله و الی الاسلام قال لا حاجة لی فی ذالك قال فانی ادعوك الی المبارزة قال لم یا ابن اخی فو الله ما احب ان اقتلك قال علی و لکنی احب ان اقتلك فحمی عمرو عند ذالك فاقبل الی علی فتناز لا فقتضا و لا فقتله علی۔(۱۲۴)

جب جنگِ خندق کا دن آیا عمرو بن عبدود نشان لگائے برآمد ہوا تاکہ لوگ اس کی موجودگی سے باخبر ہو جائیں جب وہ اور اس کا لشکر صف بستہ ہو کر کھڑے ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا اے عمرو تم نے قریش کے لئے خدا سے عہد کیا تھا کہ

اگر کوئی شخص دوبارہ تم سے فرمائش کرے گا تو اس میں سے ایک ضرور تم پوری کرو گے عمرو نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو میر اسوال ہے تم سے کہ تم اسلام قبول کرو خداوند عالم کی وحدانیت اور پیغمبرؐ کی رسالت کا اقرار کرو عمرو نے کہا اس کی مجھے حاجت نہیں آپ نے فرمایا تو پھر آؤ مقابلہ کرو عمرو نے کہا بھتیجے! کیوں؟ خدا کی قسم مجھے تو پسند نہیں کہ میں تمہیں قتل کروں حضرت علی علیہ السلام نے کہا لیکن مجھے تو تمہارا قتل کرنا بہت پسند ہے اس پر عمرو کو طیش آگیا اور حضرت علی علیہ السلام پر ٹوٹ پڑا دونوں نے باہم جنگ کی ایک نے دوسرے کو چکر دیئے آخر حضرت علی علیہ السلام نے اُسے قتل کر ڈالا۔

قال رسول الله یوم الخندق اللھم انك اخذت عبیدة بن الحرث یوم بدر و حمزة بن عبد المطلب یوم احد وھذا علی فلا تدعنی فردا و انت خیر الوارثین۔(۱۲۵)

آں حضرتؐ نے بروز جنگ خندق بارگاہ الٰہی میں عرض کی خداوندا تو نے میرے بھائی عبید اللہ کو بروز جنگ بدر اٹھالیا جنگ احد میں چچا حمزہ شہید ہوئے بس یہ ایک علی علیہ السلام باقی رہ گئے ہیں مجھے یکہ وتنہا نہ کرنا تو بڑا ہی اچھا وارث بنانے والا ہے۔

عن ابن عباس قال سمعت عمر یقول جاء عمرو بن عبدود فجعل یجول بفرسه حتی جاوز الخندق و جعل یقول ھل من مبارز و سکت اصحاب رسول الله ثم قال رسول الله ھل مبارزہ احد فقال علی دعنی یا رسول الله فانما انا بین حسنیین اما ان اقتله فیدخل النار و اما ان یقتلنی فادخل الجنة فقال رسول الله اخرج یا علی فقال له عمرو من انت یا ابن اخی قال انا علی قال ان اباك كان ندیما لی لا احب قتالك فقال علی انك كنت اقسمت لا یسالك احد ثلاثا الا اعطیته فاقبل منی واحدة فقال عمرو ما ذالك قال ادعوك ان تشھد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله فقال عمرو لیس الی ذالك سبیل قال فترجع فلا تكون علینا ولا معنا قال انی نذرت ان اقتل حمزة فبقنی الیه وحشی ثم انی نذرت ان اقتل محمدا قال علی فانزل فنزل فاختلفا فی الضربة فضربه علی فقتله۔(۱۲۵)

ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر کو کہتے سنا کہ جب عمرو بن عبدود آیا تو وہ اپنے گھوڑے کو چکر دینے لگا یہاں تک کہ خندق پھاند کر ہم لوگوں کے طرف آپہنچا اور مقابلہ کی دعوت دی۔ پیغمبرؐ کے اصحاب میں سناٹا چھا گیا سب خاموش ہو گئے پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا کوئی اس سے مقابلہ کرے گا؟ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یا رسولؐ اللہ مجھے اس کے مقابلہ پر جانے دیجئے کہ دو نیکیوں میں سے ایک نہ ایک ضرور مجھے حاصل ہو کر رہے گی یا تو میں اسے قتل کر کے واصل جہنم کروں گا یا وہ مجھے قتل کرے گا اور میں جنت میں داخل ہوں۔ آں حضرتؐ نے فرمایا تو اے علی علیہ السلام جاؤ اس سے مقابلہ کرو حضرت علی علیہ السلام عمرو کے مقابل پہنچے عمرو نے پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا کہ میں علی علیہ السلام ہوں عمرو نے کہا تمہارے والد میرے

بڑے گہرے دوست تھے تم سے لڑنا مجھے گوارا نہیں حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ تم نے قسم کھا رکھی ہے کہ اگر تم سے کوئی تین باتوں کا سوال کرے گا تو تم اُسے ضرور پورا کرو گے میں تم سے صرف ایک سوال کرتا ہوں اُسی کو پورا کر دو۔ عمرو نے کہا وہ کیا آپ نے فرمایا مسلمان ہو جاؤ وحدانیت خداوند عالم اور پیغمبرؐ کی رسالت کا اقرار و اعتراف کرلو۔ عمرو نے کہا یہ تو ناممکن ہے آپ نے فرمایا تو واپس چلے جاؤ نہ ہمارا ساتھ دو نہ ہمارے دشمن کا۔ عمرو نے کہا میں نے نذر مانی تھی کہ حمزہ کو قتل کروں گا مگر وحشی (قاتل حمزہ) مجھ پر سبقت لے گیا۔ اب میں نے نذر کی ہے کہ محمدؐ کو قتل کروں گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا تو اچھی بات ہے آجاؤ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے اور حضرت علی علیہ السلام نے اس پر وار کیا اور اسے مار ڈالا۔

سار رسول الله الى خيبر فلما اتاها رسول الله بعث عمرو معه الناس الىٰ مدينتهم و الى قصرهم فقاتلوهم فلم يلبثوا ان هزموا عمرو اصحابه فجاء يجبنهم و يجبنونه فساء ذالك رسول الله فقال لابعثن عليهم رجلا يحب الله و رسوله و يحبه الله و رسوله يقاتلهم حتى يفتح الله له ليس بفرار فتطاول الناس لها و مدوا اعنا قهم يرونه انفسهم رجاء ما قال فمكث رسول الله ساعة فقال اين على فقالوا هو ارمد قال دعوه لى فلما اتيته فتح عينى ثم تفل فيها ثم اعطانى اللواء فانطلقت به فبرز مرحب يرتجزو برزت ار تجز كما ير تجز حتى التقينا فقتله الله بيدى فانهزم اصحابه فتحصنوا و اغلقوا الباب فاتينا الباب فلم ازل اعالجه حتى فتحه الله۔ (۱۲۷)

جب رسولؐ اللہ خیبر میں پہنچے تو آپ نے حضرت عمر کو لوگوں کے ساتھ دشمن کے شہر و قلعہ کی طرف روانہ کیا ان لوگوں نے جا کر جنگ کی تھوڑی دیر بھی نہ ہوئی ہوگی کہ دشمنوں نے حضرت عمر اور ان کے ساتھیوں کو شکست دے دی حضرت عمر واپس آئے آپ ساتھیوں کو بزدل بتاتے اور آپ کے ساتھی آپ کو بزدل کہتے حضرت پیغمبرؐ کو بڑا رنج پہنچا۔ آپ نے فرمایا۔ اب میں ان کے مقابلے کو ایسا مرد بھیجوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا اور خدا اور رسولؐ بھی اسے محبوب رکھتے ہیں وہ اس وقت تک ان سے جنگ کرے گا جب تک خدا اس کو فتح نہ عنایت فرمادے وہ پیچھے ہٹنے والا نہیں رسولؐ کے یہ فرمانے پر لوگوں نے لمبے ہو ہو کر گردنیں اونچی کر کر کے پیغمبرؐ کو دکھانا شروع کیا۔ اس امید میں کہ پیغمبرؐ کی یہ مدح میں ڈوبی ہوئی لفظیں ہمارے لئے ہوں پیغمبرؐ نے تھوڑی دیر توقف فرمایا پھر دریافت کیا علی علیہ السلام کہاں ہیں لوگوں نے کہا انھیں آشوب چشم کی شکایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا انھیں میرے پاس لاؤ حضرت علی علیہ السلام آئے تو آپ نے ان کی آنکھیں کھولیں اپنا لعاب دہن لگایا پھر انھیں علم لشکر مرحمت فرمایا اور وہ میدان کو روانہ ہوئے مرحب رجز پڑھتا ہوا ادھر سے نکلا۔ ادھر سے حضرت علی علیہ السلام نے بھی رجز کے اشعار پڑھے یہاں تک کہ باہم معرکہ آرائی ہوئی اور خداوند عالم نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں مرحب کو فی النار کیا اور مرحب کے ساتھی شکست کھا کے بھاگے

اور قلعہ میں پہنچ کر قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا حضرت علی علیہ السلام دروازہ قلعہ پر پہنچے اور آخر کار اسے بھی فتح کر کے رہے۔

فبعث رسول الله عمر بن الخطاب بالناس فلقی اهل خیبر فردده و کشفوا هو اصحابه فرجعوا الی رسول الله یجبن اصحابه و یجبته اصحابه فقال رسول الله لاعطین اللواء رجلاً یحب الله و رسوله و یحبه الله ورسوله فلما کان الغد تطاول لها ابوبکر و عمر فدعا علیا و هو یومئذ ارمد فتفل فی عینیه و اعطاه اللواء فانطلق بالناس فلقی اهل خیبر ولقی مرحبا الخیبری فاذا هو یرتجز و یقول۔

قد علمت خیبر انی مرحب

شاکی السلاح بطل مجرب

فالتقی هو و علی فضربه علی ضربة علیٰ هامته بالسیف عض السیف منها بالاضراس و سمع صوت ضربته اهل العسکر۔(۱۲۸و۱۳۰)

حضرت رسالت مآبؐ نے جمعیت کے ساتھ عمر ابن خطاب کو روانہ کیا وہ خیبر والوں سے جا کر مقابل ہوتے خیبر والوں نے پیچھے دھکیل دیا اور حضرت عمر اور ان کے ساتھیوں کو مار بھگایا حضرت ساتھیوں سمیت رسولؐ اللہ کے پاس پلٹے آپ اپنے ساتھیوں کو بزدل بتاتے اور آپ کے ساتھی آپ کو بزدل کہتے اس پر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اب میں علم لشکر ایسے مرد کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ بھی اسے دوست رکھتے ہیں جب دوسرے دن صبح ہوئی تو حضرت عمر و ابوبکر نے لمبے ہو ہو کر اپنے کو دکھانا شروع کیا حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علی علیہ السلام کو پکارا حضرت علی علیہ السلام کی آنکھیں اس وقت آشوب کر رہی تھیں آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور انھیں علم لشکر مرحمت فرمایا آپ لوگوں کو لے کر روانہ ہوتے اہل خیبر کے مقابل پہنچے اور مرحب سے مڈبھیڑ ہوئی مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا برآمد ہوا۔ خیبر باخبر ہے کہ میں مرحب ہوں زرہ پوش آزمودہ کار پہلوان ہوں۔ مرحب و علی علیہ السلام باہم ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے حضرت علی علیہ السلام نے اس کے سر پر اتنے زور سے تلوار ماری کہ سر کاٹتی ہوئی دانتوں تک پہنچی اور ضربت کی آواز تمام لشکر والوں نے سنی۔

قال عمر فما احببت الامارة قط الا یومئذ فتشوقت لها رجاء ان ادعیٰ لها فدعا علیا فبعثه و اعطاه الرایة۔(۱۳۰)

حضرت عمر بیان فرمایا کرتے کہ میرے دل میں سرداری کی خواہش بس اسی دن پیدا ہوئی (جس دن کہ پیغمبرؐ نے فرمایا تھا کہ میں کل علم ایسے مرد کو دوں گا الخ) میں نے بھی اونچا ہو کر اپنے کو دکھانا شروع کیا اس امید میں کہ اس منصب جلیل کے لئے مجھے بلایا جائے گا مگر پیغمبرؐ نے علیؑ کو بلایا اور انھیں کو مرحب کے مقابلے کے لئے روانہ کیا اور انھیں کو علم لشکر مرحمت فرمایا

عن انس قال لما کان یوم حنین قال النبی الأن حمی الوطیس و کان علی ابن ابی طالب اشد الناس قتالاً بین یدیہ۔(۱۷۰)

انس صحابی سے مروی ہے کہ بروز غزوۂ حنین پیغمبرؐ نے فرمایا اب جنگ کا تنور بھڑک اٹھا ہے اور اس دن حضرت پیغمبرؐ کے روبرو حضرت علی علیہ السلام نے سب سے بڑھ کر داد شجاعت دی۔

عن الشعبی عن علی انہ قال الحمدللہ الذی جعل عدونا یسألنا عما نزل بہ من امر دینہ ان معاویۃ کتب الی یسألنی عن الخنثی فکتبت الیہ ان ورثہ من قبل مبالہ۔(۲۳۰)

شعبی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کا شکر جس نے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہمارا دشمن دینی معاملات میں ہماری ہی طرف رجوع کرتا ہے اور جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آجاتا ہے تو ہمیں سے سوال کرتا ہے معاویہ نے مجھ سے خط لکھ کر دریافت کیا ہے کہ خنثیٰ کو میراث کس طرح دی جائے گی میں نے اسے جواب لکھا کہ خنثیٰ کو اس کے مجرائے بول کے لحاظ سے میراث دو۔

عن علی قال لما کنا بخیبر سھر رسول اللہ فی قتال المشرکین فلما کان من الغد فوضع راسہ فی حجری فنام فاستثقل فلم یستیقظ حتی غربت الشمس فلما استیقظ مع غروب الشمس قلت یا رسول اللہ ما صلیت صلاۃ العصر کراھیۃ ان اوقظك من نومك فرفع رسول اللہ یدہٗ و قال اللھم ان عبدك تصدق بنفسہ علی نبیك فاردو علیہ شروقھا فرایتھا فی الحال فی وقت العصر بیضاء نقبۃً حتی قمت ثم لوضات ثم صلیت ثم غابت ۔[۱] (۲۹۰)

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ جنگ خیبر میں مشغول تھے رسولؐ ایک مرتبہ تمام شب بیدار رہے دوسرے دن آپ نے اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا اور محو خواب ہو گئے اور دیر تک سوتے رہے اس وقت تک سوتے رہے کہ آفتاب غروب ہو گیا جب غروب آفتاب کے وقت آپ بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میں نے آپ کی نیند خراب ہو جانے کے ڈر سے نماز عصر نہیں پڑھی آں حضرتؐ نے اپنا دست مبارک بلند کیا اور دعا فرمائی کہ خداوندا تیرے بندے نے تیرے نبی پر اپنی جان تصدق کی ہے تو آفتاب کو اس کے لئے پلٹا دے میں نے اسی عصر کے وقت آفتاب کو روشن و درخشاں دیکھا میں اٹھا وضو کیا پھر نماز پڑھی نماز سے جیسے ہی فارغ ہوا آفتاب غروب ہو گیا۔

[۱]: حضرت امیر المومنینؑ کے لئے آفتاب کا دوبارہ پلٹنا ایسا مسلم الثبوت واقعہ ہے جس سے انکار کی کسی کو ہمت نہیں ہو سکتی متقدمین و متاخرین علمائے اہل سنت سبھی نے اس واقعہ کو پوری صراحت کے ساتھ لکھا ہے جناب مولانا ولی اللہ صاحب فرنگی محلی

لکھنوی اپنی تفسیر معدن الجواہر جلد ۲ میں لکھتے ہیں: وباتفاق است آفتاب برائے کسے باز نگشتہ مگر برائے یوشع پیغمبر کہ وصی موسیٰ بود وسلیمان کہ فرزند ووصی او بود از یں امت مرحومہ برائے علی ابن ابی طالب کہ وصی وداماد پیغمبر آخر الزماں محمدؐ بود چنانچہ مروی است کہ روزے رسول خدارا حالت وحی در گرفت سر بزانوئے علی گذاشت طول کشید چنداں کہ آفتاب غروب کرد علی نماز عصر نخواندہ بود واز ادب آنحضرت برخواستن نتوانست نماز عصر را باشارہ کرد تا آنکہ وحی شد حضرت چشم بکشاد وعلی را متغیر یافت سبب تغیر پرسید علی صورت حال عرض کرد حضرت سر بآسماں برداشت وبگفت بارخدایا تو می دانی کہ علی در طاعت تو وطاعت پیغمبر تو بود اورا مجال قیام بہ نماز میسر نہ شد آفتاب رابرائے او باز گرداں تا نماز خود را بگذارد حق تعالیٰ دعائے پیغمبر خود را قبول فرمود وآفتاب را باز گردانید وشعاع او برعالم افتاد وچنداں ایستادہ بود تا علی نماز عصر گذارد وچوں سلام باز داد ویکبار غائب شد نہ برعادت کہ اندک اندک فرو می رود وایں روایت از بسیاری از صحابہ چوں ابن عباس وابوذر ومقداد وجابر وامثال ایشاں در کتب موافق ومخالف آمدہ وقریب متواتر رسیدہ چناں کہ ہیچ کس مجالِ انکار آں نماندہ۔" اور حضرات اہل سنت کی مشہور تفسیر روح البیان میں ہے:۔

"و اما عود الشمس بعد غروبها فقد وقع له فی خيبر فعن اسماء بنت عميس قالت كان يوحى اليه وراسه الشريفة فی حجر علی ولم يسر عنه حتی غربت الشمس وعلی لم يصل العصر فقال لهٗ رسول الله اصليت العصر قال لا قال اللهم انه كان فی طاعتك و طاعة رسولك فاردد عليه الشمس قالت اسماء فرايتها طلعت بعد ما غربت و هو من اجل اعلام النبوة فليحفظ و ذكر انه وقع لبعض الوعاظ بغداد كان يغط بعد العصر ثم اخذ فی ذكر فضائل آل البيت فجاءت سحابة غطت الشمس فظن و ظن الناس الحاضرون عنده ان الشمس غابت فارادو الانصراف فاشار اليه ان لا يتحركوا ثم ادار وجهه الی ناحية الغرب و قال۔

لا تغربی یاشمس حتی ینتهی	مدحی لآل المصطفٰی و لنجله
ان كان للمولیٰ وقوفك فليكن	هذا الوقوف لولده و نسله

فطلعت شمس فلا يحطی ما رمی عليه من الحلی و الثياب"۔ روح البیان جلد ۲ ص ۴۰۶

آفتاب کا غروب ہونے کے بعد پلٹنا تو ایسا غزوۂ خیبر کے موقع پر واقع ہو چکا ہے اسماء بنت عمیس ناقل ہیں کہ آں حضرتؐ پر ایک مرتبہ وحی نازل ہونے لگی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی علیہ السلام کی آغوش میں تھا آپ نے اس وقت تک سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور علی علیہ السلام نماز عصر نہ پڑھ سکے پیغمبرؐ نے پوچھا تم نے نماز عصر پڑھی؟ علی علیہ السلام نے کہا نہیں۔ اس پر آنحضرتؐ نے دعا فرمائی خداوندا! یہ علی علیہ السلام تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں تھے آفتاب کو ان کے لئے پلٹا

دے۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد پھر پلٹ آیا۔ آفتاب کا پلٹنا نبوت کی بہت گرانقدر علامتوں میں سے ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا ہی واقعہ بعض ذاکروں کے لئے بغداد میں ہوا وہ عصر کے بعد وعظ کہہ رہا تھا پھر اہل بیتؑ کے فضائل بیان کرنا شروع کئے استنے میں ابر آیا اور اس نے آفتاب کو ڈھک لیا لوگوں نے سمجھا کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ لوگوں نے گھروں کو جانا چاہا ذاکر نے اشارہ سے منع کیا کہ لوگ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں پھر مغرب کی طرف منہ موڑ کر ذاکر نے کہا اے آفتاب اس وقت تک غروب نہ کر جب تک میں پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ و داماد پیغمبرؐ کی مدح پوری نہ کرلوں اگر آقا کے لئے تو پلٹ سکتا ہے تو آقا کی اولاد کے لئے بھی ٹھہر اسی وقت آفتاب نکل آیا۔ اس پر لوگوں نے اس ذاکر پر زیور و خلعت کی بارش کردی۔ ۱۲

عن علی قال ما رمدت ولا صدعت منذ مسح رسول الله وجھی و تفل فی عینی یوم خیبر حین اعطانی الرایة۔ (۲۹۴)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس دن رسولؐ اللہ نے میرے چہرے پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور مجھے علم لشکر مرحمت فرمایا اس دن سے نہ تو پھر مجھے آشوب چشم ہوا اور نہ سر کے درد کی تکلیف ہوئی۔

ان الله باھی بی و بعمی العباس و باخی علی ابن ابی طالب سکان الھواء و حملة العرش و ارواح النبیین و ملائکة ست سموات۔ (۳۰۸)

خداوند عالم میرے ذریعہ اور میرے چچا عباس میرے بھائی علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعہ ہوا کے رہنے والوں عرش کے اٹھانے والوں اور انبیاء کی ارواح اور چھ آسمان کے ملائکہ پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

قال انا ابعث علی البراق یخصنی الله به من بین الانبیاء و فاطمة ابنتی علی العضباء۔ (۳۲۹)

آں حضرتؐ نے فرمایا میں بروز قیامت براق پر مبعوث ہوں گا خداوند عالم نے یہ شرف جملہ انبیاء کے درمیان خاص کر مجھے مرحمت فرمایا ہے اور میری پارۂ جگر فاطمہؑ میرے ناقہ عضبا پر مبعوث ہوگی۔

لا تسبوا الحسن و الحسین فانھما سید اشباب اھل الجنة من الاولین والآخرین ولا تسبوا علیا فانه من سب علیا فقد سبنی و من سبنی فقد سب الله و من سب الله عذبه الله۔ (۲۴۴)

حسنؑ و حسینؑ کو برا نہ کہو وہ اولین و آخرین کے جوانان جنت کے سردار ہیں اور علی علیہ السلام کو برا نہ کہو کہ جس نے علی علیہ السلام کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا اور جس نے مجھے برا کہا اس نے خداوند عالم کو برا کہا اور جو خداوند عالم کو برا کہے گا خدا اس پر عذاب کرے گا۔

قال ان تستخلفوه ولن تفعلوا يسلك بكم الطريق و تجدوه هاديا مهديا۔

(منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد بن حنبل جلد ۲۹)

آں حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ علی علیہ السلام کو خلیفہ بناؤ اگر چہ میں جانتا ہوں کہ تم علی علیہ السلام کو ہرگز خلیفہ نہ بناؤ گے تو وہ تمہیں صراطِ مستقیم پر لے چلیں گے اور تم انھیں ہدایت کنندہ و ہدایت یافتہ پاؤ گے۔

امر بعد فاني اُمرت بسد هذه الابواب غير باب علي فقال فيه قائلكم و اني والله ما سددت شيئاً ولا فتحته ولكني امرت بشي فاتبعته۔(۲۹)

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہ تمام دروازے جو مسجد کی طرف کھلتے ہیں بند کرادوں سوا علی علیہ السلام کے دروازے کے لوگ اس امر میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں حالانکہ خدا کی قسم میں نے اپنے جی سے نہ تو کوئی دروازہ بند کیا نہ کسی کو کھلا باقی رکھا مجھے تو حکم دیا گیا اور میں نے اس حکم کی تعمیل کی۔

يا علي لا يحل لاحد ان يجنب في هذا المسجد غيري و غيرك۔(۲۹)

اے علی علیہ السلام سوائے میرے اور تمہارے کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس مسجد میں حالتِ جنب میں مقیم رہے۔

ما انا اخرجتكم من قبل نفسي ولا انا تركته ولكن الله اخرجكم و تركه انما انا عبد ما مورما امرت به فعلت ان اتبع الا ما يوحىٰ الي۔(۲۹)

نہ تو میں نے اپنے جی سے تمہیں مسجد سے باہر کیا اور نہ اپنے جی سے علی علیہ السلام کو باقی رکھا خداوند عالم نے تمہیں نکالا اور علی علیہ السلام کو رکھا ہے میں تو حکم کا بندہ ہوں جو مجھے حکم دیا گیا وہ میں نے کیا میں تو جیسا وحی نازل ہوتی ہے ویسا کرتا ہوں۔

لا يحبك الا مومن ولا يبغضك الا منافق۔(۳۰)

تم کو مومن ہی دوست رکھے گا اور منافق ہی دشمن۔

عادى الله من عادى عليا۔(۳۰)

خدا دشمن رکھے اُسے جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھے۔

عنوان صحيفة المومن من حب علي ابن ابي طالب۔(۳۰)

مومن کے صحیفۂ اعمال کا سرنامہ علی علیہ السلام کی محبت ہے۔

من اذى عليا فقد اذاني۔(۳۰)

جس نے علی علیہ السلام کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی۔

من احب علیا فقد احبنی و من ابغض علیا فقد ابغضنی ۔(۳۰)

جس نے علی علیہ السلام کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے علی علیہ السلام کو دشمن رکھا اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

علی امام البررۃ و قاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ ۔(۳۰)

علیؑ نیکو کاروں کے امام بدکاروں کے قاتل ہیں جس نے ان کی مدد کی وہ فتحیاب ہوا اور جس نے ان کی مدد سے گریز کیا وہ ذلیل و خوار۔

علی باب حطۃ من دخل منہ کان مومنا و من خرج منہ کان کافرا ۔(۳۰)

علی علیہ السلام باب حطہ ہیں جو اس باب میں داخل ہوا وہ مومن اور جو اس سے باہر ہوا وہ کافر۔

انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ ۔(۳۰)

تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

انت منی و انا منك ۔(۳۰)

تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔

ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون من علی ۔(۳۰)

تم کیا جانتے ہو علی علیہ السلام سے تمہارا کیا ارادہ ہے علی علیہ السلام سے تم کیا چاہتے ہو۔

ان علیا منی و انا منہ و ھو ولی کل مومن بعدی ۔(۳۰)

علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

خیر اُخوتی علی ۔(۳۰)

میرا بہترین بھائی علی علیہ السلام ہے۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔(۳۰)

جس کا میں مولا ہوں علی علیہ السلام اس کا مولا ہے۔

من کنت ولیہ فعلی ولیہ ۔(۳۰)

جس کا میں ولی ہوں علی علیہ السلام اس کا ولی ہے۔

علی اصلی ۔(۳۰)

علی علیہ السلام میری اصل ہے۔

علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی۔(۳۰)

علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں میری طرف سے ادائے فرائض یا تو میں کرسکتا ہوں یا علی علیہ السلام کرسکتے ہیں۔

علی منی بمنزلۃ راسی من بدنی۔(۳۰)

علی علیہ السلام کو مجھ سے ویسا ہی تعلق ہے جیسا میرا سر میرے بدن سے تعلق رکھتا ہے۔

علی یقضی دینی۔(۳۰)

علی علیہ السلام ہی میرے دیون کو ادا کریں گے۔

انا دار الحکمۃ و علی بابھا۔(۳۰)

میں حکمت کا گھر ہوں علی علیہ السلام اسکا دروازہ ہیں۔

انا مدینہ العلم و علی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب۔(۳۰)

میں شہر علم ہوں علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہیں جو علم کا طلبگار ہو وہ دروازے پر آئے۔

علی عیبۃ علمی۔(۳۰)

علی علیہ السلام میرے علوم کا خزینہ ہے۔

علی مع القرآن والقران مع علی لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض۔(۳۰)

علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی علیہ السلام کے ساتھ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں۔

ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی۔(۳۰)

خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کو علی علیہ السلام سے بیاہوں۔

ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ و ان اللہ جعل ذریتی فی صلب علی ابن ابی طالب۔(۳۰)

خداوند عالم نے ہر نبی کی ذریت اس نبی کے صلب میں قرار دی ہے اور خداوند عالم نے میری ذریت علی علیہ السلام کے صلب میں قرار دی ہے۔

النظر الی وجہہ علی عبادۃ۔(۳۰)

علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

السبق ثلاثۃ فالسابق الی موسیٰ یوشع بن نون والسابق الی عیسیٰ صاحب یسین والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔(۳۰)

سبقت کرنے والے تین ہیں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت کرنے والے یوشع بن نون عیسیٰؑ کی طرف سبقت کرنے والے صاحب یاسین اور محمدؐ کی طرف سبقت کرنے والے علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ ہیں۔

الصدیقون ثلاثة حبیب النجار مومن اٰل یسین الذی قال یاقوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومن اٰل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ و علی ابن ابی طالب و ھو افضلھم۔(۳۰)

صدیق تین ہیں حبیب نجار مومن آل یاسین جنھوں نے کہا تھا، اے قوم والو پیغمبروںؑ کی اتباع کرو دوسرے حزقیل مومن آلِ فرعون جنھوں نے کہا تھا کہ کیا تم کسی شخص کو محض اس بات پر جان سے مارڈالو گے کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار خداوند عالم ہے تیسرے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام اور یہ سب میں افضل ہیں۔

یا علی اما ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انہ لیس بعدی نبی۔(۳۱)

اے علی علیہ السلام کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون تھے سوا اس کے کہ میرے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

علی یعسوب المومنین۔(۳۱)

علی علیہ السلام سردار مومنین ہیں۔

علی یزھر فی الجنة ککوا کب الصبح لاھل الدنیا۔(۳۱)

علی علیہ السلام جنت میں اس طرح روشن و درخشاں ہوں گے جیسے ستارہ صبح دنیا والوں کے لئے۔

کفی و کف علی فی العدل سواء۔(۳۱)

عدل میں میرا اور علی علیہ السلام کا ہاتھ برابر ہے۔

ما انزل اللہ اٰیة یا یھا الذین اٰمنوا الا و علی راسھا و امیرھا۔(۳۱)

خداوند عالم نے جس جس آیت میں یٰایھا الذین اٰمنوا اے ایمان لانے والو فرمایا ہے اس آیت کے راس و رئیس علی علیہ السلام ہیں۔

انکحتك احب اھل بیتی الی۔(۳۱)

اے فاطمہؑ میرے اہل بیتؑ میں جو شخص سب سے زیادہ مجھے پیارا تھا اس سے میں نے تمہیں بیاہا ہے۔

اما علمت ان اللہ عز وجل اطلع علی اھل الارض فاختار منھم اباك فبعثه نبیا ثم اطلع الثانیة فاختار بعلك فاوحی الی فانکحته و اتخذته وصیا۔(۳۱)

کیا تم نہیں جانتیں کہ خداوند عالم نے باشندگان زمین پر ایک نگاہ ڈالی اور ان میں سے تمہارے باپ کو منتخب کیا اور درجہ نبوت پر سرفراز کیا پھر دوبارہ نگاہِ انتخاب ڈالی اور تمہارے شوہر کو منتخب کیا پھر مجھے وحی فرمائی تو میں نے اس سے تمہیں بیاہا اور اسے اپنا وصی بنایا۔

اما ترضین انی زوجتك اقدم امتی سلما و اکثرهم علما و اعظمهم حلما۔(۳۱)

کیا تم اس پر خوش نہیں کہ میں نے تمہیں ایسے شخص سے بیاہا جو میری امت میں سب سے پہلے اسلام لانے والا سب سے زیادہ علم والا اور سب سے بڑھ کر حلیم و بردبار ہے۔

وایم الذی نفسی بیده لقد زوجتك سعیدا فی الدنیا و انه فی الاخرة لمن الصالحین۔(۳۱)

قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے ایسے شخص سے تمہیں بیاہا ہے جو دنیا میں نیک بخت اور آخرت میں نیکوکاروں سے ہے۔

یا انس اتدری ما جاء نی به جبرئیل من عند صاحب العرش قال ان الله امرنی ان ازوج فاطمة من علی۔(۳۱)

انس! جانتے ہو جبریل ابھی کیا پیغام خداوند عالم کے پاس سے لے کر آئے جبریل نے آکر کہا کہ خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کو علی علیہ السلام سے بیاہ دوں۔

فان المدینة لا تصلح الا بی وبك۔(۳۱)

مدینہ میرے یا تمہارے ہی ذریعہ ٹھیک رہ سکتا ہے۔

الا من احبك حق بالامن والایمان و من ابغضك اماته الله میتة الجاهلیة۔(۳۱)

دیکھو! جو تمہیں محبوب رکھے وہی امن و ایمان کا حق دار ہے اور جس نے تم سے دشمنی رکھی خدا اس کو جاہلیت کی موت مارے گا۔

یا ام سلیم ان علیا لحمه من لحمی و دمه من دمی وهو منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔(۳۱)

اے ام سلیم علی علیہ السلام کا گوشت میرے گوشت سے ہے اور علی علیہ السلام کا خون میرے خون سے اور وہ میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون تھے۔

یا علی الناس من شجر شتی و انا و انت من شجرة واحدة۔(۳۱)

اے علی علیہ السلام لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور تم ایک درخت سے۔

اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم و اٰل من والاہ وعاد من عاداہ و انصر من نصرہ و اعن من اعانہ۔ (استیعاب ج ۲ ۴۷۳، ریاض نضرہ جلد ۲ ۱۶۹، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۸)

خداوندا جس کا میں مولیٰ ہوں علی علیہ السلام اس کا مولیٰ ہے خداوندا جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے تو بھی اُسے دوست رکھ اور جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھے تو بھی اُسے دشمن رکھ اور جو علی علیہ السلام کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو علی علیہ السلام کی اعانت کرے تو اس کی اعانت کر۔

اللھم اشھدلھم اللھم قد بلغت ھذا اخی و ابن عمی و صھری و ابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار۔ (۳۲)

خداوندا تو گواہ رہنا خداوندا میں نے باخبر کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کی یہ میرا بھائی ہے میرے چچا کا بیٹا ہے میرا داماد ہے میرے بیٹوں کا باپ ہے خداوندا جو اسے دشمن رکھے اسے جہنم میں جھونک دے۔

من یکن اللہ و رسولہ مولاہ فان ھذا مولاہ یعنی علیاً اللھم و اٰل من والاہ و عادا من عاداہ اللھم من احبہ فی الناس فکن لہ حبیباً و من ابغضہ فی الناس فکن لہ بغیضاً اللھم انی لا احدا استودعہ فی الارض بعد العبدین الصالحین غیرک۔ (۳۲)

خدا و رسولؐ جس کے مولیٰ ہیں اس کے یہ علی علیہ السلام مولا ہیں خداوندا دوست رکھ اسے جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے دشمن رکھ اسے جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھے۔ خداوندا لوگوں میں سے جو شخص علی علیہ السلام کا دوست ہو تو بھی اس کو اپنا دوست بنا اور جو علی علیہ السلام کا دشمن ہو تو بھی اس کا دشمن ہو خداوندا دونوں نیک بندوں (الیاسؑ و خضرؑ) کے بعد روئے زمین کے رہنے والوں میں سے کسی کے حوالے علی علیہ السلام کو نہیں کرتا سوا تیرے۔

ان وصیی و موضع سری و خیر من اترک بعدی و ینجز عدتی و یقضی دینی علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ (۳۲)

میرا وصی اور میرے رازوں کی جگہ اور بہترین وہ شخص جسے میں اپنے بعد چھوڑوں گا اور جو میرے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرے گا اور میرے دیون کو ادا کرے گا علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ ہیں۔

اوصی من امن بی و صدقنی بولایۃ علی ابن ابی طالب علیہ السلام فمن تولاہ فقد تولانی و من تولانی فقد تولی اللہ و من احبہ فقد احبنی و من احبنی فقد احب اللہ و من ابغضہ فقد ابغضنی و من ابغضنی فقد ابغض اللہ۔ (۳۲)

میں ہر اس شخص کو جو مجھ پر ایمان لایا اور جس نے علی علیہ السلام کی ولایت کی تصدیق کی وصیت کرتا ہوں جس نے

علی علیہ السلام کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے علی علیہ السلام کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا اس نے خدا کو محبوب رکھا اور جس نے علی علیہ السلام کو دشمن رکھا اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی۔

الا ارضیك یا علی انت اخی و زیری تقضی دینی و تنجز موعدتی وتبرء ذمتی فمن احبك فی حیاۃ منی فقد قضی نحبه و من احبك فی حیاۃ منك بعدی ختم الله له بالامن والایمان و من احبك بعدی و لم یرك ختم الله له بالامن والایمان و اٰمنه یوم الفزع و من مات و هو یبغضك یا علی مات میتة جاهلیة۔(۳۲)

اے علی علیہ السلام کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے بھائی ہو میرے وزیر ہو میرے دیون کو تمہیں ادا کرو گے میرے کئیے ہوئے وعدوں کو ایفاء اور میری ذمہ داریوں کو پورا کرو گے جس نے میرے جیتے جی تمہیں محبوب رکھا اس نے اپنی ضرورت پوری کر لی اور جس نے میرے بعد تمہاری زندگی میں تمہیں محبوب رکھا۔ خداوند عالم امن و امان کی مہر کر دے گا اس کے لئے اور جس نے میری اور تمہاری زندگی کے بعد تمہیں محبوب رکھا خداوند عالم امن و امان کی مہر کر دے گا اس کے لئے اور جس دن سب ہراساں ہوں گے اس دن اسے بے خوف بنا دے گا اور جو تمہاری دشمنی رکھتے ہوئے مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

اللهم من اٰمن بی وصدقنی فلیتول علی ابن ابی طالب علیہ السلام فان ولایته ولایتی وولایتی ولایة الله۔(۳۲)

جو شخص مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میری تصدیق کرتا ہے وہ علی علیہ السلام کی ولایت اختیار کرے کہ علی علیہ السلام کی ولایت میری ولایت ہے اور میری ولایت خدا کی ولایت ہے۔

من احب ان یحیا حیاتی و یموت موتی و یسکن جنت الخلد التی و عدنی ربی فان ربی غرس قضبانها بیده فلیتول علی ابن ابی طالب علیہ السلام فانه لن یخرجکم من هدی و لم یدخلکم فی ضلالة۔(۳۲)

جو شخص میری زندگی جینا اور میری موت مرنا چاہتا ہو اور اس سدا بہار باغ میں رہنا چاہتا ہو جس کا خداوند عالم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے جس کو کہ خداوند عالم نے اس باغ کو خاص اپنے دست قدرت سے لگایا ہے تو وہ علی علیہ السلام سے محبت رکھے ان کی ولایت کا اقرار کرے کہ وہ نہ تمہیں کبھی ہدایت سے باہر کریں گے اور نہ کبھی گمراہی میں ڈالیں گے۔

من احب ان یحیا حیاتی و یموت میتتی و یدخل الجنة التی وعدنی ربی فلیتول علیا و ذریته من بعده فانهم لم یخرجوکم من باب هدی و لن یدخلوکم فی باب ضلالة۔(۳۲)

جو شخص میری زندگی جینا اور میری موت مرنا اور اس جنت میں جانا چاہتا ہو جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا

ہے وہ علی علیہ السلام سے اور علی علیہ السلام کی اولاد سے محبت رکھے ان کی ولایت کا اقرار کرے کیونکہ وہ ہدایت کے دروازے سے کبھی باہر نہ کریں گے اور نہ کبھی گمراہی کے دروازے میں داخل کریں گے۔

ان منکم من یقاتل علی تاویل القراٰن کما قاتلت علی تنزیله قیل ابوبکر و عمر قال لاولنکه خاصف النعل یعنی علیا۔(۳۳)

تم میں سے ایک وہ شخص ہے جو قرآن کی تاویل کے لئے بھی اس طرح جنگ کرے گا جس طرح میں نے اس کی تنزیل کے بارے میں جنگ کی ہے لوگوں نے پوچھا یا حضرت کیا ابوبکر و عمر وہ شخص ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ جوتیاں ٹانکنے والا یعنی علیؑ۔

یا علی ستقاتلك الفئة الباغية و انت علی الحق فمن لم ینصرك یومئذ فلیس منی۔(۳۳)

اے علی علیہ السلام تم سے عنقریب باغی گروہ جنگ کرے گا اور تم اس جنگ میں حق پر ہو گے جس نے اس دن تمہاری مدد نہ کی وہ مجھ سے نہیں۔

من فارقك یا علی فقد فارقنی و من فارقنی فقد فارق الله۔(۳۳)

اے علی علیہ السلام جو تم سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو مجھ سے جدا ہوا وہ خدا سے جدا ہوا۔

اعلم امتی من بعدی علی ابن ابی طالب۔(۳۳)

میرے بعد میری تمام امت میں سب سے زیادہ عالم علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

قسمت الحکمة عشرة اجزاء فاعطی علی تسعة اجزاء والناس جزاءً واحدا و علی اعلم بالواحد منهم۔(۳۳)

حکمت کے دس حصے کیے گئے علی علیہ السلام کو مکمل نو حصے دیئے گئے اور باقی تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اس ایک حصے کے بھی علی علیہ السلام دوسرے لوگوں کے بہ نسبت زیادہ عالم ہیں۔

یا علی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیه من بعدی۔(۳۳)

اے علی علیہ السلام میرے بعد امت کے اختلافی امور کو تم واضح کرو گے۔

البشر یا علی حیاتك و موتك معی۔(۳۳)

خوش ہو اے علی علیہ السلام کہ تمہارا مرنا جینا میرے ساتھ ہے۔

وانی و ایاك وهما و هذا الراقد یوم القیامة لفی مکان واحد۔(۳۳)

میں اور تم اور یہ سونے والی (فاطمہؑ) اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام بروز قیامت ایک جگہ ہوں گے۔

اذا کان یوم القیامة ضربت لی قبة من یاقوتة حمراء علی یمین العرش و ضربت لابراهیم قبة من یاقوتة خضراء علی یسار العرش و ضربت فیما بیننا لعلی ابن ابی طالب قبة من لؤلؤة بیضاء فما ظنکم بحبیب بین خلیلین۔(۳۳)

جب قیامت کا دن ہوگا میرے لئے عرش کے دائیں سرخ یاقوت کا ایک قبہ لگایا جائے گا اور ابراہیم کے لئے عرش کے بائیں طرف سبز یاقوت کا ایک قبہ نصب ہوگا اور دونوں قبوں کے درمیان سپید موتیوں کا ایک قبہ علی علیہ السلام کے لئے نصب ہوگا پس تمہارا کیا اندازہ ہے اس حبیب کے متعلق جو دو دوستوں کے درمیان ہو۔

ان الله اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلافقصری فی الجنة وقصر ابراهیم فی الجنة متقابلین و قصر علی ابن ابی طالب بین قصری و قصری و قصرا ابراهیم فیاله من حبیب بین خلیلین۔(۳۳)

خدا نے مجھے اپنا خلیل بنایا جس طرح ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا ہے میرا اور ابراہیم علیہ السلام کا قصر جنت میں آمنے سامنے ہوگا اور علی علیہ السلام کا قصر میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے درمیان ہوگا۔ کیا کہنا اس حبیب الٰہی کا جو دو خلیلوں کے درمیان ہو۔

ان الملائکة صلت علی و علی علی سبع سنین قبل ان یسلم بشر۔(۳۳)

ملائکہ نے مجھ پر اور علی علیہ السلام پر سات برس تک درود پڑھا ہے قبل اس کے کہ کوئی بشر اسلام لائے۔

ان هذا اول من امن واول من یصافحنی یوم القیامة و هذا الصدیق الاکبر و هذا فاروق هذه الامة یفرق بین الحق والباطل و هذا یعسوب المومنین۔(۳۳)

یہ علی علیہ السلام پہلے وہ شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے بروز قیامت سب سے پہلے یہی مجھ سے مصافحہ کریں گے یہی صدیق اکبر ہیں یہی اس امت کے فاروق ہیں یہی حق کو باطل سے جدا کریں گے یہی امیر المومنینؑ ہیں۔

اولکم واردا علی الحوض اولکم اسلاما علی ابن ابی طالب۔(۳۳)

تم لوگوں میں سب سے پہلے وہ شخص حوض کوثر پر آئے گا جو تم میں سب سے پہلے اسلام لایا ہے یعنی علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ۔

اول من صلی معی علی۔(۳۳)

سب سے پہلے علی علیہ السلام نے میرے ساتھ نماز پڑھی۔

لو ان السموات والارض موضوعتان فی کفة و ایمان علی فی کفة لوجح ایمان علی۔(۳۴)

اگر آسمان و زمین ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور علی علیہ السلام کا ایمان ایک پلڑے میں تو وہی پلڑا بھاری ہوگا جس پر

علی علیہ السلام کا ایمان ہوگا۔

یا علی اخصمك بالنبوة ولا نبوة بعدی و تخصم بسبع ولا یحاجك فیھا احد من قریش انت اولھم ایمانا باللہ و اوفاھم بعھد اللہ واقومھم بامر اللہ و اقسمھم بالسویة واعدلھم فی الوعید و ابصرھم بالقضیہ و اعظمھم عند اللہ مزیة۔(۳۴)

اے علی علیہ السلام بہ سبب نبوت میں تم پر سبقت لے گیا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور تم سات فضیلتوں میں سب پر سبقت لے گئے کسی ایک میں بھی قریش کا کوئی شخص تم سے مقابلہ نہیں کر سکتا تم سب لوگوں سے پہلے خدا پر ایمان لائے تم سب سے زیادہ عہد و پیمان الہٰی کو پورا کرنے والے ہو تم سب سے زیادہ امر الہٰی کو انجام دینے والے ہو تم سب سے زیادہ منصفانہ تقسیم کرنے والے ہو تم رعیت میں سب سے زیادہ عدل گستر معاملات کی باریکیوں کو سب سے زیادہ جاننے والے اور فضیلت و شرف میں خداوند عالم کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم ہو۔

اما انك ستلقی بعدی جھدا قال فی سلامة من دینی قال نعم۔(۳۴)

تم میرے بعد بڑی کشاکش میں مبتلا ہوگے علی علیہ السلام نے عرض کیا میرا دین سالم رہے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

یاتی الوحید الشھید یاتی الوحید الشھید قالہ لعلی۔(۳۴)

یکتائے روزگار گواہ آتا ہے یکتائے روزگار گواہ آتا ہے آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو آتے دیکھ کر فرمایا۔

اوصیلم بھذین خیر الایکف عنھما احد ولا یحفظھما لی الا اعطاہ اللہ نورا یرد بہ علی یوم القیامة یعنی علیا والعباس۔(۳۴)

میں تم لوگوں کو ان دونوں علی علیہ السلام و عباس علیہ السلام کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں جو شخص بھی ان کی حفاظت اور حمایت و نصرت کرے گا خداوند عالم اسے نور عطا فرمائے گا جس کے ساتھ وہ بروز قیامت میرے پاس آئے گا۔

ان علیا سبقك بالھجرة (قالہ للعباس)(۳۴)

علی علیہ السلام ہجرت میں تم سے سبقت رکھتے ہیں۔

انا سید ولد ادم و علی سید العرب۔(۳۴)

میں بنی آدم کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام پورے عرب والوں کے سردار ہیں۔

لیلة اسری بی اتیت علی ربی عزوجل فاوحی الی فی علی بثلاث انہ سید المسلمین و ولی المتقین و قائد الغر المحجلین۔(۳۴)

شب معراج میں بارگاہ احدیت میں پہنچا تو خداوند عالم نے علی علیہ السلام کے بارے میں تین باتیں مجھے وحی فرمائیں وہ مسلمانوں کے سردار، متقین کے ولی اور روشن قدم تابندہ پیشانی والوں کے قائد ہیں۔

انا و هذا حجة على امتي يوم القيامة يعني عليا۔(۳۴)

میں اور یہ علی علیہ السلام امت پر بروز قیامت حجت ہیں۔

ايها الناس لاتشكوا عليا فو الله انه لاخيشن في ذات الله وفي سبيل الله۔(۳۴)

اے لوگو علی علیہ السلام کی شکایت نہ کرو کہ وہ خدا کے بارے اور خدا کی راہ میں بہت سخت ہیں۔

لاتسبوا عليا فانه ممسوس في ذات الله۔(۳۴)

علی علیہ السلام کو برا نہ کہو کہ علی فنافی اللہ ہیں۔

الله و رسوله و جبريل عنك راضون۔(۳۴)

اللہ اور اس کا رسولؐ اور جبریلؑ تم سے راضی وخوشنود ہیں۔

تكون بين امتي فرقة و اختلاف فيكون هذا و اصحابه على الحق يعني عليا۔(۳۴)

میری امت میں افتراق واختلاف پیدا ہوگا اس وقت یہ علی علیہ السلام اور ان کے رفقاء حق پر ہوں گے۔

حب عليا ياكل الذنوب كما تاكل النار الحطب۔(۳۴)

علی علیہ السلام کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

ما ثبت الله حب علي في قلب مومن فزلت به قدم الاثبت الله قدما يوم القيامة على الصراط۔(۳۴)

خداوند عالم نے جس مومن کے دل میں بھی علی علیہ السلام کی محبت راسخ کردی ہے وہ بروز قیامت پل صراط پر ثابت قدم ہوگا اس کا قدم کبھی بھی پھسلے گا نہیں۔

يا علي طوبى لمن احبك و صدق فيك و ويل لمن ابغضك و كذب فيك۔(۳۴)

اے علی علیہ السلام بشارت جنت ہو اُسے جو تمہیں دوست رکھے اور تمہارے بارے میں راستی اختیار کرے اور عذاب جہنم ہو اس کے لئے جو تم سے دشمنی رکھے اور تمہاری فضیلتوں کی تکذیب کرے۔

ثلاثه من كن فيه فليس مني ولاانامنه بغض علي و نصب اهل بيتي و من قال الايمان كلام۔(۳۴)

تین باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں علی علیہ السلام کی دشمنی، اہل بیتؑ کی عداوت اور یہ کہنا کہ ایمان محض زبانی اقرار ہے۔

یا علی ان فیك من عیسیٰ مثلا ابغضۃ الیھود حتی بھتوا امہ و احبۃ النصاریٰ حتیٰ انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس بھا۔(۳۵)

اے علی علیہ السلام تم میں عیسیٰ علیہ السلام کا نمونہ ہے کہ یہودیوں نے ان سے عداوت برتی یہاں تک کہ ان کی ماں کو متہم کیا اور نصاریٰ نے دوست رکھا تو اس دوستی میں اتنے بڑھ گئے کہ ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا جس درجے پر وہ واقعاً فائز نہ تھے۔

انطلق فاقراھا علی الناس فان اللہ یبثت لسانك و یھدی قلبك ان الناس یستقاضون الیك فاذا اتاك الخصمان فلا تقض لواحد حتی تسمع کلام الاخر فانہ اجدر ان تعلم لمن الحق۔(۳۵)

جاؤ اور اس سورہ برأت کو مشرکین کو پڑھ کر سنا دو خداوند عالم تمہاری زبان کو استواری بخشے گا تمہارے دل کی ہدایت کرے گا لوگ تم سے اپنے مقدمات میں فیصلہ چاہیں گے جب دو فریق تمہارے پاس پہنچیں تو کسی ایک فریق کے حق میں اس وقت تک تم فیصلہ نہ کر دینا جب تک تم دوسرے فریق کا بھی بیان نہ سن لو اسی صورت سے تم اندازہ کر سکو گے کہ حق کس کا ہے۔

اللھم ثبت لسانہ و اھد قبلہ قالہ لعلی۔(۳۵)

خداوندا اس کی زبان کو استواری دے اور اس کے دل کی ہدایت فرما یہ کلمات آپ نے علی علیہ السلام کے متعلق فرمائے۔

علمھم الشرائع و اقض بینھم اللھم اھدہ للقضاء قالہ لعلی لما بعثہ الی الیمن۔(۳۵)

ان کو مسئلہ مسائل کی تعلیم دو ان کے مقدمات کو فیصل کرو خداوندا فیصلۂ مقدمات کے لئے اسے ہدایت فرما۔ یہ کلمات آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق فرمائے جب آپ انھیں یمن کا حاکم بنا کر بھیج رہے تھے۔

رایت لیلۃ اسری بی مثبتا علی ساق العرق انی انا اللہ لا الہ غیری خلقت جنۃ عدن بیدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بعلی نصرتہ بعلی۔(۳۵)

شب معراج میں نے ساقِ عرش پر کندہ دیکھا کہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جنت عدن کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا محمدؐ میرا منتخب بندہ ہے جسے میں نے اپنے تمام بندوں میں انتخاب کیا ہے میں نے علی علیہ السلام کے ذریعہ محمدؐ کا بازو قوی کیا علی علیہ السلام کے ذیعہ محمدؐ کی مدد کی۔

لما اسری بی الی السماء دخلت الجنۃ فرایت فی ساق العرش الایمن مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی و نصرتہ۔(۳۵)

شب معراج میں جنت میں گیا ساقِ عرش کے دائیں طرف میں نے لکھا ہوا دیکھا کہ خداوند عالم وحدہٗ لاشریک ہے محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ میں نے علی علیہ السلام کے ذریعہ ان کی حمایت کی اور علی علیہ السلام ہی کے ذریعہ ان کی مدد کی۔

مکتوب علی باب الجنة لااله الاالله محمد رسول الله علی اخو رسول الله قبل ان یخلق السماوات والارض بالفی عام۔(۳۵)

جنت کے دروازے پر خلقت آسمان وزمین سے دو ہزار برس پہلے سے لکھا ہوا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں علی علیہ السلام رسولؐ کے بھائی ہیں۔

سلام علیك ابا الریحانتین اوصیك بریحانتی من الدنیا فعن قلیل ینهدر کناك والله خلیفتی علیك قاله لعلی۔(۳۵)

سلام ہو تم پر اے دونوں خوشبوؤں کے باپ میں اپنی دُنیا کی دونوں خوشبوؤں حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام کے متعلق تم سے وصیت کرتا ہوں عنقریب تمہارے دونوں بازو شکستہ ہو جائیں گے خداوند عالم میری طرف سے تمہارا نگراں ہے۔

علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر۔(۳۵)

علی علیہ السلام خیر بشر ہیں جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔

من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر۔(۳۵)

جس نے علی علیہ السلام کو تمام لوگوں میں بہتر نہ کہا وہ کافر ہوا۔

سالت الله یا علی فیك خمسا فمنعنی واحدة و اعطانی اربعا سالت الله ان یجمع علیك امتی فابیٰ علی واعطانی فیك ان اول من تنشق عنه الارض یوم القیامة انا وانت معی معك لواء الحمد و انت تحمله بین یدی نسبق به الاولین و الاخرین واعطانی انك ولی المومنین بعدی۔(۳۵)

اے علی علیہ السلام تمہارے لئے میں نے خداوند عالم سے پانچ باتوں کا سوال کیا ایک سوال قبول نہ ہوا باقی چار باتیں خداوند عالم نے مجھے عطا فرمائیں میں نے خدا سے سوال کیا کہ میری امت کو میرے بعد تمہارے اوپر متفق ومتحد کردے تو خدا نے یہ سوال قبول نہ کیا اور جو باتیں قبول فرمائیں وہ یہ کہ سب سے پہلے بروز قیامت ہم اور تم زمین سے ایک ساتھ برآمد ہوں گے تم لواء حمد میرے آگے آگے لئے رہو گے اور اولین وآخرین سب سے آگے ہو گے اور یہ بات مجھے عطا کی کہ تم میرے بعد مومنین کے حاکم وامیر ہو گے۔

دعا رسول الله علیا یوم الطائف و انتجاه فقال الناس لقد طال نجواه ابن عمه فقال ما

انتجیته ولکن الله انتجاه۔(۳۵)

حضرت رسولؐ خدا نے بروز غزوہ طائف حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمائی لوگوں نے کہا رسولؐ نے اپنے چچا کے بیٹے سے بڑی لمبی سرگوشی کی تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی۔

من حسد علیا فقد حسدنی و من حسدنی فقد کفر۔(۳۵)

جس نے علی علیہ السلام سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہوا۔

یا علی ان الله قد زینک یزینة لم یزین العباد بزینة احب الی الله منها زینه الابرار عند الله الزهد فی الدنیا فجعلک لاتزر أمن الدنیا شیئاً ولایزرء الدنیامنک شیئاً و وهب لک حب المساکین فجعلک ترضی بهم اتباعا و یرضون بک اماما۔(۳۵)

اے علی علیہ السلام خداوند عالم نے تمہیں ایسی پیاری زینت سے مزین کیا ہے جس سے بڑھ کر خداوند عالم کے نزدیک کوئی زینت پیاری نہیں اور نہ اس نے اس زینت سے کسی بندہ کو مزین کیا ہے وہ زینت خدا کے مخصوص نیک بندوں کی زینت ہے یعنی دنیا سے بے نیازی چنانچہ اس نے تمہیں ایسا بنایا کہ تم دنیا کو ذرہ برابر خاطر میں نہیں لاتے اور نہ دنیا تمہارے بارے میں کوئی لالچ کر سکتی ہے مسکینوں کی محبت خداوند عالم نے تمہیں بخشی پس تمہیں ایسا بنایا کہ تم ان کی اطاعت و پیروی سے خوش ہو اور وہ تمہیں اپنا امام بنا کر راضی وخوشنود ہیں۔

یا علی ان لک کنزا فی الجنة انک ذو قرینها۔(۳۵)

اے علی علیہ السلام جنت میں تمہارے لئے ایک خزانہ ہے اور تم اس کے دونوں کنارے لوگے (اتنا وسیع گھر ہوگا)۔

یا علی یدک فی یدی تدخل معی یوم القیامة حیث انا داخل۔(۳۶)

اے علی علیہ السلام ہم اور تم ایک ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جنت میں داخل ہوں گے۔

یا علی انت عبقریهم۔(۳۶)

اے علی علیہ السلام تم لوگوں کے سردار ہو۔

کنا لانعرف المنافقین علی عهد رسول الله الابتکذیبهم الله و رسوله و التخلف عن الصلاة و ببغضهم علی ابن ابی طالب۔(۳۶)

ہم عہد پیغمبرؐ میں منافقین کو بس اسی سے پہچانتے تھے کہ وہ خدا و رسولؐ کو جھٹلاتے نماز سے غیر حاضر رہتے اور علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام سے بغض رکھتے۔

خرج النبی الی المسجد فوجد علیا قد سقط رداءہ عن ظھرہ حتی خلص الی التراب فجعل رسول اللہ یمسح بیدہ و یقول اجلس ابا تراب ما کان لہ اسم احب الیہ منہ ما سماہ ایاہ الا رسول اللہ ۔(۳۶)

رسالت مآبؐ مسجد کی طرف روانہ ہوئے مسجد میں علی علیہ السلام کو پایا کہ ردا پشت سے ہٹ گئی اور مٹی بدن میں لگ گئی ہے آنحضرتؐ بیٹھ گئے ہاتھوں سے مٹی صاف کرتے جاتے اور فرماتے اٹھو اے ابوترابؑ، چنانچہ ابوتراب علیہ السلام نام حضرت علی علیہ السلام کو اپنے تمام ناموں میں زیادہ محبوب تھا اور حضرت رسولؐ خدا ہی نے آپ کا یہ نام رکھا تھا۔

جاء النبی اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک و حلفاؤک و ان ناسا من عبید نا قد اتوک لیس بھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا عن ضیاعنا و اموالنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول قال صدقوا انھم لجیرانک و احلافک فتغیر وجہ رسول اللہ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انھم لجیرانک و حلفاءک فتغیر وجہ النبی فقال معش قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان فیضربکم علی الدین او یضرب بعضکم فقال ابوبکر انا یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا یا رسول اللہ قال لا ولکنہ الذی یخصف النعل و کان اعطی علیا نعلا یخصفھا ۔(۳۸)

حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت میں قریش کے کچھ افراد آئے عرض کیا یا محمدؐ! ہم آپ کے پڑوسی اور حلیف ہیں کچھ لوگ ہمارے غلاموں میں سے آپ کے پاس آگئے ہیں انھیں دین سے کوئی رغبت نہیں نہ دینی باتوں سے کوئی دلچسپی ہے وہ ہماری جائداد و اموال سے جان چرا کر بھاگ آئے ہیں لہٰذا انھیں ہمیں واپس کر دیجئے ۔آپ نے ابوبکر سے پوچھا کہو تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوبکر نے کہا یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے حلیف ہیں ۔اس پر رسولؐ اللہ کا چہرہ مارے غیظ کے متغیر ہوگیا پھر آپ نے عمر سے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے حلیف ہیں اس پر پھر رسولؐ اللہ کا چہرہ متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا اے قریش والو! خدا کی قسم ہر آئینہ خدا تمہاری طرف ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جس کے دل کو اللہ نے اچھی طرح ایمان میں پرکھ لیا ہے وہ تمہیں دین پر مارے گا ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ شخص میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں ۔عمر نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ شخص میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ ہے جو جوتیاں ٹانک رہا ہے آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی نعلین مبارک دی تھی اور آپ اسے ٹانک رہے تھے۔

عن ابن عباس قال ما انزل اللہ سورۃ فی القرآن الا کان علی امیرھا و شریفھا و لقد عاتب اللہ اصحاب محمد و ما قال لعلی الا خیرا ۔(۳۸)

ابن عباس کہتے ہیں کہ خداوندعالم نے قرآن مجید میں جو بھی سورہ نازل کی علیؑ اس سورہ کے امیر و شریف

ہیں خداوند عالم نے حضرت پیغمبرؐ کے صحابہ پر بارہا عتاب فرمایا لیکن علی علیہ السلام کے لئے ہمیشہ بھلا ہی کہا۔

عن ابن عباس قال تصدق علی بخاتمه و هو راكع فقال النبی للسائل من اعطاك هذا الخاتم قال ذاك الراكع فانزل الله فیه انما ولیکم الله و رسوله الایة و کان فی خاتمة مکتوب سبحان من فخرنی بانی له عبد ثم کتب فی خاتمه بعد الله الملك ۔(۳۸)

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بحالت رکوع اپنی انگوٹھی خیرات کی۔ آنحضرتؐ نے سائل سے پوچھا یہ انگوٹھی تمہیں کس نے دی؟ اس نے کہا اس رکوع کرنے والے نے اس پر یہ آیت نازل ہوئی انما ولیکم الخ تمہارے حاکم و مالک بس خدا و رسولؐ ہیں اور وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں آپ کے انگوٹھی پر یہ الفاظ کندہ تھے سبحان الخ پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جس نے مجھے یہ فخر و ناز عطا کیا کہ میں اس کا بندہ ہوں پھر آپ نے انگوٹھی پر یہ الفاظ کندہ کرائے اللہ الملک خدا ہی بادشاہ ہے۔

قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ابن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون لی خصلة منها احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل و ما هی یا امیر المومنین قال تزوج فاطمه بنت رسول الله و سکناه المسجد مع رسول الله و الرایة یوم خیبر ۔(۳۹)

حضرت عمر نے فرمایا علی علیہ السلام کو تین باتیں ایسی ملیں کہ اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے نصیب ہوتی تو سرخ اونٹوں کے ملنے سے زیادہ مجھے پسند ہوتی لوگوں نے پوچھا وہ تین باتیں کون؟ آپ نے کہا فاطمہؑ دختر پیغمبرؐ سے ان کا بیاہ ہونا، مسجد میں ان کی سکونت، پیغمبرؐ کے ساتھ اور بروز خیبر علم لشکر کا ہاتھ آنا۔

عن عبد الله بن عمر ثلاث خصال لعلی لان یکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم زوجه ابنته فولدت وسد الابواب الا بابه واعطاه الرایة یوم خیبر ۔(۳۹)

حضرت عمر کے صاحبزادے عبد اللہ کہا کرتے کہ علی علیہ السلام کو تین باتیں ایسی حاصل ہوئیں کہ اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے نصیب ہوتی تو سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ پیغمبرؐ نے اپنی بیٹی ان سے بیاہی اور اس سے ان کی اولاد ہوئی اور تمام دروازے بند کرا دیئے گئے ان کا دروازہ کھلا رہا اور بروز خیبر علم لشکر انھیں کو ملا۔

یا ام سلمه هذا والله قاتل القاسطین والناکثین والمارقین من بعدی ۔(۳۹)

اے ام سلمہ یہ (علیؑ) خدا کی قسم قاسطین (معاویہ اور ان کے اصحاب) ناکثین (جنگ جمل والے) مارقین (خوارج) سے میرے بعد جنگ کرنے والے ہیں۔

عن عفیف الکندی قال جئت فی الجاهلیة الی مکة و انا ارید ان ابتاع لاهلی من ثیابها و عطرها فاتیت العباس و کان رجلا تاجرا فانی عنده جالس انظر الی الکعبة و قد کلفت الشمس و ارتفعت فی السماء فذهبت اذاقبل شاب فنظر الی السماء ثم قام مستقبل الکعبة فلم البث الایسیرا حتی جاء غلام فقام عن یمینه ثم لم البث الایسیرا حتی جاءت امراة فقامت خلفهما فرکع الشاب فرکع الغلام و المرأة فرفع الشاب فرفع الغلام و المرأة فسجد الشاب فسجد الغلام و المرأة فقلت یاعباس امر عظیم فقال امر عظیم تدری من هذا الشاب هذا محمد بن عبد الله ابن اخی اتدری من هذا الغلام هذا علی ابن اخی اتدری من هذه امرأة هذا خدیجة بنت خویلد زوجته ان ابن اخی هذا حدثنی ان ربه رب السموات والارض امره بهذا الدین ولم یسلم معه غیر هولاء الثلاثة۔(۳۹)

عفیف کندی ناقل ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں مکہ آیا اس غرض سے کہ اپنے اہل وعیال کے لئے لباس وعطر خرید کروں میں عباس کے پاس آیا وہ ایک مرد تاجر تھے میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور میری نظر کعبہ کی طرف تھی اور زوالِ آفتاب کا وقت ہو رہا تھا کہ ایک نوجوان آتا نظر پڑا اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی پھر کعبہ کا رخ کر کے کھڑا ہو گیا تھوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ ایک کم سن نوجوان آیا وہ اس جوان کے داہنے ہاتھ کھڑا ہو گیا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک خاتون آئیں اور وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اس جوان نے رکوع کیا تو اس کم سن بچے اور عورت نے بھی رکوع کیا پھر جوان نے سر اٹھایا تو بچے اور عورت نے بھی سر اٹھایا پھر جوان نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا میں نے عباس سے کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے عباس نے کہا ہاں بہت بڑی! تم جانتے ہو یہ جوان کون ہے یہ محمدؐ بن عبد اللہ ہے میرا بھتیجا اس بچے کو پہچانتے ہو یہ علی علیہ السلام میرا بھتیجا ہے اس عورت کو پہچانا۔ یہ خدیجہ اس جوان کی بیوی ہے یہ میرا بھتیجا کہتا ہے کہ اس کے پروردگار آسمان وزمین نے اس کو اس دین کا حکم دیا ہے اور اس دین پر ابھی تک کوئی ایمان نہیں لایا سوا ان تین نفوس کے (استیعاب ۲ ج ص ۴۷۲ ریاض نضرہ ۲ ج ۱۵۸ ترجمہ اسد الغابہ ج ۷ ۲۴)

عن علی قال سبقتهم الی الاسلام قدماء غلاما ما بلغت اوان حلمی۔(۴۰)

حضرت علی علیہ السلام کا یہ شعر ہے میں بہت پہلے تم سب سے پیشتر اسلام لایا جب میں کم سن بچہ تھا بالغ بھی نہ ہوا تھا۔

عن عباد بن عبد الله سمعت علیا یقول انا عبد الله و اخو رسول الله و انا الصدیق الاکبر لایقولها بعدی الا کذاب مفتر ولقد صلیت قبل الناس سبع سنین۔(۴۰)

عباد بن عبد اللہ نے حضرت علی علیہ السلام کو کہتے سنا کہ میں خدا کا بندہ خدا کے رسولؐ کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں میرے

سوا جو اس کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور افتراء پرداز ہے۔میں نے تمام لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی۔

عن معاذة الدودية قال سمعت عليا و هو يخطب على منبر البصرة يقول انا الصديق الاكبر اٰمنت قبل ان يومن ابوبكر و اسلمت قبل ان يسلم ۔(۴۰)

معاذہ دودیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو منبر بصرہ پر خطبہ ارشاد فرماتے سنا۔اثنائے خطبہ میں آپ نے فرمایا کہ میں صدیق اکبر ہوں۔میں ابوبکر کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا اور ان کے مسلمان ہونے سے پہلے اسلام لایا۔

عن ابی عبیدہ قال کتب معاویة الی علی ابن ابی طالب یا ابا الحسن ان لی فضائل کثیرة و کان ابی سید فی الجاهلیة و صرت ملکا فی الاسلام و انا صهر رسول الله و خال المومنین و کاتب الوحی فقال علی ابا الفضل تفخر علی ابن اٰکلة الاکباد ثم قال اکتب یا غلام ۔

محمد النبی اخی و صهری
وحمزة سید الشهداء عمی
و جعفر الذی یمسی و یضحی
یطیر مع الملائکة ابن امی
و بنت محمد سکنی و عرسی
منوط لحمها بدمی و لحمی
و سبط احمد ولدای منها
فایکم له منهم کسهمی
اسبقتکم الی الاسلام طرا
صغیرا ما بلغت اوان حلمی

قال معاویة اخفوا هذا الکتاب لا یقرؤه اهل الشام فیمیلون الی علی ابن ابی طالب ۔(۴۰)

ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ کو خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ اے ابوالحسنؑ میرے فضائل بے شمار ہیں۔میرا باپ زمانہ جاہلیت میں سردار تھا اور اب زمانہ اسلام میں تین بادشاہ ہوں۔میں رسولؐ کا سالا ہوں اور مومنین کا ماموں ہوں۔پیغمبرؐ کا کاتب وحی ہوں حضرت علی علیہ السلام نے خط پڑھ کر فرمایا فضائل میں میرے آگے تو فخر کرے؟ اے ہند جگر خوارہ کے فرزند۔پھر آپ نے غلام سے فرمایا لکھو۔

محمدؐ رسول اللہ میرے بھائی اور خسر ہیں۔ اور حمزہ علیہ السلام سید الشہدا میرے چچا ہیں۔
اور جعفرؑ جو صبح وشام ملائکہ کے ساتھ محوِ پرواز ہیں وہ میری ماں کے بیٹے ہیں۔
اور پیغمبرؐ کی دختر میری گھر والی اور میری شریک حیات ہے۔
اور حضرت پیغمبرؐ کے جگر گوشے میرے فرزند ہیں انھیں فاطمہؑ کے بطن سے لہٰذا میرے حصہ کے ایسا کس کا حصہ ہوسکتا ہے۔
میں تم تمام لوگوں سے پہلے اسلام لایا جب کہ میں کم سن تھا اور سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچا تھا۔

معاویہ نے جب حضرت کا یہ خط پڑھا تو کہا اس خط کو چھپادو اور اہل شام کو یہ خط نہ سنانا ورنہ وہ علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ کی طرف مائل ہو جائیں گے۔

و کان علی اشعر الثلاثة ۔(۴۰)
حضرت علی علیہ السلام ابوبکر وعمر وعثمان سے بڑھ کر شاعر تھے۔

عن علی قال لما نزلت هذه الایة علی رسول الله و انذر عشیرتك الاقربین دعانی رسول الله فقال یا علی ان الله امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت بذالك ذرعا و عرفت انی مهما اناديهم بهذا الامر اری ما اکره علیها حتی جاء لی جبریل فقال یا محمد انك ان لم تفعل ماتومر به یعذبك ربك فاصنع لی صاعا من طعام و اجعل علیه رجل شاة و اجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب حتی اکلمهم و ابلغ ما امرت به ففعلتما امرنی به ثم دعوتهم و هم یومئذ اربعون رجلا فیهم اعمامه ابوطالب و حمزه والعباس وابولهب فلما اجتمعوا الیه دعانی بالطعام الذی صنعته لهم فجئت به فلما وضعته تناول النبی حزبة من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها فی نواحی الصحفه ثم قام کلوا بسم الله فاکل القوم حتی نهلوا عنه ما نریٰ الا اثار اصابعهم والله ان کان الرجل الواحد منهم لیاکل مثل ما قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم یا علی فجئتهم بذالك العس فشربوا منه حتی رووا جمیعا و ایم الله ان کان الرجل منهم لیشرب مثله اراد النبی ان یکلمهم بدره ابولهب الی الکلام فقال لقد سحرکم صاحبکم فتفرق القوم ولم یکلمهم النبی فلما کان الغد فقال یا علی ان هذا الرجل قد سبقنی الی ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمهم فعدلنا مثل الذی صنعت بالامس من الطعام و الشراب ثم اجمعهم لی ففعلت ثم جمعتهم ثم دعانی بالطعام فقربته ففعل کمافعل بالامس فاکلوا و اشربوا حتی نهلوا ثم تکلم النبی فقال یا بنی عبد المطلب انی و الله ما اعلم شابانی

العرب جاء قومه بافضل مما جئتکم به قد جئتکم بخیر الدنیا ولأخرة وقد امرنی الله ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی امری هذا فقلت و انا احدثهم سنا و ارمصهم عینا واعظمهم بطنا و احمشهم ساقا انا یا نبی الله اکون وزیرك علیه فاخذ برقبتی و قال ان هٰذا اخی و وصیی و خلیفتی فیکم فاسمعوا له و اطیعوا ۔(۴۱و۴۲و۴۳)

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیہ و انذر عشیر تك الاقربین (اے پیغمبرؐ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ انھیں دعوتِ اسلام دو) نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے مجھے بلایا اور فرمایا اے علی علیہ السلام خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ اس سے میں بہت دل تنگ ہو رہا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جب میں اسلام کا اعلان کروں گا تو ناگوار باتیں دیکھنے میں آئیں گی اسی وجہ سے میں اب تک خاموش رہا یہاں تک جبریل آئے اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے محمدؐ جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اگر آپ اُسے بجا نہ لائیں گے تو خداوند عالم ناراض ہوگا لہٰذا اے علی علیہ السلام تم ایک صاع (سوا تین سیر) کھانے کا سامان مہیا کرو اور بکری کی ایک ران اور ایک پیالہ دودھ مہیا کرو پھر فرزندان عبدالمطلب علیہ السلام کو بلاؤ تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور خدا نے جس امر کا حکم دیا ہے اسے پہنچا دوں۔ چنانچہ میں نے پیغمبرؐ کے حکم کے مطابق تمام چیزیں مہیا کیں پھر میں نے ان لوگوں کو دعوت دی اور وہ اس دن ۴۰ نفر تھے انھیں میں پیغمبرؐ کے چچا ابو طالبؑ، حمزہؑ، عباس ابولہب بھی تھے۔ جب سب اکٹھا ہو گئے تو پیغمبرؐ نے مجھ سے کہا جو کھانا تم نے تیار کیا ہے اسے لاؤ۔ میں لے کر حاضر ہوا جب میں نے کھانا رکھا تو پیغمبرؐ نے ایک پارہ گوشت اٹھایا اسے دانتوں سے چاک کیا پھر اسے برتن کے کنارے رکھ دیا اور لوگوں سے کہا خدا کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ سب نے کھایا یہاں تک کہ سب پوری طرح شکم سیر ہو گئے مگر کھانا جوں کا توں رہا کچھ بھی کمی نہ واقع ہوئی صرف انگلیوں کے نشان دکھائی دیتے تھے حالانکہ جتنی مقدار میں کھانا تھا اتنا ان میں کا ایک اکیلا شخص کھا لیتا پھر اُن حضرتؐ نے فرمایا اے علی علیہ السلام ان لوگوں کو دودھ پلاؤ تو میں نے وہ دودھ کا پیالہ سامنے رکھا۔ سب نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے حالانکہ اس پیالہ میں جتنا دودھ تھا اتنا ان میں کا صرف ایک شخص پی سکتا تھا۔ دعوت سے فراغت کے بعد جب پیغمبرؐ نے آغاز کلام کرنا چاہا تو آپ کے بولنے سے پہلے ابولہب بول پڑا۔ اس نے کہا کہ محمدؐ نے تم لوگوں پر جادو کر دیا ہے اس کے یہ کہنے پر سب لوگ پراکندہ ہو گئے اور اس روز رسولؐ کو بات کرنے کا موقع ہی نہ ملا جب دوسرا دن ہوا تو آں حضرتؐ نے فرمایا اے علی علیہ السلام ابولہب نے مجھ سے پہلے لوگوں کو مخاطب کر کے لوگوں کو پراکندہ کر دیا اور مجھے گفتگو کرنے کا موقع ہی نہ ملا لہٰذا پھر کل کی طرح آج بھی دعوت کی تیاری کرو اور اسی طرح روٹیاں اور دودھ فراہم کرو۔ میں نے پیغمبرؐ کے حکم کی تعمیل کی اور کھانا تیار کر کے ان لوگوں کو پھر بلا لایا۔ آنحضرتؐ نے مجھے کھانا لانے کا حکم دیا۔ میں نے کھانا لا کر رکھا۔ آپ نے جس طرح کل کیا تھا اسی طرح آج

بھی کیا اوران سب لوگوں نے خوب سیر و سیراب ہو کر کھایا پیا۔ فارغ ہونے پر رسولؐ نے آغاز کلام فرمایا اور کہا اے فرزندان عبد المطلبؑ خدا کی قسم میں عرب کے کسی جوان کو نہیں جانتا جو اپنے قوم والوں کے پاس مجھ سے بہتر ہدیے لے کر آیا ہو۔ میں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی تمہارے پاس لے کر آیا ہوں اور خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو اس امر کی طرف دعوت دوں لہٰذا تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو اس معاملہ میں میرا بوجھ بٹائے میں (علیؑ) نے عرض کیا حالانکہ میں ان سب میں کم سن تھا میری آنکھیں سب سے کمزور تھیں اور سب سے زیادہ نحیف و لاغر تھا یا رسولؐ اللہ میں آپ کا بوجھ بٹانے والا ہوں گا۔ حضرت رسولؐ خدا نے میری گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ علی علیہ السلام میرا بھائی ہے۔ میرا وصی ہے اور تم میں میرا جانشین ہے لہٰذا تم لوگ اس کی باتیں سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔

عن ابی اسحاق قال قیل لقثم کیف ورث علی النبی دونکم قال انه کان اولنا به لحوقا واشدنا به وثوقا۔ (۴۲)

ابواسحاق سے مروی ہے کہ قثم سے پوچھا گیا کہ تم لوگوں کے رہتے ہوئے علی علیہ السلام پیغمبرؐ کے وارث کیونکر ہو گئے انھوں نے جواب دیا اس لئے کہ علی علیہ السلام ہم سب سے پہلے پیغمبرؐ سے ملحق ہوئے، اسلام لائے اور ہم سب سے زیادہ پیغمبرؐ سے وابستہ و پیوستہ رہے۔

ما سالت ربی شیئا الا اعطانی و ما سالت الله شیئا الا سئلت لك۔ (۴۳)

میں نے خدا سے جو کچھ مانگا وہ اس نے مجھے دیا اور میں نے کوئی چیز اپنے لئے نہیں مانگی مگر یہ کہ تمہارے لئے بھی مانگی۔

یا علی ما سالت الله من الخیر الا سالت لك مثله و ما استعذت من الشر الا استعذت لك مثله۔ (۴۳)

یا علی علیہ السلام میں نے خدا سے جو بھلائی بھی مانگی وہ تمہارے لئے بھی ضرور مانگی اور جس کسی شر سے خدا کی پناہ اپنے لئے مانگی تمہارے لئے بھی اسی طرح مانگی۔

علمنی رسول الله الف باب کل باب یفتح الف باب۔ (۴۳)

حضرت رسالتمآبؐ نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم کیے ہر باب سے ہزار دروازے علم کے کھلتے ہیں۔

انه علمه الف الف کلمة کل کلمة تفتح الف الف کلمة۔ (۴۳)

حضرت سرورکائناتؐ نے ہزار ہزار کلمے مجھے تعلیم کیے ہر کلمے سے ہزار ہزار کلمے مجھ پر کھل گئے۔

عن معقل بن یسار قال سمعت ابابکر الصدیق یقول علی ابن ابی طالب عترة رسول الله۔ (۴۳)

معقل بن یسار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر کو کہتے سنا کہ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام عترت پیغمبرؐ ہیں۔

عن الشعبی قال رای ابوبکر علیا فقال من سرہ ان ینظر الی اعظم الناس منزلۃ من رسول اللہ و اقربہ قرابۃ فلینظر الی ھذا۔(۴۳)

شعبی ناقل ہیں کہ حضرت ابوبکر نے علی علیہ السلام کو دیکھ کر فرمایا جو شخص اسے دیکھنا چاہتا ہو جس کی منزلت رسولؐ کے نزدیک سب سے بڑھ کر عظیم ہے اور جو بلحاظ قرابت سب سے زیادہ قریب تر ہے پیغمبرؐ سے وہ علی علیہ السلام کی طرف دیکھے۔

قال عمر ما تمنیت الامرۃ الا یومئذ فلما کان الغد تطاولت لھا فقال یا علی قم اذھب فقاتل۔(۴۴)

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے سرداری کی تمنا بس جنگ خیبر کے دن کی چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں نے لمبا ہو کر پیغمبر کو دکھانا شروع کیا مگر پیغمبرؐ نے فرمایا اے علی علیہ السلام اٹھو جاؤ اور جا کر جنگ کرو۔

کان علی یخرج فی الشتاء فی ازار و رداء و ثوبین خفیفین و فی الصیف فی القباء المحشور والثوب الثقیل فقال الناس قال فان رسول اللہ بعث ابابکر فسابالناس فانھزم حتی رجع علیہ وبعث عمر فانھزم بالناس حتی انتھی الیہ فقال رسول اللہ لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ و رسولہ یفتح اللہ لہ لیس بفرار فارسل الی فدعانی فاتیتہ و انا ارمد لا ابصر شیئا فتفل فی عینی و قال اللھم اکفہ الحر والبرد فما اذانی بعدہ حر ولا برد۔(۴۴)

حضرت علی علیہ السلام جاڑے میں محض ایک لنگ ایک ردا اور دو ہلکے پھلکے کپڑے پہن کر نکلا کرتے اور گرمی کے زمانے میں روئی بھری ہوئی قبا اور بھاری کپڑے پہنا کرتے۔ لوگوں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا آنحضرتؐ نے بروز جنگ خیبر ابوبکر کو لشکر دے کر روانہ کیا۔ وہ گئے اور شکست کھا کر واپس ہوئے پھر آپ نے عمر کو بھیجا وہ بھی گئے اور شکست کھا کر رسولؐ کے پاس واپس آگئے۔ اس موقع پر رسولؐ اللہ نے فرمایا کل میں علم لشکر ایسے مرد کو دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو ضرور فتح عنایت فرمائے گا وہ بھگوڑا نہیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے مجھے بلا بھیجا۔ میں حاضر خدمت ہوا مگر مجھے آشوب چشم کی تکلیف تھی بالکل دیکھ نہیں پاتا تھا۔ آنحضرتؐ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی خداوندا سردی و گرمی سے اس کو بچا۔ چنانچہ اس روز کے بعد سے نہ تو مجھے سردی نے اذیت دی نہ گرمی نے۔

عن جابر بن سمرہ ان علیا حمل الباب یوم خیبر حتی صعد المسلمون ففتحوھا و انہ جرب

فلم یحمله الا اربعون رجلا۔

جابر بن سمرہ سے روایت ہے حضرت علی علیہ السلام نے بروز خیبر دروازۂ قلعہ اپنے ہاتھوں پر لے لیا اور اس دروازے پر چڑھ کر مسلمان لشکری قلعہ تک جا پہنچے اور قلعہ فتح کر لیا پھر اس دروازے کو آزمایا گیا تو ۴۰ آدمی اس کو اٹھا سکے۔

عن عمر ابن الخطاب قال قال رسول الله لاعطين الراية رجلا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله کرار غیر فرار یفتح الله علیه جبریل عن یمینه و میکائیل عن یساره فبات الناس متشوقین فلما اصبح قال این علی قالوا یا رسول الله ما یبصر قال ائتونی به فلما اتی به فقال النبی ادن منی فدنا منه فتفل فی عینیه و مسحهما بیده فقام علی من بین یدیه کانه لم یرمد قط۔(۴۵)

حضرت عمر سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کل میں یہ علم لشکر ایسے مرد کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ بھی اسے دوست رکھتے ہیں وہ بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہے بھگوڑا نہیں خدا اس کے ہاتھوں پر فتح عنایت فرمائے گا۔ جبریل اس کے دائیں میکائیل بائیں ہوں گے۔ لوگ علم پانے کی تمنا میں رات بھر کروٹیں بدلتے رہے جب صبح ہوئی آنحضرتؐ نے فرمایا علی علیہ السلام کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ تو آشوب چشم کی وجہ سے تاک بھی نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا انھیں میرے پاس لاؤ جب علی علیہ السلام آئے آنحضرتؐ نے فرمایا میرے قریب آؤ۔ علی علیہ السلام قریب آئے آپ نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں لگایا اور اپنے ہاتھ آنکھوں پر پھیرے۔ حضرت علی علیہ السلام آپ کے پاس سے اس طرح بھلے چنگے ہو کر اٹھے جیسے آپ کو کبھی آشوب چشم ہوا ہی نہیں تھا۔

انت اول المومنین ایمانا و اعلمهم بایام الله و اوفاهم بعهد الله و اقسمهم بالسوية و ارأفهم بالرعية و اعظمهم رزيه و انت عاضدی و غاسلی و دافنی و المتقدم الی کل شدیدة و کریهة و لن ترجع بعدی کافرا و انت تقدمنی بلواء الحمد و تذود عن حوضی۔(۴۵)

تم تمام مومنین سے پہلے ایمان لانے والے عظمت وشان الہیٰ سے سب سے زیادہ واقف۔ عہد الہیٰ کو سب سے بڑھ کر پورا کرنے والے سب سے زیادہ منصفانہ تقسیم کرنے والے۔ رعیت پر سب سے بڑھ کر مہربان۔ مصائب کے لحاظ سے سب سے بڑھے چڑھے ہو۔ تم ہی میرے دست و بازو ہو۔ تم ہی مجھے غسل دو گے دفن کرو گے۔ ہر سختی و مصیبت کی طرف بڑھنے والے ہو۔ تم میرے بعد ہرگز کفر اختیار نہ کرو گے۔ تم بروز قیامت ہاتھوں میں لواء حمد لئے میرے آگے آگے رہو گے اور (منافقین کو) میرے حوض سے ہٹاؤ گے۔

اخی رسول الله بین الناس و ترکنی فقلت یا رسول الله اخیت بین اصحابك و ترکتنی قال ولم

ترکتك انما ترکتك لنفسی انت اخی و انا اخوك قال فان حاجك احد فقل انی عبد الله واخی رسول الله لایدعیها احد بعدك الا کذاب۔(۴۵)

پیغمبرؐ نے مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم کیا اور مجھے چھوڑ دیا میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور مجھے چھوڑ دیا معلوم نہیں کیوں؟ آں حضرتؐ نے فرمایا تمہیں میں نے اپنے لئے چھوڑا ہے تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔ اب اگر تم سے کوئی حجت تکرار کرے تو کہہ دینا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور رسولؐ کا بھائی ہوں۔ تمہارے علاوہ جو شخص بھی یہ دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہوگا۔

یا علی انت اخی و صاحبی و رفیقی فی الجنة۔

(۴۶) استیعاب جلد ۲ ۴۷۳، ریاض نضرہ جلد ۲ ۱۶۷، اصابہ ۴ ۲۶۹، اسد الغابہ جلد ۴ ۱، طبقات ابن سعد جلد قسم اول ۱۳)

اے علی علیہ السلام تم میرے بھائی اور میرے ساتھی اور جنت میں میرے رفیق ہو۔

قال سمعت علیا یقول انا عبد الله و اخو رسوله لایقولها احد بعدی الکاذب فقال بها رجل فاصابته جنة۔(۴۶)

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو ارشاد فرماتے سنا کہ میں خدا بندہ اور رسولؐ کا بھائی ہوں میرے سوا جو شخص یہ دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے یہی دعویٰ کیا اور اسے جنون ہوگیا۔

قیل لعلی مالك اکثر اصحاب رسول الله حدیثا فقال انی کنت اذا سالته انبأنی واذا سکت ابتدانی۔(۴۶)

حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ تمام صحابہ سے بڑھ کر پیغمبرؐ کی حدیثیں آپ کو کیونکر معلوم ہوئیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری یہ حالت تھی کہ جب میں پیغمبرؐ سے کوئی بات پوچھتا تو آپ بتاتے اور جب خاموش رہتا تو آپ خود پہل کر کے مجھ سے فرماتے۔

حسبی حسب رسول الله و دینی دینه فمن تناول منی شیئا فانما تناوله من رسول الله۔(۴۶)

میرا حسب بعینہ رسولؐ کا حسب ہے اور میرا دین بھی پیغمبرؐ کا دین ہے اگر کوئی شخص میرے متعلق لب کشائی کرے گا تو وہ پیغمبرؐ کے متعلق لب کشائی کرے گا۔

قال عمر لاتذکر علیا الا بخیر فانك ان اذیته أذیت هذا فی قبره۔(۴۶)

حضرت عمر نے فرمایا کہ علی علیہ السلام کا جب ذکر کرو بھلائی کے ساتھ کرو کہ اگر تم نے علی علیہ السلام کو اذیت دی تو اس بزرگ

(حضرت محمد مصطفیٰ) کو اُن کی قبر میں اذیت پہنچاؤ گے۔

عن جميع بن عمير انه سأل عائشة من كان احب الناس الى رسول الله قالت فاطمة قال لسنا لسالك عن النساء بل الرجال قالت زوجها۔(۴۷)

جمیع بن عمیر سے روایت ہے انھوں نے عائشہ سے پوچھا پیغمبرؐ کو سب سے بڑھ کر کون محبوب تھا؟ آپ نے فرمایا فاطمہؑ دختر پیغمبرؐ جمیع نے کہا ہم عورتوں کے متعلق نہیں بلکہ مردوں کے متعلق پوچھتے ہیں۔آپ نے کہا فاطمہؑ کے شوہر مردوں میں سب سے بڑھ کر محبوب تھے۔

هذا جبريل يخبرني ان السعيد حق السعيد من احب عليا في حياته و بعد موته و ان الشقي كل الشقي من ابغض عليا في حياته و بعد موته۔(۴۷)

یہ جبریل مجھے بتارہے ہیں کہ نیک بخت اور واقعی نیک بخت وہ ہے جو علی علیہ السلام کو ان کی زندگی میں بھی اور ان کے مرنے کے بعد بھی دوست رکھے اور بد بخت اور واقعی بد بخت وہ ہے جو علی علیہ السلام کو ان کی زندگی اور ان کے مرنے کے بعد دشمن رکھے۔

ادعوا لي سيد العرب قيل الست سيد العرب قال انا سيد ولد آدم و علي سيد العرب فلما جاء قال يا معشر الانصار الا ادلكم على ما ان تمسكتم به لن تضلوه بعده ابدا هذا علي فاحبوه بحبي و اكرموه بكرامتي فان جبرئيل امرني بالذي قلت لكن عن الله عزوجل۔(۴۷)

آں حضرتؐ نے فرمایا میرے پاس سردار عرب کو بلاؤ لوگوں نے کہا کیا آپ خود سردار عرب نہیں۔آپ نے فرمایا ۔میں جملہ بنی آدم کا سردار ہوں اور علی علیہ السلام عرب کے سردار ہیں جب علی علیہ السلام آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے گروہ انصار میں ایسے شخص کی طرف تمہاری رہبری نہ کردوں کہ اگر تم اس کے دامن سے متمسک ہو تو ہرگز گمراہ نہ ہو وہ شخص یہ علی علیہ السلام ہیں لہٰذا میری محبت جیسی ان سے محبت کرو اور میری تعظیم جیسی ان کی تعظیم میں نے جو کچھ ابھی کہا اس کا جبریل خداوند عالم کے پاس سے حکم لے کر آئے تھے۔

عن عمرو بن العاص قال ما قدمت من غزوة ذات السلاسل و كنت اظن ان ليس احد احب الى رسول الله مني فقلت يا رسول الله اي الناس احب اليك قال فلان قلت يا رسول الله فاين علي فالتفت الى اصحابه و قال ان هذا يسألني عن نفسي۔(۴۷)

عمرو بن عاص ناقل ہیں کہ جب میں غزوۂ ذات السلاسل سے پلٹ کر آیا تو مجھے یہ خوش فہمی تھی کہ مجھ سے بڑھ کر رسولؐ کو کوئی اور پیارا نہ ہوگا میں نے پیغمبرؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ سب سے بڑھ کر پیارا کون ہے آپ کو؟ آپ نے کسی کے متعلق فرمادیا

کہ فلاں پیارا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اور علیؑ؟ کیا علی علیہ السلام آپ کو پیارے نہیں۔ آں حضرتؐ اپنے اصحاب کی طرف مڑے اور فرمایا ذرا اس شخص کی عقل کو دیکھو کہ مجھ سے میرے نفس کے متعلق پوچھ رہا ہے۔

عن علی قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما نزلت و این نزلت و علی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا سؤلا۔(۴۸)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا قسم بخدا کلام مجید کی کوئی آیت بھی ایسی نہ ہوگی جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، کہاں نازل ہوئی، کب نازل ہوئی میرے پروردگار نے مجھے سمجھنے والا دل اور دریافت کرنے والی گویا زبان بخشی ہے۔

سلونی قبل ان تفقدونی فانی لا اسئل عن شی دون العرش اخبرت عنہ۔(۴۸)

جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہو پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے کھو بیٹھو عرش سے نیچے کی جو بات بھی مجھ سے پوچھی جائے گی میں اس کی خبر دوں گا۔

عن سعید بن المسیب قال ما کان احد من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب۔(۴۸)

سعید بن مسیب ناقل ہیں سوا علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو۔

قال لیھنئک العلم یا ابا الحسن لقد شربت العلم شربا و نھلتہ نھلا۔(۴۸)

مبارک ہو علم آپ کو اے ابوالحسنؑ آپ نے علم کو سیر و سیراب ہو کر پیا ہے۔

قال رسول اللہ یا علی ان اللہ امرنی ان ادنیک و اعلمک لتعی و انزلت ھذہ الایۃ و تعیھا اذن و اعیۃ فانت اذن و اعیۃ لعلمی۔(۴۸)

آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی علیہ السلام خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے سے تمہیں قریب کروں اور تمہیں علوم تعلیم کروں تاکہ تم یاد رکھو اور یہ آیت نازل ہوئی، یاد رکھتے ہیں اسے یاد رکھنے والے کان، تو تم ہی میرے علوم کے لئے یاد رکھنے والے کان ہو۔

عن علی فی قولہ و تعیھا اذن و اعیۃ قال قال لی رسول اللہ سالت اللہ ان یجعلھا اذنک یا علی فما سمعت من رسول اللہ شیئا فنسیتہ۔(۴۸)

ارشاد خداوند عالم کہ ’’یاد رکھتے ہیں اسے یاد رکھنے والے کان‘‘ کے متعلق حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھ سے پیغمبرؐ خدا نے ارشاد فرمایا میں نے خداوند عالم سے سوال کیا کہ اسے تمہارا کان قرار دے چنانچہ پیغمبرؐ ہی کی دعا کا یہ نتیجہ ہے کہ میں

نے پیغمبرؑ سے جو کچھ بھی سنا بھولا نہیں۔

کان علی ابن ابی طالب یقول ازواجی و ابرار عترتی احلم الناس صغارا و اعلم الناس کبارا ابنا ینفی اللہ الکذب و نبا یعقر اللہ اینا ب الذئب الکلب ونبا یفك اللہ عنوتکم و ینزع ربق اعنا قکم و نبا یفتح اللہ و یختم۔(۵۰)

حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے کہ میں اور میری پاک و پاکیزہ بیوی اور میری نیکوکار عترت بچپنے میں سب سے زیادہ حلیم بڑے ہو کر سب سے زیادہ صاحب علم ہیں ہمارے ہی ذریعہ خدا جھوٹ کو باطل کرتا ہے اور ہمارے ہی ذریعہ خونخوار و ناپاک دشمنوں کے دانت توڑتا ہے۔ ہمارے ہی وجہ سے تمہاری مشکلیں حل اور ہماری ہی وجہ سے تمہاری گردنوں کا پھندا دور کرتا ہے ہمیں سے ابتداء کرتا ہے اور ہمیں پر ختم۔

عن جابر بن سمرہ قالوا یارسول اللہ من یحمل رایتك یوم القیامة قال من یحسن من یحملها الامن حملها فی الدنیا علی ابن ابی طالب۔(۵۰)

جابر بن سمرہ سے روایت ہے لوگوں نے پیغمبرؑ سے عرض کیا یا رسولُ اللہ بروز قیامت آپ کے رایت کا حامل کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو دنیا میں میرے رایت کا حامل رہا وہی آخرت میں بھی یعنی علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ۔

قال رسول اللہ لعلی انت امامی یوم القیامة فیدفع الی لواء الحمد فادفعه الیك و انت تذود الناس عن حوضی۔(۵۰)

آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت تم میرے آگے آگے ہوگے مجھے لواء حمد دیا جائے گا اور میں تمہارے حوالے کردوں گا تم ہی لوگوں کو میرے حوض سے ہنکاؤ گے۔

یا علی انی سالت ربی عزوجل فیك خمس خصال اعطانی اما الاولی فانی سألت ربی ان تنشق عنی الارض و انفض التراب عن راسی و انت معی فاعطانی و اما الثانیه فسالته ان یوقفنی عند کفة المیزان و انت معی فاعطانی و اما لثالثه فسالته ان یجعلك حامل لوائی فاعطانی و اما الرابعة فسالت ربی ان تسقی امتی من حوضی فاعطانی و اما الخامسة فسالت ربی ان یجعلك قائد امتی الی الجنة فاعطانی فالحمد للہ الذی من به علی۔(۵۰)

اے علی علیہ السلام میں نے اپنے پروردگار سے تمہارے لئے پانچ باتوں کا سوال کیا اور خداوند عالم نے میرے پانچوں سوال پورے کیے پہلا سوال تو یہ کیا کہ جب زمین شگافتہ ہو اور میں سر سے خاک جھاڑتا بر آمد ہوں تو تم میرے ساتھ ساتھ ہو یہ

سوال خداوند عالم نے پورا کیا دوسرا سوال یہ کیا کہ خداوند عالم مجھے میزان کے پلڑوں کے پاس ٹھہرائے اور تم بھی میرے پاس ہو۔ یہ سوال بھی خدا نے پورا کیا۔ تیسرا سوال یہ کہ تمہیں کو میرے جھنڈے کا اٹھانے والا قرار دے۔ خداوند عالم نے یہ درخواست بھی منظور کی۔ چوتھا سوال یہ کہ تم میری امت کو میرے حوض کوثر سے سیراب کرو خدا نے اسے بھی منظور کیا۔ پانچواں سوال یہ کہ خداوند عالم تمہیں میری امت کو جنت کی طرف لے جانے والا قرار دے، خداوند عالم نے یہ سوال بھی قبول کیا۔ پس خداوند عالم کا حمد وشکر کہ میری التجائیں منظور فرما کر مجھے ممنونِ کرم فرمایا۔

لولاك يا علی ما عرف المومنون من بعدی۔(۵۱)

اے علی علیہ السلام اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد کے مومنین پہچانے نہ جاتے۔

يا علی ليس فی القيامة راكب غيرنا و نحن اربعة فقام رجل من الانصار فقال فداك ابی و امی فمن هم قال انا علی البراق و اخی صالح علی ناقة التی عقرت و عمی حمزة علی ناقتی العضباء و اخی علی علی ناقة من نوق الجنة بيده لواء الحمد ينادی لا اله الا الله محمد رسول الله فيقول الادميون ما هذا الا ملك مقرب او نبی مرسل او حامل عرش فيجيب هم ملك من بطنان العرش يا معشر الادميين ليس هذا ملكا مقربا ولا نبيا مرسلا ولا حامل عرش هذا الصديق الاكبر علی ابن ابی طالب۔(۵۱)

اے علی علیہ السلام بروز قیامت ہم لوگوں کے سوا کوئی سوار نہ ہوگا بس ہم ہی چار سوار ہوں گے۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوگیا اور اس نے سوال کیا یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ چار آدمی کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہوں گا اور میرے بھائی صالح پیغمبرؑ اپنے ناقہ پر سوار ہوں گے جو پے کیا گیا۔ اور میرے چچا حمزہ میرے ناقہ عضباء پر سوار ہوں گے اور میرے بھائی علی علیہ السلام جنت کے ناقوں میں ایک ناقہ پر سوار ہوں گے اور ان کے ہاتھ میں لواء حمد ہوگا اور وہ اعلان کرتے جائیں گے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی علیہ السلام کو دیکھ کر بنی آدم کہیں گے یہ یقیناً کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا حامل عرش ہے۔ اس پر عرش کے فرشتے کہیں گے اے بنی آدم یہ نہ تو ملک مقرب ہے نہ نبی مرسل نہ حامل عرش بلکہ یہ صدیق اکبر علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

يا علی اذا كان يوم القيامة اُتيت انت و ولدك علی خيل بلق بالدر و الياقوت فيامر الله بكم الی الجنة و الناس ينظرون۔(۵۱)

اے علی علیہ السلام بروز قیامت تم اور تمہاری اولاد موتی و یاقوت کے رنگ برنگے گھوڑوں پر سوار آؤ گے خدا تمہیں جنت میں جانے کو کہے گا اور لوگ دیکھتے رہیں گے۔

کان رسول الله اذا لم یغزا عطی سلاحه علیا او اسامه بن زید۔ (۵۲)

آنحضرتؐ جب خود جنگ نہ فرماتے تو اپنا اسلحہ صرف علی علیہ السلام یا اسامہ بن زید کو دیتے۔

قالت جبریل یا رسول الله ان هذا لهی المواساة فقال النبی انه منی و انا منه فقال جبریل و انا منکما یا رسول الله۔ (۵۲)

جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کی فدا کاری وجاں بازی دیکھ کر جبریل نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اسے ہمدردی کہتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا (کیوں نہ ہو) میں علی علیہ السلام سے ہوں اور علی علیہ السلام مجھ سے ہیں جبریل نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اور میں آپ دونوں سے۔

عرض لعلی رجلان فی خصومة فجلس فی اصل جدار فقال له رجل الجدار یقع فقال علی کفی بالله حارسا فقضی بینهما و قام ثم سقط الجدار۔ (۵۲)

حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں دو مدعی مدعا علیہ پیش کیے گئے آپ فیصلہ فرمانے دیوار کے نیچے بیٹھ رہے۔ایک شخص نے کہا دیوار گرا چاہتی ہے۔آپ نے فرمایا خدا نگہبان ہے۔آپ نے ان دونوں کے قضیہ کا فیصلہ فرمایا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔جب آپ دیوار کے سایہ سے باہر آگئے دیوار گر پڑی۔

عن علی قال انا قسیم النار۔ (۵۲)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں قسیم نار ہوں۔

ان علیا اتی یوم البصرة بذهب و فضة فقال ابیضی و اصفری غری غیری غری اهل الشام غدا اذا ظهر و اعلیك فشق قوله ذالك علی الناس فذکر ذالك له فاذن فی الناس فدخلوا علیه فقال ان خلیلی قال یا علی انك ستقدم علی الناس وشیعتك راضین مرضین و یقدم علیه عدوك غضاب مقمحین ثم جمع یده الی عنقه یریهم الاقماح۔ (۵۲)

حضرت علی علیہ السلام کے پاس سونا اور چاندی لائی گئی آپ نے فرمایا کہ اے سونا و چاندی میرے علاوہ اور کو دھوکا دینا کل اہل شام کو اپنے فریب میں مبتلا کرنا جب وہ تم پر قابض ہوں گے۔حضرت کا یہ جملہ لوگوں کو ذرا شاق گزرا اس کی خبر آپ کو ہوئی آپ نے لوگوں کو اپنے پاس طلب کیا اور فرمایا کہ میرے حبیب محمد مصطفےؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے علی علیہ السلام تم اور تمہارے شیعہ راضی خوشی آؤ گے اور تمہارے دشمن غضب ناک پس پشت ہاتھ بندھے ہوئے آئیں گے پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے لے جا کر بتایا کہ کس طرح دشمنوں کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوں گے۔

عن بن سعد قال قال رسول اللہ لعلی ثلاثا لان تکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم نزل علی رسول اللہ الوحی فادخل علیا و فاطمۃ و ابنیھا تحت ثوبہ ثم قال اللھم ھولاء اھلی و اھل بیتی و قال لہ حین خلفہ فی غزاۃ غزاھا فقال علی یا رسول اللہ خلفتنی مع النساء و الصبیان فقال رسول اللہ الاترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الاانہ لانبوۃ و قولہ یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ فتطاول المھاجرون لرسول اللہ لیراھم فقال این علی قالوا ھو ارمد قال ادعوہ فدعوہ فبصق فی عینیہ ففتح اللہ علی یدیہ۔(۵۳)

عامر بن سعد بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق تین باتیں ایسی ارشاد فرمائیں کہ اگر ایک بات بھی ان میں سے میرے لئے ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے علی علیہ السلام و فاطمہؑ اور ان کے بیٹے حسنؑ وحسین علیہ السلام کو اپنی چادر میں لیا پھر ارشاد فرمایا خداوندا یہی میرے اہل اور میرے اہل بیتؑ ہیں۔اور جب آپ کسی غزوہ میں تشریف لیے جارہے تھے اور علی علیہ السلام کو آپ نے اپنا قائم مقام بنایا تو علی علیہ السلام نے کہا آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ کے جارہے ہیں اس پر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارون تھے سوا اس کے کہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔اور بروز خیبر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا میں علم لشکر ایسے مرد کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ بھی اسے دوست رکھتے ہیں خداوند عالم اس کے ہاتھوں پر فتح عنایت فرمائے گا۔اس کے لئے مہاجرین نے اپنے کو لمبا کر کر کے دکھانا شروع کیا مگر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ انھیں آشوب چشم ہے۔آپ نے فرمایا انھیں میرے پاس بلاؤ چنانچہ لوگوں نے بلایا۔علی علیہ السلام آئے۔آنحضرتؐ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور خداوند عالم نے ان کے ہاتھوں پر فتح عنایت کی۔

عن عبد اللہ بن نجی قال سمعت علیا یقول ما ضللت ولا ضل بی و ما نسیت ما عھدا لی و انی لعلی بینۃ من ربی و انی لعلی الطریق۔(۵۳)

عبداللہ بن نجی راوی ہیں کہ میں نے حضرت کو ارشاد فرماتے سنا۔نہ میں گمراہ ہوں اور نہ کوئی شخص میری وجہ سے گمراہ ہوا اور رسولؐ نے جتنی باتیں مجھ سے فرمائیں ان میں کوئی بھولا نہیں اور میں اپنے پروردگار کی جانب سے روشن دلیل پر ہوں اور میں صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔

عن انس خرجت انا و علی مع رسول اللہ فی حائط المدینۃ فمررنا بحدیقۃ فقال علی ما احسن

ھذہ الحدیقة یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیقتك فی الجنة احسن منھا یا علی حتی حدائق کل ذالك یقول علی ما احسن ھذہ الحدیقة یا رسول اللہ فیقول حدیقتك فی الجنة احسن من ھذہ۔(۵۳)

انس صحابی ناقل ہیں کہ میں اور علی علیہ السلام پیغمبرؐ کی ہمراہی میں مدینہ کے اندر چلے ہمارا گذر ایک باغ سے ہوا علی علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ کتنا اچھا باغ ہے۔آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جنت میں تمہارا باغ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ سات باغوں سے گذرے ہر باغ کو دیکھ کر علی علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا اچھا باغ ہے اور ہر مرتبہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ جنت میں تمہارا باغ اس باغ سے کہیں بہتر ہے۔

انس بن مالك قال کنت احجب النبی فسمعته یقول اللھم اطعمنا من طعام الجنة فاتی بلحم مشوی فوضع بین یدیه فقال اللھم ائتنا بمن تحبه و یحبك و یحب نبیك قال انس فخرجت فاذا علی بالباب فاستاذن فلم اٰذن له ثم عدت فسمعت من النبی مثل ذالك فخرجت فاذا علی بالباب فاستاذن فلم اٰذن له احسب انه قال ثلاثا فدخل بغیر اذنی فقال النبی ما الذی ابطابك یا علی قال یا رسول اللہ جئت لادخل فحجبنی انس قال یا انس لم حجبته قال یا رسول اللہ لما سمعت الدعوة احببت ان یجئی رجل من قومی فتکون له۔(۵۳)

انس بن مالک ناقل ہیں کہ میں ایک مرتبہ پیغمبرؐ کی دربانی کی خدمت انجام دے رہا تھا میں نے آنحضرتؐ کو یہ دعا ارشاد فرماتے سنا۔خداوندا ہمیں جنت کے کھانوں میں سے کھلا۔پس ایک بُھنا ہوا طائر آپ کے پاس لایا گیا اور آپ کے سامنے رکھا گیا۔آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندا اُسے میرے پاس لا جسے تو محبوب رکھتا ہو اور وہ تجھے اور تیرے نبیؐ کو محبوب رکھتا ہو۔انس کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا۔تو دیکھا کہ دروازے پر علی علیہ السلام ہیں۔علی علیہ السلام نے اجازت چاہی میں نے اجازت نہ دی پھر میں اندر گیا تو رسولؐ کو وہی دعا ارشاد فرماتے سنا۔پھر میں باہر آیا تو دیکھا علی علیہ السلام ہیں۔انھوں نے اجازت چاہی اور میں نے اجازت نہ دی۔تین مرتبہ ایسا ہی ہوا آخر بغیر اجازت کے علی علیہ السلام اندر آگئے آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہاں اتنی دیر کر دی؟ علی علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ میں نے تو بار بار آنا چاہا لیکن انس نے روک دیا۔آنحضرتؐ نے فرمایا انس تم نے کیوں روکا؟ انس نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ میں نے آپ کو دعا مانگتے سن لیا تھا میں چاہتا تھا کہ میری قوم میں سے کوئی شخص آجائے تاکہ وہ آپ کی دعا کا مصداق ہو۔

عن علی قال انطلقت انا و النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اتینا الکعبة فقال لی رسول اللہ اجلس وصعد علی منکبی فذھبت لانھض به فرای منی ضعفا فنزل و جلس لی نبی اللہ فقال اصعد علی منکبی فصعدت

علی منکبی فنهض بی وانه یخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء۔(۵۳)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں اور پیغمبرؐ روانہ ہوئے خانہ کعبہ میں پہنچے۔آنحضرتؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ بیٹھو میں بیٹھ گیا تو آپ میرے کاندھوں پر کھڑے ہوئے میں نے چاہا کہ پیغمبرؐ کو لے کر کھڑا ہوں آنحضرتؐ نے مجھ میں کمزوری پائی آپ اُتر پڑے اور خود بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم میرے کاندھوں پر سوار ہو۔میں سوار ہوا آپ مجھے لے کر کھڑے ہوئے اس وقت میں اپنے کو اتنا بلند پا رہا تھا کہ اگر میں چاہتا تو آسمان کے کنارے چھولیتا۔

عن علی قال اخذ رسول الله بیدی فقال ان موسیٰ علیہ السلام سال ربه ان یطهر مسجده بهارون و انی سالت ربی ان یطهر مسجدی بك وبذریتك۔(۵۵)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آں حضرتؐ نے فرمایا جناب موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تھا کہ خداوندا ہارون کے ذریعہ میری مسجد کو پاک بنا اور میں نے اپنے پروردگار سے التجا کی ہے کہ تم سے اور تمہاری ذریت کے ذریعہ میری مسجد کو پاک کرے۔

عن الشعبی قال قال علی قال لی رسول الله مرحبا بسید المومنین و امام المتقین۔(۵۵)

شعبی ناقل ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا خوش آمدید اے مومنین کے سردار اور متقیوں کے امامؑ۔

رایت علیا اشتری تمرا بدارهم فحمله فی محفة فقیل یا امیر المومنین الانحمله عنك فقال ابو العیال احق بحمله۔(۵۶)

میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ انھوں نے کھجور خریدی اور اپنے اوڑھنے کی چادر میں اٹھا کر چلے۔لوگوں نے عرض کیا امیر المومنینؑ یہ شرف ہمیں عنایت ہو ہم لے کر چلیں۔آپ نے فرمایا عیال والا اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے۔

رووی علی علی ازار موقوع فقیل له فقال یقتدی به المومن و یخشع به القلب۔(۵۷)

حضرت علی علیہ السلام کو پیوند لگی چادر اوڑھے دیکھا گیا۔کسی نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اس لئے تاکہ مومن اس کی پیروی کریں اور دل میں خاکساری پیدا ہو۔

رایت علی علی قمیصا من هذه الکرابیس غیر غسیل۔(۵۷)

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو بے دُھلے کھدر کا موٹا کرتہ پہنے ہوئے دیکھا۔

اتیت علیا یوما فجاء قنبر فقال یا امیر المومنین انك رجل لایبقی شیئا وان لاهل بیتك فی

هذا المال نصیبا وقد خبات لك خبیئة قال و ما هی قال فانطلق فانظر ماهی قال فادخله بیتا فیه ماسنة مملوۃ انیة ذهبا اوفضة فلما راها علی قال ثکلتك امك لقد اردت ان تدخل بیتی نارا عظیمة ثم جعل یزنها و یعطی کل شریف حصته ثم قال هذا خبائی و خیارہ فیه۔(۵۷)

میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا تھوڑی دیر میں قنبر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ ایسے شخص ہیں کہ آپ کچھ بھی اٹھا کر نہیں رکھتے اس مال میں آپ کے گھر والوں کا بھی حصہ ہوتا ہے اور میں نے کچھ چھپا کر آپ کے لئے رکھ دیا ہے۔آپ نے فرمایا کیا چھپایا ہے جا کر دیکھوں کیا ہے چنانچہ آپ تشریف لے گئے۔ایک کمرے میں جا کر دیکھا کہ ایک ظرف سونے یا چاندی سے بھرا رکھا ہے۔آپ نے جب اسے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد کیا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تم نے چاہا تھا کہ میرے گھر میں بڑی آگ لگاتے پھر آپ نے اسے تولنا شروع کیا اور ہر شریف کو اس کا حصہ دے دیا پھر فرمایا دیکھو یہ ہے میرا چھپانا اور یہ ہے میرا اس میں تصرف۔

عن مجمع ان علیا کان یکس بیت المال ثم یصلی فیه رجاء ان یشهد له یوم القیامة انه لم یحبس فئة المال عن المسلمین۔(۵۷)

مجمع ناقل ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام بیت المال میں برابر جھاڑو دیا کرتے اس امید میں کہ بروز قیامت یہ گواہ ہوگا کہ میں نے مسلمانوں کے مال کو روک کر نہیں رکھا۔

عن ابی مطر قال خرجت من المسجد فاذا رجل ینادی خلفی ارفع اذارك فانه اتقی لربك و انقی لثوبك وخذ من راسك ان کنت مسلما فاذا هو علی و معه الدرۃ فانتهی الی سوق الابل فقال بیعوا ولا تحلفوا فان الیمین ینفق السلعة و تمحق البرکة ثم اتی صاحب التمر فاذا خادم تبکی فقال ماشانك قالت باعنی هذا تمرا بدرهم فابی مولای ان یقبله فقال خذه و اعطها درهما فانه لیس لها امر فکانه ابی فقلت الا تدری من هذا قال لا قلت علی امیر المومنین فصب تمرہ و اعطاها درهما وقال احب ان ترضیٰ عنی یا امیر المومنین قال ما ارضانی عنك الا اناوفیتهم ثم مو مجتاز ابا صحاب التمر فقال اطعموا المسکین یربو کسبکم ثم مر مجتاز احتی انتهی الی اصحاب السمك فقال لا یباع فی سوقنا طافئی ثم اتی دار بزاز و هی سوق الکرابلیس فقال یا شیخ احسن بیعی فی قمیص بثلاثة دراهم فلما عرفه لم یشتر منه شیئاً ثم اتی اخر فلما عرفه لم یشتر منه شیئاً ثم اتی غلاما حدثا فاشتری منه قمیصا بثلاثة دراهم و لبسه ما بین الوسعین الی الکعب فجاء صاحب الثوب فقیل ان ابنك باع من

امیر المومنین قمیصاً بثلاثة دراهم قال فهلا اخذت منه درهمین فاخذ الدرهم ثم جاء به الی علی فقال امسك هذا الدرهم قال ماشانه قال كان قمیصا ثمنه درهمان باعك ابنی بثلاثة دراهم قال باعنی رضاعی واخذت رضاه۔(۵۷)

ابو مطر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد سے نکلا میں نے ایک شخص کو اپنے پیچھے پکار کر یہ کہتے سنا" پائنچے اونچے کرلو کہ یہ تمہارے پروردگار کے لئے پسندیدہ اور تمہارے لباس کو پاک رکھنے والا ہے اور اپنے سر کو جھکا کر چلو اگر تم مسلمان ہو"۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو امیر المومنینؑ علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے اور آپ کے ہاتھ میں درہ تھا پھر آپ اونٹ کے بازار میں پہنچے اور اونٹ بیچنے والوں سے فرمایا کہ بیچو مگر قسم نہ کھاؤ کہ قسم مال کو کھوٹا اور برکت کو زائل کردیتی ہے پھر کھجور بیچنے والوں کے پاس پہنچے آپ نے ایک لونڈی کو روتے پایا پوچھا کیوں رورہی ہے؟ اس نے کہا اس کھجور بیچنے والے نے یہ کھجوریں مجھے ایک درہم میں دی تھیں میرا آقا ان کھجوروں کو پسند نہیں کرتا۔ آپ نے اس کھجور والے سے کہا کھجور واپس لے لو اور اس کا درہم پلٹادو کہ یہ کنیز ہے اس کا کوئی اختیار نہیں کھجور والے نے ذرا پس و پیش کیا۔ میں نے کہا تو جانتا نہیں کہ یہ کون ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے عرض کیا امیر المومنینؑ ہیں اس نے سنتے ہی کھجور واپس لے لی اور درہم واپس کردیا اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ راضی ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں تم سے جب ہی راضی ہوں گا جب تم لوگوں کو پورا سودا دیا کروگے پھر آپ کھجور والوں کی طرف سے ہو کر گذرے اور ان سے ارشاد فرمایا کہ مسکینوں کو بھی کھلاؤ اس سے تمہاری تجارت میں ترقی ہوگی پھر آپ مچھلی والوں کے پاس سے گزرے اور ارشاد فرمایا ہمارے بازار میں مردہ مچھلی نہ بیچی جائے۔ پھر آپ بزاز کے گھر آئے یعنی جہاں کھدر بکا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اے شیخ مجھے تین درہم کی کوئی اچھی سی قمیض دو مگر جب اس شخص نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس کی دوکان سے قمیض نہ خریدی دوسرے کے یہاں آئے اس نے بھی جب پہچان لیا تو اس سے بھی نہ خریدی پھر آپ تیسری دوکان پر آئے مالک موجود نہ تھا ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اس سے تین درہم میں ایک قمیض خریدی جو ٹخنوں تک نیچی تھی پھر اصل مالک آگیا لوگوں نے اسے بتایا تمہارے لڑکے نے امیر المومنینؑ کے ہاتھ ایک قمیض تین درہم میں بیچی ہے۔ اس نے لڑکے سے پوچھا کہ تم نے حضرت سے دو درہم کیوں نہیں لیے۔ پھر اس نے ایک درہم لیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور یہ درہم واپس لے لیں۔ آپ نے فرمایا کیسا درہم؟ اس نے عرض کیا اس قمیض کی قیمت دو درہم تھی جسے میرے لڑکے نے آپ کے ہاتھ تین درہم میں فروخت کیا۔ آپ نے فرمایا لڑکے نے تین درہم پر قمیض میری خوشی و پسند سے بیچا تھا اور میں نے اس کی رضا سے خریدا تھا۔

عن زید بن وهب قال خرج علینا علی وعلیه رداء وازار وثقه بخرقة فقیل له فقال انما البس

هذين الثوبين ليكون ابعد لي من الزهر و خيرا الى في صلاتي و سنة للمومن۔(۵۸)

زید بن وہب سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے آپ ایک چادر اوڑھے اور ایک لنگ باندھے ہوئے تھے اور اس پر ایک چٹ لپیٹ رکھی تھی اس کے بارے میں آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں یہ دونوں کپڑے اس لیے پہنتا ہوں تا کہ خوش نمائی سے دور تر رہوں، نماز میں سہولت ہو اور مومن کے لیے نمونہ عمل۔

الاحدثکم باشقی الناس رجلین احیمر ثمود الذی عقر الناقة و الذی یضربك یا علی علی هذه حتی یبل منها هذه۔(۵۸)

آں حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ بدبخت ترین مردم دو شخص ہیں ایک احیمر جس نے ناقہ صالح پے کیا دوسرا وہ جو اے علی علیہ السلام تمہارے اس سر پر ضربت لگا کر اس کے خون سے تمہاری اس ڈاڑھی کو تر کرے گا۔

ان هذا لن یموت حتی یملاء غیظا و لن یموت الا مقتولاً۔(۵۹)

یہ علی علیہ السلام اس وقت تک نہ مریں گے جب تک ان کا کلیجہ غم و غصہ سے بھر نہ جائے اور جب مریں گے مقتول ہو کر مریں گے۔

قال علی ما یحبس اشقاها ان یجئ فیقتلنی اللهم انی قد سئمتهم و سئمونی فارحمنی منهم و ارحمهم منی۔(۵۹)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا بدبخت ترین مردم کو کیا چیز روک رہی ہے۔اس بات سے کہ وہ آئے اور مجھے قتل کرے۔خداوندا میں ان لوگوں سے عاجز آچکا ہوں اور یہ بھی مجھ سے عاجز آچکے ہیں مجھے ان سے راحت دے اور میری طرف سے ان پر رحم فرما۔

عن عبد الله بن سبع قال خطبنا علی فقال والذی فلق الحبة و برأ النسمة لتخضبن هذه من هذه قال الناس فاعلمنا من هو لنبیرنه قال انشد کم بالله ان یقتل بی غیر قاتلی۔(۵۹)

حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اثنائے خطبہ میں آپ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے اس دانہ کو شگافتہ کیا اور روح پیدا کی یہ ڈاڑھی میری میرے اس سر کے خون سے خضاب ہو کر رہے گی۔لوگوں نے عرض کیا آپ ہمیں بتا دیں کہ یہ حرکت کون کرے گا تا کہ ہم اسے نیست و نابود کر دیں۔آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم میرے قاتل کے سوا کسی اور کو قتل نہ کرنا۔

خطبنا علی ابن ابی طالب فقال الا ان بسر اقد طلع من قبل معاویة ولا اری هو لاء القوم

الا یستظھرون علیکم باجتماعھم علی باطلھم و تفرقکم عن حقکم و بطاعتھم امیرھم و معصیتکم امیرکم و بادائھم الامانۃ و بخیانتکم استعملت فلانا و غدر و حمل المال الی معاویۃ و استعملت فلانا فخان و غدر و حمل المال الی معاویۃ حتی لوائتمنت احدھم علی قدح خشب غل علاقتہ اللھم انی ابغضتھم و ابغضونی فارحمھم منی و ارحمنی منھم۔(۶۰)

حضرت علیؑ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ بُسر معاویہ کی طرف سے آپہنچا ہے اور میرا اندازہ ہے کہ وہ لوگ عنقریب تم پر غالب آ کر رہیں گے کیونکہ وہ اپنے باطل و ناحق پر متفق و متحد ہیں اور تم اپنے حق پر ہونے کے باوجود پراگندہ ہو وہ اپنے امیر کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور تم نافرمان۔ وہ امانت داری کرتے ہیں اور تم لوگ خیانت کرتے ہو۔ میں نے فلاں شخص کو عامل بنایا اس نے غداری کی اور حکومت کا روپیہ لے کر معاویہ کے پاس بھاگ گیا اب تو یہ حالت ہے کہ اگر میں تم میں سے کسی کو لکڑی کے پیالے کا امین بنالوں تو اس میں بھی بے ایمانی سے نہ چوکو۔ خداوندا میں ان سے بیزار ہو چکا ہوں اور یہ میرے دشمن ہو چکے ہیں تو میری طرف سے ان پر رحم فرما اور مجھے ان سے راحت بخش۔

عن جعفر قال لما دخل رمضان کان علی یفطر عند الحسن لیلۃ و عند الحسین لیلۃ و لیلۃ عند عبد اللہ بن جعفر الایزید علی اللقمتین او ثلاثا فقیل لہ فقال انما ھی لیال قلائل یاتی امر اللہ و انا خمیص۔(۶۱)

حضرت جعفر سے روایت ہے کہ جب ماہ مبارک رمضان شروع ہوا تو امیر المومنینؑ ایک شب امام حسن علیہ السلام کے یہاں افطار کرتے، ایک شب امام حسین علیہ السلام کے یہاں اور ایک شب اپنے بھتیجے عبد اللہ بن جعفر کے یہاں اور کبھی دو تین لقموں سے زیادہ نہ تناول فرماتے۔ آپ سے اس کے متعلق عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا زندگی کی چند راتیں رہ گئی ہیں چاہتا ہوں کہ حکم خدا جب پہنچے تو خالی شکم رہوں۔

ان علیا قال لقینی حبیبی فی المنام یعنی نبی اللہ فشکوت الیہ مالقیت من اھل العراق بعدہ فوعدنی الراحۃ منھم الی قریب فما لبث الاثلاثا۔(۶۱)

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے حبیب حضرت پیغمبرؐ خدا کو دیکھا میں نے ان تمام تکالیف کی حضرت سے شکایت کی جو مجھے آنحضرتؐ کے بعد عراق والوں کی طرف سے پہنچی تھیں۔ آپ نے ان لوگوں سے عنقریب چھٹکارا دلانے کا مجھ سے وعدہ فرمایا چنانچہ یہ خواب دیکھنے کے بعد بس تین روز آپ اور زندہ رہے۔

خطب الحسن بن علی حین قتل علی فقال یا اھل العراق لقد کان فیکم بین اظھرکم رجل

قتل الليلة اواصيب اليوم لم يسبقه الاولون بعلم ولايدركه الاخرون كان النبى اذا بعثه فى سرية كان جبريل عن يمينه و ميكائيل عن يساره فلا يرجع حتى يفتح الله عليه۔(۶۱)

حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کہا، عراق والو! آج کے دن تمہارے درمیان سے ایسا شخص اٹھا ہے جس کا علم میں نہ پہلے زمانہ والے مقابلہ کر سکتے ہیں نہ آخر میں آنے والے۔ آنحضرتؐ جب انھیں کسی مہم پر روانہ کرتے تو جبریل آپ کے دائیں ہوتے اور میکائیل بائیں اور آپ اس وقت تک پلٹتے نہیں جب تک خدا آپ کے ہاتھوں پر فتح نہ عنایت فرما دیتا۔

عن الحسن انه لما قتل على قام خطيبا فحمد الله و اثنى عليه ثم قال اما بعد و الله لقد قتلتم الليلة رجلا فى ليلة نزل فيها القران و فيها رفع عيسىٰ ابن مريم و فيها قتل يوشع بن نون فتى موسىٰ و فيها تبت على بنى اسرائيل۔(۶۱)

جب حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے تو امام حسن علیہ السلام خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے، حمد و ثنائے الٰہی کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا آج کی شب جس شب میں قرآن نازل ہوا جس میں عیسیٰ بن مریمؑ آسمان پر اٹھائے گے۔ جس میں یوشع بن نون وصی جناب موسیٰ شہید کیے گئے جس میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی شب میں تم نے امیر المومنینؑ کو ہلاک کیا ہے۔

ان رسول الله قال لعلى انت تقتل على سنتى۔(۶۲)

حضرت سرور کائناتؐ نے علی علیہ السلام سے کہا کہ تم میری سنت پر شہید ہو گئے۔

خرج على الى الفجر فاقبل الوزيصحن فى وجهه فطر دوهن فقال ذروهن فانهن نوائح فضربه ابن ملجم۔(۶۲)

حضرت علیؑ (روز شہادت) علی الصباح مکان سے برآمد ہوئے بطیں آپ کے سامنے آ کر چیخنے لگیں، لوگوں نے اُن بطوں کو ہنکانا چاہا، آپ نے فرمایا انھیں چھوڑ دو کہ یہ نوحہ کرنے والیاں ہیں۔ اسی دن آپ کو ابن ملجم نے ضربت لگائی۔

فقال على انه اسير فاحسنوا نزوله و اكرموا مثواه فان بقيت قتلت او عفوك وان مت فاقتلوه كما قتلنى ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين۔(۶۲)

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے قاتل کے متعلق فرمایا کہ یہ قیدی ہے اسے اچھی طرح رکھنا، اگر میں بچ گیا تو خود قتل کروں گا یا معاف کر دوں گا اور اگر میں مر گیا تو تم اسے قتل کر ڈالنا اور حد سے تجاوز نہ کرنا کہ خداوند عالم حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

رحم الله علیا اللهم ادر الحق معه حیث دار۔ (۶۲)

خدا رحم فرمائے علی علیہ السلام پر، خداوندا حق کو ادھر گردش دے جدھر علی گردش کریں۔

علی ابن ابی طالب منی کروحی فی جسدی۔ (۶۲)

علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو مجھ سے ایسا رشتہ ہے جیسے میری روح کو میرے بدن سے

من احب ان ینظر الی یحییٰ بن زکریا فی جهادته فلینظر الی علی فی طهارته۔ (۶۳)

جو شخص یحییٰ بن زکریا کو دیکھنا چاہتا ہو وہ علی علیہ السلام کو دیکھے۔

اقضاهم علی ابن ابی طالب۔ (۶۳)

سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

اشتد غضب الله عن من اُذانی فی عترتی (۹۱)

خداوند عالم کا شدید غضب ہو اُس پر جو مجھے میری عترت کے بارے میں اذیت دے۔

اول من اشفع له یوم القیامة من امتی اهل بیتی۔ (۹۱)

اپنی امت میں سب سے پہلے میں اپنے اہل بیتؑ کے لئے بروز قیامت شفاعت کروں گا۔

خیر کم خیر کم لاهلی من بعدی۔ (۹۱)

تم میں بہتر شخص وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل بیتؑ کے لئے بہتر ہو۔

سالت ربی ان لا یدخل احدا من اهل بیتی النار فاعطانیها۔ (۹۲)

خداوند عالم سے میں نے سوال کیا میرے اہل بیتؑ میں سے کسی کو جہنم میں نہ ڈال۔ خداوند عالم نے میری یہ درخواست قبول کی۔

احبوا الله لما یغذو کم به من نعمه و احبونی لحب الله و احبوا اهل بیتی لحبی۔ (۹۲)

خدا کو دوست رکھو کہ وہ اپنی نعمتیں تمہیں کھلاتا ہے اور خدا کی محبت کی وجہ سے مجھے محبوب رکھو اور میری وجہ سے میرے اہل بیتؑ سے محبت رکھو۔

مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح من رکبها نجی و من تخلف عنها غرق۔ (۹۲)

میرے اہل بیتؑ کی مثال کشتی نوح کی مثال ہے جو کشتی پر سوار ہوا اس نے نجات پائی جس نے گریز کیا وہ غرقاب ہوا۔

من صنع الی احد من اهل بیتی یدا کافاته علیها یوم القیامة۔ (۹۲)

جو شخص اہل بیتؑ کے ساتھ کوئی نیکی کرے گا بروز قیامت میں اس کا بدلہ دوں گا۔

من احبنی و احب هذين و اباهما و امهما كان معی فی درجتی يوم القيامة۔(۹۲)

جو شخص مجھے محبوب رکھے گا اور ان دونوں جگر گوشوں حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام اور ان کے والدین کو محبوب رکھے گا وہ بروز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

النجوم امان لاهل السماء و اهل بيتی امان لامتی۔(۹۲)

ستارے آسمان والوں کے لئے سبب امان ہیں اور میرے اہل بیتؑ میری امت کے لئے امان ہیں۔

اثبتكم على الصراط اشدكم حبا لاهل بيتی۔(۹۲)

تم میں سب سے زیادہ ثابت قدم پل صراط پر وہ ہوگا جو سب سے زیادہ میرے اہل بیتؑ سے محبت کرے گا۔

ان هذا ملك لم ينزل الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم علی و يبشرنی بان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة و ان الحسن و الحسين سيد اشباب اهل الجنة۔(۹۲)

یہ فرشتہ آج کی شب سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے پروردگار سے اجازت چاہی کہ میرے سلام کے لئے آئے اور مجھے خوش خبری دے کہ فاطمہؑ سردار خواتین جنت ہیں اور حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام سردار جوانان جنت ہیں۔

نحن ولد عبد المطلب سادة اهل الجنة انا و حمزه و علی و جعفر و الحسن و الحسين و المهدی۔(۹۲)

ہم بنی عبد المطلب علیہ السلام سردار جوانان اہل جنت ہیں، میں اور حمزہؑ، علیؑ وجعفرؑ، حسنؑ وحسین علیہ السلام اور مہدیؑ۔

انا حرب لمن حاربكم سلم لمن سالمكم قاله لعلی و فاطمة والحسن والحسين۔(۹۲)

آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام و فاطمہؑ وحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام سے فرمایا کہ تم جس سے برسرپیکار ہوئے اُس سے میں بھی برسرپیکار ہوں اور جس نے تم سے صلح کی اس سے میری بھی صلح ہے۔

ان اول من يدخل الجنة انا و انت و فاطمة و الحسن و الحسين قال علی فمحبونا قال من ورائكم۔(۹۲)

سب سے پہلے میں اور تم اور فاطمہؑ اور حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام جنت میں جائیں گے۔ علی علیہ السلام نے کہا اور ہمارے دوست دار؟ فرمایا وہ تمہارے پیچھے پیچھے۔

ان فاطمة و عليا و الحسن والحسين فی حظيرة القدس فی قبة بيضاء سقفها عرش

الرحمان۔(۹۲)

فاطمہؑ و علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام حظیرۃ قدس میں ہوں گے سپید قبہ کے نیچے جس کی چھت خدا کا عرش ہے۔

ان لکل اب عصبة ينتمون اليها الاولد فاطمة فانا وليهم و انا عصبهم و هم عترتي خلقوا من طينتي ويل للمكذبين بفضلكم من احبهم احبه الله ومن ابغضهم ابغضه الله۔(۹۲)

ہر باپ کی اولاد کے لئے ایک بزرگ خاندان ہے جس کی طرف وہ منسوب ہوتے ہیں سوا بنی فاطمہؑ کے کہ میں ہی ان کا ولی اور ان کا بزرگ خاندان ہوں وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں۔ عذاب جہنم ہو اس کے لئے جو تمہارے فضل و شرف کو جھٹلائے۔ جو ان سے محبت کرے گا خدا اسے دوست رکھے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا خدا اس سے دشمنی کرے گا۔

من احب ان يبارك له في اهله و ان يمتعه الله بما خوله فليخلفني في اهلي خلافة حسنه و من لم يخلفني فيهم تبك عمرو ورد علي يوم القيامة مسودا وجهه۔(۹۲)

جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ خداوند عالم اس کے اہل میں برکت عنایت فرمائے اور اپنی نعمتوں سے بہرہ یاب کرے وہ میرے اہل کے لئے میرا اچھا جانشین بن جائے اور جو میرے اہل کے لئے میرا اچھا جانشین نہ بنے گا وہ خود اس پر آنسو بہائے گا اور قیامت میں اس طرح آئے گا کہ چہرہ اس کا سیاہ ہوگا۔

شفاعتي لامتي من احب اهل بيتي و هم شيعتي۔(۹۳)

میری امت میں سے بس اُسی کو میری شفاعت نصیب ہوگی جو میرے اہل بیتؑ کے دوست دار ہوں اور وہی میرے شیعہ بھی ہیں۔

اربعة انا لهم شفيع يوم القيامة المكرم لذريتي و القاضي لهم حوائجهم والساعي لهم في امورهم عندما اضطروا اليه والمحب لهم بقلبه ولسانه۔(۹۳)

چار شخصوں کا میں بروز قیامت سفارشی ہوں۔ جو شخص میری عترت کی عزت و تکریم کرے، جو ان کی ضروریات رفع کرے، جو اُن کے امور میں جب کہ وہ پریشان و مضطر ہوں سعی و کوشش کرے اور جو شخص انھیں دل اور زبان سے دوست رکھے۔

اول من يرد علي الحوض اهل بيتي و من احبني من امتي۔(۹۳)

بروز قیامت حوض کوثر پر سب سے پہلے میرے اہل بیتؑ آئیں گے اور میری امت میں سے وہ جو میرے اہل بیتؑ کے دوستدار ہوں گے۔

الاان مسجدی ھذا حرام علی کل حائض من النساء و کل جنب من الرجال الاعلی محمد و اھل بیتہ علی و فاطمۃ والحسن والحسین۔(۹۳)

دیکھو میری اس مسجد میں ہر مرد جنب و زن حائض کا داخلہ ممنوع و حرام ہے سوا محمدؐ او اہل بیتؑ محمدؐ علی علیہ السلام و فاطمہؑ و حسن علیہ السلام و حسینؑ کے۔

ایھا الناس انی فرط لکم و انی اوصیك بعترتی خیرا موعدکم الحوض۔(۹۳)

اے لوگو! میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میری عترت کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا، تمہاری وعدہ گاہ حوض کوثر ہے۔

اللھم اھل بیتی و انا مستودعھم کل مومن۔(۹۳)

خداوندا میرے اہل بیتؑ! میں انھیں ہر مومن کے حوالہ کر رہا ہوں۔

اللھم انك جعلت صلاتك و رحمتك و مغفرتك و رضوانك علی ابراھیم و آل ابراھیم اللھم الھم منی و انا منھم فاجعل صلاتك و رحمتك و مغفرتك و رضوانك علی و علیھم یعنی علیا و فاطمہ و حسنا و حسینا۔(۹۳)

خداوندتو نے اپنی صلوٰۃ ورحمت اور مغفرت وخوشنودی ابراہیم وآل ابراہیم کے لئے قرار دی۔خداوندا یہ علی علیہ السلام وفاطمہؑ حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں لہٰذا تو اپنی صلوٰۃ ورحمت، بخشش وخوشنودی ان کے لئے قرار دے۔

النجوم امان لاھل الارض من الغرق و اھل بیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفھا قبیلۃ اختلفوا فصار و احزب ابلیس۔(۹۳)

ستارے زمین والوں کے لئے غرق آب ہونے سے امان ہیں اور میرے اہل بیتؑ میری امت کے لئے اختلاف سے امان ہیں پس جب کہ کوئی قبیلہ میرے اہل بیتؑ کی مخالفت کرے گا تو ان میں پھوٹ پڑ جائے گی اور وہ شیطانی گروہ ہو جائیں گے۔

اھل بیتی امان لامتی فاذا ذھب اھل بیتی اتاھم مایوعدون۔(۹۳)

میرے اہل بیتؑ امان ہیں میری امت کے لئے جب میرے اہل بیتؑ نہ رہیں گے تو امت والوں کو ان چیزوں کا سامنا کرنا پڑے گا جن کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔

خیر رجالکم علی و خیر شبابکم الحسن و الحسین و خیر نسائکم فاطمۃ۔(۹۳)

تمہارے بہترین مرد علی علیہ السلام اور تمہارے بہترین جوان حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام اور تمہاری بہترین خاتون فاطمہؑ ہیں۔

والذی نفسی بیدہ لایدخل قلب امری الایمان حتی یحبھم للہ ولقرابتھم منی۔(۹۳)

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں ایمان اس وقت تک سما نہیں سکتا جب تک وہ میرے اہل بیتؑ کو برائے خدا اور میری قرابت کی وجہ سے محبوب نہ رکھے۔

من احب ہولاء فقد احبنی و من ابغضھم فقد ابغضنی یعنی الحسن والحسین و فاطمۃ و علیا ۔(۹۳)

جس نے حسن علیہ السلام وحسینؑ، علی علیہ السلام و فاطمہؑ کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے انھیں دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا۔

فی الجنۃ درجۃ تدعی الوسیلۃ فاذا سالتم اللہ فاسئلو الی الوسیلۃ قالوا یا رسول اللہ من یسکن معک فیھا قال علی و فاطمۃ و الحسن والحسین۔(۹۴)

جنت کا ایک درجہ وسیلہ نام کا ہے جب تم خدا سے دعا مانگو تو میرے لئے اسی درجہ وسیلہ کا سوال کرنا۔لوگوں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ اس وسیلہ میں آپ کے ساتھ اور کون کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا علی علیہ السلام و فاطمہؑ وحسن علیہ السلام وحسینؑ۔

من سرہ ان یحیا حیاتی و یموت مماتی و یسکن جنہ عدن التی غرسھا ربی فلیوال علیا من بعدی ولیوال ولیہ ولیقتد باھل بیتی من بعدی فانھم عترتی خلقوا من طینتی و زقوا افھمی فویل للمکذبین بفضلھم من امتی لقاطعین فیھم صلتی لاانالھم شفاعتی۔(۹۴)

جس شخص کو یہ بات خوش کرتی ہو کہ میرا جینا جئے اور میری موت مرے اور اس باغِ عدن میں رہے جسے خداوند عالم نے خاص اپنے دستِ قدرت سے لگایا وہ میرے بعد علی علیہ السلام کو اپنا حاکم سمجھے اور اُن کے ولی کو اپنا حاکم جانے اور میرے بعد میرے اہل بیتؑ کی اقتداء کرے کیونکہ وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے خلق ہوئے ہیں۔انھیں میرا فہم ملا ہے پس عذاب جہنم ہو اس کے لئے جو ان کے فضل و کرم کی تکذیب کرے اور میرے رشتہ کو ان سے کاٹے، خدا ان کو میری شفاعت سے محروم کرے۔

نحن اھل بیت لایقاس بنا احد۔(۹۴)

ہم اہل بیتؑ ہیں ہمارے اوپر کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

لایبغضنا احد ولایحسدنا احد الازید یوما القیامۃ عن الحوض بسیاط من النار۔(۹۴)

جو شخص ہم سے دشمنی کرے گا اور جو شخص ہم سے حسد کرے گا وہ بروز قیامت حوضِ کوثر سے آتشین کوڑوں سے

ہنکایا جائے گا۔

یا علی ان اول اربعة یدخلون الجنة انا و انت والحسن و الحسین و ذر ارینا خلف ظھورنا و ازواجنا خلف ذر ارینا و شیعتنا عن ایماننا و عن شمائلنا۔(۹۴)

اے علی علیہ السلام سب سے پہلے چار شخص جنت میں جائیں گے میں اور تم اور حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی اور ہماری ازواج، اولاد کے پیچھے اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔

اساس الاسلام حبی وحب اھل بیتی۔(۹۴)

اسلام کی بنیاد میری اور میرے اہل بیتؑ کی محبت ہے۔

عن زید بن ارقم قام فینا رسول اللہ خطیبا بماءٍ یدعی خماً بین مکة والمدینة فحمد اللہ و اثنی علیه و وعظ و ذکر ثم قال اما بعد ایھا الناس انی انتظر یاتینی رسول ربی فاجبت و انا تارك فیکم الثقلین احدھما کتاب اللہ فیه الھدی والصدق فاستمسکوا بکتاب اللہ وخذوا به فرغب فی کتاب اللہ وحث علیه ثم قال و اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی ثلاث مرات۔(۹۴)

زید بن ارقم ناقل ہیں کہ رسالت مآبؐ مکہ و مدینہ کے بیچوں بیچ مقام غدیر خم پر خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے آپ نے حمد وثنائے الہیٰ فرمائی وعظ ونصیحت کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں سراپا انتظار ہوا میرے پروردگار کا پیامبر آیا ہی چاہتا ہے اور مجھے لبیک کہنا پڑے گی۔ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب الہیٰ ہے۔ جس میں ہدایت وسچائی ہے تم کتاب خدا سے تمسک اختیار کرو اور اسے مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اسی سلسلہ میں آپ نے بہت کچھ ترغیب دلائی متوجہ کیا پھر فرمایا اور دوسرے میرے اہل بیتؑ ہیں اپنے اہل بیتؑ کے بارے میں تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

عن انس ان النبی کان یمر ببیت فاطمة ستة اشھر اذا خرج الی الفجر فیقول الصلوة یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔(۹۶)

انس صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ چھ مہینے تک نماز صبح کے لئے جاتے وقت فاطمہؑ کے دروازے سے ہو کر جاتے رہے اور فرماتے نماز اے اہل بیتؑ خدا کا اس کے سوا کوئی ارادہ ہی نہیں کہ تم سے ہر گندگی کو دور کرے اور یوں پاک و پاکیزہ کرے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

عن علی انه دخل علی النبی وقد بسط شملة فجلس علیھا ھو و علی و فاطمة والحسن و الحسین ثم اخذ النبی بمجامعه ثم قال اللھم ارض عنھم کما انا عنھم راضٍ۔(۹۶)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ خدمت پیغمبرؐ میں پہنچے آں حضرتؐ نے چادر بچھائی اس پر خود تشریف فرما ہوئے اور علی علیہ السلام و فاطمہؑ و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام بیٹھے پھر آپ نے سب کو اپنے حلقہ میں لیا اور فرمایا خداوندا تو بھی ان سے ویسا ہی راضی وخوشنود ہو جیسا میں ان سے راضی وخوشنود ہوں۔

البشری یا فاطمة فان المهدی منك۔(۹۶)

فاطمہؑ خوش ہو کہ مہدی علیہ السلام تمہاری اولاد سے ہوں گے۔

انما هی بضعة منی یریبنی ما یریبها و یوذینی ما اٰذاها۔(۹۶)

فاطمہؑ میرے بدن کا ایک حصہ ہے جو چیز اسے بری لگتی ہے وہ مجھ کو بھی بری لگتی ہے اور جو چیز اسے اذیت پہنچاتی ہے وہ مجھے بھی اذیت پہنچاتی ہے۔

انما فاطمة بضعة منی یوذینی ما اٰذاها و ینصبنی ما انصبها۔(۹۶)

فاطمہؑ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جو چیز اسے اذیت دیتی ہے مجھے بھی اذیت دیتی ہے اور جو اسے رنجیدہ کرتی ہے وہ مجھے رنجیدہ کرتی ہے۔

فاطمة بضعة منی یقبضنی ما یقبضها و یبسطنی ما یبسطها و ان الانساب تنقطع یوم القیامة غیر نسبی و سببی و صهری۔(۹۶)

فاطمہؑ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے دل تنگ کرتی ہے وہ مجھے دل تنگ کرتی ہے اور جو چیز اسے بشاش بناتی ہے وہ مجھے بشاش بناتی ہے اور سارے رشتے قیامت کے دن منقطع ہو جائیں گے سوا میری قرابت و رشتہ داری کے۔

فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی۔(۹۶)

فاطمہؑ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

یا فاطمة الا ترضین ان تکونی سیدة نساء المومنین۔(۹۷)

فاطمہؑ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

احب اهلی فاطمة۔(۹۷)

میرے گھر والوں میں محبوب تر فاطمہؑ ہے۔

فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله و ذریتها علی النار۔(۹۷)

فاطمہؑ نازش عفت و عصمت رہیں اسی لئے خدا نے ان پر اور ان کی ذریت پر آتش جہنم کو حرام قرار دیا۔

ابنتی فاطمۃ حوراء ادمیۃ لم تحض ولم تطمث وانما سماھا فاطمۃ لان اللہ فطمھا ومحبیھا من النار۔(۹۷)

میری پارۂ جگر فاطمہؑ انسانی حور ہے کبھی اس نے وہ نہ دیکھا جو عام عورتیں دیکھتی ہیں۔خداوند عالم نے اس کا نام فاطمہؑ اس لئے رکھا کہ خداوند عالم نے اس کو اور اس کے دوستداروں کو آگ سے دور رکھا۔

اتانی جبریل بسفر جلۃ من الجنۃ فاکلتھا لیلۃ اسری بی فعلقت خدیجۃ بفاطمۃ فکنت اذا اشتقت الی رائحۃ الجنۃ شممت رقبۃ فاطمۃ۔(۹۷)

جبریل میرے پاس جنت کا میوہ لے کر آئے میں نے اُسے شب معراج کھایا اس سے خدیجہؑ فاطمہؑ سے حاملہ ہوئیں چنانچہ جب میں خوشبوئے جنت کا مشتاق ہوتا تو گلوئے فاطمہؑ سونگھتا ہوں۔

یا فاطمۃ اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء العالمین و سیدۃ نساء المؤمنین و سیدۃ نساء ھذہ الامۃ۔(۹۷)

اے فاطمہؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام عالم کی عورتوں کی سردار، تمام مومنین کی عورتوں کی سردار اور اس امت کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔

یا فاطمۃ ان اللہ یغضب بغضبك و یرضی لرضاك۔(۹۷)

اے فاطمہؑ خداوند عالم تمہاری ناراضی سے ناراض اور تمہاری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔

انما فاطمۃ شجنۃ منی یبسطنی ما یبسطھا و یقبضنی ما یقبضھا۔(۹۷)

فاطمہؑ میری شاخ ہے جو چیز اسے بشاش کرتی ہے وہ مجھے بشاش کرتی ہے اور جو چیز اسے رنجیدہ کرتی ہے وہ مجھے رنجیدہ کرتی ہے۔

عن عائشۃ ان رسول اللہ فی مرضہ الذی قبض فیہ قال فاطمۃ یا بنتی احنی علی فاحنت علیہ فناجاہ ساعۃ ثم انکشفت عنہ تبکی و عائشۃ حاضرۃ ثم قال رسول اللہ بعد ذلك ساعۃ احنی علی فحنت علیہ فناجاھا ساعۃ ثم انکشفت تضحك فقالت عائشۃ یا بنت سول اللہ اخبرینی بما ذا ناجاك ابوك قالت اوشکت رایتہ ناجانی علی حال سر ثم ظننت انی اخبر بسرہ و ھو حی فشق ذلك علی عائشۃ ان یکون سر دونھا فلما قبضہ اللہ الیہ قالت عائشۃ لفاطمۃ الا تخبرینی ذلك الخبر قالت اما الان فنعم ناجانی فی المرۃ الاولی فاخبرنی ان جبریل کان یعارضہ القران فی کل عام مرۃ و انہ عارضہ القرآن العام

مرتین و انه اخبره انه لم یکن نبی بعد نبی الا عاش نصف عمر الذی کان قبله و انه اخبرنی ان عیسی عاش عشرین و مائة سنة ولا ارانی الا ذاهب علی راس السنین فابکانی ذالك و قال یا بنیة انه لیس من نساء المومنین اعظم رزیة منك فلا تکونی ادنی من امراة صبرا ثم ناجانی فی المرة الاخری فاخبرنی انی اول اهله لحوقا به و قال انك سیدة نساء اهل الجنة۔(۹۸)

حضرت عائشہ ناقل ہیں کہ حضرت رسالت مآبؐ نے اپنے مرض موت میں فرمایا فاطمہؑ میری پارۂ جگر ذرا مجھ پر جھک آؤ جناب فاطمہؑ جھک گئیں پیغمبرؐ کچھ دیر تک سرگوشی کرتے رہے پھر فاطمہؑ سیدھی ہو بیٹھیں اور رونے لگیں اور میں (عائشہ) موجود تھی۔تھوڑی دیر کے بعد پیغمبرؐ نے پھر فرمایا کہ میری طرف جھکو فاطمہؑ جھکیں۔پیغمبرؐ نے تھوڑی دیر سرگوشی کی اب کی فاطمہؑ ہنستی ہوئی سیدھی ہوئیں۔جناب عائشہ نے فاطمہؑ سے کہا اے دختر پیغمبرؐ حضرت نے تم سے کیا سرگوشی کی ہے ہمیں بھی بتاؤ فاطمہؑ نے کہا جو بات پیغمبرؐ نے مخفی طور پر کہی ہے آپ سمجھتی ہیں کہ میں اس کو افشاں کردوں گی اور وہ بھی پیغمبرؐ کی زندگی میں۔عائشہ کو بہت شاق گذرا کہ پیغمبرؐ نے انھیں چھوڑ کر فاطمہؑ سے راز کی بات کی۔جب آنحضرتؐ کی رحلت ہوگئی تو عائشہ نے جناب فاطمہؑ سے کہا اب تو پیغمبرؐ کا انتقال ہوگیا کیا اب بھی نہ بتاؤ گی کہ پیغمبرؐ نے کون سی راز کی بات تم سے کہی تھی۔جناب فاطمہؑ نے کہا اب بتائے دیتی ہوں پہلی مرتبہ جو پیغمبرؐ نے مجھ سے سرگوشی کی تو اس میں آپ نے بتایا کہ جبریل ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا مقابلہ پیغمبرؐ سے کرتے اب کی سال انھوں نے دو مرتبہ مقابلہ کیا ہے۔نیز جبریل نے بتایا کہ ہر نبی کے بعد کا نبی پہلے نبی کی آدھی عمر زندہ رہا، نیز بتایا کہ عیسیٰؑ صرف ۱۲۰ سال زندہ رہے لہٰذا میرا اندازہ ہے کہ میں ۶۰ برس ہی میں دنیا سے اٹھ جاؤں گا۔پیغمبرؐ کی اس بات نے مجھے رلادیا۔نیز فرمایا کہ پارۂ جگر! مومنین کی عورتوں میں تم سے بڑھ کر مصیبتوں والی کوئی عورت نہیں لہٰذا مصائب کے ہجوم کے وقت تم معمولی عورتوں جیسی نہ ہونا اور صبر کو ہاتھ سے جانے نہ دینا۔پھر دوبارہ پیغمبرؐ نے سرگوشی فرمائی اور مجھے بتایا کہ میں سب سے پہلے پیغمبرؐ سے ملوں گی، نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بیٹی تم تمام خواتین جنت کی سردار ہو۔

عن انس بن مالك قال جاء ابوبکر الی النبی فقعد بین یدیه فقال یا رسول الله قد علمت مناصحتی و قدمی فی الاسلام و انی و انی قال وما ذاك قال تزوجنی فاطمة فسلکت عنه او قال اعرض عنه فرجع ابوبکر الی عمر فقال هلکت و اهلکت قال و ما ذاك قال خطبت فاطمة الی النبی فاعرض عنی قال مکانك حتی اتی النبی فاطلب مثل الذی طلبت فاتی عمر النبی فقعد بین یدیه فقال یا رسول الله قد علمت مناصحتی و قدمی فی الاسلام و انی و انی قال و ما ذاك قال تزوجنی فاطمة فاعرض عنه فرجع عمر الی ابی بکر فقال انه ینتظر امر الله فیها انطلق بنا الی علی حتی نامره ان یطلب مثل الذی

طلبنا قال علی فاتیانی و انا اعالج فسیلا فقالا ابنة عمك تخطب قال فنبهانی لامر فقمت اجر ردائی طرفا علی عاتقی و طرفا اجره علی الارض حتی اتیت رسول الله فقعدت بین یدیه فقلت یا رسول الله عرفت قدمی فی الاسلام و مناصحتی و انی و انی قال و ما ذالك یا علی قال تزوجنی فاطمة قال و عندك شی قلت فرسی و بدنی قال اعنی درعی قال اما فرسك فلا بدلك منها و اما درعك فبعها فبعتها بار بعمائة و ثمانین فاتیته بها فوضعتها فی حجره فقبض منها قبضة فقال یابلال ابغنا بها طیبا وامرهم ان یجهزوها المجعل لهم سریر شرط بالشرط و سادة من ادم حشوها لیف وملا البیت کثیباً یعنی رملا وقال لی اذا اتتك فلا تحدث شیئا حتی اتیك فجاءت مع ام ایمن حتی قعدت فی جانب البیت و انا فی جانب و جاء رسول الله فقال اههنا اخی فقالت ام ایمن اخوك و اخوك و قد زوجته ابنتك قال نعم فدخل فقال لفاطمة ایتینی بماء فقامت الی قعب فی البیت فجعلت فیه ماء فاتت به فاخذه فمج فیه ثم قال لها قومی فنضج بین ثدییها و علی راسها و قال اللهم انی اعیذها بك و ذریتها من الشیطان الرجیم و قال لها ادبری فادبرت فنضح بین کتفیها ثم قال اللهم انی اعیذها بك و ذریتها من الشیطان الرجیم ثم قال لعلی ائتنی بماء فعلمت الذی یریدنی فقمت فملات القعب ماء فاتیته به فاخذ منه بفیه ثم مجه فیه ثم صب علی راسی و بین ثدلی ثم قال اللهم انی اعیذه بك ذریته من الشیطان الرجیم ثم قال ادبر فادبرت فصب بین کتفی و قال اللهم انی اعیذه بك و ذریته من الشیطان الرجیم و قال لی ادخل باهلك باسم الله و البرکة۔(۱۰۰)

انس بن مالک صحابی پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر خدمت پیغمبرؐ میں پہنچے آپ کے سامنے بیٹھے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور کتنا پہلے اسلام لایا اور میں ایسا اور میں ویسا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مطلب کیا؟ ابوبکر نے کہا آپ فاطمہؑ کو مجھ سے بیاہ دیجئے اس پر پیغمبرؐ خاموش ہو گئے یا آپ نے منہ پھیر لیا۔ ابوبکر حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا میں مر گیا، ہلاک ہو گیا۔ عمر نے ماجرا پوچھا۔ ابوبکر نے بتایا کہ میں نے پیغمبرؐ سے فاطمہؑ کی درخواست کی، آنحضرتؐ نے میری درخواست پر منہ پھیر لیا۔ عمر نے کہا یہیں ٹھہرے رہو میں پیغمبرؐ کی خدمت میں جاتا ہوں اور اپنے لئے درخواست کرتا ہوں۔ چنانچہ عمر خدمت پیغمبرؐ میں پہنچے، آپ کے سامنے بیٹھے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ میری خیر خواہی اور سابقیت اسلام سے آگاہ ہیں، میں ایسا اور میں ویسا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مطلب بیان کرو۔ عمر نے کہا آپ اپنی دختر فاطمہؑ کا عقد مجھ سے کر دیجئے۔ آنحضرتؐ نے اس مرتبہ بھی منہ پھیر لیا۔ عمر ابوبکر کے پاس پلٹ آئے اور کہا پیغمبرؐ فاطمہؑ کے متعلق حکم خدا کے منتظر ہیں

چلو میرے ساتھ علی علیہ السلام کے پاس ہم ان سے کہیں کہ اب وہ جا کر اپنے لئے فاطمہؑ کی درخواست کریں۔حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں ابوبکر وعمر میرے پاس پہنچے اور میں اپنے کھجور کے پودوں پر کام کر رہا تھا ان دونوں نے مجھے اس امر کی طرف متوجہ کیا۔میں پیغمبرؐ کی خدمت میں روانہ ہوا اس طرح کہ چادر کا ایک کونا میرے کاندھوں پر تھا اور ایک زمین پر کھنچتا جا رہا تھا یہاں تک کہ میں خدمت پیغمبرؐ میں پہنچا اور میں آپ کے حضور بیٹھا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ میری خیر خواہی اور سب سے پہلے اسلام لانے سے آپ واقف ہیں۔میں ایسا اور میں ویسا۔پیغمبرؐ نے فرمایا عرض کیا ہے؟ حضرت علی علیہ السلام نے کہا فاطمہؑ کو مجھ سے بیاہ دیجئے۔آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کے لائق کوئی چیز بھی ہے؟ عرض کیا ایک میرا گھوڑا ہے دوسری میری زرہ۔آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گھوڑا تو تمہارے لئے بہت ضروری ہے۔البتہ زرہ بیچ ڈالو۔چنانچہ میں نے ۴۸۰ درہم میں زرہ بیچ ڈالی اور درہم خدمت پیغمبرؐ میں لے کے پہنچا اور آپ کی آغوش میں ڈال دیئے آپ نے ان درہموں میں سے ایک مٹھی لیا اور فرمایا اے بلال اس سے خوشبو خرید لاؤ اور آں حضرتؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سامان جہیز تیار کرو چنانچہ ایک پلنگ اور ایک خرمہ کی چھال بھر کے چمڑے کا گدا تیار ہوا (اور نکاح ورخصتی ہوگئی) پیغمبرؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جب فاطمہ تمہارے گھر پہنچ جائیں تو میرا انتظار کرنا چنانچہ فاطمہؑ ام ایمن کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر کے ایک طرف بیٹھ گئیں اور میں دوسری طرف بیٹھا تھا پیغمبرؐ تشریف لائے اور پوچھا یہاں میرا بھائی ہے؟ ام ایمن نے پوچھا بھائی؟ کیا علی علیہ السلام آپ کے بھائی رہے جب کہ آپ نے ان سے اپنی بیٹی بیاہی ہے۔آں حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔آپ اندر تشریف لائے اور جناب فاطمہؑ سے کہا ذرا پانی لاؤ۔جناب فاطمہؑ نے ایک پیالہ اٹھایا اس میں پانی بھر کر لائیں پیغمبرؐ نے تھوڑا پانی منہ میں لے کر اس پیالہ میں پھر ڈال دیا اور جناب فاطمہؑ سے کہا کھڑی ہو،فاطمہ کھڑی ہوئیں۔آپ نے وہ پانی ان کے سر وسینہ پر چھڑکا اور یہ دعا فرمائی کہ خداوندا میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اور فاطمہؑ سے کہا پیچھے پھرو وہ پیچھے پھریں تو آپ نے وہی پانی ان کے دونوں کاندھوں پر چھڑکا اور پھر وہی دعا فرمائی کہ خداوندا فاطمہ کو اور ان کی اولاد کو شیطان سے بچا میں تیری پناہ میں دیتا ہوں پھر آں حضرتؐ نے مجھ سے کہا کہ تم ذرا پانی لاؤ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا،اٹھا اور پیالہ بھر کر آپ کی خدمت میں لایا،آپ نے سابق کی طرح ایک گھونٹ پانی منہ میں لیا پھر اسے پیالہ میں ڈال دیا اور اس پانی کو میرے سر وسینہ پر چھڑکا پھر دعا فرمائی خداوندا میں تیرے ذریعہ اسے اور اس کی اولاد کو شیطان سے بچاتا ہوں پھر آنحضرتؐ نے فرمایا پیچھے پھرو میں پیچھے پھر گیا تو آپ نے وہ پانی میرے دونوں کاندھوں کے درمیان چھڑکا اور دعائے سابق کے جملے دہرائے کہ خداوندا میں اسے اور اس کی نسل کو تیرے ذریعہ شیطان سے بچاتا ہوں ،اس کے بعد پیغمبرؐ نے فرمایا اب خدا کا نام لے کر برکت کے ساتھ اپنی زوجہ سے ملو۔

عن انس قال کنت قاعدا عند النبی فغشیه الوحی فلما سری عنه قال اتدری یا انس ماجاءبه جبریل من عند صاحب العرش قلت بابی و امی و ماجاء به جبریل من عند صاحب العرش قال ان الله امرنی ان ازوج فاطمة من علی۔(۱۰۰)

انس ناقل ہیں کہ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ نے فرمایا اے انس جانتے ہو جبریل کیا وحی لے کر آئے تھے خداوند عالم کے پاس سے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ قربان جبریل کیا وحی لے کر آئے؟ آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں فاطمہؑ کو علی علیہ السلام سے بیاہ دوں۔

عن الشعبی قال قال علی لقد تزوجت فاطمه بنت محمد و مالی ولها فراش غیر جلد کبش ننام علیه باللیل و نعلف علیه ناضحنا بالنهار و مالی خادم غیرها۔(۱۰۱)

شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میری اور فاطمہؑ کی شادی ہوئی اور ہم دونوں کے لئے ایک مینڈھے کی کھال کے سوا اور کوئی بستر نہ تھا ہم لوگ شب میں اس پر سوتے اور دن میں اپنے اونٹ کو اسی کھال پر چارہ کھلاتے اور سوا فاطمہؑ کے کوئی کنیز گھر کا کام کرنے والی نہ تھی۔

عن ام جعفر ان فاطمة بنت رسول الله قالت یا اسماء انی قد استقبحت ما یصنع بالنساء انه یطرح علی المرأة الثوب فیصفها فقالت اسماء یا بنت رسول الله الا اریك شیئا رایته بارض الحبشه فدعت بجرائد رطبة فحنتها ثم طرحت علیها ثوبا فقال فاطمة ما احسن هذا و اجمله یعرف به الرجل من المرأة فاذا انا مت فاغسلینی انت ولا یدخل احد فلما توفیت جاءت عائشة تدخل فقالت اسماء لا تدخلی فشکت الی ابی بکر فقالت ان هذه الخثعمیه تحول بینی و بین ابنة رسول الله و قد جعلت لها مثل هودج العروس فجاء ابوبکر فوقف علی الباب و قال یا اسماء ما حملك علی ان منعت ازواج النبی ان یدخلن علی ابنة رسول الله و جعلت لها مثل هودج العروس فقالت امرتنی ان لا یدخل علیها احد ثم غسلها علی و اسماء۔(۱۰۲)

ام جعفر بیان کرتی ہیں کہ فاطمہؑ بنت پیغمبرؐ نے اسماء سے کہا اسماء مجھے یہ بڑا ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی میت پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے اور وہ کپڑا عورت کے بدن کو پوری طرح نمایاں کر دیتا ہے۔اسماء نے کہا دختر پیغمبرؐ! میں ایک چیز دکھاؤں جو میں نے سرزمین حبشہ پر مشاہدہ کی ہے اسماء نے کھجور کی تازہ شاخیں منگائیں انھیں پلنگ پر خم کر کے لگا دیا اور اس پر کپڑا ڈال دیا۔جناب فاطمہؑ نے فرمایا کیا اچھا اور عمدہ طریقہ ہے اس طرح عورت اور مرد کی میت میں پہچان ہو جائے گی (اور

عورت کا بدن بھی معلوم نہ ہوگا) دیکھو جب میں مرجاؤں تو تم اور علی علیہ السلام مجھے غسل دینا اور کسی اور کو آنے نہ دینا چنانچہ جب فاطمہؑ کا انتقال ہوا تو عائشہ نے اندر آنا چاہا اسماء نے کہا اندر نہ آئیے انھوں نے جا کر اپنے باپ ابو بکر سے شکایت کی اور کہا یہ عورت میرے اور دختر پیغمبرؐ کے درمیان حائل ہوتی ہے اور فاطمہؑ کی میت کے لئے انھوں نے دُلھن جیسا ہودج بنایا ہے۔ابو بکر آئے اور دروازے پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ کیوں اسماء پیغمبرؐ کی بیویوں کو فاطمہؑ کی میت کے پاس کیوں آنے سے روکتی ہو اور پھر یہ تم نے دُلھن کے ایسا ہودج کیوں بنایا ہے؟ اسماء نے کہا فاطمہؑ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اُن کے جنازے پر کوئی نہ آئے پھر اسماء اور حضرت علی علیہ السلام نے غسل دیا۔

ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین ۔(۱۰۲)

میرا یہ فرزند حسن علیہ السلام سردار ہے اور خداوند عالم اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا۔

الا ان حسن بن علی قد اعطی من الفضل مالم یعط احد من ولد اٰدم ما خلا یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراهیم خلیل الله ۔(۱۰۲)

حسن بن علی علیہ السلام کو جتنے فضائل ومناقب حاصل ہوئے وہ جناب یوسف علیہ السلام کو چھوڑ کر بنی آدم میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئے۔

اللهم انی احب حسنا فاحبه واحب من یحبه۔(۱۰۲)

خداوندا میں حسن علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوں تو بھی انھیں دوست رکھ جو حسن علیہ السلام کو دوست رکھیں۔

ان النبیه صلی فسجد فرکبه الحسن فاطال السجود فقالوا یا رسول الله سجدت سجدة اطلتها حتی ظننا انه قد حدث امرا و انه یوحی الیك قال کل ذالك لم یکن و لکن ابنی ارتحلنی فکرهت ان اعجله حتی یقضی حاجتی ۔(۱۰۲)

پیغمبرؐ نے نماز پڑھی اس میں سجدہ کیا حسن علیہ السلام آپ کی پشت پر جا بیٹھے پیغمبرؐ نے سجدہ کو طول دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ نے اتنا طولانی سجدہ کیا کہ ہمیں خیال گذرا شاید کوئی بات رونما ہوئی یا آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ نہیں میرا فرزند میری پیٹھ پر بیٹھ رہا تھا مجھے پسند نہ ہوا کہ میں سجدے سے سر اٹھاؤں جب تک وہ جی بھر کے بیٹھ نہ لے۔

من احبنی فلیحب هذا یعنی الحسن ۔(۱۰۲)

جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ اسے (حسن علیہ السلام کو) محبوب رکھے۔

عن انس قال بینما رسول الله راقد اذ جاءه الحسن یدرج حتی قعد علی صدره ثم بال علیه فجئت امیطه عنه قال ویحك یا انس دع ابنی و ثمرة فواری فان من اٰذی هذا فقد اذانی و من اذانی فقد

اُذی اللہ۔(۱۰۲)

انس صحابی پیغمبرؐ سے مروی ہے کہ رسالت مآبؐ سو رہے تھے کہ حسن علیہ السلام گھٹنیوں کے بل چلتے آئے اور پیغمبرؐ کے سینے پر بیٹھ رہے اور آپ پر پیشاب کر دیا۔ میں دوڑا کہ حسن علیہ السلام کو پیغمبرؐ کے سینہ سے اُتار دوں۔ آں حضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تم پر اے انس چھوڑ دو میرے لال اور میرے میوۂ دل کو کہ جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی۔

عن علی دخل علینا رسول اللہ فقال این لکع ھٰھنا لکع فخرج علیه الحسن و علیه سخاب قرنفل و ھو ما دیدہ فمد رسول اللہ یدہ فالتزمه و قال بابی و امی من احبنی فلیحب ھذا۔(۱۰۳)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہمارے یہاں پیغمبرؐ خدا تشریف لائے پوچھا ننھا کہاں ہے کیا یہاں ننھا ہے؟ حسن علیہ السلام آپ کی طرف دوڑے اُن کے گلے میں لونگ کے پھولوں کا گردن بند پڑا ہوا تھا اور وہ اپنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے تھے رسولؐ اللہ نے ہاتھ بڑھا کر انھیں کلیجے سے لگا لیا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ اسے محبوب رکھے۔

قال عمرو بن العاص وابوالاعور السلمی لمعاویة ان الحسن بن علی رجل عی قال معاویه لاتقولا ذالك فان رسول اللہ قد تفل فی فیه و من تفل فی فیه رسول اللہ فلیس بعی۔(۱۰۳)

عمرو بن عاص اور ابوالاعور سلمی نے معاویہ سے کہا کہ حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام اچھی تقریر نہیں کر سکتے۔ معاویہ نے کہا ایسا نہ کہو پیغمبرؐ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں دیا ہے اور جس کے منہ میں پیغمبرؐ نے اپنا لعاب دہن دیا ہو وہ خوش تقریر نہ ہوگا تو کیا ہوگا۔

جلس رسول اللہ فی المسجد و انا معه فقال ادعو الی لکع فجاء الحسن یشتد حتی ادخل یدہ فی لحیة النبی و جعل النبی یفتح فمه فی فمه ثم قال اللھم انی احبه فاحبه و احبب من یحبه ثلاثه مرات۔(۱۰۳)

آں حضرتؐ مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور میں آپ کے ساتھ ساتھ تھا آپ نے فرمایا میرے پاس ننھے کو بلاؤ۔ حسن علیہ السلام دوڑتے ہوئے آئے اور پیغمبرؐ کی ریش مبارک سے کھیلنے لگے۔ اور پیغمبرؐ ان کے منہ کو کھول کر اپنا منہ اس پر رکھتے پھر آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندا میں اسے دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ اور اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے۔ یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

رایت رسول اللہ و ھو اُخذ بکفیه جمیعا حسنا او حسینا و قد ماہ علی رسول اللہ و ھو یقول

حزقة حزقة ترق عین بقة فترقی الغلام حتی یطلع قدمیه علی صدر رسول الله ثم قال له افتح فاك ثم قبله ثم قال اللهم احبه فانی احبه۔(۱۰۳)

میں نے پیغمبرؐ کو دیکھا آپ اپنے دونوں ہاتھوں سے حسن علیہ السلام یا حسین علیہ السلام کو پکڑے ہوئے تھے اوران کے پیر پیغمبرؐ کے پیر پر تھے اور پیغمبرؐ فرماتے ارے حُزقّہ ارے حُزقّہ ارے عین بقہ اوپر چڑھ یہ سن کروہ اوپر چڑھے یہاں تک کہ اپنے پاؤں آپ کے سینۂ مبارک پر رکھے (حزقہ ناتوان جوضعف سے جھوٹے قدم رکھتا ہو، عین بقہ یعنی مچھر کی آنکھ مطلب یہ ہے کہ چھوٹی آنکھ والا یہ پیار سے فرمایا انوار اللغۃ پارہ ۶ ۶۶) پھر آپ نے فرمایا کہ منہ کھولو، انھوں نے منہ کھولا تو آپ نے منہ چوم لیا پھر ارشاد فرمایا خداوندا تواسے دوست رکھ کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں۔

کنا مع ابی هریرة اذ جاء الحسن بن علی فسلم فقال ابو هریرة وعلیك السلام یا سیدی سمعت رسول الله یقول انه لسید۔(۱۰۳)

ہم لوگ ابوہریرہ کے ساتھ تھے کہ حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام تشریف لائے انھوں نے سلام کیا، ابوہریرہ نے کہا اور آپ پر سلام ہو اے میرے سید و سردار میں نے پیغمبرؐ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ حسن علیہ السلام سردار ہیں۔

عن ابی هریرة قال رایت رسول الله یمص لسان الحسن کما یمص الرجل التمرة۔(۱۰۳)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے پیغمبرؐ کو دیکھا کہ آپ حسن علیہ السلام کی زبان کو کھجور کی طرح چوس رہے تھے۔

ان اباهریرة لقی الحسن بن علی فقال ارفع ثوبك حتی اقبل حیث رایت النبی یقبل فرفع عن بطنه فوضع فمه علی سرته۔(۱۰۳)

ابوہریرہ کی ملاقات امام حسن علیہ السلام سے ہوئی ابوہریرہ نے عرض کیا ذرا اپنا کپڑا ہٹائیے تاکہ میں اس جگہ کا بوسہ لوں جہاں میں نے پیغمبرؐ کو بوسہ لیتے دیکھا ہے۔ آپ نے شکم مبارک سے کپڑا ہٹادیا، ابوہریرہ نے بڑھ کر آپ کی ناف پر منہ رکھ دیا۔

خرج النبی حامل الحسن علی عاتقه فقال له رجل یا غلام نعم المرکب رکبت فقال النبی ونعم الراکب هو۔(۱۰۳)

پیغمبر حسن علیہ السلام کو کاندھے پر بٹھائے برآمد ہوئے ایک شخص نے کہا بچے! کتنی اچھی سواری پر سوار ہو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ یہ خود کتنا اچھا سوار ہے۔

بینما الحسن بن علی یخطب اذا قام رجل من الازد آدم طوال فقال لقد رایت رسول الله وضعه فی حقویه یقول من احبنی فلیحبه فلیبلغ الشاهد الغائب۔(۱۰۴)

حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام خطبہ فرمار ہے تھے کہ بنی از د کا ایک دراز قد شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا میں نے اپنی آنکھوں سے پیغمبر کو دیکھا ہے کہ حسن علیہ السلام کو اپنی گود میں بٹھائے تھے اور ارشاد فرمار ہے تھے جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ اسے دوست رکھے اور میرے اس پیغام کو حاضر شخص غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دے۔

عن سودہ بنت سرح الکندیة قالت کنت فیمن حضر فاطمة حین ضربها المخاض فجاء النبی فقال کیف هی کیف ابنتی فدیتها قلت انها لتجهد یا رسول الله قال فاذا وضعت فلا تحدثی شیئا حتی توذینی قالت فوضعته و فی لفظ فلا تسبقینی به بشی قالت فوضعته فسررته و لففته فی خرقة صفراء فجاء رسول الله فقال ما فعلت ابنتی فدیتها و ما حالها و کیف هی فقلت یا رسول الله وضعته و سررته و جعلته فی حزقا صفراء قال لقد عصیتنی قلت اعوذ بالله من معصیة الله و معصیة رسوله سررته یا رسول الله ولم اجد من خالك بدا قال اُتینی به فاتیته به فالقی عنه لخرقة الصفراء ولفه فی خرقة بیضاء و تفل فی فیه والباه بریقه ثم قال ادعی لی علیا فدعوته فقال ما سمیته یا علی قال سمیته جعفرا یا رسول الله قال لا ولکنه حسن و بعده حسین و انت وابو الحسن والحسین۔(۱۰۴)

سودہ بیان کرتی ہیں کہ جب جناب فاطمہؑ کے یہاں ولادت کا وقت آیا تو اور لوگوں کے ساتھ میں بھی موجود تھی پیغمبرؐ تشریف لائے اور دریافت فرمایا میری بیٹی کیسی ہے میری پارۂ جگر کا کیا حال ہے میں اس پر قربان جاؤں۔ میں نے عرض کیا اذیت میں ہیں یا رسولؐ اللہ، آپ نے فرمایا جب بچہ پیدا ہو تو بغیر کچھ کیے مجھے فوراً خبر دینا چنانچہ بچہ پیدا ہوا، میں نے نال کاٹی اور زرد کپڑے میں لپیٹا، پیغمبر تشریف لائے، آپ نے پوچھا میری پارۂ جگر کا کیا حال ہے، کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ بچہ پیدا ہو چکا میں نے اس کی نال کاٹ دی ہے اور اس کو زرد کپڑے میں لپیٹ دیا ہے، آپ نے فرمایا کہ تم نے میری نافرمانی کی۔ میں نے عرض کیا خدا کی پناہ کہ میں خداوند عالم کی یا آپ کی نافرمانی کروں چونکہ نال کاٹنی ضروری تھی لہٰذا میں نے نال کاٹی۔ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ لاؤ میرے پاس۔ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی۔ آنحضرتؐ نے وہ زرد کپڑا علیحدہ کر دیا اور سپید پارچہ میں لپیٹا اور منہ میں اپنا لعاب دہن دیا اور اپنے لعاب دہن سے ان کا منہ کھولا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا علی علیہ السلام کو بلاؤ میں علی علیہ السلام کو بلا لائی۔ آنحضرتؐ نے پوچھا اے علی علیہ السلام کیا نام رکھا اس مولود کا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یا رسولؐ اللہ جعفر! آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ حسن علیہ السلام ہے اور اس کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا وہ حسین علیہ السلام ہوگا اور تم ابوالحسنؑ والحسینؑ ہو۔

کان رسول الله یصلی بالناس فاذا سجد وثب الحسن علی ظهره او علی عنقه فیرفع راسه فیضعه وضعا رفیقا لئلا یصرع ففعل ذالك غیر مرة فلما قضی صلاته ضمه الیه و جعل یقبله فقالوا یا رسول

الله انك لتفعل بهذا شيئاً ما رايناك تفعله باحد فقال ان ابنى هذا ريحانتى من الدنيا و ان ابنى هذا سيد و سيصلح الله به بين فئتين من المسلمين ۔(۱۰۴)

آنحضرتؐ نماز پڑھا رہے تھے جب آپ سجدے میں جاتے امام حسن علیہ السلام پشتِ مبارک پر یا گردن پر سوار ہو جاتے پیغمبرؐ سجدہ سے فارغ ہو کر سر اٹھاتے اور بڑی نرمی سے بچے کو نیچے اُتار کے بیٹھا دیتے تاکہ بچہ گر نہ پڑے ایسا کئی مرتبہ ہوا جب آنحضرتؐ نے نماز تمام کی تو حسن علیہ السلام کو کلیجے سے لگا لیا اور منہ چومنے لگے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو اس بچے کے ساتھ ایسا سلوک فرما رہے ہیں کہ ہم نے ویسا سلوک آپ کو کسی اور کے ساتھ کرتے نہیں دیکھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند دنیا کی خوشبو ہے اور میرا یہ فرزند سردار ہے عنقریب مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں خدا اس کے ذریعہ صلح کرائے گا۔

بينما الحسن مع رسول الله اذ عطش فاشتد ظمؤه فطلب النبى ماء فلم يجد فاعطاه لسانه فمصه حتى روى ۔(۱۰۴)

حسن علیہ السلام پیغمبرؐ کے پاس تھے کہ بڑی سخت پیاس لگی۔ پیغمبرؐ نے پانی ڈھونڈھا مگر کہیں پانی نہ ملا تو آپ نے اپنی زبان حسن علیہ السلام کے منہ میں دے دی۔ امام حسن علیہ السلام نے زبان چوسی یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔

فقال معاوية للمقدام اعلمت ان الحسن بن على توفى فاسترجع المقدام فقال له معاوية اتراها مصيبة قال ولم لا اراها مصيبة وقد وضعه رسول الله فى حجره فقال هذا منى و حسين من على ۔(۱۰۴)

معاویہ نے مقدام سے کہا تمہیں خبر ہے کہ حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام نے انتقال کیا۔ مقدام نے سُن کر انا للہ و انا الیہ راجعون کہا معاویہ نے پوچھا مقدام! کیا تم حسن علیہ السلام کی موت کو مصیبت تصور کرتے ہو؟ مقدام نے کہا کیوں مصیبت نہ سمجھوں درآنحالیکہ پیغمبرؐ انھیں آغوش میں بٹھا کر فرماتے یہ فرزند میرا مجھ سے ہے اور حسین علیہ السلام علی علیہ السلام سے۔

كان اشبههم برسول الله الحسن بن على ۔(۱۰۵)

امام حسن علیہ السلام پیغمبرؐ سے مشابہ تر تھے۔

حسين منى و انا منه احب الله من احب حسينا الحسن و الحسين سبطان من الاسباط ۔(۱۰۵)

حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں۔ خدا دوست رکھے اسے جو حسین علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے۔ حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام دو امت ہیں۔ امتوں میں سے (یعنی نیکی و بھلائی میں دو امتوں کے برابر ہیں)

اللهم انى احبه فاحبه يعنى الحسين ۔(۱۰۵)

خداوندا میں بھی حسین علیہ السلام کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی محبوب رکھ۔

من احب هذا يعني الحسين فقد احبني ۔(۱۰۵)

جس نے حسین علیہ السلام کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا۔

عن حسين بن علي قال صعدت الى عمر ابن الخطاب المنبر فقلت له انزل عن منبر ابي و اصعد منبر ابيك فقال ان ابي لم يكن له منبر فاقدني معه فلما نزل ذهب الى منزله فقال اى بني من علمك هذا قلت ما علمنيه احد قال اى بني لو جعلت تأتينا و تغشانا فجئت يوما و هو خال بمعاوية و ابن عمر بالباب لم يوذن له فرجعت فلقيني بعد فقال يا بني لم ارك اتيتنا قلت جئت و انت خالى بمعاوية فرايت ابن عمر فرجعت فقال انت احق بالاذن من عبد الله بن عمر انما انبت في رؤسنا ما ترى الله ثم انتم وضع يده على راسه ۔(۱۰۵)

امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر منبر پر گئے میں نے ان سے کہا میرے باپ کے منبر پر سے اتر آؤ اور اپنے باپ کے منبر پر جا کر بیٹھو۔ حضرت عمر نے کہا میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں پھر انھوں نے مجھے اپنے ساتھ منبر پر بٹھالیا جب منبر سے اترے تو امام حسین علیہ السلام اپنی جگہ جا کر بیٹھے رہے۔ حضرت عمر نے پوچھا صاجزادے یہ بات تم کو کس نے سکھائی۔ میں نے کہا کسی نے بھی مجھے یہ بات نہیں سکھائی۔ کہا صاجزادے ہمارے یہاں کبھی کبھی آتے جاتے رہا کرو چنانچہ میں ایک دن گیا وہ معاویہ کے ساتھ تخلیہ میں تھے اور حضرت عمر کے صاجزادے عبداللہ دروازے پر کھڑے تھے اور ان کو اندر جانے کی اجازت نہیں ملتی تھی۔ میں یہ دیکھ کر واپس چلا آیا۔ اس کے بعد حضرت عمر سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے شکایت کی کہ تم آئے نہیں۔ میں نے کہا آیا تو تھا آپ معاویہ کے ساتھ تخلیہ میں تھے عبداللہ کو دیکھ کر میں پلٹ آیا۔ حضرت عمر نے کہا عبداللہ بن عمر سے بڑھ کر آپ زیادہ حق دار ہیں آنے کے یہ ہمارے سر پر جو دستار خلافت نظر آرہی ہے یہ خدا کی مہربانی اور اس کے بعد تم لوگوں کی عنایت سے نصیب ہوئی یہ کہہ کر انھوں نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا۔

رايت النبي حمل الحسين على عاتقه و قال اللهم انى احبه فاحبه ۔(۱۰۵)

میں نے پیغمبر کو دیکھا کہ حسین علیہ السلام کو کاندھے پر بٹھائے ہیں اور فرماتے ہیں خداوندا میں اسے دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ۔

هما ريحانتاى من الدنيا يعني الحسن والحسين ۔(۱۰۵)

یہ حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام میری دنیا کی خوشبو ہیں۔

الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة ۔(۱۰۵)

حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام سردار جوانان اہل جنت ہیں۔

الحسن والحسین سیفا العرش لیس بمعلقین۔(۱۰۶)

حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام آسمانی تلواریں ہیں اور عرش سے معلق نہیں ہیں۔

احب اھل بیتی الی الحسن والحسین۔(۱۰۶)

میرے اہل بیتؑ میں سب سے زیادہ پیارے مجھے حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام ہیں۔

من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی۔(۱۰۶)

جس نے حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان کے ساتھ دشمنی کی اس نے میرے ساتھ دشمنی کی۔

سمی ھارون ابنیہ شبرا و شبیرا و انی سمیت الحسن والحسین بما سمی بہ ھارون۔(۱۰۶)

ہارون نے اپنے دونوں فرزندوں کا نام شبر وشبیر رکھا اور میں نے اُن کے نام پر حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام رکھا۔

اما حسن فلہ ھیبتی و سوددی واما حسین فلہ جرأتی وجودی۔(۱۰۶)

حسن علیہ السلام کے لئے میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسین علیہ السلام کے لئے میری جرأت اور سخاوت۔

عن جابر کنا مع رسول اللہ فدعینا الی طعام فاذا الحسین یلعب فی الطریق مع صبیان فاسرع النبی امام القوم ثم بسط یدہ فجعل حسین یفرھھنا و ھھنا فیضاحکہ رسول اللہ حتی اخذہ فجعل احدی یدیہ فی ذقنہ والاخری بین راسہ و اذنیہ ثم اعتنقہ و قبلہ ثم قال حسین منی و انا منہ احب اللہ من احبہ الحسن و الحسین سبطان من الاسباط۔(۱۰۹)

جناب جابر ناقل ہیں کہ میں پیغمبرؐ کی صحبت میں تھا ہمیں ایک دعوت میں مدعو کیا گیا۔ہم لوگ جارہے تھے کہ حسین علیہ السلام نظر پڑے جو راستہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے پیغمبرؐ اصحاب کے مجمع سے آگے بڑھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے حسین علیہ السلام ادھر اُدھر بھاگنے لگے اور پیغمبرؐ انھیں ہنسانے لگے یہاں تک کہ انھیں پکڑلیا آں حضرتؐ نے اپنا ایک ہاتھ حسین علیہ السلام کی ٹھڈی کے نیچے رکھا اور دوسرا ان کے سر اور دونوں کانوں کے درمیان پھر آپ نے انھیں گلے سے لگالیا اور پیار کرنے لگے پھر آپ نے فرمایا کہ حسین علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں حسین علیہ السلام سے خداوند عالم دوست رکھے اُسے جو حسین علیہ السلام کو دوست رکھے۔حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام دو امت ہیں امتوں میں سے یعنی بھلائی و نیکی میں دو امت کے برابر ہیں۔

عن یعلی بن مرۃ کنا حول النبی فجاءت ام ایمن فقالت یا رسول اللہ لقد ضل الحسن و الحسین

و ذالك راد النهار يقول ارتفاع النهار فقال رسول الله قوموا فاطلبوا ابني و اخذ كل رجل تجاه وجهه و اخذت نحو النبي فلم يزل حتى اتى سفح جبل و اذا الحسن و الحسين يلتزق كل واحد منهما صاحبه و اذا اشجاع قائم على ذنبه يخرج من فيه شبه النار فاسرع اليه رسول الله فالتفت مخاطبا لرسول الله ثم انساب فدخل بعض الاجحرة ثم اتاهما فافرق بينهما و مسح وجوههما و قال بابي و امي انتما اكرمكما على الله ثم حمل احدهما على عاتقه الايمن ولاخر على عاتقه الايسر فقلت طوبى لكما نعم مطيتكما فقال رسول الله و نعم الراكبان هما و ابوهما خير منهما۔(۱۰۹)

یعلی بن مرہ ناقل ہیں کہ ہم لوگ پیغمبرؐ کا حلقہ کئے ہوئے تھے کہ ام ایمن آئیں اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام کھو گئے ہیں اور وہ وقت دن چڑھے کا تھا۔آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ اٹھو اور میرے فرزندوں کو ڈھونڈھو۔ہر شخص نے ایک سمت اختیار کی اور میں پیغمبرؐ کے ساتھ چلا۔پیغمبرؐ چلتے گئے یہاں تک کہ ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچے دیکھا کہ حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سو رہے ہیں اور ایک اژدھا اپنی دم کے بل کھڑا ہوا ہے اور اپنے منہ سے کوئی چیز مثل شعلہ آتش کے اُگلتا ہے پیغمبرؐ جلدی سے دوڑے وہ سانپ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور پھر کہیں سرک گیا اور کسی سوراخ میں گھس گیا۔پھر پیغمبرؐ ان بچوں کے پاس آئے۔انھیں علیحدہ کیا،ان کے چہروں پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر فدا ہو جائیں تم دونوں خدا کے نزدیک بڑے معزز و محترم ہو۔پھر آپ نے ایک کو دائیں کاندھے پر اور دوسرے کو بائیں کاندھے پر بٹھایا۔میں نے بچوں سے کہا خوشا حال تمہارا کیا اچھی تم دونوں کی سواری ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اور یہ دونوں سوار کتنے اچھے ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے اچھا ہے۔

كان رسول الله يخطبنا فاقبل حسن و حسين عليهما قميصان احمران يمشيان و يعثران و يقومان فنزل رسول الله فاخذهما فوضعهما بين يديه ثم قال صدق الله و رسوله ان اموالكم و اولادكم فتنة رايت هذين فلم اصبر۔(۱۰۹)

آں حضرتؐ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام سرخ قمیص پہنے گرتے پڑتے آئے پیغمبرؐ منبر سے اتر پڑے اور دونوں بچوں کو اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھایا اور پھر فرمایا سچ کہا ہے اللہ نے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں آزمائش ہیں۔میں نے ان دونوں بچوں کو گرتے پڑتے آتے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔

عن جابر قال سمعت رسول الله يقول لعلي ابن ابي طالب سلام عليك ابا الريحانتين اوصيك بريحانتي من الدنيا فعن قليل ينهدر كناك والله خليفتي عليك فلما قبض رسول الله قال هذا

احد رکنی الذی قال لی رسول اللہ فلما ماتت فاطمۃ قال ھذا رکنی الثانی الذی قال لی رسول اللہ۔(۱۰۹)

جناب جابر سے مروی ہے کہ میں نے پیغمبرؐ کو حضرت علی علیہ السلام سے کہتے سنا۔ سلام ہو تم پر اے ابو ریحانتین۔ میں تم کو اپنی دنیا کے خوشبوؤں کے متعلق وصیت کرتا ہوں عنقریب تمہارے دونوں باز و شکستہ ہو جائیں گے۔ اللہ میرا قائم مقام ہے تم لوگوں پر جب آں حضرتؐ کا انتقال ہو گیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ میرا ایک باز و تھا جس کے شکستہ ہونے کی خبر پیغمبرؐ دے گئے تھے پھر جب فاطمہؑ کا انتقال ہوا تو حضرت علی علیہ السلام نے کہا یہ میرا دوسرا باز و تھا جس کی پیغمبرؐ خبر دے گئے ہیں۔

عن جابر قال دخلت علی النبی و ھو یمشی علی اربع و علی ظھرہ الحسن و الحسین و ھو یقول نعم الجمل جملکما و نعم العدلان انتما۔(۱۱۰)

جناب جابر سے روایت ہے کہ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ چاروں ہاتھ پاؤں کے بل چل رہے تھے اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام آپ کی پشت مبارک پر تھے اور آنحضرتؐ فرما رہے تھے بہترین اونٹ تمہارا اونٹ ہے اور بہترین سواری تم دونوں ہو۔

عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ یصلی صلاۃ العشاء و کان الحسن و الحسین یثبان علی ظھرہ فلما صلی قال ابو ھریرہ یا رسول اللہ الاذھب بھما الی امھما فقال رسول اللہ لا فبرقت بارقۃ فما زا لا فی ضوئھا حتی دخلا الی امھما۔(۱۱۰)

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آں حضرتؐ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام پشت مبارک پر کھیل رہے تھے جب آپ نماز پڑھ چکے تو ابو ہریرہ نے کہا یا رسولؐ اللہ میں ان دونوں بچوں کو ان کے ماں کے پاس لے جاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اتنے میں بجلی چمکی اور اتنی دیر تک چمکتی رہی کہ اس بجلی کی روشنی میں دونوں بچے اپنی ماں کے پاس پہنچ گئے۔

اخبرنی جبرئیل ان حسینا یقتل بشاطی الفرات۔(۱۱۱)

جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین علیہ السلام فرات کے کنارے قتل ہوں گے۔

اخبرنی جبریل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف و جاءنی بھذہ التربۃ و اخبرنی ان فیھا مضجعہ۔(۱۱۱)

جبریل نے مجھے بتایا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ میرے بعد سر زمین طف پر مقتول ہوگا اور یہ اس سر زمین کی خاک میرے پاس لے کر آئے ہیں جس کے متعلق بتایا ہے کہ یہیں حسین علیہ السلام کی قبر ہوگی۔

اتانی جبریل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی الحسین و اتانی بتربۃ من تربۃ حمراء۔(۱۱۱)

میرے پاس جبریل آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب میرے اس فرزند حسین علیہ السلام کو قتل کرے گی اور سرخ مٹی ان کے خاک قبر سے مجھے دے گئے ہیں۔

ان جبریل ارانی التربة التی یقتل علیها الحسین فاشتد غضب الله علی من یسفك دمه فیاعائشة والذی نفسی بیده انه لیحزننی فمن هذا من امتی یقتل حسینا بعدی۔(۱۱۱)

جبریل نے مجھے وہ مٹی دکھائی جس پر حسین علیہ السلام مقتول ہوگا خدا کا غضب شدید ہوگا اس پر جو حسین علیہ السلام کا خون بہائے گا اے عائشہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ بات میرے لئے حد درجہ باعث رنج واندوہ ہے کون شخص وہ میری امت کا ہوگا جو میرے بعد حسین علیہ السلام کو قتل کرے گا۔

اوحی الله الی انی قتلت بیحییٰ بن زکریا سبعین الفاو انی قاتل بابن بنتك سبعین و سبعین الفاد۔(۱۱۱)

خداوند عالم نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ میں نے یحییٰ کے خون ناحق کے عوض ستر ہزار قتل کئے اور تمہارے نواسہ کے بدلہ ستر ہزار اور ستر ہزار کو قتل کروں گا۔

کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دماء اهل بیتی۔(۱۱۱)

میں چتکبرے کتے کو جیسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے اہل بیتؑ کے خون میں منہ لگائے ہوئے ہے۔

یزید لابارك الله فی یزید الطعان اللعان اما انه نعی الی حبیبی و سفحیلی حسین اتیت بتربة و رایت قاتله اما انه لایقتل بین ظهر انی قوم فلاینصرونه الاعمهم الله بعقاب۔(۱۱۱)

یزید خدا غارت کرے یزید کو میرے فرزند وجگر گوشہ حسین علیہ السلام کی خبر مرگ مجھے سنائی گئی ہے اور اس کی خاک قبر بھی دکھائی گئی اور میں نے اس کے قاتل کو بھی دیکھا حسین علیہ السلام جن لوگوں کے درمیان مقتول ہوگا اور وہ لوگ حسین علیہ السلام کی مدد نہ کریں گے۔ خداوند عالم ان لوگوں کی ایک ایک فرد پر عتاب فرمائے گا۔

ان ابنی هذا یعنی الحسین یقتل بارض من ارض العراق یقال لها کربلا فمن شهد ذالك منکم فلینصره۔(۱۱۱)

میرا یہ فرزند حسین علیہ السلام سرزمین عراق پر قتل ہوگا جسے کربلا کہتے ہیں تم میں سے جو اس وقت موجود رہے وہ ضرور حسین علیہ السلام کی نصرت کرے۔

قام عندی جبریل من قبل فحدثنی ان الحسین یقتل بشط الفرات و قال هل لك ان اشمك من

تربته قلت نعم فمد یده فقبض قبضة من تراب اعطانیها فلم املك عینی ان فاضتا۔(۱۱۱)

ابھی ابھی میرے پاس جبریل اٹھ کر گئے ہیں انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین علیہ السلام کنارے فرات کے قتل ہوں گے۔جبریل نے مجھ سے پوچھا میں آپ کو اُن کی قبر کی مٹی سونگھاؤں؟ میں نے کہا ہاں! تو انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور ایک مٹھی خاک اٹھائی اور مجھے دیا۔اس پر بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو پھوٹ پڑے۔

یقتل فی هٰذا الموضع شهداً لیس مثلهم شهداء الا شهداً بدر۔(۱۱۲)

اس جگہ (سرزمین کربلا) پر ایسے شہداء شہید ہوں گے جن کا مثل نظیر نہیں۔سوا شہداء بدر کے۔

عن ام سلمه قالت کان النبی جالسا ذات یوم فی بیتی فقال لایدخلن علی احد فانتظرت فدخل الحسین فسمعت نشیخ النبی یبکی فاطلعت فاذا الحسین فی حجرہ او الی جنبه یمسح راسه و هو یبکی فقلت واللہ ما علمت بی حتیٰ دخلی قال النبی ان جبرئیل کان معنا فی البیت فقال اتحبه فقلت اما من حب الدنیا فنعم فقال ان امتك سیقتل هذا یارض یقال لها کربلا فتنا ول جبریل من ترابها فاراہ النبی فلما احیط بالحسین حین قتل قال ما اسم هذه الارض قالوا ارض کربلا قال صدق رسول اللہ ارض کرب وبلا۔(۱۱۳)

جناب ام سلمہ ناقل ہیں کہ پیغمبرؐ ایک دن میرے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا دیکھو کوئی یہاں آنے نہ پائے میں انتظار کرنے لگی کہ حسین علیہ السلام پیغمبرؐ کے پاس پہنچ گئے (تھوڑی دیر کے بعد) میں نے پیغمبرؐ کی گریہ وزاری کی آواز سنی۔میں نے جھانک کر دیکھا، دیکھتی ہوں کہ حسین علیہ السلام پیغمبرؐ کی گود میں یا پہلو میں بیٹھے ہیں اور پیغمبرؐ اُن کے سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے ہیں اور روتے جاتے ہیں۔میں نے پیغمبرؐ سے معذرت کی کہ خدا کی قسم مجھے خبر بھی نہیں ہوئی کہ حسین علیہ السلام آپ کے پاس پہنچ گئے۔آں حضرتؐ نے فرمایا کہ گھر میں جبریل ہمارے ساتھ تھے انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ اس فرزند کو محبوب رکھتے ہیں۔میں نے جواب دیا کہ ہاں۔تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کی اُمت عنقریب اسی حسین علیہ السلام کو سرزمین کربلا پر شہید کرے گی اور انھیں جبریل نے وہاں کی خاک اٹھائی اور پیغمبرؐ کو دکھایا۔جب بروز عاشورا حسین علیہ السلام سرزمین کربلا پر محصور ہو گئے تو آپ نے پوچھا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے۔لوگوں نے بتایا کہ کربلا کہتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ سچ کہا خدا کے رسولؐ نے یہ بیشک کرب و بلا کی زمین ہے۔

قال ابن عباس جاءنی الحسین یستشیرنی فی الخروج الی العراق فقلت التخرج الی قوم قتلوا اباك و طعنوا الی اخاك قال لی ان هذا الحرم یستحل برجل و کان اقتل فی ارض کذا و کذا احب الی من

ان اکون اناھو۔(۱۱۲)

ابن عباس کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام میرے پاس آئے عراق کی طرف روانگی کے متعلق مشورہ لینے کے لئے میں نے اُن سے عرض کیا کہ آپ ایسے لوگوں کی طرف جارہے ہیں جنھوں نے آپ کے باپ کو شہید کیا اور آپ کے بھائی (امام حسنؑ) کو نیزہ لگایا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اس حرم حرم کعبہ کی حرمت ایک شخص (کے قتل) کی وجہ سے برباد ہوگی اور اگر جنگل و بیابان میں قتل کیا جاؤں تو مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ شخص میں ہوں (اور میری وجہ سے حرمتِ کعبہ زائل ہو۔)

عن زید بن ارقم قال کنت جالساً عند عبید الله بن زیاد اذاتی براس الحسین فوضع بین یدیه فاخذ قضیبه فوضعه بین شفتیه فقلت له انك لتصنع قضیبك فی موضع طالما لثمه رسول الله فقال قم انك شیخ قد ذهب عقلك۔(۱۱۲)

زید بن ارقم ناقل ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سر حسین علیہ السلام لا کر اس کے سامنے رکھا گیا اس نے اپنی چوب اٹھائی اور حسین علیہ السلام کے لبوں پر رکھی میں نے اس سے کہا تو اپنی چوب ایسی جگہ رکھ رہا ہے جسے ہزاروں بار پیغمبرؐ نے چوما ہوگا۔ ابن زیاد نے کہا تم بوڑھے ہو تمہاری عقل جاتی رہی ہے۔

قال کنت مع علی بکربلافقال یحشر من هذا الظهر سبعون الفا یدخلون الجنة بغیر حساب۔(۱۱۳)

میں حضرت علی علیہ السلام کی معیت میں سرزمین کربلا پر تھا آپ نے فرمایا اس زمین سے ستر ہزار آدمی مبعوث ہوں گے جو بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

عن محمد بن سیرین قال لم ترهذا الحمرة التی فی افقا السماء حتی قتل الحسین بن علی۔(۱۱۳)

محمد بن سیرین (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ یہ سرخی جو آسمان کے کناروں میں دیکھی جاتی ہے حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد سے دیکھی جانے لگی ہے۔

عن ابن سیرین عن بعض اصحابه قال قال علی لعمر ابن سعد کیف انت اذا قمت مقاما تخیر فیه بین الجنة والنار فتختار النار۔(۱۱۳)

ابن سیرین ناقل ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے عمر سعد سے پوچھا کیا حال ہوگا تمہارا اس دن جب تم ایسی منزل پر کھڑے ہو گے جہاں تمہیں اختیار ہوگا کہ جنت کی طرف جاؤ یا جہنم کی طرف اور تم جہنم کی طرف جانا پسند کرو گے۔

ان الله تعالٰی امرنی بحب اربعة واخبرنی انه یحبهم علی منهم و ابوذر و المقداد و سلمان۔(۱۲۶)

خداوند عالم نے مجھے چار شخصوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ بھی ان چار شخصوں سے محبت رکھتا ہے ان چاروں میں سے ایک علی علیہ السلام ہیں اور باقی ابوذرؓ، مقدادؓ اور سلمان علیہ السلام ہیں۔

اشتاقت الجنة الی اربعة علی و سلمان و ابی ذر و المقداد۔(۱۲۶)

جنت چار شخصوں کی مشتاق ہے۔علیؑ، سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ۔

و علی ابن ابی طالب نظیری۔(۱۲۷)

علی علیہ السلام میری نظیر ہیں۔

یبعث الله الانبیاء یوم القیامة علی الدواب و یبعث فاطمة والحسن والحسین علی ناقتین من نوق الجنة و علی ابن ابی طالب علی ناقتی و انا علی البراق۔(۱۲۷)

خداوند عالم بروز قیامت انبیاء کو چوپایوں پر مبعوث کرے گا اور فاطمہؑ، حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام جنت کے ناقوں پر سوار مبعوث ہوں گے اور علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام میرے ناقہ پر اور میں براق پر مبعوث ہوں گا۔

یا علی الا ترضی ان یکون منزلك مقابل منزلی فی الجنة۔(۱۲۷)

اے علی علیہ السلام کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزل جنت میں میری منزل کے مقابل ہو گی۔

و اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی و انا منك و انت منی۔(۱۲۷)

اے علی علیہ السلام تم میرے داماد، میرے فرزندوں کے باپ ہو میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔

اربع نسوة سادات عالمھن مریم بنت عمران و اٰسیة امراة فرعون و خدیجه بنت خویلد و فاطمة بنت محمد و افضلھن عالما فاطمة۔(۱۸۴)

چار عورتیں اپنے اپنے زمانے کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔مریم علیہ السلام بنت عمران، آسیہ زنِ فرعون، خدیجہؑ بنتِ خویلد اور فاطمہؑ بنت محمدؐ اور سب میں افضل فاطمہؑ ہیں۔

ان رسول الله قال لعلی انت سیولد لك بعدی غلام و فی لفظ و لد نحلته اسمی و کنیتی و لا یحل لاحد من امتی بعده۔(۲۹۷)

آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا عنقریب تمہارے ایک فرزند پیدا ہو گا میں اُسے اپنا نام اور کنیت دونوں عطا کرتا ہوں۔یہ دونوں چیزیں اس کے علاوہ کسی اور کے لئے (بیک وقت) جائز نہیں۔

لو ان رجلا صفن بین الرکن والمقام وصلی و صام ثم مات وھو مبغض لاھل بیت محمد

دخل النار ۔(۳۰۶)

اگر کوئی شخص رکن ومقام کے درمیان کھڑا ہو کر روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور پھر مرجائے اور وہ اہل بیت پیغمبرؐ سے دشمنی رکھنے والا ہو تو جہنم ہی میں جائے گا۔

عن علی قال اسندت النبی الی صدری فقال یا علی اوصیك بالعرب خیرا ۔(۳۰۹)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب وقت آخر پیغمبرؐ کو میں سینے سے لگائے سہارا دیئے تھا تو آنحضرتؐ نے وصیت میں فرمایا کہ اے علی علیہ السلام میں تمہیں عرب کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔

قال ابو جعفر محمد بن علی اجلسنی جدی الحسین بن علی فی حجرہ و قال لی رسول الله یقرئك السلام و قال لی علی ابن الحسین اجلسنی علی ابن ابی طالب فی حجرہ و قال لی رسول الله یقرئك السلام ۔(۳۳۱)

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ میرے دادا حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام نے اپنی آغوش میں مجھے بٹھایا اور فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے تمہیں سلام کہا ہے اور میرے پدر بزرگوار علی علیہ السلام ابن الحسینؑ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی آغوش میں بٹھایا اور فرمایا رسولؐ اللہ نے تمہیں سلام کہا ہے۔

انکم ستبتلون فی اهل بیتی من بعدی ۔(۳۹۷)

عنقریب تم میرے اہل بیتؑ کے متعلق مبتلائے آزمائش ہو گے۔

قال یزید لابارك الله فی یزید نعی الی الحسین و اوتیت بتربة و اخبرت بقاتله والذی نفسی بیدہ لایقتل بین ظهرانی قوم لایمنعوہ الاخالف الله بین صدورهم وقلوبهم وسلط علیهم شرارهم والبسهم شیعا ۔(۴۰۱)

آنحضرتؐ نے فرمایا یزید! خدا غارت کرے یزید کو مجھے حسین علیہ السلام کی سنائی سنائی گئی اور مجھے اس کے قاتل کے متعلق بتایا گیا قسم خدا کی حسین علیہ السلام جن لوگوں کی موجودگی میں قتل کیا جائے گا اور لوگ اس کی حفاظت نہ کریں گے خداوند عالم ان کے سینہ و دل میں جدائی ڈال دے گا اور بدترین لوگوں کو ان پر مُسلط فرمائے گا اور انھیں تتر بتر کردے گا۔

عن علی قال قال لی النبی انت و شیعتك فی الجنة ۔(۴۳۹)

حضرت علی علیہ السلام ناقل ہیں کہ مجھ سے پیغمبرؐ نے فرمایا تم اور تمہارے شیعہ جنت میں ہوں گے۔

عن رفاعة بن ایاس الضبی عن ابیه عن جدہ قال کنت مع علی فی الجمل فبعث الی طلحة ان

القنی فلقیه فقال الشدت الله سمعت رسول الله یقول من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم و ال و من والاه و عاد من عاداه قال نعم قال فلم تقاتلنی۔(۴۴۱)

رفاعہ اپنے داد سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھا حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھ سے مل جاؤ۔ طلحہ نے امیر المومنین ؑ سے ملاقات کی امیر المومنین ؑ نے طلحہ سے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں تم نے پیغمبر ؐ سے سنا ہے کہ نہیں، جس کا میں مولا ہوں علی علیہ السلام اس کے مولا ہیں خداوندا دوست رکھ اُسے جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے اور دشمن رکھے اسے جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھے طلحہ نے کہا بیشک میں نے سنا ہے امیر المومنین ؑ نے پوچھا تو پھر مجھ سے کیوں لڑتے ہو؟

عن ابی الاسود الدؤلی قال لما دنا علی و اصحابه من طلحة والزبیر و دنت الصفوف بعضها من بعض خرج علی و هو علی بغلة رسول الله فنادی ادعوا لی الزبیر فاقبل فقال علی یا زبیر نشدتك بالله اتذکر یوم مربك رسول الله و نحن فی مکان کذا و کذا فقال یا زبیر تحب علیا فقلت الا احب ابن خالتی و ابن عمی و علی دینی فقال یا علی اتحبه فقلت یا رسول الله الا احب ابن عمتی و علی دینی فقال یا زبیر اما والله لتقاتلنه و انت ظالم له قال بلی والله لقد نسیته منذ سمعته من رسول الله ثم ذکرته الان۔(۴۴۳)

ابوالاسود دئلی ناقل ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب طلحہ وزبیر کے قریب آئے اور دونوں طرف کی صفیں ایک دوسرے سے قریب ہوئیں تو حضرت علی علیہ السلام پیغمبر ؐ کی سواری پر باہر نکلے اور پکار کر کہا زبیر کو بلا دو۔ زبیر برآمد ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے زبیر سے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ وہ دن تمہیں یاد ہے کہ جب رسول ؐ اللہ تمہارے پاس سے گزرے اور ہم لوگ فلاں جگہ تھے۔ آنحضرت ؐ نے تم سے پوچھا تھا اے زبیر کیا تم علی علیہ السلام کو محبوب رکھتے ہو؟ اور تم نے کہا تھا میں اپنی خالہ اور اپنے چچا کے بیٹے کو جو میرے دین پر بھی ہے محبوب نہ رکھوں گا؟ پھر آنحضرت ؐ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اے علی علیہ السلام تم بھی زبیر کو دوست رکھتے ہو۔ میں نے کہا تھا بھلا اپنی پھوپھی کے بیٹے اور برادرِ ایمانی کو دوست نہ رکھوں گا۔ اس پر آنحضرت ؐ نے فرمایا تھا اے زبیر خدا کی قسم تم ایک دن علی علیہ السلام سے برسرپیکار ہو گے اور تم زیادتی پر ہو گے۔ زبیر نے کہا ہاں خدا کی قسم جب سے رسول ؐ اللہ سے میں نے یہ سنا بھول ہی گیا تھا۔ آج آپ کے یاد دلانے سے یاد آیا۔

عن عروه قال قلت لعائشة من کان احب الناس الی رسول الله قالت علی ابن ابی طالب قلت ای شی کان سبب خروجك علیه قالت لم تزوج ابوك امك قلت ذالك من قدر الله قالت و کان ذالك من قدر الله۔(۴۴۵)

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا پیغمبرؐ کو کون زیادہ محبوب تھا۔ عائشہ نے کہا علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ۔ میں نے کہا تو پھر کس سبب سے تم نے ان پر فوج کشی کی۔ جناب عائشہ نے پوچھا تمہارے باپ نے تمہاری ماں سے شادی کیوں کی؟ میں نے کہا یہ تو قضا و قدر الٰہی تھی۔ جناب عائشہ نے کہا یہ بھی میرے مقدر ہی کی بات ہے۔

عن الضحاك ان علياً لما هزم طلحة و اصحابه امر مناديه ان لايقتل مقبل ولا مدبر ولا يفتح باب ولا يستحلن فرج ولا مال۔ (۴۴۵)

ضحاک ناقل ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ اور ان کے ہمراہیوں کو شکست دی تو آپ نے منادی کو اس اعلان کا حکم دیا کہ اب کسی کو قتل نہ کیا جائے اور نہ کسی کا دروازہ کھولا جائے نہ کسی عورت کو کنیز بنایا جائے نہ کوئی مال لوٹا جائے۔

عن اسماعيل بن رجاء عن ابيه قال كنت في مسجد الرسول في حلقة فيها ابو سعيد الخدري و عبد الله بن عمرو۔ فمر بنا حسين بن علي فسلم فرد عليه القوم فقال عبد الله بن عمرو الا اخبركم باحب اهل الارض الى اهل السماء قالوا بلى قال هو هذا الماشي ما كلمني كلمة منذ ليالي صفين و لئن يرضى عني احب الى من ان يكون لى حمر النعم فقال ابو سعيد الاتعتذر اليه قال بلى فاستاذن ابو سعيد فاذن به فدخل ثم استاذن لعبد الله بن عمرو فلم يزل به حتى اذن له فاخبره ابو سعيد بقول عبد الله بن عمرو فقال له حسين اعلمت يا عبد الله انى احب اهل الارض الى اهل السماء قال اى ورب الكعبة قال فما حملك على ان قاتلتني و ابي يوم صفين فوالله لابي كان خيرا مني۔ (۴۴۸)

اسماعیل بن رجاء اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مسجد پیغمبرؐ میں لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا جن میں بوڑھے صحابی پیغمبرؐ ابوسعید خدری اور عمرو عاص کے فرزند عبد اللہ بھی تھے اس طرف سے حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام کا گزر ہوا آپ نے مجمع کو سلام کیا، تمام لوگوں نے جواب سلام دیا۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص بولے میں آپ لوگوں کو بتاؤں کہ روئے زمین کے باشندوں میں سب سے زیادہ ساکنان عرش کو محبوب کون ہے۔ لوگوں نے کہا فرمائیے عبد اللہ بن عمرو نے کہا یہ حسین علیہ السلام جا رہے ہیں یہی وہ ہستی ہیں۔ صفین کے وقت سے انھوں نے مجھ سے گفتگو نہ کی اگر یہ مجھ سے راضی ہو جائیں تو یہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہو ابوسعید نے کہا تو تم چل کے معذرت کیوں نہیں کرتے۔ عبد اللہ بن عمرو نے کہا میں تیار ہوں۔ ابوسعید خدری نے اجازت چاہی امام حسین علیہ السلام نے اجازت دی وہ اندر پہنچے اور عبد اللہ بن عمرو کے لئے بھی اجازت مانگی اور آخر اجازت حاصل کر کے رہے ابوسعید نے امام حسین علیہ السلام کو عبد اللہ بن عمرو کی گفتگو سے آگاہ کیا امام حسین علیہ السلام نے عبد اللہ سے پوچھا تم جانتے ہو کہ میں باشندگان زمین میں سے ساکنان عرش کو سب سے زیادہ پیارا ہوں۔ انھوں نے کہا ہاں خدا کی قسم۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم نے بروز

صفین مجھ سے اور میرے باپ سے کیوں جنگ کی۔خدا کی قسم میرے باپ تو مجھ سے بھی بہتر تھے۔

عن علی انہ لما قاتل معاویۃ سبقۃ الی الماء فقال دعوھم فان الماء لا یمنع۔(۴۴۹)

حضرت علی علیہ السلام صفین کی جنگ میں چشمہ پر قابض ہو گئے اور آپ نے چشمہ سے پانی لینے میں کوئی پابندی نہیں کی بلکہ فرمایا کہ پانی کسی پر بند نہیں کیا جا سکتا۔

عن ابن عباس قال عقم النساء ان یاتین بمثل امیر المومنین علی ابن ابی طالب واللہ ما رایت ولا سمعت رئیسا یوزن بہ۔(۴۴۹)

ابن عباس کہا کرتے کہ عورتیں عاجز ہیں کہ امیر المومنینؑ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام جیسا فرزند پیدا کر سکیں۔خدا کی قسم میں نے تو کسی رئیس و سردار کو نہ دیکھا نہ سنا جو علی علیہ السلام کے مقابل میں لایا جا سکے۔

عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب فقلنا یا ابا ایوب قاتلت المشرکین بسیفك مع رسول اللہ ثم جئت تقاتل المسلمین فقال ان رسول اللہ امرنا بقتال ثلاثۃ الناکثین و القاسطین والمارقین قاتلت الناکثین والقاسطین وانا مقاتل انشاء اللہ المارقین۔(۴۵۱)

مخنف بن سلیم ناقل ہیں کہ ہم لوگ ابوایوب صحابی کے پاس آئے اور کہا اے ابوایوب آپ نے پیغمبرؐ کے ہمراہ اپنی تلوار سے مشرکین سے جہاد کیا پھر اب آپ آئے ہیں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے (یعنی حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ معاویہ والوں سے لڑ رہے ہیں) ابوایوب نے فرمایا رسولؐ ہمیں تین طرح کے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دے گئے ہیں بیعت توڑنے والوں، حد سے گزرنے والوں اور دین سے نکل جانے والوں سے۔میں پہلی دو قسم کے لوگوں (اصحاب جمل و اصحاب معاویہ سے) تو لڑ چکا، جیتا رہا اور خدا نے چاہا تو خوارج سے بھی لڑوں گا۔

عن حبۃ قال سمعت علیا یقول نحن النجباء و افر اطنا افراط الانبیاء و حزبنا حزب اللہ والفئۃ الباغیۃ حزب الشیطان و من سوی بیننا و بین عدونا فلیس منا۔(۴۵۳)

حبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو کہتے سنا ہم نجباء ہیں اور ہمارے پیشرو انبیا کے پیشرو ہیں، ہماری جماعت انبیا کی جماعت ہے اور بغاوت کرنے والی جماعت شیطانی گروہ ہے جو ہمارے اور ہمارے دشمنوں کو برابر سمجھے وہ ہم سے نہیں۔

ابشرو بامھدی رجل من قریش من عترتی۔(منتخب کنز العمال جلد ۶ ۲۹)

میں بشارت دیتا ہوں۔مہدی علیہ السلام کے متعلق جو میری عترت اور قریش سے ایک شخص ہوں گے۔

المھدی من عترتی من ولد فاطمہ۔(۳۰)

مہدی علیہ السلام میری عترت اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہوں گے۔

المهدی من اهل البیت یصلحه الله فی لیلة۔(۳۰)

مہدی علیہ السلام اہل بیتؑ سے ہوں گے جن کے لئے خدا ایک شب میں حالات سازگار کر دے گا۔

منا الذی یصلی عیسیٰ بن مریم خلفه۔(۳۰)

ہم ہی میں سے وہ مہدی علیہ السلام ہوں گے جن کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔

یخرج رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی و خلقه خلقی فیملؤها عدلا وقسطا کما ملئت ظلما وجورا۔(۳۲)

ہمارے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص جس کا نام میرا نام اور جس کی شکل وشمائل میری شکل وشمائل ہوگی برآمد ہوں گے وہ اس زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جتنا کہ یہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

قال لفاطمة ابشری بالمهدی منك۔(۳۲)

جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ خوش ہو کہ مہدی علیہ السلام تم سے ہوں گے۔

عن علی قال اذا نادی مناد من السماء ان الحق فی ال محمد فعند ذالك یظهر المهدی۔(۳۳)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب ایک منادی آسمان سے ندا دے گا کہ حق آل محمدؐ میں ہے تو اس وقت مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔

خطب علی ابن ابی طالب فحمد الله واثنی علیه ثم قال الا وانی و ابرار عترتی و اهل بیتی اعلم الناس صغارا واحلم الناس کبارا معنا رکبة الحق من تقدمها مرق و من تخلف عنها محق و من لزمها لحق انا اهل الرحمة و بنا فتحت الحکمة و بحکم الله حکمنا و بعلم الله علمنا و من صادق سمعنا فان تتبعونا تنجوا و ان تتولوا یعذبکم الله بایدینا بنافك ربق الذل من اعناقکم وبنا یختم لابکم و بنا بلحق التالی والینا یفئی الغالی۔(۳۴)

حضرت علی علیہ السلام نے تقریر فرمائی بعد حمد وثنائے الہیٰ فرمایا دیکھو میں اور میری عترت کے نیکوکار اور میرے اہل بیتؑ چھٹپنے میں سب سے بڑھ کر عالم اور بڑے ہو کر سب سے زیادہ بُردبار ہوتے ہیں حق ہمارے ساتھ ساتھ ہے جو آگے بڑھ جائے گا وہ دین سے نکل گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اور جو ساتھ ساتھ وابستہ رہا وہ حق سے ملحق ہوا۔ ہم رحمت والے ہیں اور ہم ہی سے حکمت کا افتتاح ہوا۔ خداوندعالم کے حکم کے مطابق ہم حکم دیتے ہیں اور اسی نے اپنا علم ہمیں عطا کیا ہے اور ہم نے

سچے (پیغمبرؐ خدا) ہی سے ان علوم کو سنا ہے۔ اگر تم ہماری پیروی کرو گے نجات پاؤ گے اور اگر روگردانی کرو گے تو خدا تم پر عذاب نازل کرے گا۔ ہماری ہی وجہ سے تمہاری گردنوں سے ذلت کی رسیاں جدا ہوئیں اور خداوند عالم ہمارے ہی ذریعہ دین کو پایۂ تکمیل کو پہنچائے گا تمہارے ذریعہ نہیں ہماری پیروی کرنے والا ہم سے ملحق ہوتا ہے اور ہماری ہی طرف پلٹتا ہے۔

شفاعتی لامتی من احب اہل بیتی۔(۸۱)

میری امت میں بس اسی کو میری شفاعت نصیب ہوگی جو میرے اہل بیتؑ کو محبوب رکھے گا۔

الشفعا خمس القران والرحم والامانۃ و نبیکم و اہل بیتہ۔(۸۲)

شفاعت کرنے والے پانچ ہیں۔ قرآن، رحم، امانت، تمہارا پیغمبرؐ اور پیغمبرؐ کے اہل بیتؑ۔

یا انس ان اللہ اعطانی الکوثر لایشرب منہ احد قبلی ولایطعمہ من خفر ذمتی و وتر عترتی و قتل اہل بیتی۔(۹۲)

اے انس خداوند عالم نے مجھے کوثر مرحمت فرمایا کوئی شخص مجھ سے پہلے اس سے نہ پیئے گا اور وہ شخص جس نے میرا عہد توڑا ہو اور میرے اہل بیتؑ کو ہلاک و برباد کیا ہے وہ تو اس کا مزہ تک نہ چکھے گا۔

یا ایہا الناس انی فرطکم و انکم واردون علی الحوض و انی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلفونی فیہما الثقل الاکبر کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ و طرفہ بایدیکم فاستمسکوا بہ ولاتضلوا ولاتبدلوا وعترتی اہل بیتی فانہ قد نبانی اللطیف الخبیر انہما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔(۹۲)

اے لوگو! میں تمہارا پیشرو ہوں اور تم حوض کوثر پر آنے والے ہو اور جب تم میرے پاس وہاں پہنچو گے تو میں تم سے دو گرانقدر چیزوں کے متعلق پوچھوں گا لہٰذا دیکھو خیال رکھنا اس امر کا کہ تم میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو بڑی گرانقدر چیز کتاب خدا ہے جو ایک سلسلہ ہے جس کا ایک کنارا تمہارے ہاتھوں میں ہے اور دوسرا خدا کے ہاتھ میں لہٰذا تم اس سلسلہ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور گمراہ نہ ہونا اور نہ تغیر و تبدیل کرنا دوسری گراں قدر چیز میری عترت و اہل بیتؑ ہیں۔ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے بتایا ہے کہ دونوں کبھی گمراہ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں۔

والذی نفسی بیدہ لایبغضنا اہل البیت احد الا کبہ اللہ فی النار۔(۱۳۹)

قسم خدا کی ہم اہل بیتؑ سے جو بھی دشمنی رکھے گا خداوند عالم اُسے جہنم میں مُنہ کے بل گرائے گا۔

یا ابا رافع سیکون بعدی قوم یقاتلون علیا حقا علی اللہ جہادہم فمن لم یستطع جہادہم

بیدہ فبلسانہ فمن لم یستطع بلسانہ فبقلبہ۔(۱۴۴)

اے ابورافع عنقریب میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو علی علیہ السلام سے جنگ کریں گے۔لازم و واجب ہے کہ ان لوگوں سے جنگ کی جائے جو شخص ہاتھ سے جنگ کرنے پر قادر نہ ہو زبان ہی سے جنگ کرے اور اگر زبان سے بھی ممکن نہ ہو تو دل سے اُن سے جنگ کرے۔

فقال یا امیر المومنین اخبرنا غلام قاتلت طلحة والزبیر قال قاتلتھم علی نقضھم بیعتی و قتلھم شیعتی من المومنین۔(۳۱۸)

ایک شخص نے سوال کیا اے امیر المومنینؑ آپ نے طلحہ وزبیر سے کیوں جنگ کی؟ آپ نے فرمایا اُن سے اس لئے جنگ کی کہ انھوں نے میری بیعت کر کے توڑ ڈالی اور میرے ایماندار شیعوں کو قتل کیا۔

یا علی ان امتی سیفتنون من بعدی قلت یا رسول اللہ اولیس قد قلت لی یوم احد حیث استشھد من استشھد من المسلمین و حزنت علی الشھادۃ فشق ذالک علیك فقلت لی ابشر یا صدیق فان الشھادۃ من ورائك فقال لی فان ذالك لکذالك فکیف صبرك اذا خضب ھذہ من ھذہ و اھوی بیدہ الی لحیتی و راسی فقلت بابی و امی یا رسول اللہ لیس ذالك من مواطن الصبر و لکن من مواطن البشری والشکر فقال لی اجل ثم قال لی یا علی انك باق بعدی و مبتلی بامتی و مخاصم یوم القیامة بین یدی اللہ فاعدد جوابا فقلت بابی انت و امی بین لی ما ھذہ الفتنة التی یبتلون بھا وعلام جاھدھم بعدك فقال انك ستقاتل بعدی الناکثة والقاسطة والمارقة۔(۳۱۹)

اے علی علیہ السلام عنقریب لوگ میرے بعد آزمائش میں پڑیں گے میں (علیؑ) نے عرض کیا یارسولؐ اللہ بروز جنگ اُحد جب کافی مسلمان درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور آپ کو اُن کی شہادت کا بے حد قلق ہوا تو آپ نے مجھ سے کہا نہیں تھا؟ کہ خوش ہوا ے صدیق کہ شہادت تمہارے پیچھے پیچھے ہے۔آپ نے فرمایا ایسا ہی ہے تم شہید تو ضرور ہو گے یہ بتاؤ جب تمہارے اس سر کے خون سے تمہاری یہ داڑھی رنگیں ہوگی تو تم کیسا صبر کرو گے۔میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ مقام مقام صبر نہیں بلکہ یہ تو خوشی و مسرت کا مقام ہے اور شکر کرنے کی جگہ ہے۔آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں! پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی علیہ السلام تم میرے بعد باقی رہو گے اور میری امت کے پھیر میں پڑو گے اور قیامت کے دن خدا کے حضور دادخواہی کرنے والے ہو گے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے یہ تو بتا دیجئے کہ کیسا فتنہ ہو گا جس میں لوگ مبتلا ہوں گے اور میں کس وجہ سے ان سے آپ کے بعد جہاد کروں گا آنحضرتؐ نے فرمایا تم میرے بعد بیعت توڑنے والوں (طلحہ وزبیر) حد

سے گزر جانے والوں (معاویہ اور اُن کے اصحاب) اور دین سے نکل جانے والوں (خوارج سے جنگ کرو گے)۔

جلس جماعة من اصحاب رسول الله يتذاكرون فتذاكروا اى الحروف ادخل فى الكلام فاجمعوا على ان الالف اكثر دخولا فى الكلام من سائرها فقال امير المومنين على ابن ابى طالب فخطب هذه الخطبة على البديهه واسقط منها الالف وسماها الموقفه وقال حمدت وعظمت من عظمة منته الخ۔(۳۲۱)

ایک جماعت اصحابِ پیغمبرؐ کی بیٹھی آپس میں علمی بحث و مباحثہ کر رہی تھی کہ یہ بحث چھڑی کہ کون سا حرف گفتگو میں زیادہ مستعمل ہوتا ہے۔سب نے اتفاقاً کہا کہ وہ حرف الف ہے جو گفتگو میں کثرت سے زیادہ استعمال ہوتا ہے بہ نسبت دیگر حرفوں کے امیر المومنینؑ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہوئے اور آپ نے برجستہ تقریر فرمائی جس میں ایک جگہ بھی الف کا استعمال نہیں کیا۔اس خطبہ کا نام آپ نے موقفہ رکھا اور یوں شروع کیا تھا۔ حَمِدْتُّ وَ عَظَّمْتُ الخ۔

الالعنة الله و الملائكة والناس اجمعين على من انقص شيئا من حقى و على من ابى عترتى۔(۳۸۵)

خداوند عالم،ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس پر جو میرے حق میں ذرا بھی کمی کرے یا میری عترت کے حقوق سے انکار کرے۔

اللهم بارك فيهما و بارك عليهما و بارك لهما فى نسلهما قاله لعلى و فاطمه۔(۳۹۵)

خداوندا تو ان دونوں میں برکت دے ان دونوں پر برکت نازل فرما اور ان کی نسل کو ان کے لئے برکت والا بنا۔یہ جملہ آپ نے علی علیہ السلام و فاطمہؑ کے متعلق فرمایا۔

عن على انه كان عند النبى فقال اى شئى خير للمرأة فسكتوا قال فلما رجعت قلت لفاطمة اى شئى خير للنساء قالت لا يرين الرجال ولا يرونهن فذكرت ذالك للنبى فقال انما فاطمة بضعة منى۔(۴۲۶)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں تھا کہ آں حضرتؐ نے سوال کیا کہ کون سی شے عورت کے لئے بہتر ہے؟ لوگ خاموش رہے۔میں جب گھر پلٹ کر آیا تو میں نے فاطمہؑ سے پوچھا کہ عورت کے لئے کیا چیز سب سے بہتر ہے۔سیدہؑ نے جواب دیا سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ نہ تو خود مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد انھیں دیکھیں۔میں نے یہ جواب پیغمبرؐ سے نقل کیا تو آپ نے فرمایا کیوں نہ ہو فاطمہؑ میرا ایک ٹکڑا ہے۔

ادبوا اولادكم على ثلاث خصال حب نبيكم وحب اهلبيته و قراءة القرآن۔(۴۳۴)

اپنی اولاد کو تین باتیں بطور ادب سکھاؤ۔اپنے پیغمبرؐ کی محبت اہل بیتؑ پیغمبرؐ کی محبت اور قرآن کی تلاوت۔

پانچواں باب

استیعاب۔ اصابہ۔ اسد الغابہ۔ ازالۃ الخفا۔ طبقات بن سعد۔ ریاض نضرہ کی حدیثیں

عن سلمان و ابی ذر و المقداد و خباب و جابر و ابی سعید الخدری و زید بن الارقم ان علی ابن ابی طالب اول من اسلم و فضله هولاء علی غیره۔

(استیعاب جلد ۲ ۴۷۰ و اسد الغابہ جلد ۴ ۱۶ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۷ و طبقاتِ ابن سعد جلد ۳ ۱۳ و ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۵۱)

جناب سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و خباب و جابر و ابو سعید خدری اور زید بن ارقم صحابہ پیغمبرؐ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے اسلام لائے اور یہ حضرات حضرت علی علیہ السلام کو جملہ صحابہ سے افضل قرار دیتے ہیں۔

اول من اٰمن باللہ و برسولہ محمد ﷺ من الرجال علی ابن ابی طالب۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۰)

مردوں میں سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام پیغمبرؐ پر ایمان لائے۔

لعلی اربع خصال لیست لاحد غیرہ هو اول عربی و عجمی صلی مع رسول ﷺ اللہ و هو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وهو الذی صبر معہ یوم فرعنہ غیرہ و هو الذی غسلہ و ادخلہ قبرہ۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۰ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۲ و ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۱)

حضرت علی علیہ السلام کو چار خصوصیتیں ایسی حاصل ہیں جو کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ آپ اہل عرب و اہل عجم دونوں میں پہلے وہ شخص ہیں جس نے پیغمبرؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہر جنگ میں علم لشکر آپ ہی کے ہاتھوں میں رہا۔ اور اس موقع پر جبکہ سبھی پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے بس آپ ہی پیغمبرؐ کے پاس موجود رہے اور آپ نے پیغمبرؐ کو غسل و کفن دیا اور قبر میں اُتارا۔

اول هذه الامة وردا علی نبیها الحوض اولها اسلاماً علی ابن ابی طالب۔

(استیعاب جلد ۲ ۴۷۰ ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۵ و ۱۵۷ و اسد الغابہ جلد ۲ ۱۴ ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۱ و منتخب کنز العمال ۳۳)

حوضِ کوثر پر بروز قیامت پیغمبرؐ کے پاس سب سے پہلے پہنچنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں جو پیغمبرؐ پر سب سے پہلے اسلام لائے۔

اولکم ورودا علی الحوض اولکم اسلاما علی ابن ابی طالب۔

(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۱ و استیعاب جلد ۲ ۴۷۰)

تم میں بروز قیامت حوض کوثر پر سب سے پہلے وہ پہنچے گا جو تم میں سب سے پہلے اسلام لایا یعنی علی علیہ السلام ابن ابی طالب۔

انت ولی کل مومن بعدی۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۰)

تم میرے بعد ہر مومن کے مولا و آقا ہو۔

عن انس بن مالك قال استبنئی النبی یوم الاثنین و صلی علی یوم الثلاثاء۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۲ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۸ و ترجمہ اسد الغابہ جلد ۷ ۲۲)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے دوشنبہ کے دن اظہار نبوت فرمایا اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے دن آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

عن اسماعیل بن ایاس بن عفیف الکندی عن ابیه عن جده قال لی کنت امرأ تاجرا فقدمت الحج فاتیت العباس بن عبد المطلب لاتباع منه بعض التجارة و کان امرأ تاجرا فو الله انی لعنده بمنی اذخرج رجل من خبا قریب منه فنظر الی الشمس فلما راها قد مالت قام یصلی قال ثم خرجت امرأة من ذالك الخباء الذی خرج منه ذالك الرجل فقامت خلفه تصلی ثم خرج غلام قد راهق الحلم من ذالك الخباء فقام معهما یصلی فقلت للعباس من هذا یا عباس قال هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن اخی قلت من هذه المراءة قال هذا مرأته خدیجة بنت خویلد قلت من هذا الفتی قال علی ابن ابی طالب ابن عمه قلت ماهذا الذی یصنع قال یصلی و هو یزعم انه بنی و لم یتبعه فیما ادعی الاامرأته و ابن عمه هذا الغلام و هو یزعم انه سیفتح علیه کنوز کسریٰ و قیصر و کان عفیف یقول انه قد اسلم بعد ذالك و حسن اسلامه لو کان الله رزقنی الاسلام یومئذ فاکون ثانیا مع علی۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۲ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۸ و ترجمہ اسد الغابہ جلد ۷ ۲۴)

عفیف کندی سے روایت ہے کہ میں ایک مرد تاجر تھا بغرض حج مکہ آیا۔عباس بن عبد المطلب کے پاس آیا تا کہ اُن سے بعض سامان تجارت خریدوں۔عباس بھی مرد تجارت پیشہ تھے خدا کی قسم میں اُن کے پاس منا میں بیٹھا ہوا تھا کہ منا سے قریب ہی ایک خیمہ کے اندر سے ایک شخص برآمد ہوا۔اس نے آفتاب پر نظر کی جب دیکھا کہ زوالِ آفتاب ہو چکا ہے تو نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔پھر اسی خیمہ سے جس سے کہ وہ شخص برآمد ہوا تھا ایک عورت نکلی وہ عورت بھی اس شخص کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی۔پھر اسی خیمہ سے ایک کمسن بچہ جو قریب بہ بلوغ تھا برآمد ہوا وہ بھی ان دونوں کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا میں

نے عباس سے پوچھا کہ اے عباس یہ کون ہے؟ عباس نے کہا یہ میرے بھائی کا بیٹا محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہے۔ میں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ عباس نے کہا یہ اس کی بیوی خدیجہؑ بنت خویلد ہے۔ میں نے پوچھا یہ جوان کون ہے؟ کہا یہ اسی محمدؐ کا چچازاد بھائی علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔ میں نے پوچھا یہ شخص کیا کر رہا ہے عباس نے کہا کہ نماز پڑھ رہا ہے یہ اپنے کو نبی کہتا ہے اب تک اس کے دعوائے نبوت پر کسی نے اس کی پیروی نہیں کی سوا اس کی زوجہ اور اس کے چچازاد بھائی کے۔ یہ (محمدؐ) کہتا ہے کہ عنقریب اس پر کسریٰ و قیصر کے خزانوں کے دروازے کھل جائیں گے، عفیف جو تھوڑے دنوں کے بعد ہی اسلام لائے۔ کہا کرتے کہ اگر میں اس دن اسلام لاتا تو میں علی علیہ السلام کے ساتھ دوسرا مسلمان ہوتا۔

واجمعوا علی انه صلی القبلتین وهاجر وشهد بدرا والحدیبیة وسائر المشاهد وانه ابلی ببدر وباحد وبالخندق وبخیبر بلاءً عظیما وانه اغنی فی تلك المشاهد وقام فیها مقام الکریم وکان لواء رسول الله بیده فی مواطن کثیرة وکان یوم بدر بیده ولما قتل مصعب ابن عمیر یوم اُحد وکان اللواء بیده دفعه رسول الله الی علی۔

(استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۲، ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۲، واصابہ جلد ۴ ص ۲۶۹ و اسد الغابہ جلد ۴ ص ۱۶ طبقات ابن اسد جلد ۳ قسم اول ص ۱۴)

علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے دونوں قبلہ (بیت المقدس اور خانہ کعبہ) کی طرف نماز پڑھی ہجرت فرمائی بدر و حدیبیہ اور ہر معرکہ میں شریک رہے۔ بدر و اُحد و خندق و خیبر میں بڑی بڑی آزمائش جھیلیں اور بڑی عزت و شرف کے درجے پر فائز ہوئے اکثر معرکوں میں پیغمبرؐ کا علم لشکر انھیں کے ہاتھوں میں رہا۔ اور جنگ احد میں مصعب بن عمیر شہید ہو گئے تو علم لشکر پیغمبرؐ نے آپ ہی کے ہاتھوں میں دیا۔

ولم یتخلف عن مشهد شهده رسول الله مذ قدم المدینة الا تبوك فانه خلفه رسول الله علی المدینة وعلی عیاله بعده فی غزوة تبوك وقال له انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی۔ (استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۲، ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۸۸ واصابہ جلد ۴ ص ۲۶۹ وطبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۱۴ و ۱۵ ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۱۵۸، اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۷)

جب سے حضرت علی علیہ السلام مدینہ آئے آپ ان تمام لڑائیوں میں پیغمبرؐ کے ساتھ ساتھ رہے جن میں خود پیغمبرؐ موجود رہا کئے۔ سوا جنگ تبوک کے کہ اس جنگ کے موقع پر پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ اور اپنے عیال پر اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا تھا اور کہا تھا تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارون سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

وروی قوله انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ جماعة من صحابة وهو من اثبت الاثار و

اصحھا الخ۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۲)

صحابہ کی بہت بڑی تعداد نے پیغمبرؐ کی یہ حدیث کہ اے علی علیہ السلام تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارون ۔روایت کی ہے اور یہ تمام حدیثوں میں ثابت وصحیح تر حدیث ہے۔

انت اخی و صاحبی۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۳)

تم میرے بھائی اور صاحب ہو۔

اخی رسول اللہ بین المھاجرین ثم اخیٰ بین المھاجرین والانصار و قال فی کل واحدۃ منھما لعلی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ و اخیٰ بینہ و بین نفسہ۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۳ وریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۷ واصابہ جلد ۴ ۲۶۹ واسد الغابہ جلد ۴ ۱۶ طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ۱۳)

پیغمبرِؐ خدا نے مہاجرین کے درمیان مواخات کی پھر مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات کی اور دونوں مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے کہا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو اس طرح آپ نے اپنے اور علی علیہ السلام کے درمیان مواخات قائم کی۔

زوجك سید فی الدنیا والاخرۃ و انہ اول اصحابی اسلاما و اکثر ھم علما و اعظم ھم حلما۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۳ ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۷۷ و ۱۹۴)

(فاطمہؑ) تمہارا شوہر دنیا و آخرت دونوں میں سردار ہے اور وہ میرے اصحاب میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور سب سے زیادہ عالم اور سب سے بڑھ کر حلیم و بردبار ہے۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔

(استیعاب جلد ۲ ۴۷۳ وریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۹ واسد الغابہ جلد ۴ ۲۸)

جس کا میں مولا ہوں اس کے علی علیہ السلام مولا ہیں خداوندا دوست رکھ اسے جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے دشمن رکھ اسے جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھے۔

لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ لیس بفرار یفتح اللہ علی یدیہ ثم دعا بعلی و ھو ارمد فتفل فی عینیہ و اعطاہ الرایۃ ففتح علیہ۔(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ا، استیعاب جلد ۲ ۴۷۳ وریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۷ واصابہ جلد ۴ ۲۷۰)

کل کے دن میں علم لشکر ایسے مرد کو دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا اور جسے خدا اور رسولؐ بھی دوست رکھتے ہیں اور وہ بھگوڑا نہیں۔خداوند عالم اس کے ہاتھوں پر فتح عنایت فرمائے گا۔پھر آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو طلب کیا۔حضرت علی علیہ السلام آشوبِ

چشم میں بتلا تھے۔ آنحضرتؐ نے آپ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور انھیں علم لشکر مرحمت فرمایا چنانچہ آپ کے ہاتھوں پر فتح نصیب ہوئی۔

اللھم اھد قلبه وسدد لسانه قال علی فوالله ما شککت بعدھا فی قضاء بین اثنین۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۳ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۸ طبقات جلد ۲ قسم ۲ ۱۰۰ اور اسد الغابہ جلد ۴ ۲۴)

خداوندا اس کے دل کو ہدایت بخش، اس کی زبان کو استواری دے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم پیغمبرؐ کی اس دعا کے بعد پھر میں دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں شک میں نہیں مبتلا ہوا۔

ولما نزلت انما یرید الله لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا دعا رسول الله فاطمة و علیا و حسنا و حسینا فی بیت ام سلمة و قال اللھم ھولاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۳ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۸، ازالة الخفا مقصد ۲ ۲۶۰ و ۲۶۱، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۹)

جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اے اہل بیتؑ پیغمبرؐ خدا کا بس یہی ارادہ ہے کہ تم سے ہر گندگی کو دور کرے اور ویسا پاک و پاکیزہ کرے جیسا پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے آنحضرتؐ نے جناب ام سلمہ کے گھر میں فاطمہؑ و علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا خداوندا یہی میرے اہلبیتؑ ہیں۔

لایحبك الا مومن ولا یبغضك الا منافق۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۴ اسد الغابہ جلد ۴ ۲۶)

تمہیں مومن ہی محبوب رکھے گا اور تم سے منافق ہی بغض رکھے گا۔

کان علی یقول و الله انه لعهد النبی الامی انه لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۴، ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۴ و اصابہ جلد ۴ ۲۷۱، ازالة الخفا مقصد ۲ ۲۶۴)

حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے کہ حضرت ختمی مرتبت مجھ سے عہد و پیمان فرما چکے ہیں کہ مجھے بس وہی دوست رکھے گا جو مومن ہوگا اور وہی دشمن رکھے گا جو منافق ہوگا۔

یھلك فیك رجلان محب مفرط و کذاب مفتر۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۴)

تمہارے بارے میں دو شخص ہلاک و برباد ہوں گے۔ محبت میں حد سے گزر جانے والا، دوسرے جھوٹا اور بہتان باندھنے والا۔

تفترق فیك امتی کما افترقت بنو اسرائیل فی عیسی۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۴)

تمہارے بارے میں میری امت اسی طرح فرقہ فرقہ ہو جائے گی۔ جس طرح بنو اسرائیل عیسیٰؑ کے بارے میں گروہ

گروہ ہو گئے۔

من احب علیا فقد احبنی و من ابغض علیا فقد ابغضنی و من اذی علیا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۴، وریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۶، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۱۶۲)

جس نے علی علیہ السلام کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے علی علیہ السلام سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ جس نے علی علیہ السلام کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت پہنچائی۔

انا مدينة العلم و على بابها فمن اراد العلم فليأتها من بابها۔

(اسد الغابہ جلد ۴ ۱۲، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۲، استیعاب جلد ۲ ۴۷۴)

میں شہر علم ہوں اور علی علیہ السلام اس کے دروازہ ہیں جو شخص جویائے علم ہے وہ علم کے دروازے سے آئے۔

قال فی اصحابه اقضاهم علی ابن ابی طالب۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۴)

آں حضرتؐ نے اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا کہ میرے اصحاب میں سب سے زیادہ جچا تُلا فیصلہ کرنے والے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

قال عمر بن الخطاب علی اقضانا و ابی اقرانا و انا لنترك شيئا من قرأة ابی۔

(استیعاب جلد ۲ ۴۷۴، وریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۸، طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۱۰۲)

حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم سب میں صحیح فیصلہ کرنے والے علی علیہ السلام ہیں اور عمدہ قرأت کرنے والے ابی ہیں۔ ہم بہت سی چیزیں ابی کی قرأت میں چھوڑ دیا کرتے تھے مگر علی علیہ السلام کے کسی فیصلہ میں اختلاف کی گنجائش نہ نکلی۔

ان المغيرة حلف بالله ما اخطا علی فی قضاء وقضی به قط۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۴)

مغیرہ قسم کھا کر کہا کرتے کہ علی علیہ السلام نے جتنے فیصلے کئے ہیں کسی ایک میں بھی خطا نہیں کی۔

کان عمر يتعوذ بالله من معضلة ليس لها ابو الحسن۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۴، وریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۴، واصابہ جلد ۴ ۲۷۰، وطبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۱۰۲، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۳، ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۷)

حضرت عمر خدا کی پناہ مانگتے کہ کوئی مشکل مسئلہ پیش آئے اور اس کے حل کرنے کو علی علیہ السلام نہ ہوں۔

و قال فی المجنونة التی امر برجمها و فی التی وضعت لستة اشهر فاراد عمر رجمها فقال له علی ان الله تعالى يقول و حمله و فصاله ثلاثون شهراً الحديث و قال ان الله رفع القلم عن المجنون الحديث فكان عمر يقول لولا علی لهلك عمر۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۴، وریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۴، ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۸)

ایک دیوانی عورت جس نے زنا کیا تھا اور حضرت عمر نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا اور ایک دوسری عورت جس

نے ۶ مہینہ کے اندر بچہ جنا تھا اور حضرت عمر نے اسے سنگسار کرنا چاہا تھا اور حضرت علی علیہ السلام نے انھیں یہ کہہ کر روکا تھا کہ ارشاد الہٰی ہے وحملہ وفصالہ ثلاثون شہراً جس کے رو سے اقل مدت حمل چھ مہینہ قرار پاتی ہے نیز پیغمبرؐ کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم نے دیوانہ کو مرفوع القلم قرار دیا ہے لہٰذا سنگسار کرنا نا اسے جائز ہے نہ اُسے۔ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ اگر علی علیہ السلام نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

عن عبد الله قال كنا نتحدث ان اقضى اهل المدينة على ابن ابى طالب۔

(استیعاب جلد ۲ ۴۷۴ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۸، طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ثانی ۱۰۱ و ۱۱۳، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۲)

عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں بیان کرتے تھے کہ تمام ساکنانِ مدینہ میں بہتر فیصلہ کرنے والے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

عن سعيد بن المسيب قال كان احد من الناس يقول سلونى غير على ابن ابى طالب۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۷، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۲ و استیعاب جلد ۲ ۴۷۵)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ سوا حضرت علی علیہ السلام کے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ سلونی قبل ان تفقدونی پوچھ لو جو کچھ مجھ سے پوچھنا ہو۔

عن عبد الملك بن ابى سليمان قال قلت لعطاء كان فى اصحاب محمد ﷺ احد اعلم من على قال لا والله ما اعلمه۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۵ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۴ و اسد الغابہ جلد ۲ ۲۲)

عبد الملک بن ابی سلیمان ناقل ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ پیغمبرؐ کے اصحاب میں علی علیہ السلام سے بڑھ کر بھی کوئی علم والا تھا انھوں نے کہا خدا کی قسم کوئی نہیں میں تو کسی کو نہیں جانتا۔

قالت اما انه لاعلم الناس بالسنة۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۵)

حضرت علی علیہ السلام سنتِ پیغمبرؐ کے سب سے بڑھ کر عالم تھے۔

عن عبد الله بن عباس قال والله لقد اعطى على ابن ابى طالب تسعة اعشار العلم و ايم الله لقد شاركم فى العشر العاشر۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۵، ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۴، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۲، ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۷)

عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کو نو حصے علم کے دیئے گئے (اور ایک حصہ تم سب لوگوں کو ملا) مگر خدا کی قسم اس دسویں حصے میں بھی علی علیہ السلام تم لوگوں کے شریک ہیں۔

اعلم اهل المدينة بالفرائض على ابن ابى طالب۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۵ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۴)

تمام اہل مدینہ میں فرائض کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے علی علیہ السلام تھے۔

لیس احد منھم اقوی قولا فی الفرائض من علی۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۵)
اصحاب پیغمبرؐ میں کوئی ایسا نہیں جس کا قول فرائض کے متعلق علی علیہ السلام کے قول سے زیادہ قوت رکھتا ہو۔

جلس رجلان یتغدیان مع احدھما خمسة ارغفة و مع الاخر ثلاثة ارغفة فلما وضعا الغداء بین ایدیھما مر بھما رجل فسلم فقالا اجلس للغداء فجلس و اکل معھما واستوفوا فی اکلھم الارغفة الثمانیه فقام الرجل و طرح الیھما ثمانیة دراھم و قال خذا ھذا عوضا مما اکلت لکما ونلته من طعامکما فتنزعا فقال صاحب الخمسة الارغفة لی خمسة دراھم و لك ثلاثة فقال صاحب الثلاثة الارغفة لا ارضی الا ان تکون الدراھم بیننا نصفین و ارتفعا الی امیر المومنین علی ابن ابی طالب فقصا علیه قصتھما فقال لصاحب الثلالة الارغفة قد عرض علیك صاحبك ما عرض و خبزہ اکثر من خبزك فارض بثلثة فقال لا والله لا رضیت منه الابمر الحق فقال علی لیس لك فی مر الحق الادرھم و احد و له سبعة فقال الرجل سبحان الله یا امیر المومنین ھو یعرض علی ثلثة فلم ارض و اشرت علی باخذھما فلم ارض و تقول لی الأن انه لایجب فی مر الحق الادرھم و احد فقال له علی عرض علیك صاحبك الثلاثة صلحا فقلت لم ارض الابمر الحق ولایجب لك بمر الحق الا واحد فقال الرجل فعرفنی بالوجه فی مر الحق حتی اقبله فقال علی الیس الثمانیة الارغفة اربعة و عشرین ثلثا اکلتموھا و انتم ثلاثة انفس ولایعلم الاکثر منکم اکلا ولا الاقل فتحملون فی اکلھم علی السواء قال بلی قال فاکلت انت ثمانیة اثلاث و انما لك تسعه اثلاث و اکل صاحبك ثمانیه اثلاث و له خمسه عشر ثلثا اکل منھا ثمانیة و یبقی له سبعة و اکل لك واحدة من تسعة فلك و احد بو احدك و له سبعة بسبعته فقال الله الرجل رضیت الأن۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۵ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۹ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۸)

دو شخص صبح کا کھانا کھانے اکٹھا بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں دوسرے کے پاس تین روٹیاں جب کھانا چن دیا گیا تو ایک تیسرا شخص ادھر سے گزرا اس نے دونوں کو سلام کیا ان دونوں نے کہا آؤ تم بھی بیٹھ کر کھاؤ وہ شخص بیٹھ گیا اور اس نے بھی ان دونوں کے ساتھ کھایا اور سب نے مل کر آٹھوں روٹیاں ختم کر ڈالیں پھر وہ تیسرا شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ۸ درہم نکال کر ان دونوں کو دیئے اور کہا میں جو آپ لوگوں کے کھانے میں شریک ہوا اس کے عوض میں یہ ۸ درہم قبول فرمائیے اس پر وہ دونوں شخص باہم جھگڑنے لگے جس کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے کہا میرے پانچ درہم ہوئے اور تمہارے تین درہم ہوئے اور تین روٹیوں والا کہتا تھا کہ نہیں برابر برابر درہم ہم دونوں میں تقسیم ہونے چاہییے تم بھی چار درہم لو اور مجھے بھی ۴ درہم دو

یہاں تک کہ وہ دونوں یہ جھگڑا امیر المومنینؑ کی خدمت میں لے کر پہنچے اور آپ سے سارا ماجرا عرض کیا۔ امیر المومنینؑ نے تین روٹیوں والے سے کہا۔ کہ یہ شخص تمہیں اپنی مرضی سے تین درہم دے رہا ہے اس کی روٹیاں تمہاری روٹیوں سے زیادہ تھیں تم ۳ درہم لینے پر راضی ہو جاؤ۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں راضی نہیں ہوسکتا میرا تو جتنا حق ہوتا ہے اس پر میں راضی ہوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اپنا حق پوچھتے ہو تو تمہارا حق تو بس ایک درہم ہوتا ہے اس سے زیادہ نہیں اس شخص نے کہا سبحان اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ ہے تو ایسا ہی اس نے کہا تو آپ صاف صاف واضح فرمایئے کہ میرا کتنا حق ہوتا ہے میں اسی کو بخوشی قبول کرلوں گا آپ نے فرمایا کہ دیکھو تم دونوں کی مل کر ۸ روٹیاں تھیں ۸ روٹیوں کے ۲۴ ٹکڑے (فی روٹی ۳ ٹکڑے کے حساب سے) ہوئے تم تین شخص تھے یہ پتہ نہیں کہ کسی نے کم کھایا یا کسی نے زیادہ لہٰذا لامحالہ ماننا پڑے گا کہ تم تینوں نے برابر برابر ہی کھایا لہٰذا تم نے بھی بقدر حصہ رسدی ۸/۱ ٹکڑے کھائے تمہاری تین روٹیاں تھیں ان تین روٹیوں کے ۹ ٹکڑے ہی ہوئے تھے جس میں تم ۸ ٹکڑے کھا گئے اور تمہارے ساتھی نے بھی ۸ ٹکڑے کھائے اور اس کی پانچ روٹیاں تھیں جس کے ۱۵ ٹکڑے ہوتے ہیں اس نے ۱۵ میں سے ۸ ٹکڑے کھائے ۷ ٹکڑے اس کے بچ رہے اس تیسرے شخص نے تمہارے حصہ سے فاضل ایک ٹکڑا کھایا اور تمہارے ساتھی کے حصے سے فاضل ۷ ٹکڑے کھائے اس نے ۸ درہم دیئے اس ۸ درہم میں ایک درہم ایک ٹکڑے کے عوض ہوا جو تمہارے حصے سے فاضل تھا اور ۷ درہم ان سات ٹکڑوں کے عوض ہوئے جو اس کے حصے سے فاضل تھا۔ اس شخص نے کہا اب میں راضی ہوں۔

عن ابن ابی الطفیل قال شھدت علیا یخطب و ھو یقول سلونی فواللہ لا تسالونی عن شی الا اخبر تکم و سلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من اٰیۃ الا وانا اعلم ابلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل۔ (استیعاب جلد ۳ ص ۲۷۶ و ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۸ و اصابہ جلد ۴ ص ۲۷۰ و طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ثانی ص ۱۰۱ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۲۶۸)

ابوطفیل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ پوچھ لو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہو کیونکہ خدا کی قسم تم جس بات کا بھی سوال کرو گے میں اس کا جواب دوں گا پوچھو مجھ سے کتاب خدا کے بارے میں پس خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نہیں جس کے متعلق میں سب سے زیادہ واقف نہ ہوں کہ وہ آیت رات میں نازل ہوئی کہ دن میں، زمین ہموار پر نازل ہوئی کہ پہاڑ پر۔

ان علیا کان لہ ما شئت من ضرس قاطع فی العلم و کان لہ البسطہ فی العشیرۃ والقدم فی الاسلام والصھر لرسول اللہ والفقہ فی المسئلۃ والنجدۃ فی الحرب والجود فی الماعون۔ (استیعاب جلد ۲ ص ۲۷۴ ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۸۸ و ۲۲۲ و اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۲)

علی علیہ السلام جیسا کہ تمہارا منشا ہے علم میں بڑا گہرا رسوخ رکھتے تھے قبیلہ کے اندر انھیں رعب و داب حاصل تھا اسلام میں سب پر تقدم رکھتے تھے، پیغمبرؐ کی دامادی کا شرف حاصل تھا، مسائل کا علم، میدانِ جنگ میں شجاعت، مساکین وفقراء میں بخشش و کرم رکھتے ہیں۔

قال معاويه لضرار الصدائی یا ضرار صف لی علیا فقال اعفنی یا امیر المومنین قال لتصفنه قال اما اذلا بد من وصفه فكان والله بعيد المدى شديد القوى يقول فضلا و يحكم عدلا يتفجر العلم من جوانبه و تنطق الحكمة من نواحيه و يستوحش من الدنيا و زهرتها و يستانس بالليل و وحشته. و كان عزيز العبرة طويل الكفرة. يعجبه من اللباس ما قصر و من الطعام ما حسن كان فينا كا احدنا يجيبنا اذا سالنا و ينبئنا اذا استنبأناه و نحن والله مع تقريبه ايانا و قربه منا لانكاد نكلمه هيبة له. يعظم اهل الدين و يقرب المساكين. لا يطمع القوى فى باطله. ولا يئيس الضعيف من عدله. واشهد انه لقد رايته فى بعض مواقفه و قد ارخى الليل سدلته و غارت نجومهٔ قابضا على لحيته يتململ تململ السليم. و يبكى بكاء الحزين. و يقول يا دنيا غرى غيرى. الى تعرضت. ام الى تشوقت. هيهات. هيهات. قد باينتك ثلاثا لا رجعة فيها . فعمرك قصير و خطرك قليل. الا من قلة الزاد و بعد السفر. و وحشة الطريق. فبكى معاويه و قال رحم الله ابا الحسن كان والله كذالك فكيف حزنك عليه يا ضرار قال حزن من ذبح ولدها و هو فى حجرها و كان معاوية يكتب فيما ينزل به ليسال له على ابن ابى طالب ذالك فلما بلغ قتله قال ذهب الفقه والعلم بموت ابن ابى طالب۔

(استیعاب جلد ۲ ۲۷۶، ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۲، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۶)

معاویہ نے ضرار صدائی سے کہا کہ علی علیہ السلام کا کچھ ذکر کرو ضرار معاویہ کی نیت سے باخبر تھے وہ نہ معاویہ کی ہمنوائی کر سکتے تھے نہ اپنی رائے بدل سکتے تھے صراحت میں آبرو اور جان دونوں کا خطرہ تھا اس لئے ضرار نے (اس خطرہ سے بچنے کے لئے یہ) کہا آپ مجھ سے یہ خدمت نہ لیجئے مگر امیر معاویہ نے کہا میں تمہیں معاف نہ کروں گا تمہیں بیان کرنا ہوگا ضرار نے (جب دیکھا کہ کوئی چارہ کار نہیں ہے تو انھوں نے صراحت کی بارگاہ میں اپنی جان کی نذر طے کر لی اور) کہنا شروع کیا بخدا نگاہ ان کی دور رس تھی، وہ بہت قوی تھے قطعی بات فرماتے، مبنی بر انصاف فیصلہ فرماتے علم کے چشمے ان کے پہلو سے بہتے ان کے کلام کے ہر گوشے سے حکمت بولتی تھی دنیا کی آب و تاب سے گھبراتے، شب تاریک سے مانوس تھے، عشقِ خدا میں آنسو بہت بہاتے بہت سوچا کرتے، اپنی ہتھیلی کو گردش دیتے اور اپنے نفس سے خطاب فرماتے وہ لباس پسند فرماتے جس میں کپڑا کم خرچ

ہوتا، موٹی چھوٹی غذا پسند خاطر تھی سادگی اتنی تھی کہ ہم میں ان میں کوئی فرق نہ معلوم ہوتا۔ ہم جب ان سے ملنے جاتے تو پاس بٹھاتے تھے ہم ان سے کچھ پوچھتے تو جواب دیتے اس پر یہ ہیبت تھی کہ ہم ان سے گفتگو نہ کر سکتے۔ مسکراتے تو دانت یوں چمکتے جیسے پروئے موتی۔ اہل دین کی تعظیم کرتے مسکینوں سے محبت فرماتے۔ بالادست کو یہ امید نہ تھی کہ حضرت سے ہمدردی حاصل کر سکے گا۔ کمزور حضرت کے عدل سے مایوس نہ تھا۔ خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے حضرت کو بعض مواقع پر دیکھا۔ رات تاریک ہوگئی تھی۔ ستارے ڈوب چکے تھے، محراب میں اپنی ڈاڑھی ہاتھ میں پکڑے ہوئے یوں تڑپتے تھے جیسے کوئی مار گزیدہ تڑپتا ہے غم زدہ انسان کی طرح روتے تھے دنیا سے فرماتے تو مجھے اپنا گردیدہ بناتی ہے یہ نہیں ہو سکتا کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے تین بار طلاق دی، تیری عمر کوتاہ ہے تجھے کوئی اہمیت نہیں۔ آہ توشہ سفر مہیا نہیں۔ سفر دراز ہے راستہ پرخطر ہے ضرار کا یہ بیان سن کر معاویہ رو پڑے اور کہا۔ خدا رحم کرے ابوالحسنؑ پر خدا کی قسم وہ بالکل ایسے ہی تھے معاویہ نے کہا اے ضرار ان کی وفات پر تمہیں کس قدر صدمہ ہے۔ ضرار نے کہا اس زن پسر مردہ کے ایسا رنج ہے جس کا بچہ اس کی گود میں حلال کر دیا گیا ہو۔ معاویہ اکثر مشکل مسائل جوان پر وارد ہوتے لکھ کر جواب حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کراتے اور جب حضرت علی علیہ السلام کے انتقال کی خبر انہیں ملی تو بول اٹھے کہ علی علیہ السلام کے مرنے سے فقہ اور علم اٹھ گیا۔

عن ابی عبد الرحمٰن اسلمی قال ما رایت احد اقراء عن علی۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۷ھ)

ابو عبد الرحمٰن سلمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ بہتر صحیح قرائت والا کسی کو نہیں دیکھا۔

قال رسول اللہ لوفد ثقیف حین جاء ہ لتسلمن اولا بعثن رجلا منی او قال مثل نفسی فلیضربن اعناقکم و لیسبین ذراریکم و لیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمنیت الامارۃ الا یومئذ و جعلت انصب صدری لہ رجاء ان یقول ھو ھذا قال فالتفت الی علی فاخذ بیدیہ ثم قال ھو ھذا۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۷۷ھ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۴ھ، اصابہ جلد ۴ ۲۷۰ھ)

حضرت رسالتمآبؐ نے ثقیف کے وفد سے جب وہ پیغمبرؐ کی خدمت میں باریاب ہوا فرمایا تم لوگ اسلام لاؤ ورنہ میں اپنے میں سے ایک شخص کو یا اپنے جیسا ایک شخص تم پر مسلط کروں گا وہ تمہاری گردنیں مارے گا تمہارے قیدیوں کو گرفتار کرے گا تمہارا مال و متاع قرق کرلے گا حضرت عمر فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے کبھی حکومت و امارت کی تمنا نہیں کی سوائے اس دن کے میں اپنا سینہ تان کر دکھانے لگا اس امید میں کہ پیغمبرؐ میرے ہی متعلق فرمائیں گے کہ وہ شخص یہ ہے مگر پیغمبرؐ حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے۔

عن جابر قال ما کنا نعرف المنافقین الا ببغض علی ابن ابی طالب۔ (ریاض النضرہ جلد ۲

۲۶۵ء، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۵ء، استیعاب جلد ۲ ۲۷۶ء)

جناب جابر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم منافقین کو علی علیہ السلام کی دشمنی ہی سے پہچانتے تھے۔

سئل الحسن ابن ابی الحسن البصری عن علی ابن ابی طالب فقال کان علی واللہ سھماً صائبا من مرامی اللہ علی عدوہ و ربانی ھذہ الامۃ و اذا فضلھا و سابقتھا و ذا قرابتھا من رسول اللہ لم یکن باللومۃ عن امر اللہ ولا بالملومۃ فی دین اللہ ولا بالسروقۃ لمال اللہ اعطی القرآن عزائمہ ففاز منہ بریاض مونقہ ذالک علی ابن ابی طالب یالکع۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۷ء، وریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۳ء)

حسن بصری سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا خدا کی قسم علی علیہ السلام خدا کے ترکش کا صحیح نشانہ پر لگنے والے تیر تھے دشمن خدا پر اور اس امت کے اللہ والے صاحب فضیلت وسبقت اور پیغمبرؐ خدا سے قرابت رکھنے والے تھے، امور خداوندی میں کسی ملامت کے سزاوار نہ تھے۔ اور نہ دین الہیٰ میں کسی مذمت کے لائق تھے، نہ خدا کے مال میں سرقہ کرنے والے تھے قرآنی احکام و فرائض پر پورا پورا عمل کیا جس کے صلہ میں خوشنما باغ حاصل کیے، ایسے تھے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام اے شخص۔

و اذا وردہ علیہ مال لم یبق منہ شیئا الاقسمہ و لا یترک فی بیت المال منہ الاما یعجز عن قسمتہ فی یومہ ذالک و یقول یا دنیا غری غیری و لم یکن یستاثر من الفی بشی ولا یخص بہ حمیا و لاقریباً ولا یخص بالولایات الااھل الدیانات والامانات واذابلغہ عن احدھم خیانۃ کتب الیہ قدجاء تکم موعظہ من ربکم فاوفوالکیل والمیزان بالقسط ولاتبخسوا الناس اشیاءھم ولاتعثوا فی الارض مفسدین بقیۃ اللہ خیرلکم ان کنتم مومنین وما انا علیکم بحفیظ.اذا اتاك کتابی ھذا فاحتفظ بما فی یدیك من اعمالنا حتی نبعث الیہ من یتسلمہ منك ثم یرفع طرفہ الی السمآء فیقول اللھم انك تعلم انی لم اٰمرھم بظلم خلقك ولا بترك حقك۔(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۷۵ءو استیعاب جلد ۲ ۴۷۷ء)

جب آپ کے پاس کوئی مال آتا تو اس میں کچھ بھی اٹھا نہ رکھتے بلکہ سب کا سب فوراً تقسیم کر دیتے اور بیت المال میں کوئی چیز چھوڑتے نہیں سوا اس کے جس کا تقسیم ہونا اس دن دشوار ہوتا اور دنیا سے خطاب کر کے فرماتے کہ میرے علاوہ کسی اور کو جا کر اپنے فریب میں مبتلا کر مال غنیمت کو اپنے لئے مخصوص نہ فرماتے اور نہ کسی عزیز قریب کو خصوصیت دیتے اور افسری و حکومت بس دیانت داروں ہی کو عطا فرماتے اور جب کسی حاکم کی خیانت کی خبر آپ کو مل جاتی تو آپ اس کو لکھتے تمہارے پاس خدا کی نصیحت آ گئی پوری طرح دیانتداری کے ساتھ ناپو اور تو لو لوگوں کو سودا کم نہ دیا کرو اور زمین میں فتنہ وفساد نہ پھیلاؤ بقیہ الہیٰ

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو میں تمہاری حفاظت کا کوئی ذمہ دار نہیں جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو حکومت کی جتنی چیزیں تمہارے قبضہ میں ہیں انھیں محفوظ رکھو اس وقت تک کہ میں کسی کو بھیجوں اور وہ ان چیزوں کا تم سے چارج لے لے پھر آپ اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور فرماتے خداوندا تو عالم و دانا ہے میں نے انھیں ہر گز حکم نہیں دیا کہ وہ تیری خلق پر ظلم کریں نہ یہ کہا کہ تیرا حق چھوڑ دیں۔

ان تومروا عليا وما اراكم فاعلين تجدوه ها ديا مهديا ياخذ بكم الطريق المستقيم ـ(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۷۵؁، اسد الغابہ جلد ۴ ۳۱؁، اصابہ جلد ۴ ۲۷۱؁)

اگر تم علی علیہ السلام کو اپنا امیر بنالو مجھے امید نہیں کہ تم ایسا کرو گے، تو انھیں ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ پاؤ گے جو تمہیں صراط مستقیم پر لے کے چلے گا۔

رايت على ابن ابى طالب يخرج من الكوفة عليه قطريتان متزرا بالواحدة مترديا بالاخرى و ازاره الى نصف الساق و هو يطوف فى الاسواق و معه درة يامرهم بتقوى الله وصدق الحديث و حسن البيع و الوفاء بالكيل والميزان۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۸؁)

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا جب آپ کوفہ سے روانہ ہو رہے تھے آپ پر دو قطری چادریں تھیں ایک کا لنگ باندھے ہوئے تھے دوسرے کو اوڑھے ہوئے تھے لنگ بھی آدھی پنڈلی تک تھا، آپ بازار کا چکر لگا رہے تھے درہ ساتھ تھا آپ لوگوں کو خدا سے ڈرنے، سچ بولنے حسن معاملہ اور پوری ناپ تول کا حکم فرما رہے تھے۔

ان عليا قسم مافى بيت المال بين المسلمين ثم امر به فليس ثم صلى فيه رجاء ان يشهدله يوم القيامة۔(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۶؁، استیعاب جلد ۲ ۴۷۸؁)

حضرت علی علیہ السلام نے بیت المال کا کل ذخیرہ تمام مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرمایا پھر جھاڑو دینے کا حکم دیا جب جھاڑو دے دی گئی تو آپ نے بیت المال ہی کے اندر نماز پڑھی اس امید میں کہ یہ بیت المال بروز قیامت آپ کے متعلق گواہی دے گا۔

قدم على على مال من اصبهان فقسمه سبعة اسباع ووجد فيه رغيفاً فقسمه سبع كسر فجعل على كل جزء كسرة ثم اقرع بينهم ايهم يعطى ولا۔

(استیعاب جلد ۲ ۴۷۸؁، وریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۷؁، و ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۶؁)

حضرت علی علیہ السلام کے پاس اصبہان سے کچھ مال آیا آپ نے سات حصوں پر اسے تقسیم کیا اس مال میں آپ نے ایک

روٹی بھی پائی آپ نے اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کیے اور ہر حصہ پر ایک ٹکڑا روٹی کا رکھ دیا پھر قرعہ اندازی کی کہ کون سا حصہ کس کو پہلے دیا جائے۔

رایت علی ابن ابی طالب علی المنبر یقول من یشتری منی سیفی حذا فلو کان عندی ثمن ازار مابقه فقام الیه رجل فقال نسلفك ثمن ازار قال عبد الرزاق و کانت بیدہ الدنیا کلھا الا ما کان من الشام۔(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۷ استیعاب جلد ۲ ۴۷۸ ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۵)

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو منبر پر بیٹھے دیکھا آپ فرما رہے تھے کہ کون شخص میری یہ تلوار خریدتا ہے اگر میرے پاس ایک لنگ کی قیمت ہوتی تو میں ہرگز اسے فروخت نہ کرتا ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں آپ کو ایک لنگ کی قیمت قرض دیتا ہوں۔عبد الرزاق اس حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ آپ کے زہد کی یہ حالت اس وقت تھی جب شام کو چھوڑ کر ساری دنیا آپ کے ہاتھوں میں تھی۔

قال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ولوا علیا فھادیا مھدیا۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۸)

آں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم اگر علی علیہ السلام کو امیر و حاکم بناؤ تو انھیں ہدایت یافتہ پاؤ گے۔

علی ممسوس فی ذات اللہ۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۸)

علی علیہ السلام وارفتہ ذاتِ الٰہی ہیں۔

قال ادرکت الناس و هم ثلاث طبقات اهل دین یحبون علیا و اهل دنیا یحبون معاویة و خوارج۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۹)

میں نے لوگوں کو تین جماعت میں پایا ایک جماعت دین والوں کی تھی جو علی علیہ السلام کو چاہتے تھے دوسری جماعت دنیا والوں کی تھی جو معاویہ کو پسند کرتے تھے تیسری جماعت خوارج کی تھی۔

و قال احمد بن حنبل و اسماعیل بن اسحاق القاضی لم یرو فی فضائل احد من الصحابة بالاسانید الحسان ماروی فی فضائل علی ابن ابی طالب۔

(استیعاب جلد ۲ ۴۶۹ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۳ و اصابہ جلد ۴ ۲۶۹)

احمد بن حنبل و اسماعیل بن اسحاق کا بیان ہے کہ جتنے اچھے اسناد سے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کی حدیثیں مروی ہیں اتنے اچھے اسناد سے کسی صحابی کے فضائل مروی نہیں۔

عن ابن عمر انه قال ما اسی علی شی الا انی لم اقاتل مع علی الفئة الباغیه۔(استیعاب جلد ۲ ۴۷۹)

عبد اللہ بن عمر بیان کرتے تھے کہ مجھے کسی بات پر افسوس و ندامت نہیں سوا اس کے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کی معیت میں شام والوں سے جو باغی جماعت تھی کیوں نہ جنگ کی۔

و قد کان بنو امیة ینالون منه و ینقصونه فما زاداه الله بذالك الا سموا و علموا و محبة عند العلماء۔ (استیعاب جلد ۲ ص ۴۸۰ ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۴ وطبقات جلد ۲ قسم اول ص ۴)

بنو امیہ حضرت علی علیہ السلام کی برائیاں کرتے اور آپ کی شان گھٹاتے مگر خداوند عالم ان کی ان حرکتوں سے علی علیہ السلام کی شان و بزرگی کو زیادہ ہی کرتا گیا اور علی علیہ السلام کی محبت علماء کے دلوں میں دو چند ہی کر دی۔

قیل لسهل بن سعد ان امیر المدینة یرید ان یبعث الیك لتسب علیا عند المنبر قال کیف اقول قال تقول ابا تراب فقال والله ما سماه بذالك الا رسول الله قال قلت و کیف ذالك یا ابا العباس قال دخل علی علی فاطمة ثم خرج من عندها فاضطجع فی صحن المسجد فدخل رسول الله علی فاطمة فقال این ابن عمك قالت هو ذاك مضطجع فی المسجد قال فجاء رسول الله فوجده قد سقط رداءه عن ظهره و خلص التراب الی ظهره فجعل یمسح التراب عن ظهره و یقول اجلس ابا تراب فوالله ما سماه به الا رسول الله والله ما کان اسم احب الیه منه۔ (استیعاب جلد ۲ ص ۴۸۰ و ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۴)

سہل بن سعد سے کہا گیا کہ حاکم مدینہ چاہتا ہے کہ تمہیں بلا بھیجے تا کہ تم منبر کے پاس علی علیہ السلام کو برا کہو سہل نے پوچھا مجھے کیا کہنے کو کہا جائے گا۔ لوگوں نے کہا ابوتراب کہنا ہو گا سہل نے کہا ابوتراب تو خدا کی قسم خود پیغمبرؐ خدا نے آپ کا نام رکھا تھا میں نے پوچھا کہ اے ابوالعباس اس کا واقعہ کیا ہے سہل نے کہا علی علیہ السلام ایک مرتبہ فاطمہؑ کے پاس آئے پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور صحن مسجد میں آ کر لیٹ رہے آں حضرتؐ جناب فاطمہؑ کے پاس آئے اور پوچھا تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ سیدہؑ نے کہا وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں سہل کہتے ہیں کہ پھر پیغمبرؐ مسجد میں آئے دیکھا کہ علی علیہ السلام لیٹے ہیں اور آپ کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور پیٹھ میں مٹی لگ گئی ہے آپ اپنے ہاتھوں سے پیٹھ کی مٹی صاف کرنے لگے اور فرماتے جاتے اجلس یا ابا تراب اٹھو اے ابوتراب پس خدا کی قسم یہ ابوتراب تو پیغمبرؐ ہی کا نام رکھا ہوا ہے اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنے تمام ناموں میں یہ نام زیادہ محبوب تھا۔

عن عامر بن عبد الله بن الزبیر انه سمع ابناله ینتقص علیا فقال یا بنی ایاك و العودة الی ذالك فان بنی مروان شتموه ستین سنة فلم یزده الله بذالك الا رفعه و ان الدین لم یبن شیئا فهدمته الدنیا و ان الدنیا لم تبن شیئا الا عادت علی ما بنت فهدمته۔ (استیعاب جلد ۲ ص ۴۸۰)

عامر بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے کسی لڑکے کو حضرت علی علیہ السلام کی منقصت کرتے تو سنا کہا پارہ جگر دیکھو پھر دوبارہ یہ حرکت نہ کرنا کیونکہ بنی مروان نے ۶۰ برس تک علی علیہ السلام کو گالیاں دیں مگر خداوند عالم علی علیہ السلام کی بلندی میں اضافہ ہی کرتا گیا دیکھو دین، جس چیز کی بنیاد ڈالتا ہے دنیا اسے منہدم نہیں کر پاتی لیکن دنیا جس چیز کی بنیاد ڈالتی ہے کل پلٹ کر خود وہی دنیا اس بنیاد کو مسمار کر دیتی ہے۔

و کان رسول اللہ اذالم یغزلم یعط سلاحہ الا علیا او اسامہ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۲)

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خود جہاد نہ فرماتے تو اپنا سلاح جنگ علی علیہ السلام یا اسامہ ہی کو بس دیتے۔

لقد اصابت علیا یوم احد ست عشر ضربۃ کل ضربۃ تلزمۃ الارض فما کان یرفعہ الاجبریل۔(اسد الغابہ جلد ۴ ۲۰)

جنگ احد میں حضرت علی علیہ السلام نے ۱۶ ایسے کاری زخم کھائے کہ ہر وار میں آپ زمین پر گر پڑتے اور ہر مرتبہ جبریل آپ کو اٹھا کر کھڑا کر دیتے۔

ان علیا لما ضربہ ابن ملجم قال فزت و رب الکعبہ۔(اسد الغابہ جلد ۴ ۳۸)

جب ابن ملجم نے آپ کے سر مبارک پر ضرب لگائی تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں دلی مراد کو پہنچا۔

لادفعن لوائی لم یرجع حتی یفتح اللہ علیہ۔(اسد الغابہ جلد ۴ ۲۱)

بروز خیبر پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا میں علم اس شخص کو دوں گا جو اس وقت تک پلٹتا ہی نہیں جب تک خداوند عالم نے اسے فتح نہ عنایت فرما دی۔

بعث رسول اللہ خالد بن الولید الی اھل الیمن یدعوھم الی الاسلام فکنت فیمن سار معہ فاقام علیھم ستۃ اشھر لا یجیبونہ الی شی فبعث النبی علی ابن ابی طالب و امرہ ان یقفل خالد او من اتبعہ الا من اراد البقاء مع علی فیترکہ قال البرا فکنت فیمن عقب مع علی فلما انتھینا الی اوائل الیمن بلغ القوم الخبر فجمعوا لہ فصلی بنا علی الفجر فلما فرغ صفقنا صفا واحدا ثم تقدم بین ایدینا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قرا علیھم کتاب رسول اللہ فاسلمت ھمدان کلھا فی یوم واحد و کتب بذالک علی الی رسول اللہ فلما قرا کتابہ خرساجداً۔(استیعاب جلد ۲ ۴۸۱ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۸)

حضرت رسالت مآبؐ نے خالد بن ولید کو اہل یمن کی طرف روانہ کیا تا کہ انھیں دعوتِ اسلام دیں جو لوگ خالد کے ساتھ گئے ان میں میں بھی تھا خالد چھ مہینے تک یمن میں ٹھہرے رہے اور یمن والے کوئی بات ماننے پر تیار نہیں ہوتے تھے آخر

پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو روانہ کیا اور انھیں حکم دیا کہ جا کر خالد کو اور ان کے ہمراہیوں کو واپس کر دینا البتہ جو تمہارے ساتھ رہنا چاہے اسے رہنے دینا براء کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو خالد کے ساتھ واپس نہ ہوئے بلکہ علی علیہ السلام کے ساتھ رہے جب ہم یمن کے قریب پہنچے اور ان لوگوں کو ہماری خبر پہنچی تو وہ اکٹھا ہوئے حضرت علی علیہ السلام نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جب نماز سے فراغت ہوئی تو ہم ایک صف میں صف بستہ ہوگئے پھر حضرت علی علیہ السلام ہمارے درمیان سے آگے بڑھے حمد و ثنائے الٰہی اولاً بجالائے پھر ان لوگوں کو پیغمبرؐ کا خط پڑھ کر سنایا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن کے اندر کل کا کل قبیلہ ہمدان مسلمان ہوگیا حضرت علی علیہ السلام نے اس کی اطلاع پیغمبرؐ کو لکھ بھیجی پیغمبرؐ نے جب حضرت علی علیہ السلام کا خط پڑھا تو سجدے میں گر پڑے۔

و قالت عائشة لما بلغها قتل علی لتصنع العرب ماشاءت فلیس لها احد ینهاها۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۸۲ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۴۷)

جب حضرت عائشہ کو حضرت علی علیہ السلام کی خبر انتقال ملی تو آپ نے فرمایا کہ اب عرب والے جو چاہیں کریں۔ اب کوئی نہیں جو انھیں روکے۔

انه کان ربعة من الرجال الی القصر ماهوا دعج العینین حسن الوجه کانه القمر لیلة البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین شثن الکفین عشدا اغید کان عنقه ابریق فضه اصلع لیس فی راسه شعر الامن خلفه کثیر اللحیة لمنکبه مشاش کمشاش السبع الضاری لایتبین عضده من ساعده قداد مجت اداما جا اذا مشی تکفا و اذا امسك بذراع رجل امسك بنفسه فلم یستطع ان یتنفس و هو الی السمن ما هو شدید الساعد والید و اذا مشی للحرب هرول ثبت الجنان قوی شجاع منصور علی من لاقاه۔ (استیعاب جلد ۲ ۴۸۲ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۵ و ۱۵۶ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۵)

حضرت علی علیہ السلام درمیان قد کے تھے آنکھیں چوڑی اور کالی سیاہ تھیں، چہرہ بہت خوبصورت تھا جیسے چودھویں رات کا چاند خوبصورت ہوتا ہے بزرگ شکم چوڑے شانے سخت کھورے ہاتھ، لمبی گردن جیسے چاندی کی صراحی ہو، سر کے اگلے حصے پر بال نہیں تھے صرف پشت سر پر بال تھے ڈاڑھی بہت گھنی تھی، شانے ایسے جیسے حیوان درندہ کے شانے ہوں، دست و بازو پُر گوشت اور یکساں جوڑ کا پتہ نہیں چلتا تھا جھوم کے چلتے تھے اگر کسی کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ دم روک لے سانس نہ لے سکے، موٹاپے کی ہلکی سی جھلک آپ کے جسم پر تھی جب جنگ کے لئے نکلتے تو دوڑ کے چلتے، مضبوط قلب، بہادر اور اپنے حریف پر فتح یاب و کامران تھے۔

عن ابن عباس قال اذا اثبت لنا الشی عن علی لم نعدل عنه الی غیرہ (اسد الغابہ جلد ۴ ۲۳)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ کے متعلق ہمیں حضرت علی علیہ السلام کا قول یقینی طور پر معلوم ہو جاتا تو پھر ہم کسی دوسرے کی طرف رخ بھی نہیں کرتے۔

قال بعض اصحاب النبی کان لعلی من السوابق مالوان سابقة منها بین الخلائق لو سعتهم خیرا۔(اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۳)

بعض اصحاب پیغمبرؐ کا قول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو ایسے فضائل وخصوصیات حاصل ہیں کہ ان میں سے اگر ایک فضیلت ایک خصوصیت دنیا بھر کے لوگوں کو مشترکہ طور پر بھی حاصل ہوتی تو ان کی بھلائی وبہتری کے لئے کافی سے زیادہ ہوتی۔

ان رسول الله قال لعلی من اشقی لاولین قال الذی عقر الناقة یعنی ناقة صالح قال صدقت فمن اشقی الأخرین قال لاادری قال الذی یضربك علی هذا یعنی یافوخه و یخضب هذه یعنی لحیته ۔(استیعاب جلد ۲ ص ۴۸۳ و ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۵ و ۲۴۸ و طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۲۲ و اسد الغابہ جلد ۴ ص ۳۵ و ازالة الخفاء مقصد ۲ ص ۲۷۷)

پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا اگلے لوگوں میں سب سے بڑا بد بخت کون گذرا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ جس نے ناقہ صالح کو پے کیا۔ آں حضرتؐ نے فرمایا سچ کہا تم نے اچھا یہ بتاؤ آخر والوں میں سب سے بڑا بد بخت کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا آنحضرتؐ نے فرمایا وہ جو تمہارے اس سر پر تلوار مارے گا اور تمہارے سر کے خون سے تمہاری اس داڑھی کو رنگین کرے گا۔

قال بکر بن حماد القاهری

قل لابن ملجم والاقدار غالبة	هدمت ویلك للاسلام ارکانا
قتلت افضل من یمشی علی قدم	و اول الناس اسلاما و ایمانا
و اعلم الناس بالقرآن ثم بما	سن رسولنا شرعا و تبیانا
صهر النبی ومولاه و ناصره	اضحت مناقبه نورا و برهانا
و کان منه علی رغم الحسود له	ما کان هارون من موسی بن عمرانا
و کان بالحرب سیفا صارما ذکرا	لیثا اذا لقی الاقران اقرانا
ذکرت قاتله والدمع منحدر	فقلت سبحان رب الناس سبحانا
انی لاحسبه ماکان من بشر	یخشی المعاد و لکن کان شیطانا

اشقی مراد اذعدت قبائلها و اخسر الناس عند الله میزاناً
کعاقر الناقة الاولی التی جلبت علی ثمود بارض الحجر خسراناً
قد کان یخبر هم ان سوف یخضبها قبل المنیة از ماناً فاز ماناً
فلاعفاالله عنه ماتحمله ولاسقی قبر عمران بن حطاناً
لقوله فی شقی ظل مجترماً و نال مانا له ظلما و عدواناً
یا ضربة من تقی ماارادبها الالیبلغ من ذی العرش رضواناً
بل ضربة من غوی اوردته لظی فسوف یلقی بها الرحمٰن غضباناً
کانه لم یرد قصد البضربته الالیصلی عذاب الخلد نیراناً

(استیعاب جلد ۲ ۴۸۴)

بکر بن حماد قاہرہ نے یہ اشعار کہے۔

ابن ملجم سے کہہ دو قضاوقدر الہیٰ غالب ہو کر رہتی ہے کہ تجھ پر وائے ہو تو نے اسلام کے ارکان منہدم کر دیئے۔

تو نے اس شخص کو قتل کیا جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل تھا اور تمام لوگوں میں سب سے پہلے اسلام و ایمان لانے والا تھا۔

اور جو قرآن کا زیادہ عالم اور پیغمبرؐ کی شریعت واحکام سے زیادہ باخبر تھا۔

پیغمبرؐ کا داماد پیغمبرؐ کا پیارا، پیغمبرؐ کا مددگار جس کے مناقب مسلم الثبوت اور مثل نور آشکارا ہیں۔

جو پیغمبرؐ کے لئے ایسے تھے جیسے ہارونؑ، موسیٰ علیہ السلام بن عمران کے لئے دشمنوں کے جلنے کے باوجود۔

جو میدان جنگ میں بڑا تلوار اور سورماؤں سے مڈبھیڑ کے وقت شیر نر تھا۔

میں نے اس کے قاتل کا خیال کیا درانحالیکہ آنسو میری آنکھوں سے بہہ رہے تھے پس میں نے کہا کہ پاک ہے پروردگار عالم۔

میں خیال کرتا ہوں کہ علی علیہ السلام کا قاتل انسان نہیں تھا جسے قیامت کا خوف ہو بلکہ وہ شیطان تھا۔

بنی مراد کا بدبخت ترین انسان اور خداوند عالم کے نزدیک سب سے زیادہ گھاٹے میں رہنے والا۔

مثل اس شخص کے تھا جس نے ناقہ صالح کو پے کیا اور قوم ثمود کو تباہی و بربادی میں مبتلا کیا۔

یہ علی علیہ السلام مدتوں پہلے سے اپنی موت کی خبر دے رہے تھے کہ عنقریب میری یہ داڑھی خون سے رنگین ہوگی۔

خداوند عالم ابن ملجم کے قصور کو معاف نہ کرے اور نہ عمران بن خطان (خارجی) کی قبر سیراب کرے۔

کیونکہ اس عمران بن خطان نے ایسے شخص (ابن ملجم) کی مدح کی ہے جس نے بڑا زبردست جرم کیا اور زیادتی وسرکشی کی انتہا کردی۔

اس عمران نے ابن ملجم کی ضربت کی تعریف میں کہا تھا کہ وہ کتنے پرہیزگار شخص کی یہ ضربت ہے جس نے اس ضربت سے خدا کی خوشنودی کو پہنچنا چاہا ہے۔

یہ پرہیزگار کی ضربت نہیں بلکہ گمراہ کی ضربت تھی جس نے اسے جہنم میں جھونک دیا وہ عنقریب خداوند عالم سے ملاقات کرے گا اس عالم میں کہ خداوند عالم بیحد غضب ناک ہوگا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابن ملجم نے اپنی ضربت سے کچھ چاہا نہیں سوا اس کے کہ وہ آتش جہنم میں ہمیشہ جلتا رہے۔

قال عمر لاهل الشوری لله درهم ان ولوها الاصليع كيف يحملهم على الحق ولو كان السيف على عنقه فقلت اتعلم ذالك منه ولا توليه۔ (استیعاب جلد ۲ ۸۵۴ و ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۴۲)

حضرت عمر نے شوری والوں کے متعلق کہا کہ خدا ان کا بھلا کرے اگر وہ حضرت علی علیہ السلام کو حاکم بنالیں تو کتنی عمدگی سے انھیں حق کی راہ پر لے چلیں گے چاہے ان کی گردن پر تلوار ہی کیوں نہ رکھی ہو میں نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ علی علیہ السلام کے متعلق اس بات کا یقین بھی رکھتے ہیں اور پھر بھی انھیں حاکم نہیں مقرر کرجاتے۔

انت بمنزلة الكعبة توتى ولا تاتى فان اتاك هؤلاء القوم فسلموها اليك الخلافة فاقبل منهم و ان لم ياتوك فلا تاتهم حتى ياتوك۔ (اسد الغابہ جلد ۴ ۳۱)

اے علی علیہ السلام تم بمنزلہ کعبہ کے ہو لوگ خانہ کعبہ کے پاس جاتے ہیں خود خانہ کعبہ کسی کے پاس نہیں جاتا لہٰذا اگر میری آنکھ بند ہونے کے بعد یہ لوگ تمہارے پاس آئیں اور خلافت تمہارے حوالہ کریں تو قبول کرنا اور اگر نہ آئیں تو تم کبھی ان کے پاس نہ جانا جب تک وہ خود تمہارے پاس نہ آئیں۔

اس حدیث کی روشنی میں بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پیغمبرؐ کی وفات کے بعد جب خلافت کے حصے بخرے ہونے لگے تو کیوں نہیں امیر المومنینؑ نے اپنی خلافت و جانشینی پیغمبرؐ کا اعلان کیا؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے امیر المومنینؑ کو چھوڑ کر دوسروں کو خلیفہ بنایا گیا ان کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوگا جنھوں نے خانہ کعبہ کو چھوڑ کر خود ساختہ گھروں کو اپنا مرکز عبادت قرار دیا۔

لما دخل على ابن ابى طالب الكوفة دخل عليه رجل من حكماء العرب فقال والله يا امير

المومنین علیہ السلام لقد زنت الخلافة وما زانتك و رفعتها و ما رفعتك و هی کانت احوج الیك منك الیها۔
(اسد الغابہ جلد ۴ ۳۲)

جب حضرت علی علیہ السلام تخت نشین ہو کر کوفہ میں تشریف فرما ہوئے تو عرب کا ایک فلسفی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے امیر المومنینؑ خدا کی قسم آپ نے خلافت کو چار چاند لگا دیئے خلافت نے آپ کو کوئی زینت نہیں بخشی آپ نے خلافت کو سربلند کر دیا، خلافت کی وجہ سے آپ کی کوئی عزت نہیں ہوئی خلافت آپ کی بہت زیادہ محتاج تھی آپ کو البتہ اس کی احتیاج نہ تھی۔

و سماہ رسول الله صدیقا عن ابن ابی لیلیٰ عن النبی ﷺ انه قال الصدیقون ثلاثه حبیب بن مری النجار مومن اٰل یاسین الذی قال یاقوم اتبعوا المرسلین و حزقیل مومن اٰل فرعون الذی قال اتقتلون رجلاان یقول ربی الله و علی بن ابی طالب الثالث و هو افضلهم ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۴)

حضرت رسالت مآبؐ نے حضرت علی علیہ السلام کا نام صدیق رکھا تھا۔ ابن ابو لیلیٰ پیغمبرؐ سے روایت کرتے ہیں کہ صدیق تین ہیں حبیب نجار جو مومن آل یاسین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں جنھوں نے کہا تھا اے قوم والوں رسولوں کی پیروی کرو، دوسرے حزقیل مومن آل فرعون جنھوں نے کہا تھا کہ کیا تم کسی شخص کو محض اس بات پر جان سے مار ڈالو گے کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار خداوند عالم ہے تیسرے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام اور وہ سب میں افضل ہیں۔

و کناہ رسول الله بابی الریحانتین۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۴)

پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی کنیت ابوالریحانتین رکھی تھی (یعنی پیغمبرؐ کی دونوں خوشبوؤں حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کے باپ)۔

و کناہ رسول الله اباتراب۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۴)

نیز پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی کنیت ابوتراب رکھی۔

و یلقب یعسوب الامة والصدیق الاکبر۔

حضرت علی علیہ السلام کا لقب یعسوب الامۃ امت کے امیر اور صدیق اکبر ہے۔

و عن معاذة العدویه قالت سمعت علیا علی المنبر البصرة یقول انا الصدیق الاکبر و عن علی انه کان یقول انا عبدالله و اخو رسوله و انا الصدیق الاکبر، و عن ابی ذر قال سمعت رسول الله یقول لعلی انت الصدیق الاکبر و انت الفاروق الذی تفرق بین الحق و الباطل، و انت یعسوب الدین، و یلقب ایضا بیضة البلد و بالامین و بالشریف و بالهادی والمهتدی و ذی الاذن الواعی۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۵)

معاذہ عدویہ ناقل ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو منبر کوفہ پر کہتے سنا کہ میں صدیق اکبر ہوں اور حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرمایا کرتے کہ میں خدا کا بندہ ہوں، پیغمبر کا بھائی ہوں، میں صدیق اکبر ہوں اور جناب ابوذرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبر کو علی علیہ السلام سے کہتے سنا کہ تم صدیق اکبر ہو، تم وہ فاروق ہو جو حق و باطل میں فرق کرو گے تم اس دین کے سردار ہو۔ حضرت علی علیہ السلام کا لقب بیضۃ البلد بھی ہے نیز امین شریف ہادی مہدی، ذی الاذن الواعی (گوش شنوا والے) بھی القابات ہیں۔

یا علی انت اول المومنین ایمانا و اول المسلمین اسلاما و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۷ و ۱۶۳)

پیغمبرؐ نے علی علیہ السلام کے کاندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے علی علیہ السلام تم تمام مومنین سے پہلے ایمان لانے والے اور تمام مسلمانوں سے پہلے اسلام لانے والے ہو اور تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔

عن معاذۃ العدویۃ قالت سمعت علیا علی المنبر منبر البصرۃ یقول انا الصدیق الاکبر امنت قبل ان یومن ابوبکر و اسلمت قبل ان یسلم ابوبکر۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۷)

معاذہ عدویہ ناقل ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو منبر بصرہ پر کہتے سنا کہ میں صدیق اکبر ہوں، میں ابوبکر کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا ابوبکر کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا۔

انت اول من اٰمن بی و صدق۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۷)

تم پہلے وہ ہو جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔

السباق ثلاثۃ یوشع بن نون الی موسیٰ و صاحب یاسین الی عیسیٰ و علی الی النبی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۸)

سبقت کرنے والے تین ہیں یوشع بن نون جنھوں نے جناب موسیٰؑ پر ایمان لانے میں سبقت کی صاحب یاسین جنھوں نے عیسیٰؑ پر ایمان لانے میں سبقت کی اور علی علیہ السلام جنھوں نے پیغمبرؐ پر ایمان لانے میں سبقت کی۔

انا اول عربی و عجمی صلی مع رسول اللہ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۸)

عرب و عجم دونوں میں حضرت علی علیہ السلام پہلے وہ ہیں جنھوں نے رسولؐ اللہ کے ساتھ نماز پڑھی۔

صلیت قبل ان تصلی الناس سبع سنین۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۵۸ اسد الغابہ جلد ۴ ۱۷ ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۵۲)

میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات برس پہلے نماز پڑھی۔

عن علی قال انا اول من یجثو للخصومة بین یدی الرحمٰن یوم القیامة قال قیس فیهم نزلت هذان خصمان اختصموا فی ربهم قال هم الذین تبارزوا یوم بدر علی و حمزة و عبیدة بن الحارث و شیبة بن ربیعة و عتبه بن ربیعه و الولید بن عتبه۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۰، ازالة الخفاء مقصد ۲ ۲۶۵ طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم اول ۲)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جو بروز قیامت خداوند عالم کے حضور دادرسی کے لئے بیٹھوں گا قیس کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ھذان خصمان الخ قیس کہتے ہیں کہ اس آیت میں مراد وہ لوگ ہیں جو بروز جنگ بدر لڑے حضرت علیؑ، حمزہ عبیدہ بن الحارث اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

یا علی انك اول من یقرع باب الجنة فتدخلها بغیر حساب بعدی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۰)

اے علی علیہ السلام تم پہلے وہ شخص ہو جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور میرے بعد بغیر حساب کے داخل جنت ہو گے۔

عن ابی سعید الخدری امرنا رسول اللہ بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال ھؤلاء فمع من فقال مع علی ابن ابی طالب معه یقتل عمار بن یاسر۔

(اسد الغابہ جلد ۴ ۳۳)

ابوسعید خدری صحابی پیغمبرؐ ناقل ہیں کہ پیغمبرؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ناکثین (بیعت توڑنے والوں) سے قاسطین (حد سے تجاوز کرنے والوں) اور مارقین (خوارج) سے جنگ کریں ہم نے پیغمبرؐ سے پوچھا آپ ہمیں ان جماعتوں سے لڑنے کا حکم دے رہے ہیں مگر یہ ارشاد ہو کس کی معیت میں ہم ان سے جنگ کریں گے آں حضرتؐ نے فرمایا علی علیہ السلام کی معیت میں انھیں کی معیت میں عمار درجہ شہادت پر فائز ہوں گے۔

عن انس بن مالك قال کان عند النبی طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقك الیك یاکل معی ھذا الطیر فجاء علی ابن ابی طالب فاکل معه۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۰، ازالة الخفاء مقصد ۲ ۲۶۲ و اسد الغابہ جلد ۴ ۳۰)

انس بن مالک ناقل ہیں کہ پیغمبرؐ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ آیا۔ آپ نے فرمایا خداوندا تیرے خلائق میں جو سب سے زیادہ محبوب ہو اسے میرے پاس لا تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے چنانچہ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام آئے اور انھوں نے پیغمبرؐ کے ساتھ کھایا۔

عن عائشة سئلت ای الناس احب الی رسول اللہ قالت فاطمة فقیل من الرجال قالت زوجھا ان کان ما علمت صواما قواما۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۱)

جناب عائشہ سے پوچھا گیا کہ پیغمبرؐ کو سب سے بڑھ کر کون پیارا تھا کہا فاطمہؑ، پوچھا گیا مردوں میں کون؟ کہا فاطمہؑ کے شوہر اور وہ جیسے روزہ رکھنے والے اور عبادت گذار تھے وہ جانتے ہی ہو۔

علی منی بمنزلۃ راسی من جسدی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۲)

علیؑ میرے لئے ایسے ہیں جیسے میرا سر میرے بدن کے لئے۔

و عن اسماء بنت عمیس قال سمعت رسول اللہ یقول اللھم انی اقول کما قال اخی موسیٰ اللھم اجعل لی وزیرا من اھلی اخی علیا اشدد بہ ازری و اشرکہ فی امری کی نسبحك كثيرا و نذکرك كثيرا انك كنت بنا بصيرا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۳)

اسماء بنت عمیس ناقل ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ کو دعا فرماتے ہوئے سنا خداوندا میں تجھ سے اسی طرح التجا کرتا ہوں جس طرح میرے بھائی موسیٰؑ نے دعا کی تھی، خداوندا میرے اہل سے علی علیہ السلام کو میرے لئے ایک بوجھ بٹانے والا قرار دے علی علیہ السلام کے ذریعہ میری کمر کو مضبوط کر اور اسے میرا شریک کار قرار دے تا کہ ہم دونوں خوب کثرت سے تیری تسبیح کریں بہت زیادہ تیرا ذکر کریں تو ہماری دلی حالت کا اچھی طرح جاننے والا ہے۔

علی منی بمنزلتی من ربی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۳)

علیؑ کو مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو مجھے اپنے پروردگار سے ہے۔

ھبط جبریل علی النبی فقال یا محمد ﷺ ان ربك یقرئك السلام و یقول لك علی منك بمنزلة ھارون من موسیٰ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۴)

جبریل امین پیغمبرؐ کے پاس آئے اور عرض کیا اے محمدؐ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے علی علیہ السلام کو تم سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

قال رسول اللہ لعلی یوم غزوۃ تبوك اما ترضی ان یکون لك من الاجر مثل مالی و لك من المغنم مثل مالی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۴)

آں حضرتؐ نے بروز غزوہ تبوک حضرت علی علیہ السلام سے کہا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں بھی میرے جیسا اجر حاصل ہو اور میرے حصے جتنا مال غنیمت ملے۔

قال رسول اللہ ما من نبی الا ولہ نظیر فی امتہ و علی نظیری۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۴)

آں حضرتؐ نے فرمایا کہ جتنے بھی نبی گزرے ان کی امت میں ان کا ایک نظیر ضرور رہا اور میری امت میں میرا نظیر

علی علیہ السلام ہے۔

عن سلمان قال سمعت رسول الله یقول کنت انا و علی نورا بین یدی الله قبل ان یخلق اٰدم باربعة عشر الف عام فلما خلق الله اٰدم قسم ذالك النور جزائین فجزء انا وجزء علی۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۴)

جناب سلمانؓ ناقل ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ کو ارشاد فرماتے سنا کہ میں اور علی علیہ السلام خداوند عالم کے حضور جناب آدم علیہ السلام کے خلقت کے ۱۴ ہزار سال قبل تک ایک نور تھے پھر جب خدا نے آدم علیہ السلام کو خلق کیا تو اس نور کے دو حصے کیے ایک حصہ میں ہوں اور دوسرا حصہ علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ۔

کفی و کف علی فی العدل سواء۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۴)

میرا ہاتھ اور علی علیہ السلام کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔

لقد صلت الملائکة علی و علی علی لانا کنا نصلی لیس معنا احد یصلی غیرنا۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۴ اور اسد الغابہ جلد ۴ ۱۸)

مجھ پر اور علی علیہ السلام پر ملائکہ نے درود بھیجا اس لئے کہ ہم نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم دو کے علاوہ کوئی تیسرا نماز پڑھنے والا نہ تھا۔

عن ابی ذر قال قال رسول الله لما اسری بی مررت بملك جالس علی سریر من نور و احدی رجلیه فی المشرق والاخری فی المغرب و بین یدیه لوح ینظر فیه والدنیا کلها بین عینیه والخلق بین رکبتیه و یده تبلغ المشرق و المغرب فقلت یا جبریل من هذا قال هذا عزرائیل تقدم فسلم علیه فتقدمت و سلمت علیه فقال و علیك السلام یا احمد ما فعل ابن عمك علی فقلت و هل تعرف ابن عمی علی قال و کیف لا اعرفه و قد وکلنی الله بقبض ارواح الخلائق ما خلا روحك و روح ابن عمك علی ابن ابی طالب فان الله یتوفا کما بمشیئته۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۵)

جناب ابوذر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایک ملک کے پاس سے گزرا جو نور کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک پیر اس کا مشرق میں تھا اور دوسرا مغرب میں اور اس کے سامنے ایک تختی تھی۔وہ اس پر نظر جمائے ہوئے تھا اور ساری دنیا اس کی آنکھوں کے سامنے تھی اور کل خلائق اس کے دونوں گھٹنوں میں تھی اور اس ملک کا ہاتھ مشرق و مغرب تک پہنچتا تھا۔میں نے جبریل سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انھوں نے بتایا کہ یہ عزرائیل ہیں آپ آگے بڑھئے اور انھیں سلام کیجئے میں آگے بڑھا اور سلام کیا۔اس ملک نے کہا آپ پر بھی سلام ہو۔اے احمد

تمہارے چچا کے بیٹے علی علیہ السلام کیا کر رہے ہیں؟ میں نے پوچھا کیا تم علی علیہ السلام کو پہچانتے ہو؟ عزرائیل نے کہا ان کو کیونکر نہ جانوں گا درآنحالیکہ خداوند عالم نے مجھے مقرر کیا ہے کہ تمام خلائق کی قبض روح کروں سوا تمہاری اور علی علیہ السلام کی روح کے تم دونوں کی روح میرے دائرہ عمل سے باہر ہے۔ بس خدا ہی اپنی مشیت سے تم دونوں کو اٹھائے گا۔

انت سيد فى الدنيا سيد فى الاخرة من احبك فقد احبنى و حبيبك حبيب الله و عدوك عدوى و عدوى عدو الله الويل لمن ابغضك۔ (رياض النضره جلد ۲ ۱۶۶ و ۱۶۷)

تم دنیا میں بھی سردار ہو اور آخرت میں بھی جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی تمہارا دوست دار خدا کا دوست دار ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن ہے۔ اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ عذاب جہنم ہو اس کے لئے جو تم سے بغض رکھے۔

من سب عليا فقد سبنى و من سبنى فقد سب الله و من سب الله اكبه الله على منخره ثم تولى عنهم۔ (رياض النضره جلد ۲ ۱۶۶ و ازالة الخفاء مقصد ۲ ۲۶۲)

جس نے علی علیہ السلام کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا اور جس نے مجھے برا کہا اس نے خدا کو برا کہا اور جس نے خدا کو برا کہا خداوند عالم اسے منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا اور پھر اس سے منہ پھیر لے گا۔

من اطاعك فقد اطاعنى و من اطاعنى اطاع الله و من عصاك عصانى۔ (رياض النضره جلد ۲ ۱۶۷)

جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے تمہاری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

يا على من فارقنى فقد فارق الله و من فارقك فقد فارقنى۔ (رياض النضره جلد ۲ ۱۶۷ ازالة الخفاء مقصد ۲ ۲۷۹)

اے علی علیہ السلام جس نے مجھ سے جدائی اختیار کی اس نے خدا سے جدائی اختیار کی اور جس نے تم سے جدائی اختیار کی اس نے مجھ سے جدائی اختیار کی۔

و عن على قال طلبنى النبى فوجدنى فى حائط نائما فضربنى برجله و قال قم فوالله لارضينك انت اخى و ابو ولدى تقاتل على سنتى من مات على عهدى فهو فى كنز الجنة و من مات على عهدك فقد قضى نحبه و من مات محبك بعد موتك ختم الله له بالامن و الايمان ما طلعت شمس او غربت (رياض النضره جلد ۲ ۱۶۷)

حضرت علی علیہ السلام ناقل ہیں کہ پیغمبرؐ نے مجھے تلاش کیا مجھے ایک دیوار تلے سوتا پایا۔ آپ نے اپنے پیروں سے مجھے حرکت دی اور فرمایا۔ کھڑے ہو کہ خدا کی قسم میں تمہیں خوش کر کے رہوں گا۔ تم میرے بھائی ہو، میرے فرزندوں کے باپ ہو، تم میرے سنت پر قتال کرو گے۔ جو شخص میرے عہد پر مرے گا۔ وہ جنت کی نعمتوں میں ہوگا۔ اور جو تمہارے عہد پر مرا، اس نے

اپنی مراد پائی اور جو تمہارے بعد تمہاری محبت پر مرے گا خداوند عالم تا قیامت امن و امان کی مہر کر دے گا اس کے لئے۔

قال رسول اللہ علی باب الجنۃ مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۸)

آں حضرتؐ نے فرمایا دروازۂ جنت پر لکھا ہوا ہے کوئی معبود نہیں سوا معبود حقیقی کے اور محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور علی علیہ السلام رسولؐ کے بھائی ہیں۔

فرد علیہ رسول اللہ السلام و قام الیہ و عانقہ و قبل بین عینیہ و اجلسہ عن یمینہ فقال العباس یا رسول اللہ اتحب ھذا فقال رسول اللہ یا عم واللہ للہ اشد حبالہ منی ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ و جعل ذریتہ فی صلب ھذا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۸ و ۲۱۳)

علی علیہ السلام خدمت پیغمبرؐ میں پہنچے، پیغمبرؐ نے آتے جو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ گلے سے لگایا ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انھیں اپنے دائیں بٹھایا، عباس عم پیغمبرؐ نے پوچھا۔ یا رسولؐ اللہ آپ انھیں محبوب رکھتے ہیں؟ پیغمبرؐ نے فرمایا چچا جان خدا کی قسم مجھ سے زیادہ خدا انھیں محبوب رکھتا ہے، خداوند عالم نے ہر نبی کی ذریت اس کے صلب میں ودیعت کی ہے اور میری ذریت علی علیہ السلام کے صلب میں ودیعت فرمائی ہے۔

کنا عند النبی وعندہ قوم جلوس فدخل علی فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تلاوموا فقالوا واللہ ما اخرجنا و ادخلہ فرجعوا فقال واللہ ما انا ادخلتہ و اخرجتکم بل اللہ ادخلہ و اخرجکم۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۱۶۴)

ہم لوگ خدمتِ پیغمبرؐ میں بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ لوگ اور بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں علی علیہ السلام آئے وہ جب اندر داخل ہوئے تو وہ لوگ نکل کھڑے ہوئے۔ جب وہ باہر نکل آئے تو انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کی کہ آخر علی علیہ السلام کے اندر پہنچتے ہی ہم باہر کیوں نکل پڑے وہ پھر رسولؐ کے پاس واپس ہوئے پیغمبرؐ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے علی علیہ السلام کو نہ تو اندر بلایا اور نہ تمہیں باہر نکالا بلکہ اللہ نے انھیں اندر بلایا اور تمہیں باہر کیا۔

استنشد علی الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع النبی یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ فقام ستۃ عشر رجلا فشھدوا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۷۰ و اسد الغابہ جلد ۴ ۲۸)

حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو قسم دی اور فرمایا کہ میں ہر اس شخص کو خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے پیغمبرؐ کو ارشاد فرماتے سنا ہو کہ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ عاد من عاداہ آپ کے اس کہنے پر ۱۶

آدمیوں نے اٹھ کر گواہی دی کہ ہم نے خود پیغمبرؐ کو ارشاد فرماتے سنا ہے۔

فاقبل الیه رسول الله والغضب یعرف فی وجهه فقال ما تریدون من علی ثلاثا ان علیا منی و انا منه وهو ولی کل مومن بعدی۔ (ریاض النضره جلد ۲ ۱۷۱ واصابه جلد ۴ ۱۷۱ وازالة الخفاء مقصد ۲ ۲۶۱ واسد الغابه جلد ۴ ۲۷)

کچھ لوگوں نے امیر المومنینؑ کی شکایت پیغمبرؐ کی خدمت میں کی۔ آپ ان کی طرف مڑے اور غیظ وغضب کے آثار آپ کے چہرے سے نمایاں تھے، آپ نے فرمایا آخر تم لوگ علی علیہ السلام سے چاہتے کیا ہو؟ یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد کہا علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں وہ میرے بعد ہر مومن کا مولا و آقا ہے"۔

اذا جمع الله الاولین و الاخرین یوم القیامة و نصب الصراط علی جسر جهنم ما اجازها احد حتی کانت معه براءة بولایة علی ابن ابی طالب۔ (ریاض النضره جلد ۲ ۱۷۲)

جب خداوند عالم روز قیامت اگلے اور پچھلے لوگوں کو جمع فرمائے گا اور جہنم کے پل پر صراط نصب ہوگی تو کوئی شخص اس پل صراط کو طے کر کے اس وقت تک گزر نہ سکے گا جب تک اس کے پاس ولایت علی علیہ السلام کا پروانہ نجات نہ ہوگا۔

حق علی علی المسلمین حق الوالد علی الولد۔ (ریاض النضره جلد ۲ ۱۷۲)

علی علیہ السلام کا مسلمانوں پر ایسا ہی حق ہے جیسا باپ کا بیٹے پر۔

لما حضرت عبد الله بن عباس الوفاة قال اللهم انی اتقرب الیك بولایت علی ابن ابی طالب۔ (ریاض النضره جلد ۲ ۱۷۲)

جب عبداللہ بن عباس کی وفات کا وقت آیا تو ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے۔ خداوندا میں علی علیہ السلام کی ولایت کے ذریعہ تجھ سے تقرب حاصل کرتا ہوں۔

عن ابی رافع قال لما قتل علی اصحاب الالویة یوم احد قال جبریل یا رسول الله ان هذه لهی مواساة فقال له النبی انه منه و انا منه فقال جبریل و انا منکما یا رسول الله۔ (ریاض النضره جلد ۲ ۱۷۲)

ابو رافع ناقل ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے بروز جنگ احد بڑے بڑے علمداران لشکر مشرکین کو قتل کیا تو جبریل نے خدمت پیغمبرؐ میں عرض کی یا رسول اللہ اسے مواسات وہمدردی کہتے ہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کیوں نہ ہو وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں۔ جبریل نے عرض کی اور میں آپ دونوں سے ہوں یا رسول اللہ۔

قال رسول الله ﷺ لیلة اسری بی الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فرایت کتابا فهمته محمد رسول الله ایدته بعلی و نصرته به۔ (ریاض النضره جلد ۲ ۱۷۲)

پیغمبرؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب معراج میں نے ساقِ عرش پر نظر کی تو میں نے لکھا دیکھا محمدؐ خدا کے رسول ہیں، میں نے ان کی تائید وتقویت علی علیہ السلام سے کی اور علی علیہ السلام ہی کے ذریعہ ان کی مدد کی۔

وحضرت مرتضیٰ فرمود کہ ایں قرآن قرآن صامت است ومن قرآن ناطقم۔

(روضۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۷۶)

بروز جنگ صفین جب معاویہ والوں نے نیزوں پر قرآن بلند کیے تو امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ قرآن قرآنِ صامت (خاموش) ہے اور میں قرآنِ ناطق ہوں۔

عن علی قال لما نزلت عشرة آیات من براءة علی النبی دعا النبی ابابکر فبعثه بها لیقرأها علی اهل مکة ثم دعالی فقال لی ادرك ابابکر فحیثما لقیته فخذ الکتاب فاذهب به الی اهل مکة فاقرأه علیهم فلحقته بالجحفه فاخذت الکتاب منه ورجع ابوبکر الی النبی فقال یا رسول الله نزل فی شئی قال لا جبریل جاءنی فقال لن یودی عنك الا انت اورجل منك۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۷۷)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب براۃ کی دس آیتیں نازل ہوئیں پیغمبرؐ نے ابوبکر کو بلایا اور انھیں وہ آیتیں دے کر بھیجا تاکہ اہل مکہ کو حج کے موقع پر پڑھ کر سنا دیں۔ پھر آپ نے مجھے بلایا اور کہا جلد جا کر ابوبکر سے ملو، جہاں بھی وہ ملیں اور ان سے وہ نامہ لے لو اور خود جا کر اہل مکہ کو سناؤ۔ چنانچہ میں گیا اور مقام جحفہ پر پہنچ کر انھیں جالیا اور ان سے وہ نامہ پیغمبرؐ لے لیا اور ابوبکر خدمت پیغمبرؐ میں پلٹ آئے اور پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا میرے بارے میں کوئی بات نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ البتہ جبریل آئے انھوں نے کہا کہ اس نامہ کو یا تو آپ پہنچائیں گے یا وہ جو آپ ہی سے ہو دوسرا کوئی ہرگز نہیں پہنچا سکتا۔

لا یجوز احد الصراط الا من کتب له علی الجواز۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۷۷)

پل صراط سے کوئی شخص اس وقت تک گزرنے ہی نہیں پائے گا جب تک علی علیہ السلام اسے پروانہ راہ داری نہ تحریر فرما دیں۔

قال رسول الله ادعوا الی سید العرب یعنی علیا قالت عائشة الست سید العرب قال انا سید ولد ادم وعلی سید العرب فلما جاء ارسل الی الانصار فاتوه فقال لهم یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی ابدا قالوا بلی یا رسول الله قال هذا علی فاحبوه بحبی واکرموه بکرامتی فان جبریل اخبرنی بالذی قلت لکم عن الله عزوجل (ریاض النضرہ جلد ۳ ۱۷۷، ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۳۶۲)

آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پاس سید عرب کو بلا دو مطلب یہ تھا کہ علی علیہ السلام کو بلا دو۔ عائشہ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا آپ خود سید عرب نہیں؟ فرمایا میں تو جملہ بنی آدم کا سردار ہوں۔ جب علی علیہ السلام آئے تو آپ نے انھیں انصار کو بلانے کو بھیجا جب انصار پہنچے تو

آپ نے فرمایا اے گروہ انصار میں تمہیں ایسے شخص کی طرف نشان دہی نہ کردوں جس کا دامن تم اگر مضبوطی سے پکڑو تو کبھی گمراہ نہ ہو۔لوگوں نے کہا ضرور یارسولؐ اللہ آپ نے فرمایا وہ شخص یہ علی علیہ السلام ہے جس طرح مجھے محبوب رکھتے ہو اسی طرح اس علی علیہ السلام کو بھی محبوب رکھو اور جیسی میری عزت کرتے ہو اسی طرح علی علیہ السلام کی بھی عزت کرو کہ یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے جبریل یہ سب باتیں کہہ گئے ہیں۔

قال رسول الله ليلة اسرى بى انتهيت الى ربى عزوجل فاوحى الى فى على بثلاث انه سيد المسلمين وولى المتقين وقائد الغر المحجلين۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۷۷،ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۳)

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا شب معراج میں اپنے پروردگار کے ساحت قدس تک پہنچا خداوند عالم نے علی علیہ السلام کے بارے میں تین باتیں مجھ پر وحی فرمائیں ایک یہ کہ وہ سید المسلمین ہیں دوسرے یہ کہ وہ متقیوں کے آقا و مولا ہیں۔تیسرے یہ کہ وہ روشن قدم والوں کے رہبر و قائد ہیں۔

لكل نبى وصى ووارث وان عليا وصى ووارثى۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۷۷)

ہر نبیؐ کے لئے ایک وصی اور وارث ہوا کرتا ہے اور علی علیہ السلام میرے وصی و وارث ہیں۔

و اخرج النسائى ان رجلا قال لعلى ابن ابى طالب يا امير المومنين لم ورثت ابن عمك دون عمك قال جمع رسول الله نبى عبد المطلب فصنع لهم مدامن طعام ۔فقال يا بنى عبد المطلب۔۔۔و ايكم يبايعنى على ان يكون صاحبى و وارثى فلم يقم اليه احد فقمت اليه و كنت اصغر القوم قال اجلس ثم قال ثلث مرات كل ذالك اقوم فيقول اجلس حتى كان فى الثالث ضرب بيده على يدى ثم قال بذالك فبذالك ورثت ابن عمى دون عمى۔(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۵۲)

امام نسائی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے علی علیہ السلام سے پوچھا یا امیر المومنینؑ چچا کے رہتے ہوئے آپ کیسے پیغمبرؐ کے وارث ہو گئے۔حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا جب آیہ وانذر عشيرتك الاقربين نازل ہوئی پیغمبرؐ نے کل فرزندانِ عبد المطلب کو جمع کیا اور ان کی دعوت کی۔بعد طعام آپ نے فرمایا کہ فرزندانِ عبد المطلبؑ تم میں کون ایسا ہے جو میری بیعت کرے اس بات پر کہ وہ میرا مصاحب ہوگا اور میرا وارث ہوگا۔کوئی بھی نہ کھڑا ہوا۔میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس وقت میں سب لوگوں میں کمسن تھا۔پیغمبرؐ نے مجھے بٹھا دیا۔پھر وہی سوال تین مرتبہ کیا۔ہر مرتبہ میں کھڑا ہوتا اور پیغمبرؐ بٹھاتے رہے یہاں تک تیسری مرتبہ بھی جب کسی نے آپ کی بات کا جواب نہ دیا اور میں نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسولؐ اللہ میں آپ کی حمایت و نصرت کے لئے تیار ہوں تو پیغمبرؐ نے میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا۔پھر وہی کلمے دہرائے اسی اعلان و اقرارِ پیغمبرؐ کی وجہ سے میں چچا کے رہتے

ہوئے وارث پیغمبرؐ ہوا۔

عن علی قال قال لی رسول الله یولدلك ابن قد نحلته اسمی و کنیتی ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۷۹)

حضرت علی علیہ السلام ناقل ہیں کہ مجھ سے پیغمبرؐ نے فرمایا تمہارے ایک فرزند پیدا ہوگا جسے میں اپنا نام اور کنیت دونوں عطا کرتا ہوں۔

کان راس رسول الله فی حجر علی و هو یوحی الیه فلما سری عنه قال یا علی صلیت العصر قال لا قال اللهم انك تعلم ان كان فی حاجتك و حاجة نبيك فرد عليه الشمس فردها عليه فصلى و غابت الشمس ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۷۹ ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۷۱)

پیغمبرؐ کا سر میری آغوش میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے مجھ سے پوچھا علی علیہ السلام تم نے نماز عصر بھی پڑھی؟ میں نے عرض کیا نہیں۔آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی خداوندا تو جانتا ہے کہ علی علیہ السلام تیرے اور تیرے پیغمبرؐ کے کام میں تھے ان کے لئے آفتاب کو پلٹا دے۔چنانچہ خداوند عالم نے آفتاب کو پلٹا دیا اور علی علیہ السلام نے نماز پڑھی پھر آفتاب غروب کرگیا۔

محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ردشمس کی روایت کو علامہ طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الاثار میں اسماء بنت عمیس سے دوطریقوں سے لکھا ہے اور لکھ کر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں مسلم الثبوت اور ان کے راوی سب کے سب ثقہ ہیں۔قاضی عیاض نے شفاء میں صاحب بشری اللیث اپنی کتاب میں حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب الزہر الباسم میں اسے نقل کیا۔ابوالفتح ازدی نے اس حدیث کو صحیح اور ابوزرعہ بن عراقی، ہمارے پیرو مرشد حافظ جلال الدین سیوطی نے درمنثور فی الاحادیث المشترہ میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔الخ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۷۱)

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ لما حضرته الوفاة ادعوالی حبیبی فدعوا له ابابکر فنظر الیه ثم وضع راسه ثم قال ادعوالی حبیبی فدعوا له عمر فلما نظر الیه وضع راسه ثم قال ادعوالی حبیبی فدعوا له علیا فلما راه ادخله معه فی الثوب الذی کان علیه فلم یزل یحتضنه حتی قبض و یده علیه ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۰)

حضرت عائشہ ناقل ہیں کہ جب پیغمبرؐ کا وقت وفات آیا تو آپ نے فرمایا میرے پیارے کو میرے پاس بلادو۔لوگوں نے آپ کے پاس حضرت ابوبکر کو بلا دیا۔آپ نے اُن کی طرف نظر کی پھر سر گرا دیا پھر آپ نے فرمایا میرے پاس میرے پیارے کو بلادو۔اب کی مرتبہ لوگوں نے عمر کو بلا دیا۔آپ نے ان کی طرف نظر کی اور دیکھنے کے بعد سر گرا دیا۔پھر تھوڑی دیر کے

بعد آپ نے فرمایا میرے پاس میرے پیارے کو بلا دو۔ اب کی مرتبہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا۔ جب پیغمبرؐ کی نظر علی علیہ السلام پر پڑی تو انھیں اپنی چادر میں لے لیا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے اور اُس وقت تک لپٹائے رہے جب تک کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز نہ کر گئی۔ انتقال کے بعد بھی پیغمبر کا ہاتھ علی علیہ السلام پر ہی رکھا ہوا تھا۔

عن ام سلمه قالت والذی احلف به ان کان علی لاقرب الناس عهدا برسول الله ﷺ قالت عدنا رسول الله ﷺ غداة بعد غداة یقول جاء علی مرارا واظنه کان بعثه لحاجة فجاء بعد فظننت ان له حاجة فخرجنا من البیت فقعدنا عند الباب فکنت من ادناهم الی الباب فاکب علیه علی فجعل یساره ویناجیه ثم قبض من یومه ذالك فکان من اقرب الناس به عهدا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۰ ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۳)

جناب ام سلمہ ناقل ہیں کہ خدا کی قسم سب سے زیادہ آخر وقت تک پیغمبرؐ کی خدمت میں باریاب رہنے والے علی علیہ السلام ہیں ہم لوگ اس صبح پیغمبرؐ کی عیادت میں تھے اور آپ بار بار فرماتے کہ علی علیہ السلام آئے؟ میرا خیال ہے کہ حضرتؐ نے انھیں کسی کام سے بھیجا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ میں نے اندازہ کیا کہ پیغمبر تخلیہ چاہتے ہیں ہم لوگ اس حجرہ سے باہر نکل آئے۔ میں دروازے کے قریب ہی بیٹھ گئی اس لئے دوسروں کے بہ نسبت پیغمبرؐ سے میں زیادہ قریب تھی پیغمبرؐ حضرت علی علیہ السلام پر جھک پڑے اُن سے چپکے چپکے باتیں اور سرگوشیاں کرنے لگے اسی دن آپ کا انتقال ہوا اس لئے حضرت علی علیہ السلام ہی وہ شخص ہوتے ہیں۔ جو آخر وقت تک رسولؐ کی خدمت میں حاضر رہے۔

عن انس بن مالك قال جاء ابوبکر الی النبی فقعد بین یدیه فقال یا رسول الله ﷺ قد علمت منا صحتی و قدمی فی الاسلام و انی و انی قال و ماذالك قال تزوجنی فاطمة قال فسکت عنه قال فرجع ابوبکر الی عمر فقال هلکت و اهلکت قال و ما ذاك قال خطبت فاطمة الی النبی فاعرض عنی قال مکانك حتی الی النبی فاطلب مثل الذی طلبت فاتی عمر النبی فقعد بین یدیه فقال یا رسول الله قد علمت منا صحتی و قدمی فی الاسلام و انی وانی قال و ما ذالك قال تزوجنی فاطمة فسکت عنه فرجع الی ابی ابکر فقال انه ینتظر امر الله بها قم بنا الی علی حتی نامره یطلب مثل الذی طلبنا قال علی فایتانی وانا اعالج فسیلا لی فقالا انا جئناك من عند ابن عمك نخطبه قال علی فنهانی لامر فقمت اجر ردائی حتی اتیت النبی فقعدت بین یدیه فقلت یا رسول الله قد علمت قدمی فی الاسلام و منا صحتی و انی و انی قال و ما ذالك قلت تزوجنی فاطمة قال و ما عندك قلت فرسی و بزتی قال اما فرسك فلابدلك منها و اما بزتك فبعها قال فبعتها باربع مائه و ثمانین قال فجئت بها حتی وضعتها فی حجر رسول الله ﷺ فقبض

منها قبضة فقال ای بلال ابغنا بها طيبا و امرهم ان يجهزوها فحمل لها سريرا مشرطا بالشرط و سادة من ادم حشوه ليف و قال لعلی اذا اتتك فلا تحدث شيئا حتی اتيك فجاء مع ام ايمن حتی قعدت فی جانب البيت و انا فی جانب و جاء رسول اللهﷺ فقال ههنا اخی قالت ام ايمن اخوك و قد زوجته ابنتك قال نعم و دخل رسول اللهﷺ البيت فقال لفاطمة ائتنی بماء فقامت الی قعب فی البيت فاتت بماء فاخذه النبی و مج فيه ثم قال تقدمی فتقدمت فنضح بين ثدييها و علی راسها و قال اللهم انی اعيذهابك و ذريتها من الشيطان الرجيم ثم قال لها ادبری فادبرت فصب بين كتفيها و قال اللهم انی اعيذها بك و ذريتها من الشيطان الرجيم ثم قال رسول اللهﷺ ائتونی بماء قال علی فعلمت الذی يريد فقمت فملأت القعب ماء و اتيته به فاخذه و مج فيه ثم قال لی تقدم فصب علی راسی و بين ثديي ثم قال اللهم انی اعيذه بك و ذريته من الشيطان الرجيم ثم قال ادبر فادبرت فصب بين كتفی و قال اللهم انی اعيذه بك و ذريتا من الشيطان الرجيم ثم قال لعلی ادخل باهلك بسم الله و البركة۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۰)

انس بن مالک صحابی پیغمبرؐ ناقل ہیں کہ حضرت ابوبکر پیغمبرؐ کے پاس آئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ میری خیر خواہی اور سابقتِ اسلام سے واقف ہیں اور میں ایسا اور میں ویسا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مطلب کیا؟ ابوبکر نے کہا آپ فاطمہ کو مجھ سے بیاہ دیجئے۔ اس پر پیغمبرؐ خاموش ہوگئے یا آپ نے منہ پھیر لیا۔ ابوبکر حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا میں مرگیا، ہلاک ہوگیا۔ عمر نے ماجرا پوچھا۔ ابوبکر نے بتایا کہ میں نے پیغمبرؐ سے فاطمہؑ کی درخواست کی۔ آنحضرتؐ نے میری درخواست پر منہ پھیر لیا۔ عمر نے کہا یہیں ٹھہرے رہو میں پیغمبرؐ کی خدمت میں جاتا ہوں اور اپنے لئے درخواست کرتا ہوں۔ چنانچہ عمر خدمت پیغمبرؐ میں پہنچے، آپ کے سامنے بیٹھے اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ میری خیر خواہی اور سابقت اسلام سے آگاہ ہیں، میں ایسا اور میں ویسا۔ آں حضرتؐ نے فرمایا مطلب بیان کرو۔ عمر نے کہا آپ اپنی دختر فاطمہؑ کا عقد مجھ سے کردیجئے آنحضرتؐ نے اس مرتبہ بھی منہ پھیر لیا۔ عمر ابوبکر کے پاس پلٹ کر آئے اور کہا پیغمبرؐ فاطمہؑ کے متعلق حکم خدا کے منتظر ہیں چلو میرے ساتھ علی علیہ السلام کے پاس ہم ان سے کہیں کہ اب جا کر اپنے لئے فاطمہؑ کی درخواست کریں۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابوبکر و عمر میرے پاس پہنچے اور میں اپنے کھجور کے پودوں پر کام کر رہا تھا ان دونوں نے مجھے اس امر کی طرف متوجہ کیا۔ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں روانہ ہوا اس طرح کہ چادر کا ایک کونا میرے کاندھوں پر تھا اور ایک زمین پر کھنچتا جا رہا تھا یہاں تک کہ میں خدمت پیغمبرؐ میں پہنچا اور میں آپ کے حضور میں بیٹھا اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ میری خیر خواہی اور سب سے پہلے اسلام لانے

سے آپ واقف ہیں۔میں ایسا اور میں ویسا۔پیغمبرؐ نے فرمایا غرض کیا ہے؟ حضرت علی علیہ السلام نے کہا فاطمہؑ کو مجھ سے بیاہ دیجئے۔آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے پاس مہر کے لائق کوئی چیز بھی ہے؟ عرض کیا کہ ایک میرا گھوڑا ہے دوسری میری زرہ۔آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گھوڑا تو تمہارے لئے بہت ضروری ہے البتہ زرہ بیچ ڈالو۔چنانچہ میں نے ۴۸۰ درہم میں زرہ بیچ ڈالی اور درہم خدمت پیغمبرؐ میں لے کر پہنچا اور آپ کی آغوش میں ڈال دیئے آپ نے ان درہموں میں سے ایک مٹھی لیا اور فرمایا اے بلال اس سے خوشبو خرید لاؤ اور آنحضرتؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سامان جہیز تیار کرو چنانچہ ایک پلنگ اور ایک خرمہ کی چھال بھر کر چمڑے کا گدا تیار ہوا (نکاح ورخصتی ہوگئی) پیغمبرؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جب فاطمہ تمہارے گھر پہنچ جائیں تو میرا انتظار کرنا۔چنانچہ فاطمہؑ ام ایمن کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر کے ایک طرف بیٹھ گئیں اور میں دوسری طرف بیٹھا تھا پیغمبر تشریف لائے اور پوچھا یہاں میرا بھائی ہے؟ ام ایمن نے پوچھا؟ کیا علی علیہ السلام آپ کے بھائی رہے جبکہ آپ نے ان سے اپنی بیٹی بیاہی ہے۔آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں آپ اندر تشریف لائے اور جناب فاطمہؑ سے کہا ذرا پانی لاؤ جناب فاطمہؑ نے ایک پیالہ اٹھایا اس میں پانی بھر کر لائیں پیغمبرؐ نے تھوڑا پانی منہ میں لے کر اس پیالہ میں پھر ڈال دیا اور جناب فاطمہؑ سے کہا کھڑی ہو، فاطمہ کھڑی ہوئیں۔آپ نے وہ پانی ان کے سر وسینہ پر چھڑکا اور یہ دعا فرمائی کہ خداوندا میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اور فاطمہؑ سے کہا پیچھے پھر وہ پیچھے پھریں تو آپ نے وہی پانی ان کے دونوں کاندھوں پر چھڑکا اور پھر وہی دعا فرمائی کہ خداوندا فاطمہ کو اور ان کی اولاد کو شیطان سے بچا، میں تیری پناہ میں دیتا ہوں پھر آنحضرتؐ نے مجھ سے کہا کہ تم ذرا پانی لاؤ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا، اٹھا اور پیالہ بھر کر آپ کی خدمت میں لایا، آپ نے سابق کی طرح ایک گھونٹ پانی منہ میں لیا۔پھر اسے پیالہ میں ڈال دیا اور اس پانی کو میرے سر وسینہ پر چھڑکا پھر دعا فرمائی خداوندا میں تیرے ذریعہ اسے اور اس کی اولاد کو شیطان سے بچاتا ہوں۔پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پیچھے پھرو، میں پیچھے پھر گیا تو آپ نے وہ پانی میرے دونوں کاندھوں کے درمیان چھڑکا اور دعاء سابق کے جملے دہرائے کہ خداوندا میں اسے اور اس کی نسل کو تیرے ذریعہ شیطان سے بچاتا ہوں، اس کے بعد پیغمبرؐ نے فرمایا اب خدا کا نام لے کر برکت کے ساتھ اپنی زوجہ سے ملو۔

لما زوج رسول الله ﷺ فاطمه بعلی قالت یا رسول الله ﷺ زوجتنی برجل فقیر لاشی له فقال اما ترضین یا فاطمة ان الله اختار من اهل الارض رجلین جعل احدهما اباك والاخر بعلك۔

(ریاض النضره جلد ۲ ۱۸۲ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۲)

جب پیغمبرؐ نے فاطمہؑ کی شادی علی علیہ السلام سے کی تو فاطمہؑ نے باپ سے شکوہ کیا کہ آپ نے مجھے ایک مرد نادار سے بیاہا جس کے پاس کچھ بھی مال و دولت نہیں۔آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فاطمہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ خداوند عالم نے زمین پر

بسنے والوں میں سے صرف دو شخص پسند کیے ایک کو تمہارا باپ بنایا دوسرے کو تمہارا شوہر۔

ان الله امرنی ان ازوج فاطمة بنت خدیجة من علی ابن ابی طالب علیہ السلام (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۳)

خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کو علی علیہ السلام سے بیاہوں۔

عن عمر و قد ذکر عنده علی قال ذاك صهر رسول الله ﷺ نزل جبرئیل فقال ان الله یامرك ان تزوج فاطمه ابنتك من علی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۴)

حضرت عمر کے حضور حضرت علی علیہ السلام کا تذکرہ چھڑا اس پر خلافت مآب نے فرمایا علی علیہ السلام داماد پیغمبرؐ ہیں۔ حضرت جبریل پیغمبرؐ کے پاس آئے اور کہا خداوند عالم آپ کو حکم فرماتا ہے کہ آپ اپنی دختر کا عقد علی علیہ السلام سے کر دیں۔

عن انس قال بینما رسول الله ﷺ فی المسجد اذ قال لعلی هذا جبریل یخبرنی ان الله زوجك فاطمة و اشهد علی تزویجه اربعین الف ملك و اوحی الی شجرة طوبی ان انثری علیهم الدر والیاقوت فنثرت علیهم الدر والیاقوت فابتدرت الیه الحور العین یلتقطن من اطباق الدر والیاقوت فهم یتهادونه بینهم الی یوم القیامة۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۴)

انس صحابی راوی ہیں کہ پیغمبر مسجد میں تشریف فرما تھے، کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا یہ جبریل ہیں مجھے خبر دے رہے ہیں کہ خداوند عالم نے تمہارا عقد فاطمہؑ سے کر دیا اور اس عقد پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا ہے اور شجرہ طوبیٰ نے فرشتوں پر موتی اور یاقوت نچھاور کئے جسے حوریں لینے کو دوڑیں اور بھر بھر طبق انھوں نے موتی و یاقوت لئے وہ آپس میں ایک دوسرے کو قیامت تک تحفہ و ہدیہ میں دیتے رہیں گے۔

قال سلمة فخرج والله بها یهرول هرولة وانا خلفه نتبع اثره حتی رکز رایته فی رضم من حجارة تحت الحصن فاطلع علیه یهودی من راس الحصن قال من انت قال انا علی ابن ابی طالب قال یقول الیهودی علوتهم واما انزل علی موسی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۷ ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۵۶)

سلمہ راوی ہیں کہ جنگ خیبر میں حضرت علی علیہ السلام علم لشکر لے کر آگے بڑھے میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا آپ نے قلعۂ خیبر کے پاس پہنچ کر وہ علم پتھر میں نصب کر دیا۔ ایک یہودی نے بالائے قلعہ سے جھانک کر آپ کو دیکھا پوچھا کہ تم کون ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہوں علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ۔ یہ سن کر یہودی نے کہا قسم توریت کی آپ ان خیبر والوں پر سر بلند (فتحیاب) ہو کر رہیں گے۔

فضربه علی هامته ضربة حتی عض السیف منه ببیضة راسه و سمع اهل العسکر صوت ضربته۔ (اصابہ جلد ۴ ۲۷۰)

آپ نے مرحب کے سر پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ آپ کی تلوار اس کے آہنی خود میں در آئی اور آپ کی ضربت کی آواز لشکر والوں نے سنی۔

فلما دنا من الحصن خرج اليه اهله فقاتلهم فضربه رجل من يهود و قد طرح ترسه من يده فتناول على بابا كان عند الحصن فترس به نفسه فلم يزل بيده حتى فتح الله عليه ثم القاه من يده حين فرغ فلقد رايتني فى نفر معى سبعة انا ثامنهم نجتهد على ان نقلب ذالك الباب فما نقلبه۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۸)

آپ جب خیبر قلعہ سے قریب ہوئے تو قلعہ والے نکل پڑے آپ نے ان سے جنگ کی۔ ایک یہودی نے آپ پر وار کیا اور آپ کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی۔ حضرت علی علیہ السلام نے ایک دروازہ جو قلعہ کے پاس تھا ہاتھ میں لے لیا اور اس سے سپر کا کام لیا وہ اس وقت تک آپ کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ خداوند عالم نے آپ کو فتح عنایت فرمائی پھر آپ جب ان سے نپٹ لئے تو آپ نے وہ دروازہ ہاتھ سے رکھ دیا اس کے بعد میں نے سات آدمیوں کے ساتھ کوشش کی مگر انتہائی کوشش کے بعد بھی ہم آٹھ آدمی اس دروازے کو پلٹ نہ سکے۔

ان على عليه السلام ابن ابى طالب عليه السلام حمل الباب يوم خيبر حتى صعد المسلمون عليه فافتتحوها و بعد ذالك لم يحمله اربعون رجلا ثم اجتمع عليه سبعون رجلا فكان جهدهم ان اعاد والباب۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۸، اصابہ جلد ۴ ۲۷۰ ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۵۶)

حضرت علی علیہ السلام نے بروز خیبر دروازے کو ہاتھ پر اٹھا لیا اور اس پر چڑھ کر مسلمان قلعہ تک پہنچے اور اسے فتح کیا۔ اور وہ دروازہ اتنا وزنی تھا کہ بعد فتح چالیس آدمی اس دروازہ کو نہ اٹھا سکے پھر ستر آدمی اس پر اکٹھا ہوئے وہ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکے کہ انھوں نے صرف اس کروٹ سے اس کروٹ دروازے کو پلٹ دیا۔

قال لعلى و فاطمة و الحسن و الحسين انا حرب لمن حاربهم سلم لمن سالمهم۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۹ ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۳)

آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام و فاطمہ، حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ جن سے ان کی جنگ ان سے میری جنگ اور جن سے ان کی صلح ان سے میری صلح۔

عن ابى بكر الصديق قال رايت رسول الله خيم خيمة و هو متكئ على قوس عربيه و فى الخيمة على و فاطمة و الحسن و الحسين فقال معشر المسلمين انا سلم لمن سالم اهل الخيمة حرب لمن حاربهم

وولی لمن والاھم لا یحبھم الا سعید الجد طیب المولد ولا یبغضھم الا اشقی الجد ردی الولادۃ۔
(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۹)

حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسالتمآب کو دیکھا آپ نے ایک خیمہ نصب کیا اور آپ کمان پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور خیمہ میں علی علیہ السلام و فاطمہ، حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام تھے آنحضرتؐ نے فرمایا اے مسلمانوں جس نے اس خیمہ والوں سے صلح کی اس سے میری صلح اور جس نے ان سے جنگ کی اس سے میری جنگ جس نے ان کی ولایت قبول کی اس کا میں حاکم وامیر۔انھیں وہی دوست رکھے گا جو نیک خاندان اور پاکیزہ پیدائش ہوگا اور وہی دشمن رکھے گا جو بد خاندان اور گندی پیدائش کا ہوگا۔

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال کان ابی یسمر مع علی و کان علی یلبس ثیاب الصیف فی الشتاء و ثیاب الشتاء فی الصیف فقیل لو سالته فساله فقال ان رسول اللہ بعث الی و انا ارمد العین یوم خیبر فقلت یا رسول اللہ انی ارمد العین قال فتفل فی عینی و قال اللھم اذھب عنه الحر و البرد فما وجدت حرا ولا بردا منذ یومئذ و قال لاعطین الرایة رجلا یحبه اللہ و رسوله و یحب اللہ و رسوله لیس بفرار فتشوف لھا الصحاب رسول اللہ فاعطانیھا۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۰ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۳)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ناقل ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جاڑے میں گرمی اور گرمی میں جاڑے کا لباس پہنا کرتے لوگوں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے مجھے (بروز جنگ خیبر) بلا بھیجا اور میری آنکھیں دکھ رہی تھیں۔میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ مجھے آشوبِ چشم ہے۔آنحضرتؐ نے اپنا لعاب دہن میری آنکھوں میں لگا دیا اور دعا فرمائی خداوندا سردی و گرمی کا اثر اس سے دور کر دے چنانچہ اس دعائے پیغمبرؐ کی بدولت اس دن سے میں نے نہ کبھی گرمی محسوس کی اور نہ سردی اور اس روز پیغمبرؐ نے فرمایا میں علم لشکر ایسے مرد کو دوں گا جسے خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور وہ بھگوڑا نہیں۔اس پر لوگوں کے دلوں میں امنگ اٹھی، اپنے کو بلند کر کے دکھانا شروع کیا مگر پیغمبرؐ نے وہ علم مجھے مرحمت فرمایا۔

امر معاویة سعدا ان یسب ابا تراب فقال اما ماذکرت ثلاثا قالھن رسول اللہ فلن اسبه کان فی واحدة منھن احب الی حمر النعم سمعت رسول اللہ یقول و خلفه فی بعض مغازیه فقال له علی تخلفنی مع النساء والصبیان فقال له رسول اللہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسی الا انه لانبی بعدی و سمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایة ولما نزلت ھذہ الایة قل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم دعا رسول اللہ علیا وفاطمة والحسن والحسین وقال اللھم ھولاء اھلی۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۸۸، اصابہ جلد ۴ ۲۷۰ و اسد الغابہ جلد ۴ ۲۵، ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۰)

عامر بن سعد اپنے باپ سعد بن ابی وقاص صحابی پیغمبرؐ سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ حضرت علی علیہ السلام کو برا کہیں جب انھوں نے انکار کیا تو معاویہ نے کہا کیا چیز تمہیں روک رہی ہے علی علیہ السلام کو برا کہنے سے سعد نے جواب دیا کہ جب تک تین باتیں جو رسولؐ نے علی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمائی ہیں مجھے یاد رہیں گی میں ہرگز انھیں برا نہیں کہہ سکتا اگر ان تین باتوں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔

(۱) میں نے خود پیغمبرؐ خدا کو حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرماتے سنا جب کہ آپ کسی جنگ میں تشریف لے جا رہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام چھوڑے جا رہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے کہا تھا کہ یا رسولؐ اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں تو پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی سوا اس کے کہ نبوت کا سلسلہ میرے بعد ختم ہے۔

(۲) خیبر کے دن میں نے حضرت رسولؐ خدا کو ارشاد فرماتے سنا کہ میں ایسے مرد کو علم دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور جسے خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں اس پر ہم لوگوں نے دراز ہو کر اپنے کو دکھانا شروع کیا مگر پیغمبرؐ نے فرمایا میرے لئے علی علیہ السلام کو بلاؤ۔ علی علیہ السلام آئے درآنحالیکہ انھیں آشوب چشم کی تکلیف تھی۔ آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور انھیں علم لشکر مرحمت فرمایا اور خداوند عالم نے ان کے ہاتھوں پر فتح عنایت کی۔

(۳) جب یہ آیہ نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے حضرت علی علیہ السلام فاطمہؑ حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو بلایا اور بارگاہِ الٰہی میں التجا کی کہ خداوندا یہی میرے اہل بیتؑ ہیں۔

خطبنا الحسن حين قتل علی فقال لقد فارقكم رجل ماسبقه الاولون بعلم ولاادركه الاخرون كان رسول الله يبعثه بالسرية جبريل عن يمينه و ميكائيل عن شماله لاينصرف حتى يفتح عليه۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۰ و طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ۲۵)

امام حسن علیہ السلام نے بعد وفات امیر المومنینؑ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں آپ نے کہا تم لوگوں سے ایسا شخص جدا ہو گیا جس سے علم میں نہ اگلے سبقت لے جا سکے اور نہ پچھلے اس تک پہنچ سکے آنحضرتؐ معرکوں میں آپ کو روانہ کرتے جبریل آپ کے دائیں ہوتے اور میکائیل بائیں۔ اور آپ اس وقت تک پلٹتے نہیں جب تک خدا آپ کے ہاتھوں پر فتح نہ عنایت فرما دیتا۔

ثم قال ايها الناس من عرفني فقد عرفني و من لم يعرفني فانا الحسن بن علی و انا ابن النبی و انا ابن الوصی و انا ابن البشير و انا ابن النذير و انا ابن الداعی الی الله باذنه و انا ابن السراج المنير و انا من اهل البيت الذی كان جبريل ينزل الينا و يصعد من عندنا و انا من اهل البيت الذی اذهب الله

عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا و انا من اهل البيت الذى افترض مودتهم على كل مسلم فقال تبارك و تعالىٰ ومن يقترف حسنه نزدله فيها حسنا فاقتراف الحسنة مودتنا اهل البيت۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۴)

پھر امام حسن علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں آگے چل کر فرمایا ''جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو مجھے نہ پہچانتا ہو اسے میں پہچنوا دوں، میں حسن علیہ السلام ہوں علی علیہ السلام کا فرزند، میں فرزندِ پیغمبرؐ ہوں، میں وصی کا نورِ نظر ہوں، بحکمِ خدا بلانے والے کا فرزند ہوں، میں روشن چراغ کا فرزند ہوں۔ میں اس گھرانے کا ایک فرد ہوں۔ جہاں جبریل اترا کرتے اور وہاں سے واپس جاتے، میں اس گھر والوں میں سے ہوں جن سے خداوند عالم نے ہر برائی اور گندگی کو دور رکھا اور انھیں یوں پاک و پاکیزہ کیا جیسا پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے، میں اس گھر والوں سے ایک ہوں جن کی محبت خدا نے ہر مسلمان پر فرض کی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوند عالم ہوا جو شخص نیکی کرے گا ہم اس کی نیکی میں اور اضافہ کر دیں گے تو نیکی کرنے سے ہم اہل بیتؑ کے ساتھ محبت رکھنا ہی مراد ہے۔

نادى ملك من السماء يوم بدر يقال له رضوان لاسيف الاذوالفقار ولافتى الاعلى الكرار۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۵۵ وریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۰)

بروز جنگ بدر ایک فرشتہ نے جسے رضوان کہتے ہیں پکار کر کہا کوئی تلوار تلوار نہیں سوا ذوالفقار کے اور کوئی جوان، جوان نہیں سوا علی علیہ السلام کے جو بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہے۔

كسوت يدعلى يوم احد فسقط اللواء من يده فقال رسول الله ضعموه فى يده اليسرى فانه صاحب لوائى فى الدنيا والاخرة۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۱)

بروز جنگ احد حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ زخمی ہوگیا جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں سے علم لشکر چھوٹ کر گر پڑا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا اس علم کو ان کے بائیں ہاتھ میں دے دو کہ یہ علی علیہ السلام ہی دنیا اور آخرت دونوں میں میرا علمدار لشکر ہے۔

عن ابن عباس قال كان كاتب كتاب الصلح يوم الحديبية على ابن ابى طالب قال عبد الرزاق قال معمر فسالت عنه الزهرى فضحك او قال تبسم و قال هو على ولو سالت هولاء لقالوا هو عثمان يعنى بنى اميه۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۶۴)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں بروز غزوۂ حدیبیہ پیغمبرؐ کی طرف سے صلح نامہ لکھنے والے حضرت علی علیہ السلام تھے۔ عبد الرزاق محدث کہتے ہیں کہ مجھ سے معمر نے بیان کیا کہ میں نے اس کے متعلق زہری (مشہور تابعی) سے پوچھا تو وہ ہنسے اور کہا کہ

پیغمبرؐ کی طرف سے صلح نامہ لکھنے والے علی علیہ السلام ہی تھے۔ اور اگر تم ان لوگوں (بنی امیہ سے) پوچھو تو وہ عثمان کو بتائیں گے۔

و اما انت یا علی فصفی و امینی۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۴)

اور تم اے علی علیہ السلام میرے مخلص دوست اور میرے امین ہو۔

کان احب الناس من الرجال علی۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۳)

مردوں میں سب سے زیادہ محبوب پیغمبرؐ کو علی علیہ السلام تھے۔

فقال النبی یا معشر قریش لتنتھن او لیبعثن اللہ علیکم من یضرب رقابکم بالسیف علی الدین قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان فقالوا من ھو یا رسول اللہ و قال ابوبکر من ھو یا رسول اللہ و قال عمر من ھو یا رسول اللہ قال ھو خاصف النعل و کان اعطی علیا نعلہ یخصفھا۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۱، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۶، ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۵۶)

آں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے قریش والو! یا تو تم اپنی حرکتوں سے باز آؤ ورنہ خداوند عالم تم پر ایسے شخص کو مسلط کر دے گا جو تمہاری گردنوں کو تلوار سے مارے گا اور دین پر لائے گا جس کے دل کو ایمان کے بارے میں خداوند عالم نے آزمالیا ہے۔ لوگوں نے کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ۔ ابوبکر نے کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ۔ حضرت عمر نے بھی کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا وہ جوتیاں ٹانکنے والا! اور آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو جوتیاں ٹانکنے کو دیں تھیں۔

ان فیکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن خاصف النعل و کان اعطی علیا نعلہ یخصفھا۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۱ و ۱۹۲ و اسد الغابہ جلد ۲ ۳۲)

تم میں ایک ایسا شخص ہے جو قرآن کی تاویل کے متعلق بھی اسی طرح نبرد آزما ہوگا جس طرح تنزیل کے معاملہ میں میں نے جنگ کی۔ حضرت ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ شخص میں ہوں؟ حضرت عمر نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ شخص میں ہوں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ جوتیاں ٹانکنے والا ہے اور آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو اپنی جوتیاں ٹانکنے کو دی تھیں۔

عن زید بن ارقم قال کان لنفر من اصحاب رسول اللہ ابواب شارعۃ فی المسجد قال فقال یوما سدوا ھذہ الابواب الا باب علی قال فتکلم فی ذالک اناس قال فقام رسول اللہ فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال اما بعد فانی امرت بسد ھذہ الابواب الا باب علی فقال فیہ قائلکم و انی واللہ ما سددت شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشی فاتبعتہ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۲، ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۱ و ۲۶۲)

جناب زید بن ارقم ناقل ہیں کہ اصحاب پیغمبرؐ میں سے چند اصحاب کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے۔ آنحضرتؐ

نے ایک دن فرمایا کہ تم سب لوگ اپنے اپنے دروازے بند کر دو صرف علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رہے۔ اس پر لوگوں نے چہ میگوئیاں کیں۔ آنحضرتؐ خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ (منجانب اللہ) کہ یہ تمام دروازے بند کرا دوں صرف علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رکھوں اس پر تم میں سے اعتراض کرنے والے نے اعتراض کیا۔ خدا کی قسم میں نے اپنے جی سے نہ تو کسی کا دروازہ کھلا رکھا نہ بند کیا۔ مجھے حکم دیا گیا میں نے اس حکم کی پیروی کی۔

عن ابن عمر قال لقد اوری ابن ابی طالب ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم زوجہ رسول اللہ ابنتہ وولدت لہ و سید الابواب الابابہ فی المسجد واعطاہ الرایۃ یوم خیبر۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۲)

ابن عمر فرماتے ہیں کہ علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ کو تین باتیں ایسی حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے نصیب ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی آنحضرتؐ نے اپنی دختر ان سے بیاہی اور اس سے علی علیہ السلام کو اولاد بھی ہوئی اور سب کے دروازے مسجد کے سمت کے بند کر دیئے گئے انھیں کا دروازہ کھلا رہا اور پیغمبرؐ نے انھیں بروز خیبر علم لشکر مرحمت فرمایا۔

یا علی لا یحل لاحد یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرك۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۳ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۵)

اے علی علیہ السلام سوا میرے اور تمہارے کسی کے لئے جائز نہیں کہ حالت جنب میں اس مسجد میں جائے۔

کیف ورث علی النبی دونکم قال انہ کان اولنا بہ لحوقا و اشدنا بہ وثوقا۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۶)

جناب عباس کے فرزند سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں کے رہتے ہوئے علی علیہ السلام پیغمبرؐ کے وارث کیونکر ہو گئے انھوں نے جواب دیا اس لئے کہ علی علیہ السلام ہم سب سے پہلے پیغمبرؐ سے ملحق ہوئے اسلام لائے اور ہم سب سے زیادہ پیغمبرؐ سے وابستہ و پیوستہ رہے۔

عن انس بن مالك قال کنت عند النبی فرای علیا مقبلا فقال یا انس قلت لبیك قال ھٰذا المقبل حجتی علی امتی یوم القیامۃ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۳)

انس صحابی پیغمبرؐ ناقل ہیں کہ میں پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو آتے دیکھا تو آپ نے کہا اے انس یہ آنے والا جو آ رہا ہے یہ میری امت پر میری حجت ہوگا بروز قیامت۔

قال رسول اللہ انا دار الحکمۃ و علی بابھا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۳)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اس کے دروازہ ہیں۔

انا دار العلم و علی بابھا فمن اراد العلم فلیاتہ من بابہ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۳)

میں علم کا گھر ہوں اور علی علیہ السلام اس کے دروازہ جو علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ دروازے سے آئے۔

اللهم لا تنزل بي شديدة الا و ابو حسن الى جنبي۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۴، ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۹)

حضرت عمر نے فرمایا خداوندا مجھ پر کوئی سختی نہ نازل ہو مگر یہ کہ ابوالحسنؑ (علیؑ) میرے پہلو میں موجود ہوں۔

عن اذينة العبدي قال أتيت عمر فسالته من اين اعتمر قال ائت عليا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۵)

اذینہ عبدی کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر کے پاس گیا میں نے ان سے پوچھا کہ عمرہ کہاں سے بجالایا جائے آپ نے فرمایا علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو۔

جاء رجل الى معاوية فساله عن مسئلة فقال سل عنها على ابن ابى طالب فهو اعلم قال امير المومنين جو ابك فيها احب الى من جواب على قال بئس ما قلت لقد كرهت رجلا كان رسول الله يغزره بالعلم غزراً ولقد قال له انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لانبى بعدى و كان عمر اذا اشكل عليه شى اخذه منه۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۵)

ایک شخص معاویہ کے پاس آیا اور اس سے کوئی مسئلہ پوچھا معاویہ نے کہا علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو وہ زیادہ جاننے والے ہیں اس نے کہا سرکار آپ کا جواب مجھے زیادہ محبوب ہوگا علی علیہ السلام کے جواب سے معاویہ نے کہا بڑی بات تم نے زبان سے نکالی تم نے ایسے شخص کو ناپسند کیا جسے رسولؐ اللہ نے علم اس طرح بھرایا ہے اور جس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جب حضرت عمر کو کوئی مشکل درپیش آتی تو انھیں علی علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے۔

و عن عائشة و قد سئلت عن المسح على الخفين فقالت ائت عليا فسله۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۵)

حضرت عائشہ سے مسح علی الخفین کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ علی علیہ السلام کے پاس جا کر پوچھو۔

عن ابن عمر ان اليهود جاؤا الى ابى بكر فقالوا صف لنا صاحبك فقال معشر اليهود و لقد كنت معه فى الغار كاصبعى هاتين ولقد صعدت معه جبل حراء و ان خنصرى لفى خنصره ولكن الحديث عنه شديد و هذا على ابن ابى طالب فاتوا عليا فقالوا يا ابا الحسن صف لنا ابن عمك فقال الخ۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۵ وازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۷۴)

حضرت عمر کے صاحبزادے روایت کرتے ہیں کہ یہودی حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا آپ اپنے پیغمبرؐ کے اوصاف تو ہم سے بیان کیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں رسولؐ اللہ کے ساتھ غار میں رہا یوں جیسے میری یہ دونوں انگلیاں، آپ

کے ساتھ کوہِ حرا، پر چڑھا اور میری انگلیاں آپ کی انگلیوں میں تھیں۔ (مطلب یہ کہ میں اور پیغمبرؐ یوں لازم وملزوم رہے) مگر آپ کے اوصاف بیان کرنا! یہ بڑا کٹھن ہے یہ علی علیہ السلام موجود ہیں ان سے پوچھ لو۔ وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا آپ اپنے چچا کے بیٹے کے اوصاف بیان فرمائیں حضرت علی علیہ السلام نے مکمل اوصاف بیان فرما دیئے۔

قال عمر ابن الخطاب لقد اعطی علی ابن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون لی خصلة منها احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل و ماهی یا امیر المومنین قال تزوج فاطمة بنت رسول الله وسکناه المسجد مع رسول الله والرایة یوم خیبر۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ۲۶۱)

حضرت عمر ابن خطاب کا ارشاد ہے کہ علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ کو تین باتیں ایسی نصیب ہوئیں کہ اگر ان میں سے ایک بات بھی مجھے نصیب ہوتی تو سرخ اونٹوں کے ملنے سے زیادہ پسندیدہ ہوتی لوگوں نے کہا حضور! وہ کون سی تین باتیں ہیں! آپ نے جواب دیا ایک تو فاطمہؑ دختر پیغمبرؐ سے شادی ہونا، دوسرے مسجد میں رسولؐ اللہ کے ساتھ رہنا یعنی سب کے دروازے جو مسجد کی طرف کھلتے تھے پیغمبرؐ نے بند کرا دیئے اور علی علیہ السلام کا کھلا رکھا اور بروز خیبر علم لشکر کا ملنا۔

اتی عمر بامرأة حامل قد اعترفت بالفجور فامر برجمها فتلقاها علی فقال ما بال هذه قالوا امر عمر برجمها فردها علی و قال هذا سلطانك علیها فما سلطانك علی ما فی بطنها و لعلك انتهرتها او اخفتها قال قد کان ذالك قال او ما سمعت رسول الله قال لاحد علی معترف بعد بلاء انه من قید او حبس او تهدد لا اقرار له فخلا سبیلها۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۶)

حضرت عمر کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی جس نے بدکاری کا اقرار کیا آپ نے سنگسار کیے جانے کا حکم صادر فرمادیا حضرت علی علیہ السلام کا سامنا ہوا، آپ نے اس عورت کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے کہا حضرت عمر نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت کو واپس کر دیا اور فرمایا عورت نے چونکہ بدکاری کی ہے لہٰذا اس پر تمہارا قابو تو چل سکتا ہے مگر اس کے شکم میں جو بچہ ہے اس کو تم کیسے سزا دو گے اس کا کیا قصور اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس عورت کو ڈرا دھمکا کے اقرار لیا ہے حضرت عمر نے کہا ہاں ہوا تو ایسا ہی ہے آپ نے فرمایا کہ کیا رسولؐ اللہ کا یہ حکم آپ نے نہیں سنا کہ جس مجرم سے اذیت و تکلیف پہنچا کر اقرار لیا جائے اس پر حد نہیں جو شخص قید میں رکھا جائے یا محبوس رکھا جائے یا دھمکی دی جائے اس کا اقرار اقرار نہیں۔

عن ابی ظبیان قال شهدت عمر ابن الخطاب اتی بامرأة قد زنت فامر برجمها فذهبوا بها لیرجموها فلقیهم علی فقال لهم مابال هذه قالوا زنت فامر عمر برجمها فانتزعها علی من ایدیهم فردهم فرجعوا الی عمر فقالوا ردنا علی قال مافعل هذا الا لشی فارسل الیه فجاءه فقال مالك رددت

ھذہ قال اما سمعت النبی یقول رفع القلم عن ثلاثۃ عن النائم حتی یستیقظ و عن الصغیر حتی یکبر و عن المبتلی حتی یعقل قال بلی قال فھذہ مبتلاۃ نبی فلان فلعلہ اتاھا و ھو بھا۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۶)

ابوظبیان سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا آپ نے سنگسار کیے جانے کا حکم دے دیا لوگ لے گئے تا کہ اسے سنگسار کر ڈالیں حضرت علی علیہ السلام کی ملاقات ان لوگوں سے ہوئی آپ نے پوچھا کیا قصہ ہے؟ لوگوں نے بیان کیا اس عورت نے زنا کیا ہے اور حضرت عمر نے سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت کو ان لوگوں سے چھین لیا اور واپس لوٹا دیا وہ لوگ حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا علی علیہ السلام نے ہمیں واپس کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا علی علیہ السلام نے ایسا کسی وجہ ہی سے کیا ہوگا۔ آپ نے آدمی بھیجا۔ آپ تشریف لائے حضرت عمر نے پوچھا کیوں آپ نے اس عورت کو لوٹا دیا؟ آپ نے فرمایا کیا پیغمبر کا ارشاد آپ نے نہیں سنا کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے سونے والے سے جب تک وہ بیدار نہ ہولے کمسن سے جب تک وہ بڑا نہ ہولے اور دیوانے سے جب تک وہ ہوش میں نہ آئے حضرت عمر نے کہا ہاں پیغمبرؐ نے ایسا ہی فرمایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ فلاں خاندان کی دیوانی عورت ہے جس سے بحالت دیوانگی کسی نے زنا کیا۔

عن علی فی قولہ انما انت منذر و لکل قوم ھاد قال علی رسول اللہ المنذر و انا الھادی۔
(ازالۃ الخفا مقصد ۲۶۲)

حضرت علی علیہ السلام سے یہ آیہ انما انت منذر الخ جزایں نیست کہ اے رسول تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے"۔ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ منذر سے مراد حضرت سرور کائناتؐ ہیں اور ہادی میں ہوں۔

ان رجلین اتیا امرأۃ من قریش فاستودعاھا مائۃ دینار و قال الاتدفعیھا الی احد منا دون صاحبہ حتی نجتمع فلبثا حولا ثم جاء احدھما الیھا و قال ان صاحبی قد مات فادفعی الی الدنانیر فابت فثقل علیھا باھلھا فلم یزالو بھا حتی دفعتھا الیہ ثم لبثت حولا اُخر فجاء الاخر فقال ادفعی الی الدنانیر فقالت ان صاحبک جاء نی وزعم انک قد مت فدفعتھا الیہ فاختصما الی عمر فاراد ان یقضی علیھا و روی انہ قال لھا ما اراک الاضامنۃ فقالت انشدک اللہ ان تقضی بیننا و ارفعنا الی علی ابن ابی طالب فرفعھا الی علی و عرف انھما قد مکرا بھا فقال الیس قلتما لاتدفعیھا الی و احد منا دون صاحبہ قال بلی قال فان مالک عندنا اذھب فجئی بصاحبک حتی ندفعھا الیکما۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۷، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۹)

دو شخص ایک قریشی عورت کے پاس آئے اور اس کے پاس سو دینار امانت رکھوائے اور دونوں نے کہا کہ تم ہم میں

سے کسی ایک اکیلے کو یہ نہ واپس کرنا جب تک ہم دونوں نہ لینے آئیں۔ایک سال دونوں نے گزارا پھر ان میں کا ایک شخص اس عورت کے پاس آیا اور کہا کہ میرا ساتھی مرگیا لہٰذا تم وہ سو دینار مجھے دے دو اس عورت نے انکار کیا اس نے اس عورت کے عزیزوں کے ذریعہ زور ڈالا ان لوگوں نے اس عورت کو اتنا مجبور کیا کہ اس نے آخر وہ سو دینار حوالہ کر دیئے پھر ایک سال کی مدت گزری ایک سال کے بعد دوسرا شخص پہنچا اور اس نے کہا میرے دینار واپس کرو۔اس عورت نے کہا تمہارا ساتھی آیا تھا اور اس نے بیان کیا کہ تم مرچکے ہو میں نے سو دینار اس کے حوالے کر دیئے یہ دونوں جھگڑا لے کر حضرت عمر کے پاس گئے حضرت عمر کا منشا ہوا کہ عورت کے خلاف حکم صادر کر دیں اور یہ بھی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے اس عورت سے کہا میرے خیال میں تو تو بہر حال ذمہ دار ہے اس عورت نے حضرت عمر کو خدا کی قسم دی کہ اللہ آپ ہمارے مقدمہ کا فیصلہ نہ فرمائیں ہمارا مقدمہ علی علیہ السلام کے پاس پیش کر دیں حضرت عمر نے منظور کیا حضرت علی علیہ السلام کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا آپ سمجھ گئے کہ ان دونوں شخصوں نے عورت کے ساتھ فریب کیا ہے آپ نے اس شخص سے پوچھا کیا تم دونوں نے روپیہ دیتے وقت یہ شرط نہ کی تھی جب تک ہم دونوں نہ آئیں تم روپیہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو نہ دینا۔اس نے کہا ایسا ہی ہے آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اپنے ساتھی کو لے کر آؤ تمہارا مال ہمارے پاس محفوظ ہے ہم فوراً تمہارے حوالہ کر دیں گے۔

و عن ابو سعید الخدری سمع عمر یقول لعلی و قد ساله عن شی فاجابه اعوذ بالله انا اعیش فی یوم لست فیهم یا ابا الحسن۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۷)

ابوسعید خدری صحابی پیغمبرؐ نے حضرت عمر کو کہتے سنا جب کہ انھوں نے علی علیہ السلام سے کوئی مسئلہ پوچھا تھا اور انھوں نے اس کا شافی جواب دیا تھا۔خدا کی پناہ مانگتا ہوں میں اس سے کہ میں ایسی قوم میں جیوں جس میں ابوالحسنؑ موجود نہ ہوں۔

کان عمر یقول لعلی اذا ساله ففرج عنه لا ابقانی الله بعدك یا علی۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۷)

حضرت عمر جب علی علیہ السلام سے کوئی مسئلہ پوچھا کرتے اور آپ شافی جواب دے کر ان کی پریشانی دور کر دیتے تو فرمایا کرتے کہ اے علی علیہ السلام آپ کے بعد خدا ہمیں اس دنیا میں زندہ نہ رکھے۔

من احبنی و احب هذین و اباهما کان معی فی درجتی یوم القیامة۔(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۴)

جس نے مجھے محبوب رکھا اور ان دونوں بچوں اور ان کی ماں اور باپ کو محبوب رکھا وہ بروز قیامت میرے درجے میں ہوگا۔

اقضی امتی علی۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۷)

میری امت میں سب سے زیادہ چچا تلا فیصلہ کرنے والے علی علیہ السلام ہیں۔

قال رسول الله لعلی تخصم الناس بسبع ولا یحاجك احد من قریش انت اولهم ایمانا بالله و

اوفاهم بعهد الله و اقومهم بأمر الله و اقسمهم بالسوية و اعدلهم فی الراعية وابصرهم بالقضية و اعظمهم عند الله مزية۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۸)

حضرت سرورکائناتؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تم سات باتوں میں سب پر سبقت لے گئے قریش کا کوئی شخص بھی تمہارے منہ نہیں لگ سکتا تم خدا پر سب سے پہلے ایمان لانے ولاے ہو عہد خدا کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے ہو امر الٰہی کو پورا پورا انجام دینے والے ہو سب سے زیادہ منصفانہ تقسیم کرنے والے ہو اور رعیت میں سب سے بڑھ کر عدل گستر ہو۔ معاملہ کو خوب اچھی طرح سمجھنے والے ہو اور خداوند عالم کے نزدیک بہ لحاظ فضل وشرف سب سے بزرگ تر ہو۔

ان رسول الله بعثه الی اليمن فوجد اربعة و قعوا فی حفرة حضرت ليصطادفيها الاسد سقط اولارجل فتعلق بأخرو تعلق الاخر با خرحتی تساقط الاربعة فجرحهم الاسدو ما توا من جراحته فتنازع اولياء هم حتی كادوا يقتتلون فقال علی انا اقضی بينكم فان رضيتم فهو القضاء والا حجزت بعضكم عن بعض حتی تاتوا رسول الله ليقضی بينكم اجمعوا من القبائل الذی حفروا البئر ربع الدية و ثلثها و نصفها و دية كاملة فللاول ربع الدية لانه اهلك من فوقه وللذی يليها ثلثها لانه اهلك من فوقه وللثالث النصف لانه اهلك من فوقه وللرابع الدية كامله فابوا ان يرضوا فاتوا رسول الله فلقوه عند مقام ابراهيم فقصوا عليه القصه فقال انا اقضی بينكم و احتبی بردة فقال رجل ان القوم ان عليها قضی بيننا فلما قصوا عليه القصة اجازة۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۹۹، وازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۹)

حضرت رسالت مآبؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا وہاں آپ جب پہنچے تو یہ واقعہ گزرا کہ چار شخص ایک گڑھے میں گر کر ہلاک ہو گئے وہ گڑھا شیر کا شکار کرنے کے لئے کھودا گیا تھا پہلے ایک گرا وہ جب گرنے لگا تو اپنے بعد والے کو پکڑا اور بعد والے نے اپنے بعد والے کو پکڑا اسی طرح چار شخص گڑھے میں جاتے رہے شیر نے انھیں زخمی کر دیا اور سب کے سب زخموں سے مر گئے۔ ان چاروں شخصوں کے عزیزوں میں فساد برپا ہو گیا قریب تھا کہ کشت وخون کی نوبت آجاتی حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے اس معاملہ کا فیصلہ کرتا ہوں اگر تم لوگ میرا یہ فیصلہ پسند کرو گے تو وہ نافذ رہے گا جن لوگوں نے شکار کے لئے یہ گڑھا کھودا تھا ان سے ایک چوتھائی دیت، ایک تہائی دیت ایک نصف دیت اور ایک مکمل دیت وصول کرو سب سے پہلے جو گرا تھا اس کے ورثہ کو چوتھا دیت دو کیونکہ وہ اپنے بعد والے کی ہلاکت کا موجب ہوا کیونکہ نہ وہ پکڑتا نہ یہ اس کے ساتھ گڑھے میں جاتا۔ اور اس کے بعد والے کو تہائی دیت دو اس لئے کہ یہ بھی اپنے بعد والے کی ہلاکت کا سبب بنا، تیسرے کو آدھی دیت دو کہ یہ بھی اپنے بعد والے کی ہلاکت کا باعث ہوا تھا اور چوتھے کو پوری دیت (کیونکہ اس نے کسی کو نہیں

پکڑا اور نہ کسی کو ساتھ لیے گرا) لوگوں نے اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کیا وہ پیغمبرؐ کی خدمت میں پہنچے واقعہ کو بیان کیا پیغمبرؐ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں آپ مستعد ہو کر بیٹھے کہ ایک شخص نے بتایا کہ حضور علی علیہ السلام اس مقدمہ کا ایسا ایسا فیصلہ کر چکے ہیں جب پورا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے علی علیہ السلام ہی کا فیصلہ نافذ قرار دیا۔

اتی علی فی الیمن بثلاثة نفر وقعوا علی جاریة فی طهر واحد فولدت ولد افادعوه فقال علی لاحدهم تطیب به نفسا لهذا قال لاقال اراکم شرکاء متشاکسین انی مقرع بینکم فما جابته القرعة اعزمته ثلثی القیمة والزمة الولد فذکروا ذالك للنبی فقال ما اجد فیها الاما قال علی۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۰ ، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۹)

ملک یمن میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس تین شخص لائے گئے جنھوں نے ایک ہی وقت میں ایک کنیز سے زنا کیا تھا اور اس سے بچہ پیدا ہوا تھا اور وہ تینوں مدعی تھے کہ میرا فرزند ہے حضرت علی علیہ السلام نے باری باری دو آدمیوں سے کہا کہ کسی ایک کے حق میں تم لوگ خوشی خاطر سے دست بردار ہو جاؤ مگر سب نے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ تم لوگ جھگڑالو ساجھے والے ہو میں تم سب کے درمیان قرعہ اندازی کرتا ہوں جس کے نام نکلے گا لڑکا اسے ملے گا اور اس شخص سے دو تہائی دیت وصول کی جائے گی ایک ایک تہائی دونوں مدعیوں کے لئے یہ فیصلہ پیغمبرؐ سے ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس معاملہ میں میرے نزدیک بھی وہی فیصلہ ہے جو علی علیہ السلام نے کیا۔

ذکر عند النبی قضاقضی به علی فاعحب النبی فقال الحمدلله الذی جعل فینا الحکمة اهل البیت۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۰)

حضرت رسالت مآبؐ کے پاس ایک مقدمہ کا فیصلہ ذکر کیا گیا جو علی علیہ السلام نے کیا تھا پیغمبرؐ نے بے حد پسند فرمایا اور فرمایا کہ خدا کا شکر جس نے ہم اہل بیتؑ میں حکمت ودیعت فرمائی۔

اذا غضب لم یجترء منا احد یکلمه غیر علی ابن ابی طالب۔ (ازالۃ الخفا مقصد ۲ ص ۲۶۲)

جب پیغمبرؐ کا مزاج برہم ہوتا تو ہم میں سے کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ آپ سے کلام کرے سوا علی علیہ السلام کے۔

عن علی انه قال اٰیة فی کتاب الله عزوجل لم یعمل بها احد بعدی اٰیة النجوی کان لی دینار فبعته بعشرة دراهم قلما اردت ان اناجی رسول الله قدمت درهما فنسختها الاٰیة الاخری۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۰ ، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۴)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کتاب خدا میں ایک آیت ایسی ہے جس پر میرے علاوہ کوئی عمل نہ کر سکا وہ آیہ نجوی ہے میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اس کے درہم بنائے جب میں قصد کرتا رسولؐ کے پاس جانے اور گفتگو کرنے کا ایک درہم

صدقہ دیتا جب میرے دسوں درہم پورے ہو گئے تو دوسری آیت نے اتر کر اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

دعا النبی علیا یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۰، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۵، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۷)

حضرتؐ نے بروز طائف حضرت علی علیہ السلام کو پاس بلایا ان سے سرگوشی فرمائی لوگوں نے کہا پیغمبرؐ اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ بڑی لمبی سرگوشی کر رہے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے کی ہے (یعنی بحکم خدا میں اتنی دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا۔)

عن علی قال انطلقت انا والنبی حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ اجلس وصعد علی منکبی فذھبت لانھض بہ فرأی منی ضعفا فنزل و جلس لی نبی اللہ و قال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ قال فنھض قال فتخیل الی ان شئت لنلت افق السماء۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۰، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۵۲)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں میں اور پیغمبرؐ چلے یہاں تک کہ کعبہ کے پاس پہنچے رسولؐ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا تو آپ میرے کاندھوں پر سوار ہوئے میں نے چاہا کہ پیغمبر کو لے کر کھڑا ہوں، پیغمبرؐ نے مجھ میں نقاہت دیکھی اتر پڑے خود بیٹھ گئے مجھ سے کہا تم سوار ہو۔ میں سوار دوش ہوا، آپ اٹھ کھڑے ہوئے، میں اس وقت اپنے کو ایسا بلند پار ہا تھا کہ اگر میں چاہتا تو آسمان کے کنارے چھو لیتا۔

ان النبی قال لعلی اما علمت یا علی انہ اول من یدعی بہ یوم القیامۃ بی فاقوم عن یمین العرش فی ظلہ فاکسی حلۃ خضراء من حلل الجنۃ ثم البشر اول من یدعی بك لقرابتك منی فیدفع الیك لوائی وھو لواء الحمد فتسیر باللواء والحسن عن یمینك والحسین عن یسارك حتی تقف بینی و بین ابراھیم فی ظل العرش ثم تکسی حلۃ من الجنۃ ثم ینادی منادی من تحت العرش نعم الاب ابوك ابراھیم و نعم الاخ اخوك علی ابشر یا علی انك تکسی اذا کسیت و تدعی اذا دعیت و تحیی اذا حییت۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۱)

حضرت رسالت مآبؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا اے علی علیہ السلام قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے پکارا جائے گا میں عرش کے دائیں سے اٹھوں گا حلہ ہائے جنت میں سے سبز رنگ کا حلہ زیب تن کروں گا پھر مبارک ہو اے علی علیہ السلام کہ تم میرے بعد سب سے پہلے پکارے جاؤ گے بسبب اس نزدیکی کے جو تم مجھ سے رکھتے ہو تمہیں میرا لوا یعنی لواء حمد دیا جائے گا تم لواء حمد لے کر چلو گے حسن علیہ السلام تمہارے دائیں اور حسین تمہارے بائیں ہوں گے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیمؑ کے درمیان زیر سایہ عرش

کھڑے ہو جاؤ گے پھر تم جنت کا لباس پہنو گے پھر ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا دے گا بہترین باپ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں (اے پیغمبرؐ) اور بہترین بھائی تمہارے علی علیہ السلام ہیں خوش ہو اے علی علیہ السلام کہ جب میں حلۂ جنت پہنوں گا تو تم بھی پہنو گے اور جب میں پکارا جاؤں گا تو تم بھی پکارے جاؤ گے اور جب مجھ پر سلام کیا جائے گا تو تم پر بھی سلام کیا جائے گا۔

قیل یا رسول اللہ و کیف یستطیع علی ان یحمل لواء الحمد فقال رسول اللہ و کیف لا یستطیع ذالك و قد اعطی خصالا شتی صبرا کصبری و حسنا کحسن یوسف و قوۃ کقوۃ جبریل۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۲)

لوگوں نے رسولؐ اللہ سے کہا علی علیہ السلام لوا احمد کیسے اٹھائیں گے آپ نے فرمایا کیوں نہیں اٹھا پائیں گے درانحالیکہ انھیں متعدد خصوصیات و فضائل حاصل ہیں صبر میرے صبر کے ایسا، حسن یوسف علیہ السلام کے حسن ایسا اور قوت جبریل کی قوت جیسی۔

قالوا یا رسول اللہ من یحمل رایتك یوم القیامۃ قال من عسی ان یحملها یوم القیامۃ الا من کان یحملها فی الدنیا علی ابن ابی طالب۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۲)

لوگوں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ بروز قیامت آپ کا علم کون اٹھائے گا؟ آپ نے فرمایا اٹھائے گا کون وہی جو دنیا میں اٹھاتا ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام وہی آخرت میں بھی اٹھائیں گے۔

یا علی اما ترضی انك تکسی اذا کسیت و تعطی اذا اعطیت۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۲)

اے علی علیہ السلام کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب میں حلۂ جنت پہنوں گا تم بھی پہنو گے اور جب مجھے نعمتہائے جنت سے سرفراز کیا جائے گا تو تمہیں بھی۔

ان رسول اللہ قال لعلی او تیت ثلاثا لم یوتهن احد ولا انا او تیت صهر امثلی و لم اوت انا مثلی و او تیت زوجۃ صدیقۃ مثل ابنتی و لم اوت مثلها زوجۃ و او تیت الحسن و الحسین من صلبك و لم اوت من صلبی مثلهما و لکنکم منی و انا منکم۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۲)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام تم کو تین باتیں ایسی ملیں کہ کسی کو بھی نہیں ملیں یہاں تک کہ خود مجھے بھی نہیں ملیں تمہیں میرے ایسا خسر دیا گیا اور یہ بات مجھے نصیب نہیں ہوئی مجھے تمہارا ایسا خسر نہیں ملا تمہیں میری بیٹی ایسی صدیقہؑ بیوی ملی اور مجھے نہ ملی اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام تمہارے صلب سے پیدا ہوئے اور میرے صلب سے ایسے فرزند مجھے نصیب نہیں ہوئے لیکن تم سب مجھ سے ہو اور میں تم لوگوں سے۔

قال رسول اللہ اعطیت فی علی خمسا هو احب الی من الدنیا و ما فیها اما واحدۃ فهو تکاتی بین یدی اللہ حتی یفرغ من الحساب، واما الثانیۃ فلواء الحمد بیدہ آدم و من ولدہ تحته و اما الثالثۃ

فواقف علی عقر حوضی یسقی من عرف من امتی ،واما الرابعة فساتر عوراتی و مسلمی الی ربی و اما الخامسة فلست اخشی علیه ان یرجع زانیا بعد احصان والا کافرا بعد ایمان۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۰۳)

آں حضرتؐ نے فرمایا علی علیہ السلام کے متعلق پانچ خواہشیں میری ایسی پوری ہوئیں جو دنیا و مافیہا سے بڑھ کر مجھے محبوب ہیں پہلی بات تو یہ کہ قیامت میں خداوندعالم کے حضور علی علیہ السلام میرا سہارا ہوں گے میں ان پر فراغت حساب تک تکیہ کیے رہوں گا۔دوسری بات یہ کہ لواء حمد علی علیہ السلام کے ہاتھوں میں ہوگا اور آدم علیہ السلام و اولاد آدم سب کے سب اس کے سایہ تلے ہوں گے۔تیسری بات یہ کہ علی علیہ السلام حوض کوثر کے بیچوں بیچ کھڑے ہوں گے اور میری امت میں سے جسے پہچانتے ہوں گے اسے سیراب کریں گے۔چوتھی بات یہ کہ کفن و دفن میرا علی علیہ السلام ہی کریں گے اور حضوری پروردگار کی پہلی منزل تک پہنچائیں گے پانچویں بات یہ کہ علی علیہ السلام کے متعلق مجھے یہ قطعی خوف نہیں کہ وہ عفت کے بعد بدکاری اور ایمان کے بعد کفر اختیار کریں گے۔

عمرو بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس اذاتاه تسعة رهط فقالوا یا ابا عباس اما ان تقوم معنا و اما ان تخلونا هولاء قال فقال ابن عباس بل اقوم معکم قال وهو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال فابتدوا فتحدثوا فلاندری ما قالوا قال فجاء ینفض ثوبه و یقول اف وتف وقعوا فی رجل له عشر وقعوا فی رجل قال له النبی لابعثن رجلا لا یخزیه الله ابدا یحب الله و رسوله قال فاستشرف لها من استشرف قال این علی قالوا هو فی الرجل یطحن قال و ما کان احد کم لیطحن قال فجاء وهو ارمد لایکاد یبصر قال فنفث فی عینیه ثم هذا الرایة ثلاثا فاعطاها ایاه فجاء بصفیه بنت حی قال ثم بعث فلانا بسورة التوبة فبعث علیا خلفه فاخذها منه قال لایذهب بها الارجل منی وانا منه قال و قال لبنی عمه ایکم یوالینی فی الدنیا والاخرة قال وعلی معه جالس فابوا فقال علی انا اوالیك فی الدنیا والاخرة قال انت ولیی فی الدنیا والاخرہ قال فترکه ثم اقبل علی رجل منهم فقال ایکم یوالینی فی الدنیا والاخرة فابوا قال فقال علی انا اوالیك فی الدنیا والاخرة فقال انت ولی فی الدنیا والاخرة قال و کان اول من اسلم من الناس بعد خدیجه قال و اخذ رسول الله ثوبه فوضعه علی علی و فاطمه و حسن و حسین فقال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا قال و شری علی نفسه لیس ثوب النبی ثم نام مکانه وخرج بالناس فی غزوة تبوك قال فقال له علی اخرج معك قال فقال له نبی الله لافبکی علی فقال له اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الاانك لست بنبی انه لاینبغی ان اذهب الا و انت خلیفتی قال و قال له رسول الله انت ولی کل مومن بعدی و قال سدوا ابواب المسجد غیر باب علی فقال فیدخل المسجد جنبا وهو طریقه لیس له طریق غیره قال و قال من

کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۳، اصابہ جلد ۴ ۲۷۰، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۱)

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ۹ شخص ان کے پاس آئے انھوں نے کہا اے ابو العباس یا تو آپ ہمارے ساتھ اٹھ چلئے یا اپنے پاس کے لوگوں کو اٹھا دیجئے کہ تخلیہ ہو جائے ابن عباس نے کہا میں ہی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس وقت تک ابن عباس کی آنکھیں ٹھیک تھیں بصارت گئی نہ تھی ان لوگوں نے بات چیت شروع کی گفتگو کرتے رہے یہ پتہ نہیں کیا بات چیت ہوئی ان کے پاس سے عبداللہ بن عباس کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہتے تھے ستیاناس ہو ان کا یہ لوگ ایسے شخص کو بُرا کہتے ہیں جسے دس بے مثال فضیلتیں حاصل ہیں۔ یہ لوگ ایسے شخص کی مذمت کرتے ہیں جس کے بارے میں پیغمبرؐ نے فرمایا میں ایسے شخص کو علم دے کر روانہ کروں گا جسے خدا کبھی ناکام نہ کرے گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے پیغمبرؐ کے اس اعلان پر نہ جانے کس کس نے اپنے کو بلند کر کے پیغمبرؐ کو دکھایا مگر پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا علی علیہ السلام کہاں ہیں علی علیہ السلام آئے اور انھیں آشوب چشم کی تکلیف تھی دیکھ نہیں سکتے تھے آنحضرتؐ نے ان کی آنکھوں کو پھونکا پھر تین مرتبہ علم لشکر کو حرکت دی اور علی علیہ السلام کے حوالہ کیا علی علیہ السلام نے جنگ سر کی اور صفیہ دختر حی مرحب کی بہن کو پیغمبرؐ کے پاس لے کر پہنچے پھر پیغمبرؐ نے فلاں بزرگ کو سورہ توبہ لے کر روانہ کیا اور فوراً ہی ان کے پیچھے علی علیہ السلام کو بھیجا۔ انھوں نے وہ سورہ ان سے لے لیا (اس پر وہ بزرگ غمگین و محزون پیغمبرؐ کی خدمت میں واپس آئے آکر پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا میرے متعلق کوئی حکم نازل ہوا؟ پیغمبرؐ نے فرمایا سورہ برأت وہی شخص لے کر جا سکتا ہے جو مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ اور پیغمبرؐ نے اپنے بنی اعمام سے فرمایا تم میں کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا مددگار و معاون بنتا ہے علی علیہ السلام بھی بیٹھے ہوئے تھے سب نے انکار کیا۔ علی علیہ السلام بولے یا رسولؐ اللہ میں آپ کا معاون و مددگار ہوں دنیا و آخرت میں آنحضرتؐ نے فرمایا تم میرے معاون و مددگار ہو دنیا میں بھی آخرت میں بھی پھر آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو چھوڑ کر اپنے بنی اعمام میں سے کسی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا تم میں سے کون شخص میرا مددگار معاون ہوتا ہے دنیا و آخرت میں سب نے انکار کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ میں آپ کا معاون و مددگار ہوں دنیا و آخرت میں آنحضرتؐ نے فرمایا تم میرے معاون و مددگار ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی علی علیہ السلام ہی وہ پہلے شخص ہیں جو خدیجہؑ کے بعد اسلام لائے اور رسالت مآبؐ نے اپنی ردا لے کر علی علیہ السلام کو اڑھائی اور فاطمہؑ و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو اور ارشاد فرمایا خدا کا اس کے سوا کوئی ارادہ ہی نہیں اے اہلبیتؑ کہ تم کو یوں پاک و پاکیزہ کرے جیسا پاک و پاکیزہ کرنے کا حق ہے اور علی علیہ السلام نے اپنی جان بیچ ڈالی پیغمبرؐ کی چادر اوڑھ کر پیغمبرؐ کے بستر پر سو رہے اور رسالتمآبؐ غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے علی علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا نہیں تم یہیں رہو

اس پر علی علیہ السلام رونے لگے رسالتمآبؐ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے حاصل تھی سوا اس کے کہ تم نبی نہیں ہو کوئی چارۂ کار ہی نہیں سوا اس کے کہ میں جاؤں اور تم میرے جانشین وقائم مقام رہو اور رسالتمآبؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا تم میرے بعد ہر مومن کے مولا وآقا ہو اور ارشاد فرمایا مسجد کی طرف جتنے دروازے کھلتے ہوں سب بند کر دیئے جائیں سوا علی علیہ السلام کے دروازے کے چنانچہ علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رہا اور وہ حالت جنب میں مسجد میں آتے وہی ان کا راستہ ہی تھا اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ان کے لئے تھا ہی نہیں اور رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس جس کا میں مولا وآقا ہوں اس کے علی علیہ السلام مولا وآقا ہیں۔

عن ابن عباس فی قوله الذین ینفقون اموالهم باللیل و النهار سرا وعلانیة قلا نزلت فی علی ابن ابی طالب کانت معه اربعه دراهم فانفق فی اللیل درهما و فی النهار درهما و درهما فی السر و درهما فی العلانیة فقال له رسول الله ما حملك علی هذا فقال ان استوجب علی الله ماوعدنی فقال الاان لك ذالك فنزلت الایة و منها قوله افمن کان مومنا کمن کان فاسقا الآیه قال ابن عباس نزلت فی علی بن ابی طالب والولید بن عقبه بن ابی معیط لاشیاء بینهما فانزل الله ذالك تصدیقا لعلی و منها قوله افمن وعدناه وعدا حسنا فهولاقیه قال مجاهد نزلت فی علی و حمزه و منها قوله سیجعل لهم الرحمٰن ودّا و منها قوله هذان خصمان اختصموا فی ربهم الی قوله وهدوا الی صراط الحمید و منها قوله افمن شرح الله صدره للاسلام و منها قوله و یطعمون الطعام علی حبه۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۶، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۵)

ابن عباس سے روایت ہے کہ الذین الخ جو لوگ کہ اپنے مالوں کو رات اور دن چھپا کر اور ظاہر بظاہر خیرات کرتے ہیں حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوا آپ کے پاس چار درہم تھے ایک درہم آپ نے رات میں خیرات کیا دوسرا دن میں تیسرا چھپا کر اور چوتھا ظاہر بظاہر اس پر حضرت سرور کائناتؐ نے ان سے پوچھا کہ تم کو ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا آپ نے جواب دیا میں نے ایسا اس لئے کیا تاکہ خداوند عالم نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اس کا میں سزاوار ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا خدا نے جو تم سے وعدہ فرمایا ہے وہ تمہیں ضرور ملے گا۔ منجملہ انھیں آیات کے (جو آپ کی شان میں نازل ہوئیں) آیہ انما ولیکم الخ ہے جو آپ کی شان میں نازل ہوئی نیز ارشاد الٰہی افمن کان الخ کیا وہ شخص جو ایمان والا ہو فاسق جیسا ہوسکتا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے متعلق نازل ہوئی ان دونوں میں باہم کچھ تکرار ہوگئی تھی لہٰذا خداوند عالم نے علی علیہ السلام کو سچا بتانے کے لئے یہ آیت نازل کی منجملہ انھیں آیات کے آیہ افمن وعدناہ الخ وہ شخص جس سے ہم نے وعدہ بھلائی کا کیا ہے اور وہ اس بھلائی کو پانے والا ہے۔ مجاہد نے کہا۔ یہ آیت علی علیہ السلام حمزہ علیہ السلام کے متعلق

نازل ہوئی منجملہ انھیں آیات کے سیجعل لھم الرحمٰن الخ عنقریب خداوند رحیم و کریم ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کردے گا منجملہ ان آیات کے ھذان خصمان الخ یہ دو جھگڑا کرنے والے ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کے متعلق جھگڑا کیا نیز آیہ افمن شرح الخ آیا وہ جس کا سینہ خداوندعالم نے اسلام کے لئے کشادہ کیا ہو نیز آیہ ویطعمون الخ وہ لوگ خدا کی محبت میں بندوں کو شکم سیر کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئیں۔

وعن ابن عباس قال لیس اٰیۃ فی کتاب اللہ عز وجل یایھا الذین اٰمنوا الا وعلی اولھا و امیرھا و شریفھا، ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی القراٰن وما ذکر علیا الا بخیر۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۷)

ابن عباس کہتے ہیں کہ کلام مجید کی جس جس آیت میں یا ایھا الذین اٰمنوا الخ ہے اس آیت کے مصداق افراد میں سب سے اول سب کے امیر اور سب سے بڑھ کر اشرف و اعلیٰ حضرت علی علیہ السلام ہیں خداوندعالم نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اصحاب پیغمبرؐ پر عتاب فرمایا مگر علی علیہ السلام کا جب بھی ذکر کیا بھلائی کے ساتھ کیا۔

قال ابن عمر علی من اھل البیت لایقاس بھم علی مع رسول اللہ فی درجتہ ان اللہ یقول والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم فاطمۃ مع رسول اللہ فی درجتہ و علی مع فاطمۃ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۸)

حضرت عمر کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ علی اس گھر کے فرد ہیں جنھیں دوسروں پر قیاس ہی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ علی علیہ السلام پیغمبرؐ کے ساتھ پیغمبرؐ کے درجے میں ہوں گے ارشاد الٰہی ہے والذین اٰمنوا وتبعتھم الخ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی ذریت نے بھی ایمان میں اُن کی پیروی کی ہم ان کی ذریت کو انھیں سے ملحق کریں گے۔ فاطمہؑ رسولؐ اللہ کے ساتھ پیغمبرؐ کے درجہ میں ہوں گی اور علیؑ فاطمہؑ کے ساتھ۔

عن عبد اللہ قال کنا نحدث ان افضل اھل المدینۃ علی ابن ابی طالب۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۹)

عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں ذکر کیا کرتے کہ تمام اہل مدینہ میں افضل و اشرف علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

انت معی فی قصری فی الجنۃ مع فاطمۃ ابنتی و انت اخی و رفیقی ثم تلی رسول اللہ اخوانا علی سرر متقابلین۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۹)

اے علی علیہ السلام تم میرے ساتھ جنت میں میرے قصر میں ہوگے میری پارۂ جگر فاطمہؑ کے ساتھ اور تم میرے بھائی میرے رفیق ہو یہ کہہ کر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اخوانا الخ وہ بھائی بھائی ہوں گے ایک دوسرے کے مقابل تخت نشین۔

یا علی یدك فی یدی تدخل معی یوم القیامة حیث ادخل۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۹)

اے علی علیہ السلام تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں جہاں قیامت کے دن جاؤں گا تم بھی میرے ساتھ جاؤ گے۔

الجنة تشتاق الی ثلاثة علی و عمار و سلمان۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۹، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۳)

جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے علی علیہ السلام عمارؓ اور سلمان علیہ السلام کی۔

نحن بنو عبد المطلب سادات اهل الجنة انا و حمزه و علی و جعفر و الحسن و الحسین والمهدی۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۹)

ہم فرزندانِ عبدالمطلبؑ سرداران اہل جنت ہیں میں حمزہ علیہ السلام اور علیؑ و جعفرؑ و حسنؑ و حسین علیہ السلام اور مہدیؑ۔

انی و ایاك و هذین وهذا الراقد فی مکان واحد یوم القیامة۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۹، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۳)

میں اور تم اور یہ دونوں بچے اور یہ سونے والی (فاطمہؑ) قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔

یا علی اما ترضی انك معی فی الجنة والحسن والحسین و ذریاتنا خلف ظهورنا و ازواجنا خلف ذریاتنا و اشیاعنا عن ایماننا و شمائلنا۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۰۹)

اے علی علیہ السلام کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے اور بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔

یا علی ان لك کنزا فی الجنة و انك ذو قرینها۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۰، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۲)

اے علی علیہ السلام تمہارے لئے جنت میں ایک خزانہ ہے اور تم اس کے دونوں کنارے لو گے۔

عن علی قالت کنت امشی مع النبی فی بعض طرق المدینة فمررنا علی حدیقة فقلت یا رسول الله ما احسن هذه الحدیقة قال لك فی الجنة احسن منها ثم اتینا علی حدیقة اخری فقلت یا رسول الله ما احسنها قال لك فی الجنت احسن منها حتی اتینا علی سبع حدائق اقول یا رسول الله ما احسنها فیقول لك فی الجنة احسن منها و فی روایة فلما خلا الطریق اعتنقنی و اجهش باکیا فقلت یا رسول الله ما یبکیك فقال ضغائن فی صدورا قوام لایبدونها لك الامن بعدی فقلت فی سلامة من دینی فقال فی سلامة من دینك۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۰ و ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۳)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے بعض راستوں میں پیغمبرؐ کے ہمراہ چلا جا رہا تھا ایک باغ سے ہمارا گذر ہوا میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کتنا اچھا باغ ہے آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی علیہ السلام جنت میں تمہارے لئے اس سے اچھا باغ

ہو گا پھر ہم دوسرے باغ کے پاس پہنچے میں نے پھر کہا یا رسولؐ اللہ کتنا اچھا باغ ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی علیہ السلام جنت میں تمہارے لئے اس سے بھی اچھا باغ ہو گا۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں کا سات باغوں سے گذر ہوا ہر باغ کو دیکھ کر میں کہتا کہ کتنا اچھا باغ ہے اور پیغمبرؐ فرماتے کہ جنت میں تمہارے لئے اس سے اچھا باغ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب راستہ خالی نظر آیا تو پیغمبرؐ نے مجھے گلے سے لگا لیا اور دھاڑیں مار کے رونے لگے میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ آپ گریہ کیوں فرمانے لگے آپ نے فرمایا میں لوگوں کے اس کینہ وعناد کو سوچ کر روتا ہوں جو وہ تمہارے خلاف اپنے سینوں میں چھپائے ہیں اور تم پر ابھی ظاہر نہیں کرتے میری آنکھ بند ہونے پر ظاہر کریں گے میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اس موقع پر میرا دین سلامت رہے گا نہ؟ پیغمبرؐ نے فرمایا تمہارا دین سالم رہے گا۔

یا علی ان لك فی الجنه ما لو قسم علی اهل الارض لو سعهم۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۰)

اے علی علیہ السلام تمہیں جنت میں اتنی نعمتیں حاصل ہوں گی کہ اگر وہ روئے زمین کے تمام باشندوں پر تقسیم کی جائے تو ان کی ضرورت سے فاضل ہو۔

ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلا و ان قصری فی الجنة و قصر ابراهیم فی الجنة متقابلان و قصر علی ابن ابی طالب بین قصری و قصر ابراهیم فیاله من حبیب بین خلیلین۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۱)

خداوند عالم نے مجھے اپنا خلیل بنایا جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا میرا اور ابراہیمؑ کا قصر جنت میں آمنے سامنے ہو گا اور علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کا قصر میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے قصر کے درمیان ہو گا، کیا اندازہ ہو سکتا ہے اس محبوب کا جو دو خلیلوں کے درمیان ہو۔

اذا کان یوم القیامة ضرب لی قبة حمراء عن یمین العرش و ضرب لابراهیم قبة من یاقوتة خضراء عن یسار العرش وضرب فیما بیننا لعلی ابن ابی طالب قبة من لولوة بیضاء فما ظنکم بحبیب بین خلیلین۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۱)

جب قیامت کا دن ہو گا عرش کے داہنی طرف میرے لئے سرخ قبہ نصب ہو گا اور ابراہیم علیہ السلام کے لئے سبز یاقوت کا قبہ ہو گا۔ عرش کے بائیں طرف اور ہم دونوں قبوں کے درمیان علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے سفید موتیوں کا قبہ نصب ہو گا پس تمہارا کیا اندازہ ہے اس حبیب کے متعلق جو دو خلیلوں کے درمیان ہو گا۔

یا علی معك یوم القیامة عصی من عصی الجنه تذودبها المنافقین عن الحوض۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۱)

اے علی علیہ السلام بروز قیامت تمہارے ہاتھ میں ایک عصا ہوگا جنت کے عصاؤں سے اس سے تم منافقین کو حوضِ کوثر سے ہنکاؤ گے۔

و عن علی قال لاذودن بیدی ھاتین القصیرتین عن حوض رسول الله رایات الکفار والمنافقین کما یذار غریب الابل عن حیاضھا۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۱)

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے ان دونوں ہاتھوں سے کفار و منافقین کے پرے دور کروں گا جس طرح اجنبی اونٹ ہنکایا جاتا ہے۔

قال رسول الله لعلی یوم القیامة ناقة من نوق الجنة فترکبھا و رکبتك مع رکبتی و فخذك مع فخذی حتی تدخل الجنة۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۱)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بروز قیامت اے علی علیہ السلام تمہارے لئے جنت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ ہوگا تم اس پر سوار ہوگے تمہارا گھٹنا میرے گھٹنے سے اور تمہاری ران میری ران سے ملی ہوگی اور ہم لوگ اسی طرح ساتھ ساتھ داخل جنت ہوں گے۔

ان الله امرنی بحب اربعة و اخبرنی انه یحبھم قیل یارسول الله فسمھم لنا قال علی منھم یقول ذالك ثلاثا ابوذر و سلمان والمقداد۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۳، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۲)

خداوندعالم نے مجھے چار شخصوں کو محبوب رکھنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ بھی انھیں محبوب رکھتا ہے لوگوں نے عرض کیا ان کے نام بھی ہمیں بتادیجئے آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ علی علیہ السلام ان میں سے ایک ہیں اور باقی تین سلمان علیہ السلام و ابوذرؓ و مقدادؓ ہیں۔

عن عبد الله بن الحارث قال قلت لعلی ابن ابی طالب اکبرنی بافضل منزلتك من رسول الله قال نعم قال بیننا انا نائم عندہ و ھو یصلی فلما فرغ من صلاته قال یا علی ما سالت الله عزوجل من الخیر الا سالت لك مثله وما استعذت الله من الشر الا استعذت لك مثله۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۳)

عبداللہ بن حارث ناقل ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے عرض کیا آپ کو پیغمبرؐ سے جو خصوصیات حاصل ہیں ان میں جو سب سے اہم خصوصیت ہو وہ ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا اچھی بات ہے سنو میں پیغمبرؐ کے نزدیک سویا ہوا تھا اور آپ نماز میں مشغول تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام میں نے خداوندعالم سے اپنے لئے جس بھلائی و اچھائی کا سوال کیا وہ تمہارے لئے بھی ضرور مانگی اور جس برائی سے اپنے لئے خدا سے پناہ مانگی تمہارے لئے بھی ویسی ہی پناہ مانگی۔

عن عمر ابن الخطاب قال قال رسول اللہ ما اکتسب مکنسب مثل فضل علی یھدی صاحبہ الی الھدی و یردعن الردی۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۴)

حضرت عمر کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کسی حاصل کرنے والے نے علی علیہ السلام کے ایسے فضائل نہیں حاصل کیے وہ اپنے دوستوں کو ہدایت کی طرف لے جاتے ہیں اور ہلاکت سے بچاتے ہیں۔

لایبغضک مومن ولایحبک منافق۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۴، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۶)

تمہیں مومن کبھی دشمن نہ رکھے گا اور نہ منافق کبھی دوست رکھے گا۔

انت منی و انا منک۔(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۵۷)

تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

و عن ابی ذر قال ما کنا نعرف المنافقین علی عھد رسول اللہ الابثلاث بتکذیبھم اللہ و رسولہ و التخلف عن الصلاۃ و بغضھم علی ابن ابی طالب۔(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۵۷)

جناب ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ عہد پیغمبرؐ میں ہم منافقین کو بس تین باتوں سے پہچانا کرتے تھے خدا و رسول کو جھٹلانے نماز میں غیر حاضر رہنے اور علی علیہ السلام کو دشمن رکھنے سے۔

حب علی یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۵)

علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

ان السعید کل السعید حق السعید من احب علیا فی حیاتہ و بعد موتہ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۵)

نیک بخت اور کامل نیک بخت وہ ہے جو علی علیہ السلام کو ان کی زندگی میں اور مرنے کے بعد محبوب رکھے۔

یا علی طوبی لمن احبک و صدق فیک و ویل لمن ابغضک و کذب فیک۔

(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۳ و اسد الغابہ جلد ۴ ۲۳)

اے علی علیہ السلام جنت مبارک ہو اسے جو تمہیں محبوب رکھے اور تمہارے متعلق صدق دلی سے کام لے اور عذاب جہنم ہو اس پر جو تمہیں دشمن رکھے اور تمہارے بارے میں جھوٹ بولے۔

فاما الذین احبوک و صدقوا فیک فھم جیرانک فی دراک و رفقاؤک فی قصرک و اما الذین ابغضوک و کذبوا علیک فحق علی اللہ ان یوقفھم موقف الکذابین یوم القیامۃ۔(اسد الغابہ جلد ۴ ۲۳)

پس وہ لوگ جنھوں نے تمہیں محبوب رکھا اور تمہارے بارے میں راستی اختیار کی وہ تمہارے گھر جنت میں تمہارے

پڑوسی ہوں گے اور تمہارے رفیق ہوں گے تمہارے قصر میں اور جن لوگوں نے تمہیں دشمن رکھا اور تم پر اتہام تراشی کی خداوند عالم پر فرض ہے کہ انھیں جھوٹوں کی جگہ پر بروز قیامت کھڑا کرے۔

بعث رسول الله جیشا فیهم علی ابن ابی طالب قالت فسمعت رسول الله وهو رافع یدیه یقول اللهم لاتمتنی حتی ترینی علیاً۔ (اسد الغابہ جلد ۴ ۲۶ اور ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۶، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۵)

آنحضرتؐ نے ایک لشکر روانہ کیا اس لشکر میں حضرت علی علیہ السلام بھی تھے میں نے رسولؐ اللہ کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے سنا خداوندا مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک علی علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں۔

اذا سالت النبی اعطانی و اذا سکت ابتدانی۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۶، طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ثانی ۱۰۱، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۲، اسد الغابہ جلد ۴ ۲۹)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں جب پیغمبرؐ سے کوئی بات پوچھتا آپ جواب دیتے اور جب چپ رہتا تو خود ابتدا کرتے۔

عن علی قال قال رسول الله فیك مثل من عیسیٰ ابغضته الیهود حتی بهتوا امه و احبته النصاریٰ حتی انزلوه بالمنزلة التی لیس بها۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۷، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۷۹)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا اے علی علیہ السلام تم میں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے یہودیوں نے انھیں دشمن رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے انھیں محبوب رکھا اور اس محبت میں اتنا تجاوز کر گئے کہ انھیں اس منزل پر پہنچا دیا جس پر واقعاً وہ فائز نہ تھے۔

من اراد ان ینظر الیٰ اٰدم فی علمه و الی نوح فی فهمه و الی ابراهیم فی حلمه الی یحییٰ بن ذکریا فی زهده و الی موسیٰ بن عمران فی بطشه فلینظر الی علی ابن ابی طالب۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۸)

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ آدم علیہ السلام کو ان کے علم میں، نوح علیہ السلام کو ان کے فہم میں، ابراہیم علیہ السلام کو ان کے حلم میں، یحییٰ علیہ السلام بن ذکریا کو ان کے زہد میں، موسیٰ علیہ السلام بن عمران کو ان کی ہیبت میں دیکھے وہ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھے۔

من اراد ان ینظر الی ابراهیم فی حلمه و الی نوح فی حکمه و الی یوسف فی جماله فلینظر الی علی ابن ابی طالب ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۸)

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ ابراہیم کو ان کے حلم میں، نوح علیہ السلام کو ان کی حکمت میں، یوسف علیہ السلام کو ان کے جمال میں مشاہدہ کرے وہ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام پر نظر کرے۔

عن علی قال دخلت علی رسول الله وهو مریض فاذا راسه فی حجر رجل احسن ما رایت من

الخلق و النبی نائم فلما دخلت علیه قال اُدن الی ابن عمك فانت احق به منی فدنوت منهما فقام الرجل وجلست مكانه فقال النبی فهل تدری من الرجل قلت لابابی و امی قال النبی ذاك جبرئیل كان یحدثنی حتی خف عنی وجعی و نمت و راسی فی حجرہ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۱۹)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ علیل تھے میں نے دیکھا کہ ایک انتہائی حَسین وجمیل شخص کے زانو پر آپ کا سر مبارک ہے اور آپ سو رہے ہیں میں جب آپ کے پاس پہنچا تو میں نے پوچھا کہ میں قریب آسکتا ہوں اس شخص نے کہا ہاں اپنے چچا کے بیٹے کے قریب آؤ تم مجھ سے زیادہ اس قربت کے حقدار ہو وہ شخص اٹھ گیا اور میں اس کی جگہ بیٹھ گیا اور پیغمبرؐ کے سر کو اپنی گود میں لے لیا۔ تھوڑی دیر گذری پھر پیغمبرؐ بیدار ہو گئے آپ نے پوچھا وہ شخص کہاں گیا جس کی گود میں میرا سر تھا؟ میں نے عرض کیا جب میں آپ کے پاس پہنچا تو اس شخص نے مجھے بلایا اور کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کے قریب آؤ کہ تم مجھ سے زیادہ حقدار ہو پھر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور میں اس کی جگہ بیٹھ گیا پیغمبرؐ نے پوچھا جانتے ہو وہ شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ جبریل تھے جو مجھ سے باتیں کرتے تھے یہاں تک کہ میری تکلیف کم ہوگئی اور میں سو گیا اور میرا سر ان کی گود میں تھا۔

قال رسول اللہ مامررت بسماً الا واھلھا یشتاقون الی علی ابن ابی طالب و ما فی الجنة نبی الا و ھو یشتاق الی علی ابن طالب۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۰)

آنحضرتؐ نے فرمایا شبِ معراج میں کسی آسمان سے نہیں گزرا مگر وہاں کے لوگوں کو علی علیہ السلام کا مشتاق پایا اور جنت میں جتنے نبی تھے وہ مشتاقِ زیارتِ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام نظر آئے۔

قال ھبط علی جبریل بان اللہ باھی بالمھاجرین والانصار اھل السماوات العلی و باھی بی وبك یا علی وبك عباس حملة العرش۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۰)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس خداوند عالم کا یہ پیغام لے کر آئے کہ خداوند عالم مہاجرین و انصار کے ذریعہ بلند آسمانوں کے رہنے والوں پر فخر و مباہات کرتا ہے اور میرے اور تمہارے ذریعہ اے علی علیہ السلام اور اے چچا عباس حاملین عرش پر فکر و مباہات کرتا ہے۔

قال لیھنئك العلم ابالحسن لقد شربت العلم شربا۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۰)

علم مبارک ہو آپ کو اے علی علیہ السلام آپ نے اسے سیر ہو کر پیا ہے۔

عن الاصبغ قال اتینا مع علی فمرونا بموضع قبر الحسین فقال علی ھھنا مناخ رکائبھم و ھھنا

موضع رحالھم و ھھنا مھراق دمائھم فتية من ال محمد ﷺ يقتلون بھذہ العرصة تبکی علیھم السماء والارض۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۲،ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۷۳)

اصبغ راوی ہیں کہ ہم لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ جارہے تھے سرزمین کربلا سے گزرہوا جہاں حسین علیہ السلام شہید ہونے والے تھے وہاں پہنچ کرآپ نے فرمایا یہاں ان کے اونٹ بٹھائے جائیں گے اس جگہ ان کی سواریاں اتریں گی اور یہاں ان کے خون بہائے جائیں گے یہاں آل محمدؐ کے جوان شہید کیے جائیں گے جن پر آسمان وزمین روئیں گے۔

عرض لعلی رجلان فی خصومة فجلس فی اصل جدار فقال رجل یا امیر المومنین الجدار تقع فقال له علی امض کفی بالله حارسا فقضی بین الرجلین و قام فسقط الجدار۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۲،ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۷۳)

حضرت علی علیہ السلام کے سامنے دوشخصوں نے اپنا مقدمہ فیصلہ کے لئے پیش کیا آپ ایک دیوار تلے فیصلہ کے لئے بیٹھ گئے ایک شخص نے کہا یاامیرالمومنینؑ دیوار گراچاہتی ہے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایاتم بےفکر رہو اللہ نگہبانی کے لئے کافی ہے آپ نے دونوں شخصوں کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اوراس کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے آپ جیسے ہی دیوار سے ہٹے دیوار گرپڑی۔

و عن ابی ذر قال بعثنی رسول الله ادعو علیا فاتیت بیته فنادیته فلم یجبنی فعدت فاخبرت رسول الله فقال لی عد الیه ادعه فانه فی البیت قال فعدت انادیه فسمعت صوت رحی تطحن فشارفت فاذا الرحی تطحن و لیس معھا احد فنادیته فخرج الی منشرحا فقلت له ان رسول الله یدعوك فجاء و لم ازل انظر الی رسول الله و ینظر الی ثم قال یا اباذر ما شانك فقلت یا رسول الله عجیب من العجب رایت رحی تطحن فی بیت علی و لیس معھا احد یرحی فقال یا اباذر ان الله ملائکة سیاحین فی الارض و قدو کلوا بمؤنة آل محمد ﷺ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۳،ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۷۳)

حضرت ابوذر ناقل ہیں کہ پیغمبرؐ نے مجھے بھیجا کہ جا کر علی علیہ السلام کو بلالاؤ۔میں ان کے گھر پہنچا۔آواز دی انھوں نے جواب نہ دیا میں پلٹ آیااور رسولؐ اللہ سے عرض کردیا۔کہ کوئی جواب نہیں ملا آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور جا کرآواز دو علی علیہ السلام گھرہی پر ہوں گے پھر میں پلٹا آوازیں دیں اس وقت میں نے چکی کی آوازسنی۔میں نے جھانک کردیکھا تو نظر آیا کہ چکی چل رہی ہے اورکوئی آدمی موجودنہیں میں نے آواز دی وہ بشاش نکلے میں نے ان سے کہا کہ پیغمبرؐ آپ کو یادفرمارہے ہیں چنانچہ وہ میرے ہمراہ خدمت پیغمبرؐ میں پہنچے میں مسلسل پیغمبر کو دیکھ رہا تھااور پیغمبرؐ کی نظر میری طرف تھی پھرآں حضرتؐ نے پوچھا ابوذر کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یارسولؐ اللہ عجیب وغریب اور حیرت انگیز بات دیکھنے میں آئی وہ یہ کہ علی علیہ السلام کے گھر میں چکی چل

رہی ہے اور کوئی آدمی چکی کے پاس موجود نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ خداوند عالم کے فرشتے کچھ ایسے ہیں جو زمین میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور ان کے فرائض میں رکھا گیا ہے کہ وہ آل محمدؐ کا ہاتھ بٹائیں۔

وعن ابی سعید الخدری و قال اشتکی الناس علیا یوما فقام رسول اللہ فینا فخطبنا فسمعتہ یقول ایھا الناس لا تشکوا علیا فواللہ انہ لاخیشن فی ذات اللہ او قال فی سبیل اللہ۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۵، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۵۹ و ۲۶۵)

ابوسعید خدری صحابی پیغمبرؐ ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی شکایت پیغمبرؐ کی خدمت میں کی شکایت سن کر رسولؐ خدا کھڑے ہوئے آپ نے تقریر فرمائی چنانچہ میں نے آپ کو ارشاد فرماتے سنا اے لوگو! علی علیہ السلام کے خلاف شکوہ نہ کرو خُدا کی قسم خدا کے معاملہ میں علی علیہ السلام بہت کھرے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب لو ان السماوات السبع والارضین السبع وضعت فی کفۃ ووضع ایمان علی فی کفۃ لرجع ایمان علی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۶)

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور علی علیہ السلام کا ایمان دوسرے پلڑے میں تو وہی پلہ جھکے گا جس پر ایمان علی علیہ السلام ہوگا۔

عن عبداللہ بن سلام قال اذن بلال لصلاۃ الظھر فقام الناس یصلون فمن بین راکع وساجد و سائل یسئل فاعطاہ علی خاتمہ وھو راکع فاخبر السائل رسول اللہ فقراء علینا رسول اللہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۷)

عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بلال موذن پیغمبرؐ نے نماز ظہر کے لئے اذان کہی لوگ نماز میں مشغول ہوئے پس کوئی حالت رکوع میں تھا کوئی حالت سجود میں اور اسی وقت ایک سائل سوال کر رہا تھا علی علیہ السلام جو رکوع میں تھے انھوں نے اپنی انگوٹی سائل کو بڑھا دی سائل نے اس بخشش کی خبر پیغمبرؐ کو جا کر پہنچائی۔ اس پر پیغمبرؐ نے ہمیں آیہ انما ولیکم الخ سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ تمہارے امیر و حاکم بس اللہ اس کے رسولؐ اور وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں، پڑھ کر سنائی۔

عن ابن عباس فی قولہ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا قال اجر علی نفسہ یسقی نخلا بشی من شعیر لیلۃ حتی اصبح فلما اصبح قبض الشعیر فطحن منہ فجعلوا منہ شیئاً لیاکلوہ

يقال له الحريره دقيق بلادهن فلما ثم انضاجه اتى مسكين فسال فاطعموه اياه ثم صنعوا الثلث الثانى فلما ثم انضاجه اتى يتيم مسكين فسال فاطعموه اياه ثم صنعوا الثلث الثالث فلما ثم انضاجه اتى اسير من المشركين فاطعموه اياه و طووا يومهم فنزلت۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۷)

عبداللہ بن عباس سے آیہ ویطعمون الطعام وہ لوگ خدا کی محبت میں مسکین ویتیم و اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں، کے متعلق روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرتبہ رات بھر خرمہ کا باغ سینچا اور اجرت میں جو لئے جب صبح ہوئی تو آپ نے اس جو کو پیس کر آٹا تیار کیا اس آٹے سے حریرہ تیار کیا جب وہ پک کر تیار ہوا تو ایک مسکین آیا۔ وہ حریرہ اس مسکین کو علی علیہ السلام اور ان کے گھر والوں نے کھلا دیا پھر دوسرا حصہ اس آٹے کا پکایا گیا جب وہ پک کر تیار ہوا ایک مسکین یتیم آیا اس نے سوال کیا اس کے سوال پر یہ کھانا بھی کھلا دیا گیا پھر تیسرا حصہ پکایا گیا جب وہ بھی پک کر تیار ہو گیا تو مشرکین کا ایک قیدی آیا اس نے سوال کیا یہ کھانا بھی اسے سب کا سب کھلا دیا گیا اور وہ پورا دن علی علیہ السلام اور ان کے گھر والے فاقے سے رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فاتى بجنازة فلما قام ليكبر سال اصحابه هل على صاحبكم دين قالوا دينار ان فعدل و قال صلوا على صاحبكم فقال على هما على و هو برى منهما فتقدم فصلى عليه ثم قال لعلى جزاك الله خيرا فك الله رهانك كما فككت رهان اخيك۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۸)

پیغمبرؐ کے حضور ایک جنازہ لایا گیا آپ جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور چاہا کہ تکبیر کہیں آپ نے میت والوں سے پوچھا کہ اس مرنے والے پر کچھ قرض تو نہیں ہے لوگوں نے بتایا کہ دو دینار قرض ہے آپ ہٹ آئے اور صحابہ سے کہا تم لوگ پڑھ لو۔ اس پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رسولؐ اللہ مرنے والے کے دونوں دینار میرے ذمہ میں اس دین کو ادا کروں گا آں حضرتؐ آگے بڑھے نماز پڑھی پھر حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا خدا تم کو جزائے خیر دے خدا تم کو بھی اسی طرح رہائی بخشے جس طرح تم نے اپنے بھائی کی گلوخلاصی کی۔

عن ابن اسحاق السبيعى قال سالت اكثر من اربعين رجلا من اصحاب رسول الله من كان اكرم الناس على عهد رسول الله قالوا الزبير و على۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۸)

ابن اسحاق سبیعی کہتے ہیں کہ چالیس سے زیادہ اصحاب پیغمبرؐ سے پوچھا کہ عہد پیغمبرؐ میں سب سے بڑھ کر کون سخی اور کریم تھا؟ سب نے کہا علی علیہ السلام اور زبیر۔

قال رسول الله لعلى ان الله قد زينك بزينة لم يزين العباد بزينة احب منها هى زينة الابرار عند الله الزهد فى الدنيا فجعلك لا تزرأ من الدنيا ولا تزرأ الدنيا منك شيئاً و وهب لك حب المساكين

فجعلك ترضیٰ بهم اتباعا و یرضون بك اماما ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۸؛ اسد الغابہ جلد ۲ ۲۳)

حضرت رسالت مآبؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا خداوند عالم نے تمہیں ایسی پیاری زینت سے مزین کیا ہے جس سے بڑھ کر خداوند عالم کے نزدیک کوئی زینت پیاری نہیں اور نہ اس نے اس زینت سے کسی بندہ کو مزین کیا ہے وہ زینت خدا کے مخصوص نیک بندوں کی زینت ہے یعنی دنیا سے بے نیازی چنانچہ اس نے تمہیں ایسا بنایا کہ تم دنیا کو ذرہ برابر خاطر میں نہیں لاتے اور نہ دنیا تمہارے بارے میں کوئی لالچ کر سکتی ہے ۔اور مسکینوں کی محبت خداوند عالم نے تمہیں بخشی پس تمہیں ایسا بنایا کہ تم ان کی اطاعت و پیروی سے خوش ہو اور وہ تمہیں اپنا امام بنا کر راضی و خوشنود ہیں ۔

عن ابی الاسود قال رایت علیا اشتری ثوبین غلیظین فخیر قنبر فی احدهما ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۲۹)

ابوالاسود ناقل ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے دو موٹے کپڑے خریدے قنبر سے کہا تم اس میں ایک اپنے لئے پسند کرلو اور ایک خود پہن لیا۔

قیل لعلی یا امیر المومنین لم ترقع قمیصك قال یخشع القلب و یقتدی به المومن ۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۰؛ طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم ۱۸۲)

حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آپ اپنی قمیص میں پیوند کیوں لگاتے ہیں فرمایا تا کہ اس سے دل میں خاکساری آئے اور مومن پیروی کریں ۔

ان الجعد بن بعجة عاتب علیا فی لبوسه فقال مالك واللبوس ان لبوسی هذا ابعد من الکبر واجدر ان یقتدی به المسلم ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۰)

جعد بن بعجہ نے ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے آپ کے لباس کے متعلق اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا آپ نے فرمایا تم کو لباس سے کیا غرض یہ میرا لباس کبر و نخوت سے دور اور اس قابل ہے کہ مسلمان اس کی پیروی کریں ۔

ان کعب الاحبار قام زمن عمر فقال و نحن جلوس عند عمر امیر المومنین ما کان اٰخر ماتکلم به رسول الله فقال عمر سال علیا قال این هو قال هو هنا فساله فقال علی اسندته الی صدری فوضع راسه علی منکبی فقال الصلاة الصلاة فقال کعب کذالك اٰخر عهد الانبیاء و به امروا و علیه یبعثون قال فمن غسله یا امیر المومنین قال سل علیا قال فساله فقال کنت انا اغسله ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۵۱)

کعب احبار حضرت عمر کے عہد حکومت میں کھڑے ہوئے اور اس وقت ہم لوگ حضرت عمر کے پاس ہی بیٹھے ہوئے

تھے کعب نے پوچھا سرکار! حضرت رسالت مآبؐ کا آخری کلام کیا تھا؟ حضرت عمر نے فرمایا اس کو علی علیہ السلام سے پوچھو کعب نے پوچھا علی علیہ السلام کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا وہاں بیٹھے ہیں کعب نے پاس جا کر دریافت کیا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ دم آخر پیغمبرؐ کو میں نے اپنے سینے سے ٹکایا آنحضرتؐ نے سر مبارک میرے کاندھے پر رکھا اور فرمایا نماز! نماز! کعب نے کہا بے شک نبیوں کا آخری وقت یوں ہی ہوا کرتا ہے اور اسی پر وہ مامور ہوتے ہیں اور اسی پر مبعوث پھر کعب نے حضرت عمر سے پوچھا حضور پیغمبرؐ کو غسل کس نے دیا اس مرتبہ بھی حضرت عمر نے کہا علی علیہ السلام سے جا کر پوچھو کعب نے علی علیہ السلام سے پوچھا آپ نے فرمایا میں نے ہی پیغمبرؐ کو غسل دیا۔

قال رسول الله فی مرضه ادعوا الی اخی قال فدعی له فقال ادن منی فدنوت منه فاستند الی فلم یزل مستندا الی و انه لیکلمنی حتی ان بعض ریق النبی لیصیبنی ثم نزل برسول الله و ثقل فیه حجری۔
(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۵۱)

آں حضرتؐ نے اپنے مرض موت میں فرمایا میرے بھائی کو بلا دو چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کو بلایا گیا آنحضرتؐ نے فرمایا میرے قریب آؤ حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں پیغمبرؐ کے قریب گیا آپ نے میرا سہارا لیا اور برابر مجھ پر سہارا لئے گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ کچھ لعاب دہن بھی آپ کا مجھ پر گرا پھر پیغمبرؐ کی حالت غیر ہوگئی اور میرے آغوش میں گراں ہو گئے۔

عن ابی غطفان قال سالت ابن عباس ارایت رسول الله توفی و راسه فی حجر احد قال توفی وهو لمستند الی صدر علی قلت فان عروة حدثنی عن عائشة انها قالت توفی رسول الله بین سحری و نحری فقال ابن عباس اتعقل و الله لتوفی رسول الله و انه لمستند الی صدر علی و هو الذی غسله۔
(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۵۱)

ابوغطفان راوی ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا آپ کا کیا خیال ہے اس امر میں کہ پیغمبرؐ نے انتقال کیا اس عالم میں کہ پیغمبرؐ کا سر کسی کی گود میں تھا؟ ابن عباس نے فرمایا پیغمبرؐ نے اس عالم میں انتقال کیا کہ آپ علی علیہ السلام کے سینے سے ٹکے ہوئے تھے میں نے عرض کیا عروہ تو مجھ سے جناب عائشہ کی یہ حدیث بیان کرتے تھے جس میں جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ پیغمبرؐ نے میرے سر و گردن کے درمیان یعنی میری گود میں انتقال کیا ابن عباس نے کہا تمہاری سمجھ میں یہ بات آتی بھی ہے (یعنی ایسا ہونا ممکن بھی ہے) خدا کی قسم پیغمبرؐ نے انتقال کیا اور آپ علی علیہ السلام کے سینے کا سہارا لئے ہوئے تھے اور علی علیہ السلام ہی نے پیغمبرؐ کو غسل دیا۔

قال علی اوصی النبی الا یغسله احد غیری فانه لا یری احد عورتی الا طمست عیناه قال علی

فکان الفضل و اسامه ینا ولانی الماء من وراء الستر وهما معصوبا لعین۔(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۶۱)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے مجھ سے وصیت فرمائی تھی کہ سوا تمہارے اور کوئی مجھے غسل نہ دے کیونکہ جو شخص بھی میری شرمگاہ پر نظر ڈالے گا اس کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی چنانچہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں فضل اور اسامہ پردے کے ادھر سے مجھے پانی دیتے تھے اور اس پر بھی وہ دونوں آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔

قال رسول اللہ لعلی ابن ابی طالب فی مرضه الذی توفی فیه اغسلنی یا علی۔

(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۶۳)

آنحضرتؐ نے اپنے مرض موت میں حضرت علی علیہ السلام سے کہا اے علی علیہ السلام تم ہی مجھ کو غسل دینا۔

قضی علی ابن ابی طالب دین رسول اللہ۔(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۸۹)

حضرت سرور کائناتؐ کے سارے قرضے علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام نے ادا کیے۔

ان رسول اللہ لما توفی امر علی صائحا یصیح من کان له عند رسول اللہ عدة او دین فلیأتنی فکان یبعث کل عام عند العقبة یوم النحر من یصیح بذالك حتی توفی علی ثم کان الحسن بن علی یفعل ذالك حتی توفی ثم کان الحسین یفعل ذالك و انقطع ذالك بعده۔(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۸۹)

جب آنحضرتؐ کا انتقال ہوا حضرت علی علیہ السلام نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ یہ اعلان کردے کہ جس سے رسولؐ نے کوئی وعدہ کیا ہو یا کسی کا کوئی قرضہ رسولؐ کے ذمہ ہو وہ میرے پاس آکر لے جائے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام قربانی کے دن ایک اعلان کرنے والے کو بھیجتے جو یہ اعلان کردے آپ کی زندگی بھر یہ اعلان ہوتا رہا آپ کے بعد امام حسن علیہ السلام اس فریضہ کو انجام دیتے رہے یہاں تک کہ ان کا بھی انتقال ہوا امام حسن علیہ السلام کے بعد امام حسین علیہ السلام کی طرف سے یہ اعلان ہوا یہاں تک کہ آپ شہید ہوئے اس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

حضرت امیر المومنینؑ کے متعلق سرور کائناتؐ کا یہ ارشاد کہ علی ینخز عداتی و یقضی دینی علی علیہ السلام میرے قرضوں کو ادا کریں گے اور میرے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کریں گے جملہ مفسرین و مؤرخین وعلمائے اہل سنت نے اپنے مصنفات میں درج کیا ہے اس کتاب "ثقل اکبر" کے بھی متعدد ابواب میں اس مضمون کی حدیثیں آپ کی نظر سے گذر چکی ہیں ملاحظہ ہو ص ۸ ۱۳ و ص ۷۷ و ص ۸۸ و ص ۱۹۱ وغیرہ اب یہاں طبقات ابن سعد کی دو حدیثیں آپ کے پیش نظر ہیں جو عظمت و جلالت اور صحیح و مستند ہونے کے لحاظ سے سیرۃ کی تمام کتابوں پر سبقت رکھتی ہے مولوی شبلی صاحب ابن سعد کے متعلق لکھتے ہیں "محمد بن سعد کاتب الواقدی نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے"۔

کسی کو اس میں تامل نہیں ہوسکتا کہ پیغمبرؐ نے اپنے قرضوں اور وعدوں کی ادائیگی کا بار علی علیہ السلام کے ذمہ ڈالا اور علی علیہ السلام نے اس فرض سے کماحقہ سبکدوشی حاصل کی اتنا اہتمام کیا امیر المومنینؑ نے پیغمبرؐ کے قرضوں کی ادائیگی کے لئے کہ ہر سال موسم حج میں جب کہ ہر ملک و ہر شہر ہر قوم و قبیلہ کے مسلمان فریضہ حج ادا کرنے مکہ آتے آپ کی طرف سے ایک منادی اعلان کیا کرتا کہ پیغمبرؐ کے ذمہ کسی کا قرضہ ہو یا پیغمبرؐ نے کسی سے کچھ دینے دلانے کا وعدہ کیا ہو تو وہ آکر لے جائے پیغمبرؐ کے انتقال کے بعد ۴۰ھ تک ۲۵ سال امیر المومنینؑ کی طرف سے اعلان ہوتا رہا اور عالم یہ کہ فلا یاتی احد من خلق الله الی علی بحق ولا باطل الا اعطاہ جس شخص نے بھی آکر دعویٰ کر دیا کہ پیغمبرؐ کے ذمہ میرا اتنا قرض ہے یا پیغمبرؐ نے مجھ سے اتنے کا وعدہ کیا تھا آپ نے آنکھیں بند کرکے ادائیگی کی حدیث کی لفظیں بتاتی ہیں کہ کسی کے دعوے پر آپ نے نہ گواہ مانگے نہ ثبوت طلب کیا جھوٹ یا سچ جس نے بھی جتنے کا مطالبہ کیا ادا کر دیا زندگی بھر خود اس فرض کی ادائیگی کرتے رہے جب اٹھنے لگے تو بیٹوں سے وصیت کر گئے اور بیٹوں نے باپ کی نیابت میں یہ فرض اپنے سر لیا امام حسن علیہ السلام جب تک زندہ رہے ان کی طرف سے بھی اعلان ہوتا رہا آپ کے بعد امام حسین علیہ السلام اپنی زندگی تک اس فرض کو انجام دیتے رہے ۶۰ھ تک آپ کی طرف سے بھی اعلان ہوتا رہا آپ کی شہادت کے بعد جب کہ پیغمبرؐ کو انتقال کئے ہوئے پورے ۵۰ برس ہوگئے اور عادتاً اس وقت تک کسی ایسے شخص کا باقی رہنا دشوار تھا جس سے پیغمبرؐ نے کچھ قرض لیا ہو یا کسی قسم کا وعدہ کیا ہو اس لئے بعد کے اخلاف نے اس اعلان کی ضرورت نہ سمجھی۔

اس موقع پر لازماً ایک سمجھ والا یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے فطری طور پر یہ سوال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ آخر اپنے قرضوں کی ادائیگی اور اپنے وعدوں کا پورا کرنا پیغمبرؐ علی علیہ السلام ہی سے کیوں مخصوص کر گئے کیا اس وجہ سے کہ علی علیہ السلام رشتہ دار تھے چچازاد بھائی تھے پیغمبرؐ کے۔ تو رشتہ دار تو بہت سے تھے پیغمبرؐ کے ۹ چچا کی اولادیں موجود تھیں خود چچا عباس موجود تھے جس طرح چچا کے رہتے ہوئے چچا کی اولاد کو ترجیح نہیں دی جاسکتی تو پھر عباس کے زندہ رہتے ہوئے پیغمبرؐ نے انھیں سے کیوں نہیں کہا کہ چچا جان میرے ذمہ اتنے قرضے ہیں اتنوں سے میں نے وعدے کر رکھے ہیں انھیں میرے بعد آپ ادا فرمادیں گے مگر کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ پیغمبرؐ نے کسی عزیز سے کسی رشتہ دار سے خود عباس سے اس قسم کی بات کہی ہو پھر آخر کیوں علی علیہ السلام کو یہ عزت بخشی پیغمبرؐ نے کیا اس وجہ سے کہ علی علیہ السلام کو بڑی محبت تھی رسولؐ سے؟ تو محبت کے دعوے دار تو بہتیرے تھے کسی کو صاحب کا لقب ملا تھا کسی کو خلیل کے لقب سے سرفراز کیا گیا بڑے بڑے دعوے داران محبت پیغمبرؐ تھے انھیں بزرگوں میں سے کسی بزرگ سے پیغمبرؐ فرمادیے ہوتے وہ محبوب ترین ازواج پیغمبرؐ کی جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رسولؐ سب سے زیادہ انھیں سے محبت فرماتے تھے ظاہر ہے کہ ان کو بھی پیغمبرؐ کے ساتھ پیغمبرؐ ہونے کی وجہ سے نہ سہی شوہر ہونے کے لحاظ

سے۔بہت محبت ہونی چاہیے پھر انھیں موقع اور گنجائش بھی تھی کہ پیغمبرؐ کے قرضوں کو ادا کر دیتیں کیونکہ کسی کا بارہ ہزار مشاہرہ بیت المال سے معین تھا کسی کا دس ہزار مگر افسوس کہ کسی تاریخ سے پتہ نہیں چلتا کہ حضرت کی ازواج میں سے کسی نے پیغمبرؐ کی آنکھ بند ہونے کے بعد ایک درہم بھی پیغمبرؐ کے نام پر کسی کو دیا ہو۔

کیا یہ وجہ تھی علی علیہ السلام کے ذمہ یہ فرض ودیعت کرنے کی کہ علی علیہ السلام آپ کی آغوش کے پالے تھے علی علیہ السلام کی تربیت پیغمبرؐ ہی کے ہاتھوں سے ہوئی تھی لیکن یہ تو رسولؐ نے قرضہ اتارا تھا اپنے چچا ابو طالبؑ اور چچی فاطمہؑ بنت اسد کا دنیا جانتی ہے کہ جس وقت پیغمبرؐ کے جد گرامی قدر عبد المطلبؑ کا انتقال ہوا تو ابو طالبؑ ہی نے کلیجہ سے لگایا تو اب کیا چیز پیغمبرؐ نے علی علیہ السلام کو ایسی دی تھی جس کے صلہ میں علی علیہ السلام پر اتنا بڑا ابوجھ ڈالا پیغمبرؐ نے ہاں یہ ضرور ہے کہ علی علیہ السلام داماد تھے پیغمبرؐ کے آپ نے اپنی پارہ جگر بیاہی تھی علی علیہ السلام کو لیکن پیغمبرؐ نے صرف دختر ہی تو دی تھی علی علیہ السلام کا گھر تو نہیں بھر دیا تھا جہیز میں بیٹی کو اتنا مال وزر تو نہیں دے دیا تھا جس کی بنا پر اتنا بڑا ابوجھ ڈالنا مناسب ہوتا فاطمہؑ کو جو جہیز دیا تھا پیغمبرؐ نے اس کی فہرست ایک دو نہیں سیکڑوں کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے ایک چکی ایک جوڑ الباس، چمڑے کا ایک بستر جس پر رات کو سیدہؑ عالم استراحت فرماتیں اور دن کو اونٹ اسی پر چارہ کھاتا تھا اسی قسم کی اور دو ایک ضرورت کی چیزیں چادر ایسی کہ سر چھپاتی تھیں تو پیر کھل جاتے تھے اور پیر چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا تھا ایک مرتبہ جب۔بہت سی کنیزیں پیغمبرؐ کے پاس آئیں اور سیدہؑ نے باپ کی خدمت میں جا کر چکی پیسنے کی مشقت کا تذکرہ کیا ہاتھوں کے چھالے دکھائے تو پیغمبرؐ نے تسبیح تعلیم فرمادی مگر غریب مسلمانوں کو مقدم سمجھتے ہوئے کوئی کنیز نہیں مرحمت فرمائی۔

انصاف کی جاہے کہ پیغمبرؐ اپنی زندگی میں جیتے جی بیٹی داماد کو تو کچھ دیتے نہیں نہ تو شادی کے موقع پر نہ شادی کے بعد اور اگر کچھ دیا بھی تو اس کو برادران اسلام مانتے نہیں ذات ذی القربی حقه اے پیغمبرؐ آپ اپنے قرابت داروں کو ان کا حق دے دیں جب نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے سیدہؑ کو بلا کر فدک ان کے حوالے کر دیا زندگی ہی میں ہبہ کر دیا مگر افسوس کہ سواد اعظم تسلیم ہی نہیں کرتا کہ پیغمبرؐ نے ایسا کوئی ہبہ کیا ہو اور سواد اعظم مانے تو کیونکر جب حضرت ابو بکر ہی نے نہ مانا اور اولاً گواہ طلب کر کے پھر گواہوں کے بیانات کو ناکافی سمجھتے ہوئے انھوں نے سیدہؑ کا دعویٰ خارج کر دیا۔

تو زندگی میں یوں پیغمبرؐ کچھ دیتے نہیں اور بعد کے لئے یہ سامان کیے جارہے ہیں کہ نحن معاشر الانبیاء لانورث ما ترکناه صدقة ''ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے''۔کہہ کر فاطمہؑ کی محرومی پر (معاذ اللہ) مہر لگائے جارہے ہیں یا رسولؐ اللہ فریاد ہے آپ سے کہ آپ تو رحمة للعالمین ہیں دو عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے

ہیں اور خود اپنی پارہ جگر کے ساتھ یہ سلوک کہ زندگی میں ایک کنیز تک نہ دی اور بعد کے لئے یہ سامان کیا کہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ فی سبیل اللہ تقسیم ہو جائے ایرے غیرے لے جائیں بیٹی ایک حبہ بھی نہ پانے پائے جب بیٹی داماد کو اتنا محروم ہی رکھنا تھا تو پھر اپنے قرضوں کی ادائگی کیسے ہوئے وعدوں کا ایفا یہ کیوں علی علیہ السلام کے سر رکھ گئے خدا کے لئے کوئی منصف بتائے کہ رسولؐ اللہ کا یہ عمل جیسا کہ برادران اسلام کہتے ہیں کہاں تک مبنی بر انصاف ہے۔

قال ابن ابی عون فلا یاتی احد من خلق اللہ الی علی بحق ولا باطل الا اعطاہ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۸۹)

ابن ابی عون کہتے ہیں کہ عامہ ناس میں سے جو بھی علی علیہ السلام کے پاس آتا اور سچا یا جھوٹا دعویٰ کر دیتا کہ پیغمبرؐ کے ذمہ میرا اتنا قرض ہے یا پیغمبرؐ نے مجھ سے اتنا دینے کا وعدہ کیا تھا حضرت علی علیہ السلام آنکھ بند کر کے اسے دے دیتے۔

ان النبی حین اخی بین اصحابہ وضع یدہ علی منکب علی ثم قال انت اخی ترثنی وارثك۔

(طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم اول ۱۴)

حضرت پیغمبرؐ خدا نے جس وقت اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ کیا آپ نے اپنا دست مبارک علی علیہ السلام کے کاندھے پر رکھا پھر فرمایا تم میرے بھائی ہو تم میرے وارث ہو گے اور میں تمہارا وارث ہوں گا۔

رایت علی علی قمیصا من ھذہ الکرابیس غیر غسیل۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم اول ۱۷)

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو کورے کھدر کا لباس پہنے ہوئے دیکھا۔

قالوا وذھب بقتل علی الی الحجاز سفیان بن امیۃ بن سفیان فبلغ ذالك عائشۃ فقالت فالقت عصاھا واستقربھا النوی کما قر عینا بالایاب المسافر۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم اول ۳۷)

لوگوں کا بیان ہے کہ سفیان بن امیہ ابن ابی سفیان حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کی خبر لے کر حجاز میں پہنچا حضرت عائشہ کو بھی یہ خبر ملی آپ نے فرطِ خوشی و مسرت کی بنا پر یہ شعر پڑھا اس نے اپنی لاٹھی رکھ دی اور قیام طے پا گیا جس طرح گھر پلٹ کر مسافر کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

ان رسول اللہ لما اراد الھجرۃ خلف علی ابن ابی طالب بمکۃ لقضاء دیونہ و ردالودائع التی کانت عندہ وامرہ لیلۃ خرج الی الغار وقد احاط المشرکون بالدار ان ینام علی فراشہ وقال لہ التشح ببردی الحضرمی الاخضر فانہ لا یخلص الیك منھم مکروہ ففعل ذالك فاوحی اللہ الی جبرئیل و میکائیل انی اخیت بینکما وجعلت عمر احدکما اطول من عمر الاخر فایکما یوثر صاحبہ بالحیاۃ

فاختار کلاهما الحیاة فاوحی الله الیهما افلا کنتما مثل علی ابن ابی طالب اخیت بینه و بین محمد فبات علی فراشه یفدیه بنفسه و یوثره بالحیاة اهبطا الی الارض فاحفظاه من عدوه فنزلا فکان جبرئیل عند راس علی و میکائیل عند رجلیه و جبرئیل ینادی بخ بخ من مثلك یا ابن ابی طالب یباهی الله عز و جل به الملائکة فانزل الله علی رسوله و هو متوجه الی المدینة فی شان علی و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله الخ۔(اسد الغابہ جلد ۴ ۲۵)

آنحضرتؐ نے جب ہجرت کا ارادہ فرمایا تو علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کو مکہ میں چھوڑا تا کہ وہ پیغمبرؐ کے قرضوں کو ادا کر دیں اور جن جن لوگوں کی امانتیں آنحضرتؐ کے پاس تھیں ان کو واپس لوٹا دیں اور جس شب آپ غار کی طرف روانہ ہوئے اور مشرکین گھر گھیرے ہوئے تھے آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر سو رہو اور میری حضرمی سبز رنگ کی چادر اوڑھ لو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے حکم پیغمبرؐ کی تعمیل کی اور جس طرح پیغمبرؐ نے کہا تھا سو رہے اس وقت خداوند عالم نے جبریل و میکائیل پر وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے اور تم میں سے ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے زیادہ کی ہے تم میں کون ایسا ہے جو اپنے بھائی کو اپنی زندگی دے دے دونوں فرشتوں نے اپنی زندگی پیاری جانی کوئی دوسرے کو اپنی زندگی کے دن دینے پر راضی نہ ہوا اس وقت خداوند عالم نے دونوں پر وحی فرمائی کہ تم دونوں علی علیہ السلام جیسے کیوں نہ ہوئے دیکھو میں نے علی علیہ السلام اور اپنے نبی کے درمیان بھی بھائی چارہ کیا ہے دونوں کو بھائی بھائی بنایا علی علیہ السلام آج محمدؐ کے بستر پر سو کر محمدؐ پر اپنی جان نثار کر رہے ہیں اور ان کے جینے کو مقدم سمجھ رہے ہیں تم دونوں فوراً زمین پر جاؤ اور علی علیہ السلام کو ان کے دشمنوں سے بچاؤ دونوں فرشتے اُترے جبریل سرہانے آئے اور میکائیل پائینتی اور جبریل پکار کر کہہ رہے تھے مبارک ہو مبارک ہو آپ کو کون آپ کے مثل ہو سکتا ہے اے نورِ چشمِ ابو طالبؑ خداوند عالم آپ کے ذریعہ ملائکہ پر فخر و مباہات کر رہا ہے اسی موقع پر خداوند عالم نے پیغمبرؐ پر جب کہ آپ مدینہ کی طرف جا رہے تھے یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل فرمائی لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں۔

فکیف صبرك اذا خضب هذه من هذه و اهوی بیده الی لحیتی و راسی فقلت بابی و امی یا رسول الله لیس ذالك من مواطن الصبر و لکن مواطن البشری و الشکر۔(اسد الغابہ جلد ۴ ۳۴)

یہ بتاؤ جب تمہارے اس سر کے خون سے تمہاری یہ داڑھی رنگین ہوگی تو تم کیسا صبر کرو گے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ یہ مقام صبر نہیں بلکہ یہ تو خوشی اور مسرت کا مقام ہے اور شکر کرنے کی جگہ ہے۔

قال لما اصیب علی بالضربة دخلت علیه و قد عصب راسه قال قلت یا امیر المومنین ارنی

ضربتك قال فحلها فقلت خدش وليس بشی قال انی مفارقکم فبکت ام کلثوم من وراء الحجاب فقال لها اسکتی فلو ترین ماری لما بکیت قال فقلت یا امیر المومنین ماذا تری قال هذه الملائکة وفود النبیون و هذا محمد یقول یا علی البشر فما تسیر الیه خیر مما انت فیه۔(اسد الغابہ جلد ۴ ۳۸)

جب حضرت علی علیہ السلام کے سر پر ضربت لگی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کا سر بندھا ہوا تھا میں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ذرا مجھے اپنا زخم دکھائیے آپ نے بندھا ہوا کپڑا کھول دیا۔ میں نے زخم دیکھ کر کہا ہلکا سا چرکہ ہے کوئی تردد کی بات نہیں امیر المومنینؑ نے فرمایا میں اب تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں اس پر جناب ام کلثوم دختر امیر المومنینؑ جو پردے کے پیچھے تھیں گریہ فرمانے لگیں امیر المومنینؑ نے فرمایا بیٹا چپ رہو اگر تم بھی وہی دیکھتیں جو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں تو تم کبھی بھی نہ روتیں۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ کیا ملاحظہ فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ گروہ ملائکہ آئے ہوئے ہیں یہ حضرات انبیاء ہیں، یہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ ہیں جو فرما رہے ہیں کہ اے علی علیہ السلام خوش ہو کہ تم اب جدھر جا رہے ہو وہ کہیں بہتر ہے اس سے جس میں تم اس وقت ہو۔

قال رایت علیا یخطب و کان من احسن الناس وجها۔(اسد الغابہ جلد ۴ ۳۹)

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا اور آپ خوبصورت ترین خلائق تھے۔

علی مع القرآن والقرآن مع علی۔(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۷۹)

علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی علیہ السلام کے ساتھ۔

و من احب علیا فقد استمسك بالعروۃ الوثقیٰ۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۳۲)

جس نے علی علیہ السلام کو دوست رکھا اس نے مضبوط رشتہ پکڑا۔

عن ابن شهاب قال قدمت دمشق و انا ارید العراق فاتیت عبد الملك لاسلم علیه فقال لی یا ابن شهاب القلم ما کان فی بیت المقدس صباح قتل علی ابن ابی طالب قلت نعم قال هلم فقال ما کان فقلت لم یرفع حجر فی بیت المقدس الا وجد تحته دم عبیط فقال لم یبق احد یعلم هذا غیری وغیرك فلا یسمعه احد منك فما حدثت به حتیٰ توفی۔(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۴۷)

ابن شہاب ناقل ہیں کہ میں دمشق پہنچا میرا ارادہ عراق جانے کا تھا میں خلیفہ عبد المطلب کے پاس آیا تا کہ سلام کرلوں عبد الملک نے پوچھا کہ شہاب تم جانتے ہو؟ کہ جس صبح حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے بیت المقدس میں کیا ہوا؟ میں نے کہا ہاں عبد الملک نے کہا اچھا تو یہاں آؤ عبد الملک مجھے لوگوں سے دور ایک تنہائی کی جگہ لے گئے جہاں ہم لوگوں کی باتیں کوئی

اور نہ سن سکے اس کے بعد پوچھا ہاں بتاؤ کیا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا اس صبح بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے خون تازہ نکلتا تھا عبدالملک نے کہا اس بات کا جاننے والا سوا میرے اور تمہارے اور کوئی باقی نہیں رہا اب یہ بات تم سے کوئی اور نہ سن پائے چنانچہ جب تک عبدالملک کا انتقال نہ ہوگیا میں نے کسی سے اس بات کو بیان نہ کیا۔

قال رایت علیا اشتری تمرا بدرھم فحملہ فی ملحفتہ فقیل یا امیر المومنین الانحملہ عنك قال ابو العیال احق بحملہ۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۳)

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اسے اپنے چادر میں باندھ کر کاندھے پر رکھ لیا لوگوں نے عرض کیا حضور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اسے اٹھالیں امیر المومنینؑ نے فرمایا صاحبِ عیال عیال کا بوجھ اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے۔

رایت علیا یمشی فی الاسواق فیمسك الشسوع بیدہ فیناول الرجل الشسع و یرشد الضال و یعین الحمال علی الحمولۃ وھو یقرء ھذہ الایۃ تلك الدار الاخرۃ بخعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولافسادا والعاقبۃ للمتقین و عن ابی مطر البصری انہ شھد علیا اتی صاحب التمر وجاریۃ تبکی عند التمار فقال ماشانك قال باعنی تمرا بدرھم فردہ مولای فابی ان یقبلہ فقال یا صاحب التمر خذ تمرك و اعطھا درھمھا فانھا خادم و لیس لھا امر فدفع علیا فقال المسلمون تدری من دفعت قال لاقالوا امیر المومنین فصب تمرھا واعطاھا درھمھا و قال احب ان ترضی عنی فقال ما ارضانی عنك الااذا وفیت الناس حقوقھم۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۴)

میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ بازار میں تشریف لے جاتے اجنبی اور غریب الوطن شخصوں کی دستگیری کرتے اور بھولے بھٹکے ہوؤں کو راہ بتاتے مزدوروں کو بوجھ اٹھانے میں مدد دیتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے جاتے وہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو زمین میں لڑائی اور فساد پھیلانا نہیں چاہتے اور عاقبت نیکوکار پرہیزگاروں ہی کی ہے اور ابی مطر بصری روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ کھجور بیچنے والے کی دکان پر آئے وہاں ایک لونڈی رو رہی تھی۔ آپ نے اس لونڈی سے پوچھا کہ کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا اس کھجور والے سے میں نے ایک درہم کی کھجوریں لیں میرے مالک کو پسند نہ آئیں اُس نے واپس کر دیں اب یہ کھجور والا واپس نہیں کرتا۔ آپ نے اس کھجور والے سے کہا کہ تم اپنی کھجوریں لے لو اور اس کا درہم اسے واپس کر دو کہ یہ لونڈی ہے اس کا کوئی اختیار نہیں۔ اس کھجور والے نے گستاخی کی اور امیر المومنینؑ کو دوکان سے ہٹادیا۔ مسلمانوں نے کہا جانتے بھی ہو دوکان سے کس کو ہٹا رہے ہو اس نے کہا نہیں۔ لوگوں نے

بتایا امیر المومنینؑ ہیں۔ اس کھجور والے نے لونڈی سے کھجوریں لے لیں اور اس کا درہم اس کو پلٹا دیا اور عرض کی حضور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میں راضی بس اسی صورت میں ہو سکتا ہوں جب تم لوگوں کا حق پورا کیا کرو گے۔

قال ابن سیرین فبلغنی انه کتبه علی علی تنزیله ولو اصیب ذالك الکتاب لوجد فیه علم کثیر۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۱۶۸، طبقات ابن سعد جلد ۲ قسم ۲ ۱۰۱)

محمد ابن سیرین مشہور تابعی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنینؑ نے بعد وفات پیغمبرؐ قرآن جمع فرمایا تھا تو موافق نزول اس کی ترتیب کی تھی (اور اس پر حاشیے بھی تحریر فرمائے تھے) اگر آپ کا وہ کلام مجید ترتیب دیا ہوا مل جاتا تو علم کے خزانے اس سے مل جاتے۔

عن هارون بن عنترہ عن ابیه قالت دخلت علی علی ابن ابی طالب فی الخورنق و هو یرعد تحت سمل قطیفه فقلت یا امیر المومنین ان الله قد جعل لك ولاهل بیتك فی هذاا لمال و انت تصنع بنفسك فقال ما ارزائکم من مالکم و انها لقطیفتی التی خرجت بها من منزلی۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۶)

ہارون ابن عنترہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں قصر خورنق میں باریاب ہوا۔ آپ ایک چادر اوڑھے کانپ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ خداوند عالم نے اس مال (حکومت کے خزانہ) سے آپ کے لئے اور آپ کے بال بچوں کے لئے حصہ مقرر فرمایا ہے اور آپ اپنے اوپر ایسا جبر فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا مجھے تم لوگوں کے پیسوں سے کوئی سروکار نہیں۔ میں تو وہی چادر اوڑھے ہوں جسے میں گھر سے لے کر چلا تھا۔

فلما قتلهم علی قال انظروا فنظروا فلم یجدوا فقال ارجعوا فوالله ما کذب ولا کذبت مرتین او ثلاثا ثم وجدوہ فی خربة فاتوا به حتی وضعوہ بین یدیه (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۳۸)

حضرت امیر المومنینؑ نے جنگ نہروان میں جب خوارج کا قلعہ قمع فرمایا تو آپ نے ان کے سرغنہ ذی الثدیہ کی تلاش کا حکم دیا لوگوں نے بہت ڈھونڈھا مگر کہیں نہ پایا آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور دوبارہ تلاش کرو خدا کی قسم نہ تو پیغمبرؐ نے کبھی غلط کہا اور نہ میں نے کبھی حرف غلط زبان سے نکالا یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا آخر کار ان لوگوں نے اسے ایک کھنڈر میں پایا اس کی لاش لا کر آپ کے سامنے رکھی۔

لقی عمر علیا فقال یا ابا الحسن نشدتك بالله هل کان رسول الله ولاك الامر قال ان قلت ذاك فما تصنع انت وصاحبك قال اما صاحبی فقد مضی اما انا فوالله لاخلعنها من عنقی فی عنقك قال جزع

الله انف من ابعدك من هذا ولكن رسول الله جعلني علما فاذا انا قمت فمن خالفني ضل۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۴۴)

حضرت عمر نے حضرت امیر المومنینؑ سے ملاقات کی اور ان سے کہا اے ابوالحسنؑ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا واقعاً رسالت مآبؐ نے آپ کو اپنا جانشین اور مسلمانوں کا حاکم بنایا تھا؟ امیر المومنینؑ نے فرمایا اگر میں بتادوں تو تم اور تمہارے صاحب (حضرت ابوبکر کا ردعمل کیا ہوگا؟ حضرت عمر نے کہا میرے صاحب (حضرت ابوبکر) تو چل بسے ان کا سوال ہی نہیں البتہ اپنی کہتا ہوں کہ میں اس قلادہ خلافت کو اپنی گردن سے نکال کر آپ کی گردن میں پہنادوں گا۔ آپ نے فرمایا خیر، اب اس سوال کا کیا رہا آپ کو خلافت سے کون ہٹاتا ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ حضرت رسالت مآبؐ نے مجھے منارہ ہدایت مقرر کیا تھا پس اگر میں کمر بستہ ہو کر کھڑا ہو جاؤں (خلافت لینا چاہوں) تو جو شخص میری مخالفت کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔

جاء عبد الرحمن بن ملجم يستحمل عليا فحمله ثم قال اما ان هذا قاتلي قيل فما منعك منك قال انه لم يقلتني بعد و قيل له ان ابن ملجم يسم سيفه و قال انه سيقتلك به قتله يتحدث بها العرب فبعث اليه و قال لم تسم سيفك قال لعدوي و عدوك فخلا عنه و قال ما قتلني بعد۔

(ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۴۵)

عبدالرحمٰن بن ملجم ضرورت سے امیر المومنینؑ کے پاس آیا آپ نے اس کی ضرورت پوری فرمادی پھر فرمایا کہ یہ شخص میرا قاتل ہے لوگوں نے پوچھا تو پھر آپ اسے گرفتار کیوں نہیں کر لیتے آپ نے فرمایا اس نے اب تک مجھے قتل تو نہیں کیا؟ اور امیر المومنینؑ سے کہا گیا کہ ابن ملجم اپنی شمشیر زہر میں بجھا رہا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اسی تلوار سے عنقریب آپ کا ایسا دردناک قتل کرے گا جس کا مدتوں عرب والے تذکرہ کرتے رہیں گے آپ نے ابن ملجم کے پاس آدمی بھیج کر دریافت کرایا کہ تو اپنی تلوار زہر آلود کیوں کر رہا ہے اس نے جواب میں کہلایا کہ اپنے اور آپ کے دشمن کے لئے۔ آپ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اس نے ابھی تک مجھے قتل تو نہیں کیا ہے۔

فخرج علي الى الفجر فاقبل الارز يصحن في وجهه فطردوهن فقال دعوهن فانهن نوائح فضربه ابن ملجم۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۴۵، اسد الغابہ جلد ۴ ۳۶)

روز شہادت امیر المومنینؑ صبح کے وقت برآمد ہوئے بطخیں جو گھر میں پلی ہوئی تھیں آپ کو حلقہ میں لے کر چیخنے لگیں لوگوں نے انھیں ہنکایا آپ نے فرمایا انھیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ یہ نوحہ کرنے والیاں ہیں اسی صبح ابن ملجم نے آپ کو تلوار لگائی۔

وهذا يدل على انه علم السنة والشهر والليلة التي يقتل فيها۔ (اسد الغابہ جلد ۴ ۳۶)

امیر المومنینؑ کا یہ فرمانا اور اپنی موت کی خبر دینا بتاتا ہے کہ امیر المومنینؑ اپنی شہادت کے سال مہینہ اور اس شب تک

سے واقف تھے جس کی صبح آپ قتل کیے گئے۔

عن الحسن البصری انه سمع الحسن بن علی یقول انه سمع اباه فی سحر الیوم الذی قتل فیه یقول لهم یابنی رایت النبی فی نومة نمتها فقلت یا رسول الله مالقیت من امتك من اللاواء واللدد فقال ادعوا الله علیهم فقلت اللهم ابدلنی بهم خیرا منهم وابدلهم بی من هو شر منی ثم انبته وجاء موذنه یوذنه بالصلاۃ فخرج فقتله ابن ملجم۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ ۲۴۵)

حسن بصری ناقل ہیں کہ انھوں نے امام حسن علیہ السلام سے سنا اور امام حسنؑ نے اس صبح جس میں آپ کے والد ماجد امیر المومنینؑ شہید ہوئے اپنے والد کو ارشاد فرماتے سنا آپ نے فرمایا اے پارۂ جگر میں نے خواب میں حضرت سرور کائنات کو دیکھا میں نے آں حضرتؐ سے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے آپ کی امت کی طرف سے کتنے دکھ جھیلنے پڑے اور کتنے بکھیڑوں میں پڑ گیا آپ نے فرمایا کہ تم ان پر بددعا کرو خدا سے چنانچہ میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی خداوندا مجھے ان کے بدلے اچھے لوگ دے اور ان لوگوں پر میرے بدلے برا شخص حاکم بنا پھر میں بیدار ہو گیا اس کے بعد موذن آیا جس نے نماز کے لئے کہا آپ تشریف لے گئے وہاں سجدے میں ابن ملجم نے آپ کو شہید کیا۔

یا علی اما ترضی ان یکون منزلك بحذاء منزلی کما یتواجه منزل الاخوین۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ ۱۲۵)

اے علی علیہ السلام کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ جنت میں میری اور تمہاری منزل آمنے سامنے ہو جس طرح دو بھائیوں کے گھر آمنے سامنے ہوتے ہیں۔

وعلی اخی وصاحب لوائی۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ ۲۸)

علی علیہ السلام میرا بھائی اور میرا علمدار ہے۔

رحم الله علیا اللهم ادر الحق حیث معه دار۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ ۲۸، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۷۹)

خداوندا رحم کر علی علیہ السلام پر بار آلہا حق کو ادھر ادھر گردش دے جدھر علی علیہ السلام گردش کریں۔

فضمه الی صدره وقبل بین عینیه ودموعه تجری علی خده ثم اخذه بیده وقال یا علی سوته یامعاشر المسلمین هذا شیخ المهاجرین والانصار هذا اخی وابن عمی وختنی هذا لحمی ودمی وشعری هذا ابو السبطین الحسن والحسین سیدی شباب اهل الجنة هذا مفرج الکرب عنی هذا اسد الله وسیفه فی ارضه علی اعدائه فعلی مبغضه لعنة الله ولعنة اللاعنین والله منه بری وانا منه بری فمن احب ان یبرأ من الله ومنی فلیبرأ من علی ابن ابی طالب ولیبلغ الشاهد منکم الغائب۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ ۲۹)

آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام کو کلیجہ سے لگایا، ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رخساروں تک بہہ رہے تھے پھر آپ نے علی علیہ السلام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانو! یہ مہاجرین و انصار کا رئیس و امیر ہے۔ یہ میرا بھائی ہے، میرے چچا کا بیٹا ہے میرا داماد ہے۔ یہ میرا گوشت ہے، میرا خون ہے، میرا پوست ہے یہ میرے جگر گوشوں حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کا باپ ہے، یہ مصیبتوں کا مجھ سے دور کرنے والا ہے، یہ خدا کا شیر ہے اور اس کی زمین پر اس کی تلوار ہے دشمنوں کے لئے۔ جو لوگ اسے دشمن رکھیں ان پر خدا کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔ خداوند عالم اس کے دشمن سے بیزار اور میں بھی اس سے بری۔ پس اب جو شخص خدا سے اور مجھ سے بری رہنا چاہتا ہو وہ علی علیہ السلام سے بیزار رہے۔ اور میرا یہ پیغام موجود غیر موجود لوگوں کو پہنچا دیں۔

ویعطی علی ابن ابی طالب عصی عوسج من الشجر التی غرسھا اللہ بیدہ فی الجنۃ فیقال زد الناس عن الحوض۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ ۳۲، ازالۃ الخفا مقصد ۲ ۲۶۳)

علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کو عوسج کا ایک عصا دیا جائے گا۔ عوسج اس درخت کی لکڑی ہے جسے خداوند عالم نے اپنے ہاتھ سے جنت میں لگایا ہے اور ان سے کہا جائے گا کہ اس عصا سے لوگوں کو حوضِ کوثر سے ہٹائیں۔

یا علی ابشر انت و شیعتک فی الجنۃ۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ ۴۲)

اے علی علیہ السلام خوش ہو کہ تم اور تمہارے شیعہ جنت میں ہوں گے۔

ان ابابکر نظر الی علی ابن ابی طالب فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابۃ من نبیھم واعظمھم عنہ غنا واحفظھم عندہ منزلۃ فلینظر الی علی ابن ابی طالب۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ ۸۶)

حضرت ابو بکر نے علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ پر نگاہ کی اور فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جو بہ لحاظ قرابت پیغمبرؐ خدا سے سب سے زیادہ قریب ہے اور سب سے زیادہ عظیم المنزلت اور سب سے بڑھ کر بلند درجہ وہ علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھے۔

تتمّہ

خدائے علیم و قدیر کے حقیر بندے احقر علی حیدر عفی عنہ اللہ اکبر کی گذارش ہے کہ ہماری پیدائش ۷ ؍رجب ۱۳۰۳ھ مطابق (غالباً) اپریل ۱۸۸۶ء کو ہوئی۔ اور طالب العلمی ہی کے زمانہ میں ۹ ؍جنوری ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ ؍شعبان ۱۳۱۵ھ سے

رسالہ اصلاح پٹنہ سے جاری کیا۔ظاہر ہے ۱۲سال کی عمر میں ہم علمی مضامین کیا لکھتے مگر اسی وقت سے رسالہ اصلاح اور دفتر اصلاح کے بہت سے کام کرتے رہے۔پڑھتے بھی تھے اور کھیل کود کے اوقات یا تعطیل کے دنوں میں دفتر کا متعدد کام بھی کر لیتے۔اس طرح اس علمی ادارہ کی خدمت کرتے ۵۶ سال گزر گئے اور ہجری حساب سے اب اپنی عمر کے ستر واں سال پورا کر رہے ہیں یہ صرف خدائے قادرِ مطلق کی قدرت ہے کہ اب تک ہم زندہ بھی ہیں اور دین مبین کی خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں مگر محرم ۱۳۷۱ھ سے کمر میں درد کا سلسلہ شروع ہوا جو اب تک باقی ہے بلکہ جاڑے میں زیادہ ہو جاتا ہے۔نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت امیر المومنینؑ کی عظیم الشان سوانح عمری کی پہلی جلد ''اعجاز الولی'' تو کسی طرح مکمل ہوسکی۔اور دوسری جلد ''قرآن ناطق'' بھی خدا کے فضل و کرم ہی سے پوری ہوگئی۔مگر تیسری جلد ''ثقل اکبر'' کو ہم جس طرح چاہتے تھے نہیں لکھ سکے۔البتہ اس کے لئے ضروری کتابوں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ مشکوۃ، موطا امام مالک مستدرک امام حاکم، مسند امام احمد بن حنبل، جامع صغیر، کنوز الحقائق، استیعاب، اصابہ، ریاض نضرہ) کو حرف بہ حرف پڑھ کر اور بڑی محنت سے ضروری عبارتوں پر نشان دے کر نشان کردہ، حدیثوں کو حروف تہجی کے مطابق ایک بڑی کتاب پر نوٹ کرتے گئے اور ہر حدیث کے آخر میں اس کتاب کا نام جلد اور صفحہ بھی لکھتے گئے۔(مثلاً الف کے باب میں اشدکم علی الصراط اشدکم حبا لاھل بیتی (جامع صغیر صفحہ ۸ و کنوز الحقائق صفحہ ۸) ان من شیعتہ لابراھیم (مستدرک جلد ۲ صفحہ ۴۳۰) اس طرح کل مذکورہ بالا کتابوں میں حضرت امیر المومنینؑ کے متعلق جو جو حدیث ملتی گئی سب کو ہم اسی بڑی کتاب میں حروف تہجی کے مطابق جمع کرتے گئے۔اس ارادہ سے کہ اسی ترتیب سے ثقل اکبر میں ہر حدیث کو نقل کر کے اپنی عبارت میں لکھیں اور اس پر حاشیہ یا اس کی شرح بھی تحریر کرتے جائیں گے۔لیکن افسوس ہم ایسا نہیں کر سکے۔البتہ نوٹ کی وہی بڑی کتاب نور چشم و لخت جگر مولوی سید محمد باقر صاحب سلمہ فاضل ادب، ادیب فاضل، مولوی فاضل سند الافاضل و صدر الافاضل کے حوالہ کر دی کہ وہی اس نوٹ بک کی مدد سے اصل کتابوں سے حدیثیں نقل کرتے اور خود ان سب کا ترجمہ یا ضروری حاشیہ لکھتے جائیں۔چنانچہ قرۃ العین سلمہ اللہ نے اسی پابندی سے اس دینی خدمت کو انجام دیا۔صحیح بخاری کو ہم بہت مدت قبل دیکھ چکے اور اس سے اپنا مشہور رسالہ فضائل ولی الباری من احادیث صحیح البخاری رسالہ اصلاح کے ساتھ شائع کر چکے تھے۔اس رسالہ کی اس زمانہ میں بڑی دھوم ہوگئی تھی۔اس سے قبل خاص صحیح بخاری سے حضرت کے فضائل کسی بزرگ نے بھی جمع نہیں کئے تھے اور نہ اس کی کوئی کتاب اس سے پہلے شائع ہوئی تھی۔نور چشم سلمہ، نے اس ''ثقل اکبر'' میں اس رسالہ کو شائع کر دیا۔اس کے بعد صحیح مسلم وغیرہ کی حدیثوں کو نقل کرتے اور ترجمہ اور شرح کرتے گئے ہیں۔

اب یہ جلد ختم کو پہنچی اس وجہ سے پھر ہم نے تتمہ کی ان سطروں کو لکھ دینا مناسب سمجھا۔ ہماری بڑی خواہش تھی کہ حضرت کے فضائل کی کل حدیثیں اس جلد میں جمع کر دیں مگر یہ خواہش ہی بے جا تھی کیونکہ حضرت کے ہزاروں فضائل ہیں اور ہزاروں کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں۔ ان سب کو کوئی شخص نہ ایک کتاب میں جمع کر سکا اور نہ آئندہ کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے حضرات اہل سنت کی انھیں بہت مشہور، معتبر اور صحیح کتابوں کی حدیثوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اب یہ بھی سن لیجئے کہ حضرات اہل سنت میں ان کتابوں اور ان کے مصنفین کی کیا عزت ہے۔"

صحیح بخاری:۔

علامہ چلپی کشف الظنون میں تحریر فرماتے ہیں:

جامع الصحیح المشہور بصحیح البخاری الامام الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ و ھو اول الکتب الستۃ فی الحدیث و افضلھا علی مذھب المختار قال الامام النودی فی شرح صحیح المسلم اتفق العلماء ان اصح الکتب بعد القرآن الکریم الصحیحان صحیح البخاری ومسلم۔

جامع صحیح جو صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہے اور امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ کی تالیف ہے۔ یہ صحاح ستہ کی پہلی اور سب سے بہتر کتاب ہے۔ بنا بر مذہب مختار امام نودی صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں کہ تمام علماء کا اتفاق و اجماع ہے اس امر پر کہ کلام مجید کے بعد صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم صحیح ترین کتابیں ہیں۔

زمانہ حال کے بہت مشہور پیشوائے اہل سنت جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے لکھا ہے۔ امام الدنیا فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طلب حدیث میں کہاں کہاں کا سفر کیا۔ باوجود اس کے کہ اس زمانے میں ریل وغیرہ آسانی سفر کے اسباب کچھ بھی نہ تھے لیکن اس پر بھی امام بخاری نے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، دمشق، بیت المقدس، ملک شام، فلسطین، پھر کوفہ بغداد، بصرہ، واسط، جزیرہ پھر وسط ایشا، بخاری، سمر قند بلخ، ہرات، نیشاپور پھر مصر وغیرہ قریب قریب تمام اسلامی دنیا میں فقط طلب حدیث کے لئے سیر و سیاحت کی"۔ (رسالہ شہادۃ حسینؑ ۹) پھر لکھا ہے"۔ ان تمام کتب میں جامع صحیح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی، صح الکتب کہلاتی ہے اور عامہ اہل علم اس کی صحت پر متفق ہیں اس کی حدیث کو موضوع کہنا تو بڑی بات ہے کوئی ضعیف بھی نہیں کہہ سکتا غرض اس کتاب کی حدیثیں اور واقعات بالکل صحیح ہیں"۔ (رسالہ شہادۃ حسینؑ ۱۲) اور علماء اہل سنت کے اہتمام سے لاہور میں جو مشہور مشکوۃ چھپی ہے اس میں لکھا ہے

۔''فائدہ علم حدیث کی بہت کتابیں ہیں لیکن چھ کتابیں بہت مشہور ہیں جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں اول صحیح بخاری، دوسری صحیح مسلم، تیسری ابوداؤد چوتھی ترمذی پانچویں نسائی چھٹی ابن ماجہ احوال امام بخاری علیہ الرحمہ کا نام اور نسب امام ابو بخاری کا ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل ابن ابراہیم بن مغیرہ ہے ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے دس برس کی عمر میں بخارا میں حدیث یاد کرنا شروع کیا۔ جب سولہ برس کے ہوئے تو عبداللہ بن مبارک اور وکیع کی تصنیفات یاد کر چکے۔ چھ لاکھ حدیثوں سے امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری کو منتخب کیا سولہ برس کی محنت میں مدینہ میں حضرت کی مسجد کے اندر منبر اور حضرت کی قبر مبارک کے درمیان صحیح بخاری تمام ہوئی۔ اس کتاب میں کل ۷۲۷۵ حدیثیں ہیں اور اگر مکرر کو حذف کیجئے تو چار ہزار ہیں۔ ان کی خوش نیتی سے یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ زندگی ہی میں ستر ہزار آدمی نے بلاواسطہ ان سے اس کتاب کی سند حاصل کی دو سو چھپن (۲۵۶ھ) میں شہر سمر قند میں وفات پائی۔ (مشکوۃ جلد ۱ ص ۳)

اللہ اکبر امام بخاری کو حضرت رسولؐ خدا کی چھ لاکھ حدیثیں ملیں ان میں سے موصوف نے چار ہزار حدیثیں لیں اور باقی چھوڑ دیں۔ اب حساب کیجئے کتنی حدیثوں کو انھوں نے چھوڑ دیا؟ سو دو سو کو نہیں ہزار دو ہزار کو نہیں لاکھ دو لاکھ نہیں بلکہ پانچ لاکھ ۹۶ ہزار حدیثوں کو پھینک دیا۔ کسی کی عقل میں آسکتا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ۶ لاکھ حدیثیں ارشاد فرمائی ہوں؟ صحابہ کرام کو آنحضرتؐ کی حدیثیں سننے کا موقع زیادہ تر مدینہ ہی میں تو ملا، اور وہاں حضرتؐ کا قیام صرف دس سال رہا اگر دس سال میں حضرتؐ نے ۶ لاکھ حدیثیں ارشاد فرمائی تھیں تو ثابت ہوتا ہے کہ ہر سال ساٹھ ہزار یعنی ہر ماہ پانچ ہزار حدیثیں ارشاد فرماتے ہوں گے کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت رسولؐ خدا ایسے کثیر المشاغل بزرگ نے ہر ماہ پانچ ہزار حدیثیں ارشاد فرمائی ہوں؟ کیا حضرتؐ کھانا نہیں کھاتے تھے؟ کیا پانی نہیں پیتے تھے؟ کیا شب کو سوتے نہیں تھے؟ کیا دن کو بھی آرام نہیں فرماتے تھے؟ کیا غسل نہیں کرتے تھے؟ کیا حوائج ضروریہ کے لئے نہیں جاتے تھے کیا منھ نہیں دھوتے تھے؟ کیا نماز نہیں پڑھتے تھے؟ کیا تلاوت کلام مجید نہیں فرماتے تھے؟ کیا خدا سے دعائیں نہیں مانگتے تھے؟ کیا بیویوں سے محبت اور پیار نہیں کرتے تھے؟ کیا اپنی اولاد کو نہیں کھلاتے تھے؟ کیا اپنے گھر کے ضروری کام خود نہیں کرتے تھے؟ کیا اپنے اور غریب مسلمانوں کے مصارف کی فکر نہیں کرتے تھے؟ کیا جہاد میں نہیں جاتے تھے۔ جس میں دماغ زیادہ تر دشمن کے مقابلے میں کامیابی ہی حاصل کرنے کی فکر میں مشغول رہتا تھا؟ باوجود ان تمام مشاغل کے حضرتؐ کے پاس وقت کتنا بچتا تھا جس میں حضرتؐ اس کثرت سے حدیثیں ارشاد فرمایا کرتے تھے جن کی تعداد ہر سال کم از کم ساٹھ ہزار ہو جاتی تھی اور لطف یہ کہ امام بخاری نے ان حدیثوں سے صرف چار سو سالانہ حدیثوں کو اس قابل سمجھا کہ لکھی جائیں باقی سب کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔ مشکوۃ شریف کے دیباچہ میں تو صحیح بخاری کی

حدیثوں کی تعداد چار ہزار لکھ دی ہے مگر دوسرے علماء محققین نے ۲۷۶۱ حدیثیں مانی ہیں۔

ان سب باتوں کا راز معلوم کرنا ہو تو اسی کتاب "ثقل اکبر کے ابتدائی صفحات پھر سے دیکھ لیں جس سے معلوم ہوگا کہ امام بخاری نے جن ۵ لاکھ ۹۷ ہزار ۲۳۹ حدیثوں کو چھوڑ دیا بنی امیہ کی بنوائی ہوئی تھیں۔ بنو امیہ ہی کے زور سلطنت سے وضع کی گئیں تھیں اور انھیں کی تلوار اور خزانے نے حضرتؑ پر افترا رو بہتان کر کے اتنی حدیثوں کو حضرتؑ کی طرف منسوب کرا دیں۔ آج جو حدیثیں قرآن مجید کے خلاف (مثلاً خدا کے دیکھنے یا وضو میں پاؤں دھونے یا خیر وشر کے خدا کی طرف سے ہونے) یا خلفاء ثلثہ کے فضائل یا کل صحابہ کے ممدوح ہونے کے بارے میں بھری ہوئی ہیں کیا عقل سلیم یہ نہیں بتاتی کہ یہ سب انھیں فیکڑیوں کی پیداوار ہیں جو بنی امیہ نے جھوٹی حدیثوں کے ڈھالنے کی قائم کر رکھی تھیں؟ کیا خدا کی شان ہے کہ پہلے ہی فرما دیا تھا۔ تخرج الحی من المیت وہ زندہ باتوں کو مردہ باتوں سے نکال کر دکھا دیتا ہے۔ (پارہ ۷ رکوع ۱۸) امام بخاری نے جب تقریباً ۶ لاکھ حدیثوں کو چھوڑ دیا تو وہ حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل کی حدیثوں کو بھی چھوڑ دیتے کسی نے ان کو مجبور تو نہیں کیا تھا۔ مگر خدا نے اپنی قدرت دکھا دی کہ موصوف نے حضرتؑ کے فضائل کی کم از کم وہ حدیثیں لے لیں جو اس کتاب میں ۱۹ سے ۹۷ تک نقل کر دی گئیں ہیں اور جن سے ہر ایک تنہا حضرتؑ کا مرتبہ ظاہر کرنے اور حضرت کو تمام صحابہ سے افضل ثابت کرنے کے لئے کافی ہے اور آج تک علمائے اہل سنت ان میں سے کسی حدیث کو صحیح بخاری سے نکال دینے پر قدرت نہیں پا سکے۔ حالانکہ شیعوں کے موافق ہزاروں حدیثیں دوسری کتابوں سے نکال دی گئیں ۱۲۔

امام مسلم:

اسی کتاب مشکوۃ شریف میں ممدوح کا حال اس طرح لکھا ہے۔ "احوال امام مسلم"۔ امام ابوالحسن مسلم بن الحجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری دو سو چار (۲۰۴ھ) میں پیدا ہوئے اور دو سو اکسٹھ (۲۶۱ھ) میں انتقال ہوا۔ تمام اہل حدیث ان کی بزرگی کے قائل ہیں اور بڑے بڑے محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ صحیح مسلم میں عجائب رنگا رنگ علم حدیث کے دقائق ہیں کہ اہل حدیث ان کو جانتے ہیں۔ سات لاکھ حدیث سے ان کو منتخب کیا ہے اور اس میں کمال ہوشیاری اور احتیاط کیا ہے سب احادیث اس کتاب کی بارہ ہزار ہیں"۔ (مشکوۃ جلد ۱ ص۳) اور ان دونوں کتابوں صحیح بخاری و صحیح مسلم کے بارے میں علامہ چلپی کی عبارت بخاری کے تذکرہ کے ضمن میں اوپر گزر چکی ہے۔

امام ترمذی:

"احوال ترمذی کا نام ان کا محمد بن عیسیٰ ہے اور کنیت ان کی ابو عیسیٰ یہ بھی حافظ ہیں حدیث کے اور امام بخاری کے

شاگردوں میں سے ہیں ان کی کتاب جامع ترمذی ان کی جلالت شان پر دلیل ہے۔ پیدا ہوئے ۲۰۹ھ میں اور فوت ہوئے ۲۷۹ھ میں"۔(مشکوۃ جلد ا ۴)

علامہ ابن خلکان ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

احد الامة الذین یقتدی بھم فی علم الحدیث صنف کتاب الجامع والعلل تصنیف رجل متقن وبه کان یضرب المثل۔(وفیات الاعیان جلد ا ۴۸۴)

امام ترمذی ان اماموں میں سے ایک امام ہیں جن کی علم حدیث میں پیروی کی جاتی ہے انھوں نے جامع ترمذی اور علل تصنیف فرمائیں جو ایک ٹھوس شخص کی تصنیف ہے اور آپ کی ہستی بطور ضرب المثل پیش کی جاتی ہے۔

ابوداؤد:

احوال ابوداؤد سجستانی کا نام ان کا سلیمان بن اشعث بن اسحاق ہے سجستان مغرب ہے سیتان کا جو ایک ملک ہے درمیان سندھ اور ہرات کے متصل قندھار کے آج کل اس ملک کو بلوچستان کہتے ہیں۔ ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور علم حدیث حاصل کرنے کے لئے بلاد مصر اور شام اور حجاز اور عراق وخراسان وغیرہ میں پھرتے رہے اور خوب حاصل کیا اس علم کو ابوداؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا اس میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں، اور فوت ہوئے ۲۷۵ھ کو۔(مشکوۃ جلد ا ۴)

امام نسائی:

احوال نسائی کا نام ان کا احمد بن شعیب ہے اور کنیت ابوعبدالرحمٰن اور نسائی نسب ہے، طرف شہر نساء کے جو خراسان میں ایک شہر ہے پیدا ہوئے ۲۱۴ھ میں یہ علم حدیث حاصل کرنے کے لئے بہت ملکوں میں پھرے اور بڑے بڑے عالموں سے استفادہ حدیث کیا۔ یہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ ۳۰۳ھ میں مکہ میں فوت ہوئے۔(مشکوۃ جلد ا ۴) اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے۔ راوعب من جمع مناقبه (ای مناقب علی) من الاحادیث الجیاد النسائی فی الخصائص یعنی امام نسائی نے اپنی کتاب خصائص نسائی میں حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کی اچھی اچھی حدیثیں جمع کی ہیں۔(فتح الباری شرح صحیح بخاری)۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں۔ابوعبدالرحمٰن احمد بن علی بن شعیب بن علی سنان بن بحر النسائی۔ الحافظ کان امام عصرہ فی الحدیث (امام نسائی حافظ اور اپنے زمانے کے امام حدیث تھے)۔

ابوالحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن مزی تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں۔احد الائمة المبرزین ولاحفاظ

المتقین ولاعلام المشھورین یہ امام نسائی ان سر برآوردہ ائمہ حدیث اور پختہ کار حفاظ حدیث اور مشہور آفاق علمائے اعلام میں سے ایک فرد تھے۔ اسی قسم کے الفاظ کم وبیش کتاب تتمۃ المختصر فی احوال البشر ابن دروی وافی الوافیات۔ علامہ ذہبی کی کتاب العبر۔ علامہ یافعی کی مراۃ الجنان، طبقات شافعیہ عقد ثمین، تہذیب الاخلاق وغیرہ میں امام نسائی کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اور تقریباً سبھی نے یہ فقرہ بھی امام نسائی کے متعلق لکھا لہ شرطافی الرجال اشد من الصحیحین یعنی رجال ورواۃ کے ثقہ ومستند ہونے کے متعلق یہ بخاری ومسلم سے بھی سخت تھے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کی حدیثیں کس درجہ مستند ہوں گی۔

امام ابن ماجہ:

احوال ابن ماجہ کا۔ ان کا نام محمد بن یزید بن ماجہ ہے۔ کنیت ابوعبداللہ، وطن ان کا قزوین ہے جو ایک شہر ہے عراق عجم میں یہ بھی حدیث کے امام اور مقتدا تھے اور حافظ اور امام مالک کے اصحاب سے انھوں نے حدیث سنی اور حدیث کے حاصل کرنے کے لئے بہت ملکوں میں پھرے۔ پیدائش ان کی ۲۰۹ھ میں ہوئی اور وفات ۲۷۳ھ میں۔ ان کی سنن میں چار ہزار حدیثیں ہیں"۔ (مشکوۃ جلد ۱ ص۴) اور علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں۔ کان اماما فی الحدیث عارفا بعلومہ وجمیع ما یتعلق بہ و کتابہ فی الحدیث احد الصحاح الستۃ۔ (وفیات الاعیان جلد ۱ ص۴۸۴) ابن ماجہ علم حدیث کے امام اور حدیث کے جملہ علوم کے عارف اور کل متعلقات علم حدیث کے ماہر تھے اور آپ کی کتاب سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں سے ایک ہے۔

امام احمد بن حنبل:

"احوال امام احمد کا۔ نام ان کا احمد بن محمد بن حنبل ہے اور کنیت ان کی ابوعبداللہ ہے۔ امام احمد حدیث اور فقہ وزہد اور ورع میں لوگوں کے پیشوا اور مقتدا تھے ان کی جلالت کے واسطے یہی کافی ہے کہ امام بخاری اور مسلم اور ابوذرعہ اور ابوداؤد سجستانی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں اور کتاب ان کی جس کا نام مسند احمد ہے محدثین کے درمیان مشہور ہے تیس ہزار سے زیادہ اس میں حدیثیں ہیں۔ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے بغداد میں ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے۔ بغداد میں، ان کے جنازہ پر قریباً آٹھ لاکھ آدمی حاضر تھے اور ساٹھ ہزار عورتیں اور بیس ہزار یہود اور نصاریٰ اس دن مسلمان ہوئے۔ (مشکوۃ جلد ۱ ص۴) اور شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے لکھا ہے۔ "اب خاص کتب حدیث کو ملاحظہ فرمائیے اسلامی دوسری صدی سے سلسلہ تالیفات شروع ہوگیا تھا اور چوتھی صدی تک ایک مضبوط ذخیرہ تیار ہوگیا جس میں موطا امام مالک بن انس اور مسند امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اور صحاح ستہ وغیرہ مشہور ومتداول ہیں موطا میں مراسیل وموقوف اخبار بہت ہیں اس لئے مسند امام احمد اور جامع صحیح (صحیح بخاری) امام بخاری کی اس سے زیادہ کارآمد اور مبسوط ہے"۔ (رسالہ شہادۃ حسینؑ ص۱۳) اور علامہ چلپی نے لکھا ہے۔

مسند الامام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ و ھو کتاب جلیل و ان احمد بن حنبل شرط فیہ ان لایخرج الاحدیثا صحیحا عندہ۔ (کشف الظنون)

امام احمد بن حنبل کی مسند ایک جلیل القدر کتاب ہے اور امام احمد بن حنبل نے یہ شرط کی تھی کہ اس کتاب میں صرف وہی حدیث درج کریں گے جو ان کے نزدیک صحیح اور معتبر ہو۔"

اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے لکھا ہے۔

امام احمد چون از مسودہ ایں مسند فارغ شد ہمہ اولاد خود را جمع کردہ بر ایشان خواند وگفت ایں کتابیست کہ من آنرا جمع کردہ ام و چیدہ ام از ہفت لک و پنجاہ ہزار حدیث یعنی طرق پس اگر مسلمانان را اختلافے واقع شود در احادیثے از احادیث پیغمبرؐ باید کہ باین کتاب رجوع آرند۔

امام احمد جب اپنی یہ کتاب مسند لکھ چکے تو اپنی سب اولاد کو جمع کر کے ان پر اس کتاب کو پڑھا اور کہا کہ یہ ایسی کتاب ہے جس کو میں نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار حدیثوں سے چن چن کر اس کو لکھا ہے یعنی طریقوں سے۔ اب اگر مسلمانوں میں حضرت رسولؐ خدا کی حدیثوں کے بارے میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اسی کتاب کی طرف رجوع کر کے صحیح کو سمجھ لیں۔ (بستان المحدثین)

ہماری سمجھ میں اب تک نہیں آیا کہ امام احمد صاحب کا جنازہ کس میدان میں پڑھا گیا جہاں آٹھ لاکھ آدمی ایک وقت میں کھڑے ہو گئے تھے اور اس سے زیادہ یہ بات ناقابل فہم ہو رہی ہے کہ ان کے مرنے کے دن ساٹھ ہزار عورتیں اور بیس ہزار یہود و نصاریٰ کیوں مسلمان ہو گئے۔ ان کی موت سے اتنے لوگوں کو اسلام قبول کر لینے کو کیا تعلق ہوا۔ کیا وہ سب اس انتظار میں تھے کہ ادھر امام صاحب کی روح نکلے اور وہ فوراً مسلمان ہو جائیں۔ خلیفہ اول، خلیفہ دوم، خلیفہ سوم کے مرنے پر تو کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ ۱۲

اور جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے لکھا ہے۔ "مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ کتاب اہل سنت و الجماعت کے نزدیک فن حدیث میں نہایت ہی معتبر ہے۔ اصل جامع اس کے خود امام احمد بن حنبل ہیں پھر ان کے صاحبزادے عبداللہ نے اس کو مرتب کیا اور ان کے بعضے تلامذہ نے اس میں کچھ اضافہ بھی کیا۔ حضرت مولانا ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ البالغہ میں صحاح ستہ کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں۔۔۔ یعنی مسند امام احمد (کتب احادیث کے) اسی طبقہ کے قریب قریب ہے کیونکہ امام احمد بن حنبل نے اس کو ایک اصل قرار دیا ہے جس کے ذریعہ سے صحیح و سقیم ہونے کی پہچان ہو سکتی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ جو حدیث اس مسند میں نہ ہو اسے قبول نہ کرو۔ اور امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں خطبہ میں فرماتے

ہیں۔۔۔یعنی جتنی حدیثیں مسند امام احمد بن حنبل میں ہیں وہ سب مقبول ہیں کیونکہ اس میں ضعیف حدیث بھی حسن کے درجہ کی ہے اور شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں۔۔یعنی ائمہ فن حدیث کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہ کتاب مسند احمد حدیث کی بہترین کتابوں اور احسن الکتب میں سے ہے۔غرض یہ کتاب نہایت ہی معتبر ہے۔۔۔اور ابن جوزی اور ابن تیمیہ وغیرہ ہما۔۔۔نے جو اس کتاب کی بعضے حدیثوں پر جرحیں کی ہیں اس کے جوابات کافی حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب القول المسدد میں دے دیئے ہیں۔۔۔ایسے امام مستند کی کتاب میں جو حدیث کے بحر ذخار اور امام اہل حدیث تھے''۔(شہادۃ حسینؑ ۲۵)علامہ اخطب خوارزمی، مناقب خوارزمی میں اور محمد بن یوسف گنجی کفایۃ الطالب میں امام احمد کے متعلق لکھتے ہیں۔و هو کما یعرف اصحاب الحدیث فی علم الحدیث قریع اقرانه و امام زمانه و المقتدی به فی هذا الفن الخ امام احمد جیسا کہ جملہ محدثین معترف ہیں کہ وہ فن حدیث میں اپنے تمام ہمسر علماء کے رئیس وسردار اور اپنے زمانے کے امام اور اس فن میں مقتدا و پیشوا ہیں۔علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں و احمد مقلد فی الباب متی روی حدیثا وجب المصیر الی روایته لانه امام زمانه و عالم او انه والمبرز فی علم النقل علی اقرانه والفارس الذی لا یجاری فی میدانه امام احمد حدیث کے معاملہ میں واجب الاقتداء ہیں آپ ہی کی تقلید کی جاتی ہے آپ جب کوئی حدیث روایت کریں تو آپ کی روایت کردہ حدیث ہی کی طرف رجوع کرنا واجب ہے کیونکہ وہ اپنے زمانے کے امام اور اپنے وقت کے علامہ تھے اور اپنے ہمسر علماء پر نقل و روایت میں فوقیت رکھتے ہیں اور وہ شہسوار ہیں کہ میدان علم حدیث میں جن کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

عبد الوہاب سبکی شفاء الاسقام در زیادہ خیر الانام میں لکھتے ہیں۔واحمد رحمة الله علیه لم یکن یروی الاعن ثقة و قد صرح الخصم یعنی امام احمد نے جتنی روایتیں کی ہیں وہ سب ثقہ شخصوں سے کی ہیں جیسا کہ معترض ابن تیمیہ نے بھی اقرار کیا ہے۔

امام حاکم:

جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے لکھا''مستدرک حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ مشہور بہ حاکم جو کبار محدثین سے گزرے ہیں اور اپنے وقت میں امام اہل حدیث تھے،ان کی کتاب مستدرک جو بہت ہی مشہور کتاب ہے۔''(شہادۃ حسینؑ ۳۲)اور علامہ چلپی نے لکھا ہے۔مستدرك علی الصحیحین فی الحدیث الشیخ الامام ابی عبدالله محمد بن عبد الله المعروف بالحاکم النیشاپوری الحافظ المتوفی ۴۰۵ھ یعنی بہت بڑے بزرگ اور امام

حاکم کی کتاب مستدرک جو انھوں نے صحیح بخاری وصحیح مسلم کی چھوٹی ہوئی حدیثوں کو جمع کرنے کے لئے لکھی اور امام موصوف علم حدیث کے بڑے حافظ تھے ۴۰۵ھ میں انتقال کیا۔(کشف الظنون) اور علامہ ابن خلکان نے لکھا ہے۔امام اھل الحدیث فی عصرہ والمؤلف فیہ الکتب التی لم یسبق الی مثلھا کان عالما عارفا واسع العلم یعنی امام حاکم اپنے زمانے میں علم حدیث کے بڑے پیشوا تھے اور انھوں نے فن حدیث میں ایسی کتابیں لکھی ہیں جن کی مثل ان سے پہلے کسی نے نہیں لکھی تھیں، وہ بڑے عالم عارف اور بڑے وسیع علم کے تھے۔(وفیات الاعیان مطبوعہ مصر) علامہ عبد الغافر بن اسماعیل تاریخ نیشا پور میں لکھتے ہیں:۔

ابو عبد اللہ الحاکم ھو امام اھل الحدیث فی عصرہ العارف بحق معرفتہ و من تأمل کلامہ فی طرق الحدیث اذعن بفضلہ و اعترف لہ بالمزیۃ علی من تقدمہ واتعابہ من بعدہ و تعجیزہ اللاحقین عن بلوغ شانہ عاش حمیداً و لم یخلف فی وقتہ مثلہ۔

امام حاکم اپنے زمانے کے اہل حدیث کے امام اور علم حدیث کی کماحقہ معرفت رکھنے والے ہیں۔جو شخص ان کی تصانیف میں ان کی عبارت پر غور کرے اور اسلوب تحریر پر نظر کرے اور اس کا اندازہ کرے کہ وہ حدیث کے اسناد وطرق پر کتنی گہری نظر رکھتے تھے وہ ان کے فضل وکمال کا یقین کر کے رہے گا اور اسے اعتراف کرنا ہی پڑے گا کہ یہ امام حاکم اپنے سابق کے تمام علماء پر فضیلت رکھتے ہیں نہ اگلے ان کے مقابل ہو سکتے ہیں اور نہ بعد کے آنے والے اور نہ کوئی شخص ان کے درجہ و منزلت کو پاسکتا ہے۔ستودہ زندگی جئے اور جب انتقال کیا تو زمانہ میں اپنا نظیر نہ چھوڑا۔

علامہ سبکی طبقات شافعیہ میں لکھتے ہیں:۔

کان اماما جلیلا و حافظا حفیلا اتفق علی امامتہ وجلالتہ و عظمۃ قدرہ و سمعت مشائخنا یذکرون ایامہ و یحکون ان مقدمی عصرہ مثلا الامام الصعلوکی والامام ابن فورك و سائر الامامۃ یقدمونہ علی انفسھم ویراعون حق فضلہ ویعرفون لہ الحرمۃ الاکیدۃ بسبب تفردہ بحفظہ و معرفتہ۔

یہ امام حاکم بڑے جلیل القدر امام اور بڑے عظیم المرتبہ حافظ تھے لوگوں نے ان کی امامت، جلالت قدر اور عظمت پر اتفاق کیا ہے۔میں نے اپنے بزرگوں کو امام حاکم کا زمانہ یاد کرتے اور اس کا تذکرہ کرتے سنا ہمارے بزرگ بیان کرتے تھے کہ اس زمانے کے بڑے بڑے سر برآوردہ اور نمودار علماء مثلاً امام صعلوکی امام ابن فورک اور سب کے سب مسلمان امام حاکم کو اپنے سے بہتر سمجھتے اور ان کے فضل وکمال کا لحاظ کرتے اور ان کے انتہائی معزز ومحترم ہونے کا اعتراف کرتے کیونکہ یہ امام حاکم اپنے حفظ ومعرفت کی وجہ سے یگانہ روزگار تھے۔

غرض کہ یہ امام حاکم بہت محیر العقول شخصیت کے بزرگ گزرے ہیں ان کے مدائح و مناقب سے علمِ رجال کی کوئی کتاب خالی نہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام حاکم دین محمدی کے مجدد ہیں جنھوں نے چوتھی صدی ہجری میں دین مبین کو حیات تازہ بخشی۔ جا بجا انھوں نے ان کی حدیثوں سے احتجاج و استدلال کیا ہے۔

مشکوٰۃ:

کتاب مشکوٰۃ شریف سے بھی بہت حدیثیں اس کتاب ''ثقل اکبر'' میں نقل کی گئی ہیں اس کا درجہ بھی ملاحظہ ہو'' کتاب مشکوٰۃ المصابیح کوئی نئی کتاب نہیں ہے بلکہ اس جامع کتاب صحاح وسنن کے لب لباب کو تو خالق وہاب نے وہ مقبولیت عامہ اور شہرت تامہ عطا فرمائی ہے جو بیان سے باہر ہے کیونکہ اسلامی دنیا میں ہر ملک ہر ضلع ہر شہر اور ہر قصبہ میں یہ کتاب سرچشمہ ہدایت وثواب داخل درس اولوا الالباب ہے۔ عرب و عجم روم و شام ہند و سندھ بنگالہ و آسام، خراسان و افغانستان و ترکستان وغیرہ جمیع بلاد اسلام میں یہ کتاب مشہور و معروف مقبول و موصوف ہے اور ہر دینی یونیورسٹی کے کورس میں یہ کتاب داخل ہے اور کیوں نہ ہو کہ دینی علم وعمل کے جمیع ابواب کو حاوی اور مشتمل ہے چونکہ یہ دینی کتاب سب دینی کتابوں پر ترجیح رکھتی ہے اسی کتاب کی بدولت گویا ہر مسلمان حضرت سرور عالم محمد رسولؐ اللہ کے ساتھ ہم کلامی کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔ جس کو شوق ہو کہ ہر صبح و شام پیشوائے انبیائے کرام محمد رسولؐ اللہ کے ساتھ ہم کلام ہو اسے چاہیے کہ ہر دو وقت اس مبارک کتاب کو کھول کر ایک آدھ صفحہ یا کم از کم ایک حدیث ہی پڑھ لے، پھر اپنے باطن میں آنحضرتؐ کی ہمکلامی کے انوار کے آثار دیکھ لے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ۱۹۱)

مولوی حسن زماں قول مستحسن میں علامہ شعرانی کی کتاب سے نقل کرتے ہیں:۔

قال الامام عبد الوهاب بن احمد بن علی الشعرانی فی المیزان فی ذکر اجتماع الائمة المجتهدین برسول الله و قد اشتهر بین کثیر من الاولیاء الذین هم دون الائمة المجتهدین فی المقام بیقین انهم كانوا يجتمعون برسول الله كثيرا و يصدقهم اهل عصرهم علی ذالك فمثل بجماعة منهم الشيخ جلال الدين السيوطی۔

امام شعرانی اپنی کتاب میزان میں ائمہ مجتہدین کے خدمت رسالتمآبؐ میں باریاب ہونے کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ بکثرت ایسے اولیاء کے متعلق جو ائمہ اربعہ سے کم ہیں مگر اپنی جگہ پر ان کا مجتہد ہونا یقینی طور پر ثابت ہے یہ بات مشہور ہے کہ وہ رسالت مآبؐ کی خدمت میں بسا اوقات باریاب ہوتے رہے اور اس کی تصدیق ان کے زمانے والے بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ انھیں مجتہدین میں سے ایک بزرگ جلال الدین سیوطی بھی ہیں۔

کنوز الحقائق:

جو تصنیف ہے امام منادی کی یہ بزرگ بھی اسلام کے بڑے جلیل القدر اور عظیم المرتبت عالم ہیں۔ زمانہ حال کے بہت بڑے محدث شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے پیر و مرشد اور ان کے مشائخ اجازہ سے ہیں۔ ان کا انتقال ۱۰۳۱ھ میں ہوا۔

منتخب کنز العمال:

علامہ چلپی نے لکھا ہے:

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال و هو رتب جمع الجوامع للسیوطی (وقال فی موضع اخر بعد ذکر جمع الجوامع السیوطی) ان الشیخ العلامة علاء الدین علی بن حسام الدین الهندی الشهیر بالمتقی رتب هذا الکتاب الکبیر کما رتب الجامع الصغیر سماه کنزل العمال فی سنن الاقوال والافعال۔ (کشف الظنون)

یعنی کتاب کنز العمال حضرت رسولؐ کی ان حدیثوں کا مجموعہ ہے جو اقوال و افعال کے سنن ہیں اور یہ کتاب علامہ سیوطی کی کتاب جمع الجوامع کی مرتب ہے اور دوسری جگہ علامہ سیوطی کی کتاب جمع الجوامع کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ شیخ علامہ علا الدین علی بن حسام الدین نے جو ہندی ہیں اور متقی کے نام سے مشہور ہیں اس کتاب بزرگ کو ترتیب دیا ہے جس طرح کتاب جامع صغیر کو مرتب کیا ہے اور اس کا نام کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال رکھا ہے۔

اور محدثؔ دہلوی جناب شیخ عبد الحق صاحب نے لکھا ہے شیخ علی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خاں المتقی القادری الشاذلی المدینی الچشتی رحمۃ اللہ علیہ درمکہ معظمہ رفت، اقامت نہادہ عالم را بانوار طاعت و مجاہدات و بآثار افادات علوم و افاضت معارف یقینی مستیز و مستفید ساخت و بجمع و تصانیف کتب و رسائل درعلم حدیث و تصوف اشتغال فرمودہ بعد از مشاہدہ آثار خیر الیشاں از توالیف و غیر آں عقل حیراں می شود و بجزم حکم می کند کہ ایں پایے توفیق کامل و برکت شامل کہ ناشی از کمال مرتبہ استقامت و رسوخ درجہ ولایت باشد وجود نہ گیرد جامع صغیر و جمع الجوامع شیخ جلال الدین سیوطی را کہ احادیث بترتیب حروف تہجی جمع کردہ و ادعاء احاطہ جمیع احادیث نبوی از اقوال و افعال کردہ بہ ترتیب فرمودہ شیخ ابو الحسن بکری می فرموند للسیوطی منة المسلمین علی و للمتقی منة علیه (کتاب اخبار مطبوعہ) یعنی صاحب کنز العمال ملا علی متقی نے مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی اور عالم کو اپنی عبادت و ریاضت اور انوار علوم سے روشن و مستفید کیا اور علم حدیث و تصوف کی کتب و رسائل کی

تصنیف کی ان کی غیر معمولی خوبیوں کو دیکھنے کے بعد جو ان کی تالیف وغیرہ سے ظاہر ہوتی ہیں عقل حیرت میں ہے اور لامحالہ یہ یقین کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ ان بزرگ نے جو خدمتیں انجام دی ہیں وہ بغیر خدا کی طرف سے مکمل توفیق و برکت حاصل ہوئے انجام پانا ممکن نہ تھیں۔ جامع صغیر اور جمع الجوامع جو علامہ سیوطی کی تالیف ہے جس میں انھوں نے رسالت مآبؐ کی کل حدیثوں کو حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کیا ہے ملا علی متقی نے مرتب کر کے باب باب قرار دے کر تالیف کیا۔ شیخ ابوالحسن بکری کا قول ہے کہ سیوطی کا مسلمانوں پر احسان ہے کہ انھوں نے رسالت مآبؐ کی کل حدیثوں کو جمع کیا اور ملا علی متقی کا خود سیوطی پر یہ احسان عظیم ہے کہ ان کی کتاب کو بہتر عناوین سے ترتیب دیا۔ مولوی غلام علی آزاد بلگرامی اپنی کتاب سبحۃ المرجان میں لکھتے ہیں کہ علی متقی صاحب کنز العمال اعاظم اولیا اور اکابر اتقیا سے تھے۔

عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ اپنے رسالہ نور سافر عن اخبار القران العاشر میں ان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

و کان من العلماء العاملین و عباد اللہ الصالحین علی جانب عظیم من الورع والتقوی والاجتہاد فی العبادۃ و رفض السوی و ذکروا عنہ اخبار احمیدۃ و من مناقب انہ رای النبی فی المنام و کانت لیلۃ جمعۃ سبعۃ عشرین فی شہر رمضان فسالہ عن افضل الناس فی زمانہ قال انت قال ثم من قال محمد بن طاہر بالھند الخ۔

یہ ملا علی متقی باعمل علماء اور خداوند عالم کے صالح بندوں میں سے تھے۔ پرہیز گاری و زہد کے بڑے درجہ پر فائز اور عبادت الٰہی میں غائت درجہ منہمک اور دنیا سے بالکل بے نیاز۔ لوگوں نے ان کے بہت فضائل ذکر کئے ہیں منجملہ ان کے مناقب کے یہ بھی ہے کہ انھوں نے حضرت رسالت مآبؐ کو خواب میں دیکھا اور وہ شب، شبِ جمعہ اور ۲۷ ماہ مبارک کی شب تھی انھوں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ اس زمانہ میں سب سے افضل کون ہے؟ حضرتؐ نے جواب دیا کہ تم ہو۔ انھوں نے پوچھا کہ اور میرے بعد؟ تو حضرتؐ نے فرمایا ہند میں محمد بن طاہر۔

مولوی صدیق حسن خاں صاحب اتحاف النبلا میں لکھتے ہیں "علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خاں المتقی جونپوری الاصل برہانپوری المولد بود در ۹۵۲ھ بحرمین شریفین خرامیدہ و در مکہ معظمہ رجل اقامت افگند از کثرت ریاضت وتقویٰ ونشر علوم ظاہر و باطن غلغلہ بملاء اعلی برسانید خواص وعوام آں بقعہ مقدسہ بکمال فضل و ولایت او اعتراف داشتند شیخ ابن حجر ہیتمی کہ مفتی حرم محترم مولف صواعق محرقہ در ابتدائے حال استاد او بود آخر خود در تلمیذش میخواند و رسم ارادت بجا آورد و خرقہ خلافت پوشیدہ (علی بن حسام الدین اصل میں جونپور کے رہنے والے تھے۔ برہان پور میں پیدا ہوئے۔ ۹۵۲ھ میں حرمین شریفین کی طرف روانہ ہوئے اور آخر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی اور کثرت ریاضت وتقویٰ اور علوم ظاہری و باطنی کی نشر و اشاعت کی وجہ سے آپ کے

فضل وکمال کا غلغلہ ملاءِ اعلیٰ تک پہنچا۔ سرزمین مکہ کے خواص وعوام آپ کے کمال فضل و درجہ ولایت کے معترف تھے۔ حتیٰ کہ شیخ ابن حجر صاحب صواعق محرقہ جو ابتداء استاد تھے ملا علی متقی کے وہ بعد میں ان کے آگے زانوے ادب تہ کرنے لگے اور شاگرد ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور خرقہ خلافت پہنا۔

ابن اثیر جزری:

علامہ چلپی نے لکھا ہے:

اسد الغابه فی معرفه الصحابه للشیخ عز الدین علی بن محمد بن اثیر الجزری المتوفی ۶۳۰ھ ذا کر الذهبی فی تجرید اسماء الصحابة کتاب ابن اثیر نفیس مستقصی لاسماء الصحابة۔ (کشف الظنون)

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ شیخ عزالدین علی بن محمد بن اثیر جزری المتوفی ۶۳۰ھ کی ہے۔ علامہ ذہبی نے تجرید اسماء صحابہ میں ذکر کیا ہے کہ ابن اثیر کی کتاب (اسد الغابہ) بڑی نفیس کتاب ہے جو جملہ صحابہ کے اسماء کو حاوی ہے۔

اور علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے:

ابن الاثیر الامام العلامة الحافظ فخر العلماء عز الدین ابو الحسن علی ابن الاثیر صاحب التاریخ و معرفة الصحابة و کان مکملا فی الفضائل عارفا بالرجال و انسابهم لاسیما الصحابه مع الامانة الخ۔

ابن اثیر امام علامہ حافظ فخر العلماء عزالدین ابوالحسن علی ابن اثیر تاریخ اور معرفت صحابہ کے عالم۔ یہ جملہ فضائل میں مکمل اور رجال کے عارف اور انساب کے ماہر خصوصاً صحابہ کے حالات کی معرفت تامہ رکھنے والے بزرگ تھے اور امانتداری کے ساتھ ساتھ۔

مشہور مورخ ابوالفداء کی کتاب المختصر اور مورخ ابن خلکان کی وفیات الاعیان میں ہے:۔

و کان اماما فی حفظ الحدیث و معرفته و ما یتعلق به حافظا للتواریخ المتقدمة و خبیرا بانساب العرب واخبارهم و ایامهم۔

یہ ابن اثیر حدیث کے حافظ اس کی معرفت کامل رکھنے والے اور متعلقات علم حدیث پر عبور رکھنے میں امام ہیں یہ اگلی اور پچھلی تاریخ کے حافظ اور عرب کے انساب ان کی خبروں اور لڑائیوں کے حالات پر کامل واقفیت رکھنے والے ہیں۔

مرآۃ الجنان علامہ یافعی۔ طبقات شافعیہ، مدینۃ العلوم، ابجد العلوم، تاج مکلل مولوی صدیق حسن خاں ان سب میں کم وبیش ایسے ہی الفاظ ابن اثیر کے متعلق لکھے گئے ہیں اور ان کی عظمت وجلالت کو خراج تحسین ادا کیا گیا ہے۔

علامہ ابن عبد البر:

علامہ چلپی نے لکھا ہے:

استیعاب فی معرفۃ الاصحاب للحافظ ابی عمر یوسف ابن عبد البر المتوفی ۴۳۶ھ وھو کتاب جلیل القدر۔

استیعاب فی معرفۃ الاصحاب حافظ ابوعمر یوسف بن عبد البر کی جن کا انتقال ۴۳۶ھ میں ہوا بڑی جلیل القدر کتاب ہے۔

علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں:۔

لہ توالیف لامثل لھا و منھا کتاب الاستیعاب لیس لاحد مثلہ۔

علامہ ابن عبد البر کی بہت سی بے مثل ونظیر تالیف میں منجملہ ان کے کتاب استیعاب ہے جس کا جواب کسی کے پاس نہیں۔

اور شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی نے لکھا ہے "قاضی ابن عبد البر بہت بڑے محدث و امام ہیں ان کی کتاب الاستیعاب صحابہ کے حالات میں ایک مشہور و مستند کتاب ہے"۔ (سیرۃ النعمان)

مرزا محمد بدخشانی تراجم الحفاظ میں ان کے متعلق لکھتے ہیں "کان اماما فاضلا کبیر اجلیل القدر" یہ بہت بڑے امام اور صاحب فضل وکمال اور بڑے جلیل القدر بزرگ ہیں۔

ابنِ سعد:۔

علامہ چلپی نے لکھا ہے:

طبقات الصحابۃ والتابعین لابی عبد اللہ محمد بن سعد الزھری البصری کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ۔ (کشف الظنون)

اور علامہ ابن خلکان نے لکھا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن سعد کاتب الواقدی احد الفضلا النبلا الاجلاء ضف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابۃ و کان کثیر العلم و الروایات۔ (وفیات الاعیان مطبوعہ مصر)

ابوعبد اللہ محمد بن سعد کاتب واقدی ایک بڑے فاضل جلیل القدر رفیع المنزلۃ ہیں۔ صحابہ کے متعلق بہت بڑی کتاب تصنیف کی اور یہ بہت زیادہ علم اور روایات کی واقفیت رکھنے والے بزرگ ہیں۔

اور شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی نے لکھا ہے "محمد بن سعد کاتب الواقدی نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے۔ اس

نے ایک کتاب آنحضرتؐ اور صحابہ و تابعین تبع تابعین کے حالات میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ دس بارہ جلدوں میں لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر لکھا ہے یہ کتاب طبقات ابن سعد کے نام سے مشہور ہے۔ (الفاروق)

اور مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے لکھا ہے۔ "ہماری محنت و جانفشانی کی یہیں تک حد نہیں ہوئی بلکہ ان راویوں کے طبقات قائم کئے۔ صحابہ کے طبقات علیحدہ تابعین کے علیحدہ متاخرین کے علیحدہ طبقات صحابہ میں سب سے زیادہ مشہور طبقات ابن سعد ہے جو پندرہ جلدوں میں ہے اور ہندوستان کے بعض کتب خانوں میں اس کی جلدیں موجود تھیں مگر اب جرمن سے طبع ہو کر شائع ہوئی ہے۔ یہ محمد بن سعد ۱۶۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ تو گویا یہ کتاب دوسری صدی کے آخر اور تیسری صدی کے اوائل کی تصنیف ہے۔ اس میں صحابہ کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں بعضے تابعین کے احوال بھی ہیں۔ اس کتاب کے بعد بہت لوگوں نے اسی نہج اور انداز پر احوال صحابہ تالیف کیں جس میں اشہر تصانیف استیعاب حافظ ابوعمر و معروف بہ ابن عبد البر اندلسی کی کتاب ہے یہ بزرگ قرطبہ کے اکابر محدثین سے تھے اور ۴۶۳ھ میں انتقال کیا یہ کتاب دو جلدوں میں حیدر آباد دکن میں چھپ گئی ہے اس کے بعد طبقات صحابہ میں مشہور کتاب اسد الغابہ ہے جس کو علامہ ابن اثیر نے تالیف کیا۔ یہ چھٹی صدی کے مشہور عالم ہیں اور ۶۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا یہ کتاب مصر میں چھپ گئی ہے۔ پھر اس کے بعد اس فن کی مشہور کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ ہے اس کے مؤلف حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں جو آٹھویں صدی یا نویں صدی کے مشہور محدث و نقادِ حدیث گزرے ہیں اور یہ کتاب نہایت ہی مستند سمجھی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب کا مختصر حافظ جلال الدین سیوطی نے کیا اور دیگر علماء نے بھی صحابہ کے احوال میں بشمول تابعین وغیرہ ہم کتابیں لکھی ہیں۔" (شہادۃ حسینؑ ۱۰) پھر لکھا ہے۔ طبقات صحابہ میں ہم نے جن کتابوں کا ذکر کیا ہے ان کے مصنفین ایک ملک یا شہر کے رہنے والے نہ تھے۔ بلکہ مختلف بلاد و امصار کے۔ ابن سعد بغدادی ہیں ابن اثیر شامی۔ ابن حجر مصری اور ابن عبد البر اندلسی۔ اندلس پر ہمیشہ بنی امیہ حاوی رہے اور ان کی وہاں ایک مستقل سلطنت تھی وہاں کے اکثر علماء جب امویت میں سرشار تھے جیسے ابن عربی اور ابن خلدون وغیرہ۔" (شہادۃ حسینؑ ۱۱) وہ علماء اندلیس جو خاص بنی امیہ کی سطوت و جبروت میں تھے۔ وہ بھی چھپا نہ سکے اور اکابر محدثین و علماء اندلس مثل ابوعمر و قرطبی ابن خرم حمیدی۔ ابن عربی مالکی۔ ابن عربی صوفی ابن عبد ربہ مقری وغیرہ ہم رحمھم اللہ اپنی تصانیف و توالیف میں برابر مذکور کرتے آئے اور ان لوگوں کی کتابیں ہم لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔

ابن حجر عسقلانی:

اوپر کی عبارت میں ان کی عظمت و جلالت کا تذکرہ ضمناً گزر چکا ہے۔ علامہ چلپی نے لکھا ہے:۔

اصابه فی تمیز الصحابه للحافظ شهاب الدین احمد بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ و هو فی مجلدات کبار جمع فیه ما فی الاستیعاب و ذیله۔ (کشف الظنون)

اصابہ فی تمیز الصحاب حافظ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی ہے اور یہ کئی بڑی بڑی مجلدات میں ہے جس میں انھوں نے استیعاب اور اس کے مستدرکات جمع کئے ہیں۔

محمد بن یعقوب حاشیہ روض الاخیار میں لکھتے ہیں:۔

و صلی علیه الخلیفة و کان وفاته یوما عظیما لم یر فی القاهرة مثله عن بعض الصلحاء ان الخضر صلی الصلوة علیه۔

ابن حجر کی نماز جنازہ خلیفہ نے پڑھی اور ان کے انتقال کا دن بڑا اہم دن تھا۔ قاہرہ میں ایسا اہمیت والا دن نہیں گذرا بعض صلحاء سے منقول ہے کہ جناب خضرؑ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

مدینۃ العلوم میں ہے:۔ وصلی علیه خلق کثیر و من جملتهم ابو العباس الخضر راه عصابة من الاولیاء ان کی نماز جنازہ بکثرت خلائق نے پڑھی منجملہ ان کے حضرت خضر بھی ہیں جنہیں ایک بڑی جماعت اولیا نے دیکھا۔

علامہ زرقانی شرح مواہب لدینہ میں لکھتے ہیں:۔ و انتهت الیه الرحلة والریاسة فی الحدیث فی الدنیا باسرها فلم یکن فی عصره حافظ سواه قال السیوطی وختم به الفن علامہ ابن حجر عسقلانی فن حدیث میں ساری دنیا کے پیشوا اور مرجع خلائق تھے۔ آپ کے زمانہ میں آپ کے سوا کوئی حافظ نہ تھا۔ علامہ سیوطی کا قول ہے کہ فن حدیث کا انھیں ابن حجر پر خاتمہ ہوگیا۔

احمد بن محمد بن احمد بن علی النخلی المکی اپنے رسالہ اسانید میں ان کے متعلق یہ لفظیں لکھتے ہیں۔ العسقلانی امام و شیخ وحده لم ترعین فی الفضل والکمال قط مثله علامہ ابن حجر عسقلانی امام زمانہ اور استاد یگانہ ہیں۔ فضل و کمال میں آپ کا مثل کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ انھیں بزرگ نے اپنے مذکورہ بالا رسالہ میں دوسرے مقام پر ابن حجر کو امیر المومنین فی الحدیث شیخ السنۃ ایسے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ مولوی حسن زمان اپنی کتاب قول مستحسن میں ان کے متعلق لکھتے ہیں الحافظ ابن حجر کان رحمه الله علی الاطلاق احفظ اهل الافاق ابن حجر علی الاطلاق تمام روئے زمین کے باشندوں میں سب سے زیادہ حافظ تھے۔

محب الدین طبری:

جن کی کتاب الریاض النضرہ ہے۔علامہ چلپی نے لکھا ہے:الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری الشافعی المکی ریاض النضرہ محب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری شافعی مکی کی تصنیف ہے۔(کشف الظنون) یہ بڑے جلیل القدر عالم اہل سنت ہیں اکثر علماء ان کے خوان علم کے زلہ خوار ہیں۔علامہ دیار بکری نے بھی اپنی تاریخ خمیس میں ان کی کتابوں سے اقتباسات لئے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔انتخبتها من الکتب المعتبرہ و ھی تفسیر الکبیر والکشاف و ذخائرا العقبی لمحب الدین طبری وریاض النضرہ میں نے اس تاریخ خمیس کو معتبر کتابوں سے منتخب کر کے لکھا ہے منجملہ ان کے تفسیر کبیر،تفسیر کشاف اور ذخائر عقبی اور ریاض النضرہ محب الدین طبری ہے۔

شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی ،صاحب تحفہ اثنا عشریہ رسالہ اصول حدیث میں ریاض النضرہ کے متعلق لکھتے ہیں"واحادیث ومناقب راعلم مناقب گویند درین باب نیز تصانیف متعدد ومتنوعہ واقع شدہ وبعضی محدثین بالخصوص مناقب بعضی از آل واصحاب راجدا نوشتہ اند برائے غرضی کہ متعلق شد بآن مثل مناقب قریش ومناقب الانصار ومناقب العشرۃ المبشرہ کہ تصنیف محب طبری است مسمی بریاض النضرہ فی مناقب العشرہ وذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربیٰ،احادیث مناقب کو علم مناقب کہتے ہیں اس فن میں بھی متعدد تصنیفیں ہوئی اور بعض محدثین نے خصوصیت کے ساتھ آل واصحاب کے مناقب کو علیحدہ علیحدہ لکھا ہے مثلاً مناقب قریش۔مناقب انصار۔اور مناقب عشرہ مبشرہ جس کا نام ریاض النضرہ ہے اور محب طبری کی تصنیف ہے اسی طرح ان کی دوسری کتاب ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربیٰ"۔شاہ عبد العزیز صاحب کے والد شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء نے ریاض النضرہ کو اپنی اکثر وبیشتر کتابوں میں پیش نظر رکھا ہے اور جابجا اس کی حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔چنانچہ ازالۃ الخفاء میں رضا وناراضی فاطمہ از ابوبکر کے متعلق بھی ریاض النضرہ ہی کی حدیث پیش کی ہے۔مولوی حیدر علی صاحب نے منتہی الکلام میں ریاض النضرہ کی توثیق کی ہے اور صحیح بخاری کے برابر جانا ہے لکھتے ہیں۔"چنانچہ مطالعہ صحیح بخاری ودیگر کتب احادیث مثل ریاض النضرہ شاہد وعدل برآنست" صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث مثلاً ریاض النضرہ کا مطالعہ اس کا شاہد عادل ہے۔

شاہ ولی اللہ دھلوی:

جن کی کتاب ازالۃ الخفاء سے بھی کچھ حدیثیں "ثقل اکبر" میں لی گئی ہیں۔جناب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کے باپ اور استاد تھے دونوں باپ بیٹے نے مذہب شیعہ کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا تھا۔شاہ صاحب نے ازالۃ الخفاء میں خلیفہ

اول و دوم کی خلافت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے پوری کوشش کی ہے اور ان کے صاجزادے صاحب نے تو مستقل کتاب تحفہ اثنا عشریہ شیعوں ہی کے مذہب کی رد میں لکھ کر شائع کردی۔ ان شاہ ولی اللہ صاحب کے بارے میں جناب مولوی صدیق حسین خاں صاحب بھوپالی نے لکھا ہے کہ (مسند الوقت الشیخ الاجل شاہ ولی اللہ) مسند وقت اور شیخ جلیل القدر شاہ ولی اللہ الخ (ابجد العلوم) اور جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے لکھا ہے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مناظرے کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ (جو شیعوں کی تردید میں لکھی گئی ہے) میں بھی اور صرف شاہ صاحب ہی نہیں ان کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جو فن حدیث کے بڑے نقاد گزرے ہیں اپنی تصنیفات میں۔ (شہادۃ حسین ۴)

تمّت بالخیر